برصغیر پاک و ہند میں پہلی جامع اردو شرح ترمذی

فیوض النبی

شرح

جامع الترمذی

جلد دوم

ابواب الطہارۃ حدیث ۱ تا ۱۴۸ (۵۵)

فضیلۃ الشیخ مفتی

محمد ارشد القادری

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ رضویہ لاہور

تعلیم و تربیت پبلی کیشنز

لاہور۔ پاکستان

تحریک تعلیم وتربیت اسلامی کا اشاعتی ادارہ

تعلیم وتربیت پبلی کیشنز ○ لاہور ○ پاکستان

برصغیر پاک و ہند میں پہلی جامع اردو شرح ترمذی

فیوض النبی

شرح

جامع الترمذی

جلد دوم

ابواب الطہارۃ حدیث ۵۵ تا ١٢٨

فضیلۃ الشیخ مفتی

محمد ارشد القادری

شیخ الحدیث جامعۃ اسلامیۃ رضویۃ لاہور

تعلیم و تربیت پبلی کیشنز

لاہور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	فیوض النبی شرح جامع ترمذی (جلد دوم)
تالیف	فضیلۃ الشیخ مفتی محمد ارشد القادری شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ رضویہ لاہور
پروف ریڈنگ	علامہ محمد فیض رسول (رضوین)، علامہ محمد یامین (رضوین)
کمپوزنگ	تعلیم وتربیت کمپوزنگ سنٹر شاہدرہ لاہور
زیر اہتمام	دار الحدیث ارشدیہ
سلسلہ اشاعت	29/2
طباعت	باراوّل
سن اشاعت	فروری 2014ء / ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
تعداد	گیارہ سو (1100)
قیمت	اعلیٰ ایڈیشن: عام ایڈیشن:

Taleem-o-Tarbiyat Publications
Head Office: Razvia Islamic University Shahdra, Lahore.
Phone: +92-42-37962152, +92-346-4673573, +92-313-4673573
Email: taleem-o-tarbiyatpublications@live.com
Q_TTI@hotmail.com

تعلیم وتربیت پبلی کیشنز
ہیڈ آفس: جامعہ اسلامیہ رضویہ شاہدرہ، لاہور
فون: ۰۰۹۲-۴۲-۳۷۹۶۲۱۵۲ ۰۰۹۲-۳۴۶-۴۶۷۳۵۷۳
۰۰۹۲-۴۲-۳۷۰۳۴۷۱۱ ۰۰۹۲-۳۲۰-۴۶۷۳۵۷۳
ای میل: teleem-o-tarbiyatpublications@live.com

کلمۃ الناشر

تعلیم وتربیت پبلی کیشنز، اسلامی کتب کی اشاعت کا مرکز بن کرا بھرنے والا واحد ادارہ ہے۔ جو ہمہ وقت مختلف موضوعات پر کتب کی اشاعت میں سرگرم عمل ہے۔ ادارہ کے مختلف شعبوں کے زیر اہتمام مختلف کتب کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔

علوم القرآن کی نشر و اشاعت کے لیے دار القرآن ارشدیہ قائم ہے، شروح حدیث اور کتبِ علوم الحدیث کی تصنیف و اشاعت کا کام دار الحدیث ارشدیہ کے تحت جاری ہے۔ ادارہ تحقیقاتِ شریعت بھی فقہی موضوعات پر کتب کے اہتمام اشاعت میں مصروف ہے۔ العطایا المحمدیہ فی الفتاوی الارشدیہ (حضرت مفتی اعظم پاکستان کا فتاویٰ جوان شاء اللہ ضخیم فتاویٰ ہو گا) کی ترتیب وتدوین پر دار الافتاء ارشدیہ میں بورڈ مصروف عمل ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''فیوض النبی شرح جامع ترمذی'' حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد ارشد القادری دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ہے۔ اس کی تحریک فقیہ العصر بقیۃ السلف قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے صاحبزادے محمد مسعود حسّان صاحب زید مجدہٗ نے دی۔ برِصغیر پاک وہند میں پہلی مرتبہ اس نوعیت کی کامل اور جامع شرح ترمذی ہے جو اپنے اندر کمال محتاط انداز، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تحقیق روات، نصائح وعبر اور تحقیقی شرح کا عمدہ اسلوب سموئے ہوئے ہے۔ مزید برآں اس شرح کی تالیف کرتے وقت مصنف نے جدّت زمانہ، عصر حاضر کے جدید تقاضوں، متقدمین کے نظریات، متاخرین کی آراء اور ملّت اسلامیہ کی ضروریات کو مدنظر رکھا ہے۔ حدیث کی تشریح بڑی شرح وبسط کے ساتھ کرتے ہوئے فلاحِ اعمال، اصلاح عقائد کا فریضہ بڑی عمدگی سے سرانجام دیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ''فیوض النبی شرح جامع ترمذی'' میں حقیقی طور پر فیوضات محمدیہ اور برکات مصطفویہ کے آثار نظر آتے ہیں جو اسی کا خاصہ ہے کہ مصنف نے حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضور نبیِ آخر الزماں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصائص واختیارات، مقام اہلبیت، صحابہ کرام کے فضائل ومناقب، محاسن ومحامد تابعین اور رواۃ حدیث کے کمالات کو بیان کرتے ہوئے محبّتِ رسول کی گل باری کی ہے اور غلامیٔ رسول کا مقتضیٰ بیان کر کے اصلاح احوال کے ساتھ وحدت امت کا درس دیا ہے۔

''فیوض النبی شرح جامع ترمذی'' کا اسلوب سادہ، شُستہ زبانِ فقہی مسائل کا احاطہ، نصائح کا بیان، رواۃ حدیث کی مکمل تفصیل، عام فہم تشریح، مختلف علوم وفنون کا بیان وضاحت لغات اور لطائف تصوف سے مزیّن ہے۔

والسلام

احمد رضا القادری

(ڈائریکٹر تعلیم وتربیت پبلی کیشنز)

6 جنوری 2014ء بمطابق ۴ ربیع الاوّل ۱۴۳۵ ہجری بروز پیر

کلمات سپاس

الحمدللہ! ثم الحمدللہ! فیوض النبی شرح جامع ترمذی کی جلد دوم پیش قارئین ہے۔

سیدی مفتی اعظم پاکستان علامہ محمد ارشد القادری دامت برکاتہم العالیہ کی محنت شاقہ کی عرق ریزیوں سے جامع ترمذی کے ابواب الطہارۃ کی شرح مکمل ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ رضویہ میں قائم شدہ دارالحدیث ارشدیہ بورڈ کے اراکین بالخصوص علامہ محمد فیض رسول صاحب (رضوین)، علامہ محمد یامین نقشبندی صاحب (رضوین)، علامہ محمد عثمان قادری (رضوین)، علامہ قاری سعید احمد صاحب (رضوین)، مولانا غلام مصطفیٰ نقشبندی (رضوین)، علامہ محمد مظہر اقبال قادری (رضوین)، علامہ خواجہ محمد سلیم القادری (رضوین)، مولانا اعجاز احمد قادری (رضوین) کے خصوصی تعاون اور معاونت کے ساتھ کتاب تکمیل کے مراحل سے گزری۔

صاحبزادہ احمد رضا القادری کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت پبلی کیشنز سٹاف بالخصوص محمد حامد رضا قادری ایم اے (رضوین)، مولانا محمد ساجد کریم قادری بی کام، ایم اے (رضوین)، محمد انصر قادری ایم ایس سی (رضوین)، محمد وسیم قادری ایم ایس سی (رضوین)، محمد عمر قادری (رضوین)، محمد فیاض قادری (رضوین)، علی حسنین قادری (رضوین)، محمد ابوبکر قادری (رضوین) کی خصوصی پیش کش حاضر خدمت ہے۔ دُعا ہے اللہ رب العزت ان تمام احباب اسلامی کو ڈھیروں برکات اور خیر کثیر عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین۔

والسلام

محمد عاکف قادری

(مرکزی نگران شوریٰ تعلیم و تربیت اسلامی پاکستان)

15 فروری 2014ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡاِنۡتِسَابُ

لِلّٰہِ وَلِرَسُوۡلِہٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ

محمد ارشد القادری

۱۶ ذی قعد سنہ ۱۴۳۳ھ
23 ستمبر 2012ء پیر

عرضِ مصنّف

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

فیوض النبی شرح جامع ترمذی کے آغاز پر میں نے لکھا تھا کہ اس کا طرز اس طرح ہوگا اوّلاً میں حدیث شریف کا متن لاؤں گا، ثانیاً اس کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ کروں گا، ثالثاً اس حدیث کی سند میں آنے والے تمام روات کے احوال ذکر کروں گا، رابعاً مذکورہ حدیث کی شرح لکھوں گا، خامساً اس حدیث کی شرح لکھنے کے بعد آخر میں درسِ حدیث کے عنوان سے بھی کچھ رقم کردوں گا۔

الحمدللہ! کام کا آغاز میں نے اپنے طے شدہ نظم کے مطابق کیا اس طرح ابواب الطہارہ کی شرح جب مکمل ہوئی اور وہ مواد کمپوز ہو کر آ گیا تو صفحات تقریباً ڈیڑھ ہزار (۱۵۰۰) بن گئے اب جلد بہت بھاری ہو رہی تھی، میں نے اپنے احباب سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے تو انہوں نے کہا کہ ابواب الطہارہ کی دو جلدیں کر دی جائیں چنانچہ ابواب الطہارہ کی دو جلدیں کر دی گئیں۔

میں نے حساب لگایا کہ اگر اپنے طے شدہ نظم کے مطابق چلتا رہوں تو اس طرح یہ شرح چالیس جلدوں میں مکمل ہوگی۔ اتنی عمر کہاں سے لاؤں۔ بہر نوع آئندہ جلدوں میں انداز تھوڑا سا تبدیل ہوگا۔ احوالِ روات کو مختصر کردوں گا اور میری کوشش یہ ہوگی کہ یہ شرح دس جلدوں میں مکمل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل میری دستگیری فرمائے، میرا یہ کام جلد مکمل ہو، امتِ مسلمہ کے لیے نافع ہو، اس امت میں وحدت پیدا کرنے کا ساماں بنے۔ ایک نیا ولولہ پیدا ہو، ایک نیا جذبہ پیدا ہو، کام کرنے کا وہ طرز سامنے آئے جس کی اب امت کو ضرورت ہے۔ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت کے ایک ایک فرد کے سینے میں موجزن ہو جائے۔ عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ چشمہ پھوٹے کہ حشر تک اس سے پیاسے سیراب ہوتے رہیں۔

ان کی وِلا میں ایسا گما دے خدا ہمیں
ڈھونڈا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

محمد ارشد القادری

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

15 فروری 2014ء ہفتہ

فہرستِ مضامین

باب نمبر ۴۱

حدیث نمبر ۵۵ .... ۳۸
حدیث نمبر ۵۵ کی فنی حیثیت ۳۹
شرح حدیث نمبر ۵۵ .... ۴۶
وضو سے فارغ ہونے کے بعد کونسی دُعا پڑھنی چاہیئے ۴۶
وضو کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے کا ثبوت سند صحیح سے موجود ہے ۵۰
اقول ۵۱
امام مسلم اپنی صحیح میں فرماتے ہیں ۵۱
درسِ حدیث ۵۱
اُٹھو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دعوتِ حق کو عام کرو۔ ۵۲

باب نمبر ۴۲

حدیث نمبر ۵۶ .... ۵۴
حدیث نمبر ۵۶ کی فنی حیثیت ۵۵
شرح حدیث نمبر ۵۶ .... ۵۸
ہمارے سارے دُکھوں کا مداوا نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ ۵۹
وضو کرنے کے لئے کتنا پانی درکار ہوتا ہے اس میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کی تحقیق ۵۹

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ماننے والوں کا نقطۂ نظر ۵۹
اَقُوْلُ ۶۰
اَقُوْلُ ۶۰
اسے بھی پڑھ لیں نوازش ہوگی ۶۰
شیخ الحدیث حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا وضو ۶۱
رطل مُد اور صاع کی مقدار کی تحقیق ۶۱
امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا نقطۂ نظر ۶۲
امام الائمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نقطۂ نظر ۶۲
درسِ حدیث ۶۳
احادیث مبارکہ کا درس دینا شروع کریں ۶۳

باب نمبر ۴۳

حدیث نمبر ۵۷ .... ۶۶
حدیث نمبر ۵۷ کی فنی حیثیت ۶۷
شرح حدیث نمبر ۵۷ .... ۷۱
وضو کرتے وقت پانی کا اسراف ناپسندیدہ عمل ہے ۷۱
وضو کا شیطان کون ہے؟ کیا وسواس کو وضو کا شیطان کہا گیا ہے۔ ۷۲
ذرا ایک نظر ادھر بھی ۷۳
درس حدیث ۷۴
ہر معاملہ میں اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیئے ۷۴

باب نمبر ۴۴

حدیث نمبر ۵۸ .... ۷۶
حدیث نمرب ۵۸ کی فنی حیثیت ۷۷

حدیث نمبر ۵۹ .... ۷۹
حدیث نمبر ۵۹ کی فنی حیثیت ۸۰
حدیث نمبر ۶۰ .... ۸۰
حدیث نمبر ۶۰ کی فنی حیثیت ۸۱
شرح حدیث نمبر ۵۸، ۵۹، ۶۰ .... ۸۲
کیا ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا چاہیے ۸۲
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر ۸۳
اَقُوْلُ ۸۳
اولاً ہر نماز کے لیئے تازہ وضو کرنا واجب تھا فتح مکہ کے بعد اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ ۸۴
ستو تناول فرما کر نیا وضو کیئے بغیر نماز مغرب پڑھی ۸۴
درسِ حدیث ۸۵

باب نمبر ۴۵

حدیث نمبر ۶۱ .... ۸۸
حدیث نمبر ۶۱ کی فنی حیثیت ۹۰
شرح حدیث نمبر ۶۱ .... ۹۲
ایک ہی وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔ ۹۲
نبی اکرم رسول محتشم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائیں ۹۳
تھوڑی سی توجہ ادھر بھی ۹۴
انشاء اللہ دونوں جہانوں میں سرخروئی ہوگی ۹۵
درسِ حدیث ۹۵
ہر نماز کے لیئے تازہ وضو کرنا مستحب ہے اور ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھنا بھی سنت ہے ۹۵

باب نمبر ۴۶

حدیث نمبر ۶۲ .... ۹۸
حدیث نمبر ۶۲ کی فنّی حیثیت ۹۹
شرح حدیث نمبر ۶۲ .... ۱۰۱
ایک ہی برتن میں غسل کرنے سے مراد کیا ہے ۱۰۲
اگر مرد اور عورت ایک ہی برتن سے غسل کرلیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ۱۰۲
میاں بیوی ٹب باتھ کر سکتے ہیں مگر شرطِ طہارت کے ساتھ ۱۰۳
ہمارا گھریلو ماحول عدم اعتماد کا شکار ہے ۱۰۳
درس حدیث ۱۰۴

باب نمبر ۴۷

حدیث نمبر ۶۳ .... ۱۰۸
حدیث نمبر ۶۳ کی فنّی حیثیت ۱۰۹
حدیث نمبر ۶۴ .... ۱۰۹
حدیث نمبر ۶۴ کی فنّی حیثیت ۱۰۹
شرح حدیث نمبر ۶۳، ۶۴ .... ۱۱۳
عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے میں کراھیت ہے ۱۱۳
حضرت سعید بن منصور کے واسطہ سے ۱۱۴
درسِ حدیث ۱۱۵
ہماری ذمہ داری کیا ہے ۱۱۵

باب نمبر ۴۸

حدیث نمبر ۶۵ .... ۱۱۸
حدیث نمبر ۶۵ کی فنّی حیثیت ۱۱۸

شرح حدیث نمبر ٦٥ ...... ١٢٠
کاسۂ بزرگ اور اس کے پانی کی وضاحت ١٢٠
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر ١٢١
درسِ حدیث ١٢٢
کمال عزم و ہمت سے دعوت و تبلیغ کا کام کریں ١٢٢

باب نمبر ۴۹

حدیث نمبر ٦٦ ...... ١٢۴
حدیث نمبر ٦٦ حدیث نمبر ٦٦ کی فنی حیثیت ١٢۵
شرح حدیث نمبر ٦٦ ...... ١٢٩
پانی اس وقت ناپاک ہوتا ہے جب اس کے رنگ، ذائقہ اور بو میں تغیر آجائے ١٣٠
بیئر بضاعہ کی وضاحت ١٣١
قُلّتَین کی وضاحت ١٣١
رطل، مد، صاع اور قلہ کی تحقیق ١٣٢
اقول بفضل اللہ العظیم ان ربی علیم حکیم ١٣٢
درس حدیث ١٣٣
کیا اعضاء وضو کو تولیے یا رومال وغیرہ سے خشک کرنا چاہیئے ١٣٣

باب نمبر ۵٠

حدیث نمبر ٦٧ ...... ١٣٨
حدیث نمبر ٦٧ کی فنی حیثیت ١٣٩
شرح حدیث نمبر ٦٧ ...... ١۴١
علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں۔ ١۴١
ابن عربی فرماتے ہیں کہ اس حدیث پر طعن کیا گیا ہے اِس کی دو وجوہ ہیں۔ ١۴١

اقول بلطف اللہ الجلیل ان ربی حکیم علیم ۱۴۱

باب نمبر ۵۱

حدیث نمبر ۶۸ ...... ۱۴۴
حدیث نمبر ۶۸ کی فنی حیثیت ۱۴۴
شرح حدیث نمبر ۶۸ ...... ۱۴۶
قُلّتین کی مقدار یقینی نہیں ہے ۱۴۶
ماءِ دائم، راکد اور ساکن کیا ہے؟ ۱۴۶
حدیث قلتین اور احناف کا نقطۂ نظر ۱۴۷
فلاح انسانیت ۱۴۷
دین کا کام کرنے والے لائق صد ستائش ہیں ۱۴۸
درسِ حدیث ۱۴۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مسلمانوں کی بلکہ سارے انسانوں کی خیر خواہی مطلوب ہے ۱۴۹

باب نمبر ۵۲

حدیث نمبر ۶۹ ...... ۱۵۲
حدیث نمبر ۶۹ کی فنی حیثیت ۱۵۳
شرح حدیث نمبر ۶۹ ...... ۱۵۵
سمندر کا پانی پاک ہے اور مچھلی وغیرہ حلال ۱۵۶
جھینگہ مچھلی (PROWN) کی تحقیق ۱۵۷
امام احمد رضا خان حنفی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں ۱۵۷
صحاح و تاج العروس میں ہے ۱۵۸
صراح میں ہے ۱۵۸
منتہی الادب میں ہے ۱۵۸

منخرن میں ہے ۱۵۸
تحفۃ المومنین میں ہے ۱۵۸
حیاۃ الحیوان الکبریٰ میں ہے ۱۵۸
امام مالک اور امام اعظم رضی اللہ عنہما کا نقطۂ نظر ۱۶۰
امام شافعی رضی اللہ عنہ کے سمندری جانوروں کے بابت چار اقوال ۱۶۰
اقول بفضل اللہ القوی العزیز! ۱۶۱
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات امت مسلمہ کے لیئے نعمت عظمیٰ ۱۶۱
درسِ حدیث ۱۶۳
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر ۱۶۳

باب نمبر ۵۳

حدیث نمبر ۷۰ .... ۱۶۶
حدیث نمبر ۷۰ کی فنی حیثیت ۱۶۷
شرح حدیث نمبر ۷۰ .... ۱۶۹
امام الانبیاء علیہ السلام نے قبر کے اندر کا حال دیکھ لیا ۱۷۰
تلاوتِ قرآن کا ثواب مرنے والوں کو پہنچتا ہے ۱۷۱
عذاب قبر کے حق میں صحابہ کرام کا نقطۂ نظر ۱۷۱
مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو زندہ کرتا ہے حیات اور عقل لوٹا دیتا ہے ۱۷۳
عقل معیار ردو قبول نہیں معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان اقدس ہے ۱۷۳
ایصال ثواب ۱۷۵
ایمان دار کو مرنے کے بعد اس کی اولاد اور دیگر اعزّہ کی طرف سے نیکیوں پر ثواب ملتا ہے ۱۷۵
رسولِ اکرم سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۱۷۶
ایصال ثواب پر اعتراضات کے جوابات ۱۷۷

مخالفین ایصال ثواب کی مذمت ۱۷۸
قبروں پر پھول ڈالنا ۱۷۹
شیخ تقی عثمانی لکھتے ہیں ۱۸۰
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا ۱۸۱
اپنے ہی قلم سے اپنا خون ۱۸۲
شیخ تقی عثمانی صاحب رقم طراز ہیں ۱۸۲
اقول بفضل اللہ العظیم ان ربی علیم حکیم ۱۸۳
فیصلہ ہمیشہ ٹھنڈے دل و دماغ سے کرنا چاہیئے ۱۸۴
اپنے قول و فعل سے وحدت امّت کا پرچار کریں ۱۸۵
معتزلہ عذاب قبر کے منکر تھے ۱۸۶

باب نمبر ۵۴

حدیث نمبر ۱۷ .... ۱۸۸
حدیث نمبر ۱۷ کی فنی حیثیت ۱۸۹
شرح حدیث نمبر ۱۷ .... ۱۹۱
بچوں کے پیشاب کے بارے میں ائمہ اربعہ کا مذہب ۱۹۲
بول طاہر ہے اس کی نسبت امام شافعی کی طرف کرنا قطعاً باطل ہے۔ ۱۹۴
جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہمارا نہیں ۱۹۴
اقول! ۱۹۴
درسِ حدیث ۱۹۵
مسائل دینیہ کا سیکھنا کتنا ضروری ہے ۱۹۵

باب نمبر ۵۵

حدیث نمبر ۲ ۷ .... ۱۹۸

حدیث نمبر ۷۲ کی فنی حیثیت ۱۹۹
حدیث نمبر ۷۳ .... ۲۰۳
حدیث نمبر ۷۳ کی فنی حیثیت ۲۰۳
شرح حدیث نمبر ۷۲، ۷۳ .... ۲۰۶
یہ منافق ہیں ۲۰۷
صحابہ کرام جن کو گرفتار کر کے لائے تھے وہ مُرتد ہو گئے تھے ۲۰۸
اونٹ کے بول کے متعلق تحقیق ۲۰۸
علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں ۲۰۹
منکرین حدیث کا علمی محاسبہ ۲۰۹
اقول بفضل اللہ العظیم اِن ربی علیم حکیم ۲۱۰
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جنگ کرنے والوں کا انجام ۲۱۱
تداوی بالمحرمات میں علامہ بدر الدین عینی کی تحقیق ۲۱۲
درسِ حدیث ۲۱۳

باب نمبر ۵۶

حدیث نمبر ۷۴ .... ۲۱۶
حدیث نمبر ۷۴ کی فنی حیثیت ۲۱۶
حدیث نمبر ۷۵ .... ۲۱۷
حدیث نمبر ۷۵ کی فنی حیثیت ۲۱۸
حدیث نمبر ۷۶ .... ۲۱۹
حدیث نمبر ۷۶ کی فنی حیثیت ۲۲۰
شرح حدیث نمبر ۷۴، ۷۵، ۷۶ .... ۲۲۱
امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر ۲۲۲

علامہ امام شیخ الاسلام برہان الدین فرغانی لکھتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے۔ ۲۲۲
خروج ریح کا ذکر وضو کے ٹوٹنے کی دلیل ہے ۲۲۳
اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم ۲۲۳
درس حدیث ۲۲۴
شیخ الحدیث حضرت مولانا ابومحمد عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ۲۲۴
تبلیغ دین کے پانچ مراحل ۲۲۵

باب نمبر ۵۷

حدیث نمبر ۷۷ .... ۲۲۸
حدیث نمبر ۷۷ کی فنی حیثیت ۲۲۹
حدیث نمبر ۷۸ .... ۲۳۲
حدیث نمبر ۷۸ کی فنی حیثیت ۲۳۳
شرح حدیث نمبر ۷۷، ۷۸ .... ۲۳۴
بیٹھے بیٹھے قیام میں اور سجود میں سونے سے وضو واجب نہیں ہوتا ۲۳۴
اگر نفس نیند کو حدث مانا جائے تو کیا کچھ لازم آئے گا ۲۳۵
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وضاحت ۲۳۵
بیٹھے بیٹھے اونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا ۲۳۵
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر ۲۳۶
امام العلوم والفنون علامہ احمد رضا خان حنفی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں سجدہ میں نیند ناقض وضو نہیں ۲۳۶
امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ۲۳۸
امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ۲۳۸
حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نیند ناقض وضو نہیں ۲۳۹
امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ۲۳۹

درس حدیث ۲۴۰
نیند میں وضو کب ٹوٹتا ہے ۲۴۰

باب نمبر ۵۸

حدیث نمبر ۷۹ .... ۲۴۲
حدیث نمبر ۷۹ کی فنی حیثیت ۲۴۳
شرح حدیث نمبر ۷۹ .... ۲۴۳
آگ پر پکائی گئے چیز کھانے کے بعد وضو کرنا کیسا ہے ۲۴۳
آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا واجب نہیں ۲۴۵
درس حدیث ۲۴۶

باب نمبر ۵۹

حدیث نمبر ۸۰ .... ۲۴۸
حدیث نمبر ۸۰ کی فنی حیثیت ۲۵۰
شرح حدیث نمبر ۸۰ .... ۲۵۰
دعوت کرنے والی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں ۲۵۱
اقول بفضل اللہ الکریم ان ربی علیم حکیم ۲۵۲

باب نمبر ۶۰

حدیث نمبر ۸۱ .... ۲۵۴
حدیث نمبر ۸۱ کی فنی حیثیت ۲۵۵
شرح حدیث نمبر ۸۱ .... ۲۵۸
اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو ۲۵۸
اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے اور نہ کرنے میں آئمہ اربع کا نقطۂ نظر ۲۵۸
درس حدیث ۲۶۰

باب نمبر ۶۱

حدیث شریف نمبر ۸۲ .... ۲۶۴
حدیث نمبر ۸۲ کی فنی حیثیت ۲۶۵
حدیث نمبر ۸۳ .... ۲۶۸
حدیث نمبر ۸۳ کی فنی حیثیت ۲۶۸
حدیث نمبر ۸۴ .... ۲۷۱
حدیث نمبر ۸۴ کی فنی حیثیت ۲۷۲
شرح حدیث نمبر ۸۲، ۸۳، ۸۴ .... ۲۷۳
کیا عضو مخصوصہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۲۷۳
مَس ذکر نقض وضو نہیں ہے ۲۷۴
اقول ۲۷۵
درسِ حدیث ۲۷۵
ایک ضروری مسئلہ ۲۷۵

باب نمبر ۶۲

حدیث نمبر ۸۵ .... ۲۷۸
حدیث نمبر ۸۵ کی فنی حیثیت ۲۸۹
شرح حدیث نمبر ۸۵ .... ۲۸۱
جس حدیث شریف میں مَس ذکر کے بعد وضو کرنے کا ذکر آیا ہے وہ منسوخ الحکم ہے ۲۸۱
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا ۲۸۳
اگر آپ غور نہیں فرمائیں گے تو کون غور کرے گا ۲۸۴
ہر مسلمان کو اپنی عملی زندگی میں دین کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیئے ۲۸۵
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں نہایت ادب کے ساتھ ۲۸۶

درس حدیث ۲۸۷

باب نمبر ۶۳

حدیث نمبر ۸۶ .... ۲۹۰
حدیث نمبر ۸۶ کی فنی حیثیت ۲۹۲
شرح حدیث نمبر ۸۶ .... ۲۹۴
بوسۂ زوجہ کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں ۲۹۴
گفتند امام ابوحنیفہ وسفیان نیست در بوسہ کردن زن لازم وضو ۲۹۵
علامہ امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ۲۹۵
میری گذارشات ۲۹۶
منکرین حدیث علمی یتیم ہیں ۲۹۷
درس حدیث ۲۹۸

باب نمبر ۶۴

حدیث نمبر ۸۷ .... ۳۰۲
حدیث نمبر ۸۷ کی فنی حیثیت ۳۰۳
شرح حدیث نمبر ۸۷ .... ۳۰۹
قے آنے یا نکسیر پھوٹنے پر وضو قائم رہے گا یا ٹوٹ جائے گا ۳۱۰
درس حدیث ۳۱۲

باب نمبر ۶۵

حدیث نمبر ۸۸ .... ۳۱۶
حدیث نمبر ۸۸ کی فنی حیثیت ۳۱۷
شرح حدیث نمبر ۸۸ .... ۳۱۹
نیند سے وضو کرنا کیسا ہے اس کی وضاحت ۳۱۹

حدیث کا نسخ آیت سے ہو جاتا ہے البتہ مجتہد اگر چاہے تو استدلال کر سکتا ہے ۳۲۱
اقول وباللہ التوفیق ۳۲۲
درس حدیث ۳۲۲

باب نمبر ٦٦

حدیث نمبر ۸۹ .... ۳۲۶
حدیث نمبر ۸۹ کی فنی حیثیت ۳۲۶
شرح حدیث نمبر ۸۹ .... ۳۲۸
دودھ نوش کرنے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے ۳۲۹
درس حدیث ۳۲۹

باب نمبر ٦٧

حدیث نمبر ۹۰ .... ۳۳۲
حدیث نمبر ۹۰ کی فنی حیثیت ۳۳۳
شرح حدیث نمبر ۹۰ .... ۳۳۶
بول وغائط سے فراغت کے بعد بے وضو بھی سلام کا جواب دینا جائز ہے ۳۳۶
بول وبراز کرتے وقت ہی سلام کا جواب دینا مکروہ ہے ۳۳۷
اقول بفضل اللہ العظیم ان ربی علیم وحکیم ۳۳۷
درس حدیث ۳۳۹

باب نمبر ٦٨

حدیث نمبر ۹۱ .... ۳۴۲
حدیث نمبر ۹۱ کی فنی حیثیت ۳۴۳
شرح حدیث نمبر ۹۱ .... ۳۴۷
اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو کیا کرنا چاہیے ۳۴۷

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر ۳۴۸
تعلیمات اسلام کا تو کہنا ہی کیا ہے ۳۵۰
درس حدیث ۳۵۱

باب نمبر ۶۹

حدیث نمبر ۹۲ .... ۳۵۴
حدیث نمبر ۹۲ کی فنی حیثیت ۳۵۵
شرح حدیث نمبر ۹۲ .... ۳۵۷
بلی بذات خود نجس نہیں ہے ۳۵۷
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر ۲۵۸
درس حدیث ۳۵۹

باب نمبر ۷۰

حدیث نمبر ۹۳ .... ۳۶۲
حدیث نمبر ۹۳ کی فنی حیثیت ۳۶۳
حدیث نمبر ۹۴ .... ۳۶۵
حدیث نمبر ۹۴ کی فنی حیثیت ۳۶۶
شرح حدیث نمبر ۹۳، ۹۴ .... ۳۶۷
علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں ۳۶۷
ان صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اسماء گرامی جن سے موزوں پر مسح کرنے کی احادیث مروی ہیں ۳۶۹
امام ابن حجر عسقلانی نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں ۳۷۴
موزوں پر مسح کرنے کی صراحت ۳۷۴
درس حدیث ۳۷۵

باب نمبر ۷۱

حدیث نمبر ۹۵ .... ۳۷۸

حدیث نمبر ۹۵ کی فنی حیثیت ۳۷۹

حدیث نمبر ۹۶ .... ۳۸۲

حدیث نمبر ۹۶ کی فنی حیثیت ۳۸۳

شرح حدیث نمبر ۹۵،۹۶ .... ۳۸۶

باب نمبر ۷۲

حدیث نمبر ۹۷ .... ۳۸۸

حدیث نمبر ۹۷ کی فنی حیثیت ۳۸۹

شرح حدیث نمبر ۹۷ .... ۳۹۱

یہ حدیث معلول اور قادح صحت ہے ۳۹۱

باب نمبر ۷۳

حدیث نمبر ۹۸ .... ۳۹۴

حدیث نمبر ۹۸ کی فنی حیثیت ۳۹۵

شرح حدیث نمبر ۹۸ .... ۳۹۶

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر ۳۹۷

درس حدیث ۳۹۸

باب نمبر ۷۴

حدیث نمبر ۹۹ .... ۴۰۰

حدیث نمبر ۹۹ کی فنی حیثیت ۴۰۱

شرح حدیث نمبر ۹۹ .... ۴۰۲

اقول وباللہ العظیم ان ربی علیم حکیم ۴۰۳

درس حدیث ۴۰۴

باب نمبر ۷۵

حدیث نمبر ۱۰۰ .... ۴۰۶
حدیث نمبر ۱۰۰ کی فنی حیثیت ۴۰۷
حدیث نمبر ۱۰۱ .... ۴۰۹
حدیث نمبر ۱۰۱ کی فنی حیثیت ۴۱۰
حدیث نمبر ۱۰۲ .... ۴۱۴
حدیث نمبر ۱۰۲ کی فنی حیثیت ۴۱۵
شرح حدیث نمبر ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲ .... ۴۱۶
علی العمامہ کی ایک اچھی وضاحت ۴۱۸
امام شافعی رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر ۴۱۸
اقول و باللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم ۴۱۸
درس حدیث ۴۲۰
حدیث شریف میں یوں بھی آتا ہے ۴۲۰

باب نمبر ۷۶

حدیث نمبر ۱۰۳ .... ۴۲۴
حدیث نمبر ۱۰۳ کی فنی حیثیت ۴۲۵
حدیث نمبر ۱۰۴ .... ۴۲۸
حدیث نمبر ۱۰۴ کی فنی حیثیت ۴۲۹
شرح حدیث نمبر ۱۰۳، ۱۰۴ .... ۴۳۰
غسلِ جنابت کا سنت طریقہ ۴۳۱
امام اعظم ابوحنیفہ اور دوسرے ائمہ کرام رضی اللہ عنھم کا نقطۂ نظر ۴۳۱

اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم ۴۳۱
غسل جنابت کے بارے میں شافیعہ کا نقطۂ نظر ۴۳۲
درس حدیث ۴۳۳
مدینہ طیبہ اور مسجد نبوی کی یاد ۴۳۳

باب نمبر ۷۷

حدیث نمبر ۱۰۵ .... ۴۳۸
حدیث نمبر ۱۰۵ کی فنی حیثیت ۴۳۹
شرح حدیث نمبر ۱۰۵ .... ۴۴۲
کیا غسل جنابت کے وقت عورت کا بالوں کو کھولنا ضروری ہے ۴۴۲
علمی تحقیق کا ایک بے مثل انداز ۴۴۳
درس حدیث ۴۴۴
ہمت مرداں مدد خدا ۴۴۵

باب نمبر ۷۸

حدیث نمبر ۱۰۶ .... ۴۴۸
حدیث نمبر ۱۰۶ کی فنی حیثیت ۴۴۹
شرح حدیث نمبر ۱۰۶ .... ۴۵۰

باب نمبر ۷۹

حدیث نمبر ۱۰۷ .... ۴۵۲
حدیث نمبر ۱۰۷ کی فنی حیثیت ۴۵۲
شرح حدیث نمبر ۱۰۷ .... ۴۵۴
غسل کے بعد بلا ضرورت نیا وضو کرنا سنت نہیں ۴۵۴
درس حدیث ۴۵۵

باب نمبر ۸۰

حدیث نمبر ۱۰۸ .... ۴۵۸

حدیث نمبر ۱۰۸ کی فنی حیثیت ۴۵۸

حدیث نمبر ۱۰۹ .... ۴۶۲

حدیث نمبر ۱۰۹ کی فنی حیثیت ۴۶۳

شرح حدیث نمبر ۱۰۸، ۱۰۹ .... ۴۶۴

ایک منکر حدیث سے گفتگو ۴۶۵

ہمیں ست مذھب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ۴۶۶

درس حدیث ۴۶۷

باب نمبر ۸۱

حدیث نمبر ۱۱۰ .... ۴۷۰

حدیث نمبر ۱۱۰ کی فنی حیثیت ۴۷۰

حدیث نمبر ۱۱۱ .... ۴۷۲

حدیث نمبر ۱۱۱ کی فنی حیثیت ۴۷۳

حدیث نمبر ۱۱۲ .... ۴۷۳

حدیث نمبر ۱۱۲ کی فنی حیثیت ۴۷۴

شرح حدیث نمبر ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲ .... ۴۷۵

وجوب غسل کے لیئے خروج منی شرط ہے یہ حکم منسوخ ہے ۴۷۶

اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم ۴۷۷

درس حدیث ۴۷۸

بعض مسائل بیان کرنے سے پہلے سامعین کو ذہنی طور پر تیار کرنا ضروری ہوتا ہے ۴۷۸

مسائل مطلوبہ کا حل ۴۷۹

باب نمبر ۸۲

حدیث نمبر ۱۱۳ .... ۴۸۲

حدیث نمبر ۱۱۳ کی فنی حیثیت ۴۸۳

شرح حدیث نمبر ۱۱۳ .... ۴۸۵

ایک ضروری مسئلہ کی وضاحت ۴۸۵

صدقہ جاریہ کی افضل ترین قسم ۴۸۶

حکم النظیر بالنظیر کا تذکرہ ۴۸۷

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ کا نقطہ نظر ۴۸۷

اقول ۴۸۸

درس حدیث ۴۸۸

حدیث شریف میں آتا ہے ۴۸۹

آج کا ایک نوجوان کل کا ایک خاندان ہوگا ۴۸۹

باب نمبر ۸۳

حدیث نمبر ۱۱۴ .... ۴۹۲

حدیث نمبر ۱۱۴ کی فنی حیثیت ۴۹۳

شرح حدیث نمبر ۱۱۴ .... ۴۹۶

وضو کب واجب ہوتا ہے اور غسل کب لازم آتا ہے ۴۹۶

دو حدیثوں کے درمیان ایک تطابق خیر ۴۹۷

صاحب فتح الباری لکھتے ہیں ۴۹۷

درس حدیث ۴۹۸

باب نمبر ۸۴

حدیث نمبر ۱۱۵ .... ۵۰۰

حدیث نمبر ۱۱۵ کی فنی حیثیت ۵۰۱
شرح حدیث نمبر ۱۱۵ .... ۵۰۳
امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی کا نقطۂ نظر ایک ہے (رضی اللہ عنہما) ۵۰۴
اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم ۵۰۵
درس حدیث ۵۰۶

باب نمبر ۸۶

حدیث نمبر ۱۱۶ .... ۵۱۰
حدیث نمبر ۱۱۶ کی فنی حیثیت ۵۱۱
حدیث نمبر ۱۱۷ .... ۵۱۲
حدیث نمبر ۱۱۷ کی فنی حیثیت ۵۱۳
شرح حدیث نمبر ۱۱۶، ۱۱۷ .... ۵۱۴
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ کرام کا نقطۂ نظر ۵۱۵
آب منی بمنزلہ آب بینی است ۵۱۶
علامہ سرہندی مزید لکھتے ہیں ۵۱۷
مصنف کا نقطۂ نظر ۵۱۸

باب نمبر ۸۷

حدیث نمبر ۱۱۸ .... ۵۲۰
حدیث نمبر ۱۱۸ کی فنی حیثیت ۵۲۰
حدیث نمبر ۱۱۹ .... ۵۲۲
حدیث نمبر ۱۱۹ کی فنی حیثیت ۵۲۳
شرح حدیث نمبر ۱۱۸، ۱۱۹ .... ۵۲۳
علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں ۵۲۴

جنبی کا سونے سے پہلے وضو کرنا سنت ہے ۵۲۴
درس حدیث ۵۲۵
علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں ۵۲۵

باب نمبر ۸۸

حدیث نمبر ۱۲۰ .... ۵۲۸
حدیث نمبر ۱۲۰ کی فنی حیثیت ۵۲۹
شرح حدیث نمبر ۱۲۰ .... ۵۳۰

باب نمبر ۸۹

حدیث نمبر ۱۲۱ .... ۵۳۲
حدیث نمبر ۱۲۱ کی فنی حیثیت ۵۳۳
شرح حدیث نمبر ۱۲۱ .... ۵۳۵
علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں ۵۳۵

باب نمبر ۹۰

حدیث نمبر ۱۲۲ .... ۵۳۸
حدیث نمبر ۱۲۲ کی فنی حیثیت ۴۳۹
شرح حدیث نمبر ۱۲۲ .... ۵۴۱
علامہ عینی رقم طراز ہیں ۵۴۱

باب نمبر ۹۱

حدیث نمبر ۱۲۳ .... ۵۴۴
حدیث نمبر ۱۲۳ کی فنی حیثیت ۵۴۵
شرح حدیث نمبر ۱۳۳ .... ۵۴۸
حالتِ جنابت میں بھی شوہر بیوی سے حرارت حاصل کرسکتا ہے ۵۴۸

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذھب ۵۴۸
درس حدیث ۵۴۹
کسی علمی یتیم کی بات پریشان نہیں کرتی ۵۴۹

باب نمبر ۹۲

حدیث نمبر ۱۲۴ .... ۵۵۲
حدیث نمبر ۱۲۴ کی فنی حیثیت ۵۵۳
شرح حدیث نمبر ۱۲۴ .... ۵۵۷
آیتِ تیمم کا شان نزول ۵۵۸
ہمارے آقا علیہ السلام کو علمِ غیب کلی عطائی حاصل ہے ۵۵۸
تیمم کے تین فرض ہیں ۵۵۹
پاک مٹی آلہ ہے جس کے ذریعے طہارت حاصل کی جاتی ہے ۵۵۹
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر ۵۶۰
اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم ۵۶۱
درس حدیث ۵۶۱

باب نمبر ۹۳

حدیث نمبر ۱۲۵ .... ۵۶۴
حدیث نمبر ۱۲۵ کی فنی حیثیت ۵۶۵
شرح حدیث نمبر ۱۲۵ .... ۵۶۶
حیض اور استحاضہ میں فرق ۵۶۶
علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں ۵۶۶
اَنَا و لا غیری I AM THE LAST ۵۶۷
درس حدیث ۵۶۸

باب نمبر ۹۴

حدیث نمبر ۱۲۶ .... ۵۷۰
حدیث نمبر ۱۲۶ کی فنی حیثیت ۵۷۰
حدیث نمبر ۱۲۷ .... ۵۷۳
حدیث نمبر ۱۲۷ کی فنی حیثیت ۵۷۴
شرح حدیث نمبر ۱۲۶، ۱۲۷ .... ۵۷۴
احادیث مبارکہ کی روشنی میں مستحاضہ کا حکم ۵۷۴
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ کا نقطۂ نظر ۵۷۵
درس حدیث ۵۷۶

باب نمبر ۹۵

حدیث نمبر ۱۲۸ .... ۵۸۰
حدیث نمبر ۱۲۸ کی فنی حیثیت ۵۸۴
شرح حدیث نمبر ۱۲۸ .... ۵۸۸

باب نمبر ۹۶

حدیث نمبر ۱۲۹ .... ۵۹۰
حدیث نمبر ۱۲۹ کی فنی حیثیت ۵۹۱
شرح حدیث نمبر ۱۲۹ .... ۵۹۲
درس حدیث ۵۹۲

باب نمبر ۹۷

حدیث نمبر ۱۳۰ .... ۵۹۶
حدیث نمبر ۱۳۰ کی فنی حیثیت ۵۹۷

شرح حدیث نمبر ۱۳۰ .... ۵۹۸
حروریہ یعنی خوارج کا رد ۵۹۸
بدعقیدہ لوگوں سے نفرت کا اظہار ۵۹۹
خارجی لوگ بدعقیدہ ہیں ۵۹۹
درس حدیث ۶۰۱

باب نمبر ۹۸

حدیث نمبر ۱۳۱ .... ۶۰۴
حدیث نمبر ۱۳۱ کی فنی حیثیت ۶۰۵
شرح حدیث نمبر ۱۳۱ .... ۶۰۸
علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں ۶۰۸
یہ حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہما والی حدیث کی معارض نہیں ۶۰۸
قرآن حکیم کو مس کون کرسکتا ہے ۶۰۹
ابن دقیق العید کہتے ہیں: ۶۰۹
ہمارے اکابرین کا نقطہ نظر یہ ہے ۶۱۰
درس حدیث ۶۱۱
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت کرخی رضی اللہ عنہما کا نقطہ نظر ۶۱۲

باب نمبر ۹۹

حدیث نمبر ۱۳۲ .... ۶۱۴
حدیث نمبر ۱۳۲ کی فنی حیثیت ۶۱۴
شرح حدیث نمبر ۱۳۲ .... ۶۱۵
مُنکرین حدیث علمی یتیم ہیں ۶۱۵
اسلام دین فطرت ہے اس نے عورت کا مقام بُلند کیا ۶۱۶

حائض کے ساتھ جماع کرنا بالا جماع حرام ہے ۶۱۶
امام طحاوی اور دیگر سلف کا نقطہ نظر ۶۱۷
ہماری عافیت کس طرزِ عمل میں ہے ۶۱۸

باب نمبر ۱۰۰

حدیث نمبر ۱۳۳ .... ۶۲۰
حدیث نمبر ۱۳۳ کی فنی حیثیت ۶۲۱
شرح حدیث نمبر ۱۳۳ .... ۶۲۴
عجب طرز عمل تھا انسان کا اسلام سے پہلے ۶۲۴
درس حدیث ۶۲۵

باب نمبر ۱۰۱

حدیث نمبر ۱۳۴ .... ۶۲۸
حدیث نمبر ۱۳۴ کی فنی حیثیت ۶۲۸
شرح حدیث نمبر ۱۳۴ .... ۶۳۰
حائض خود مسجد سے باہر ہو تو ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز پکڑ سکتی ہے ۶۳۰
اقول و باللہ التوفیق ۶۳۱

باب نمبر ۱۰۲

حدیث نمبر ۱۳۵ .... ۶۳۴
حدیث نمبر ۱۳۵ کی فنی حیثیت ۶۳۵
شرح حدیث نمبر ۱۳۵ .... ۶۳۷
علامہ سراج احمد حنفی سرہندی لکھتے ہیں ۶۳۷
علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں ۶۳۷
علم کسی بھی عمر میں حاصل کیا جا سکتا ہے ۶۳۸

باب نمبر ۱۰۳

حدیث نمبر ۱۳۶ ...... ۶۴۲
حدیث نمبر ۱۳۶ کی فنی حیثیت ۶۴۲
حدیث نمبر ۱۳۷ ...... ۶۴۴
حدیث نمبر ۱۳۷ کی فنی حیثیت ۶۴۵
شرح حدیث نمبر ۱۳۶، ۱۳۷ ...... ۶۴۸

باب نمبر ۱۰۴

حدیث نمبر ۱۳۸ ...... ۶۵۰
حدیث نمبر ۱۳۸ کی فنی حیثیت ۶۵۱
شرح حدیث نمبر ۱۳۸ ...... ۶۵۳
حکم کے اعتبار سے یہ حدیث مرفوع کے درجہ میں ہے ۶۵۳
درس حدیث ۶۵۴

باب نمبر ۱۰۵

حدیث نمبر ۱۳۹ ...... ۶۵۶
حدیث نمبر ۱۳۹ کی فنی حیثیت ۶۵۷
شرح حدیث نمبر ۱۳۹ ...... ۶۶۰
علامہ سراج احمد حنفی سرہندی لکھتے ہیں ۶۶۰

باب نمبر ۱۰۶

حدیث نمبر ۱۴۰ ...... ۶۶۴
حدیث نمبر ۱۴۰ کی فنی حیثیت ۶۶۵
شرح حدیث نمبر ۱۴۰ ...... ۶۶۶
کئی مرتبہ جماع کرنے کے بعد صرف ایک ہی غسل کرنا ۶۶۶

ایک وقت میں امام الانبیاء علیہ السلام کی نو ۹ ازواج حیات ہیں! ۶۶۷
درسِ حدیث ۶۶۸

باب نمبر ۱۰۷

حدیث نمبر ۱۴۱ .... ۶۷۰
حدیث نمبر ۱۴۱ کی فنی حیثیت ۶۷۱
شرح حدیث نمبر ۱۴۱ .... ۶۷۲

باب نمبر ۱۰۸

حدیث نمبر ۱۴۲ .... ۶۷۴
حدیث نمبر ۱۴۲ کی فنی حیثیت ۶۷۵
شرح حدیث نمبر ۱۴۲ .... ۶۷۶
اگر نماز کے وقت پاخانہ یا پیشاب کی حاجت ہو جائے تو پہلے اس سے فارغ ہو لینا چاہیئے ۶۷۷

باب نمبر ۱۰۹

حدیث نمبر ۱۴۳ .... ۶۸۰
حدیث نمبر ۱۴۳ کی فنی حیثیت ۶۸۱
شرح حدیث نمبر ۱۴۳ .... ۶۸۳
علامہ سرہندی رقم طراز ہیں ۶۸۴
اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم ۶۸۴

باب نمبر ۱۱۰

حدیث نمبر ۱۴۴ .... ۶۸۸
حدیث نمبر ۱۴۴ کی فنی حیثیت ۶۹۰
حدیث نمبر ۱۴۵ .... ۶۹۳
حدیث نمبر ۱۴۵ کی فنی حیثیت ۶۹۳

شرح حدیث نمبر ۱۴۴، ۱۴۵ .... ۶۹۶
امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ۶۹۷
یہ حدیث ہمارے آقا علیہ السلام کے علم کمال پر دلالت کرتی ہے ۶۹۷
علامہ سیّد زبیدی لکھتے ہیں ۶۹۸
علاّمہ بدرالدین عینی نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں ۶۹۸
علاّمہ بدرالدین عینی مزید لکھتے ہیں ۶۹۹
تیمم کرنے کے لیے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر جھاڑ لینا چاہیے ۶۹۹
اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم ۶۹۹
درس حدیث ۷۰۰

باب نمبر ۱۱۱

حدیث نمبر ۱۴۶ .... ۷۰۴
حدیث نمبر ۱۴۶ کی فنّی حیثیت ۷۰۵
شرح حدیث نمبر ۱۴۶ .... ۷۰۸
ہر حال میں قرآن حکیم پڑھا جا سکتا ہے مگر حالت جنابت میں نہیں ۷۰۸
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نقطۂ نظر سے تعارض ۷۰۹
اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم ۷۰۹

باب نمبر ۱۱۲

حدیث نمبر ۱۴۷ .... ۷۱۲
حدیث نمبر ۱۴۷ کی فنّی حیثیت ۷۱۲
حدیث نمبر ۱۴۸ .... ۷۱۴
حدیث نمبر ۱۴۸ کی فنّی حیثیت ۷۱۴
شرح حدیث نمبر ۱۴۷، ۱۴۸ .... ۷۱۵

علامہ ابوطیب لکھتے ہیں ۷۱۵
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ زمین خشک ہو کر پاک ہو جاتی ہے ۷۱۶
امام بخاری اسطرح روایت کرتے ہیں ۷۱۷
سجل اور ذنوب کی وضاحت ۷۱۷
دین اسلام ہی انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے ۷۱۷
امام ابن حجر عسقلانی کی تحقیق اور مصنف کا نقطۂ نظر ۷۱۸
اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چاہنے والا اُن کے ساتھ ہوگا ۷۱۸
فہرست اسماء الرواۃ ۷۲۰

باب نمبر ۴۱

بَابُ مَا یُقَالُ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

اس باب میں یہ ذکر ہوا ہے کہ وضو کے بعد کیا پڑھنا چاہیے۔

اس باب کے ضمن میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے جو روحانیت و برکات سے لبریز ہے آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے راحت ابدی ملے گی۔

حدیث نمبر ۵۵

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ وَأَبِي عُثْمَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ. فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ مِنَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ عُمَرَ قَدْ خُولِفَ زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ رَوٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عُمَرَ وَعَنْ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ عُمَرَ وَهٰذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ كَثِيرُ شَيْءٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَبُو إِدْرِيسَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ شَيْئًا.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی وضو کرے اور احسن طریقے سے کرے پھر یوں کہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد یہ بھی کہے اے اللہ مجھے توابین میں شمار فرما اور مطہرین میں شامل کر دے تو ایسے شخص کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے

جنّت میں داخل ہو۔

اس موضوع سے متعلق حضرت انس، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایات وارد ہوئی ہیں۔ امام ابوعیسٰی ترمذی فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث کی زید بن حباب کی وجہ سے مخالفت کی گئی ہے یہاں ایک واسطہ یوں ہے عبداللہ بن صالح وغیرہ نے (اس حدیث شریف کو اس طرح وارد کیا) (۱) معاویہ بن صالح (۲) ربیعہ بن یزید (۳) ابی ادریس (۴) عقبہ بن عامر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مبارک نام آیا ہے۔ دوسرا واسطہ یوں ہے (۱) ربیعہ (۲) ابی عثمان (۳) جبیر بن نفیر ان کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ اضطراب ان واسطوں کی وجہ سے ہے اور اس عنوان پر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ کثرت سے مروی نہیں جو صحیح بھی ہو قال محمد: امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری فرماتے ہیں ابوادریس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۵۵ کی فنّی حیثیت

تذکرہ راویان

۱۔ جعفر بن محمد بن عمران ثعلبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکر تہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے جعفر بن محمد بن عمران ثعلبی کوفی ان کو ان کے دادا جان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جعفر بن محمد زید بن حباب، عبدالرحمٰن بن محمد محاربی، وکیع وغیرھم سے روایت کرتے ہیں ان سے امام ترمذی، امام نسائی دن رات روایات نقل فرماتے ہیں احمد بن علی الابار، ابن خزیمہ اور امام ابوحاتم کہتے ہیں کہ جعفر بن محمد صدوق ہیں امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات راویوں میں کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی کی اپنی رائے یہ ہے وہ کہتے ہیں صریقینی نے لکھا ہے کہ جعفر بن محمد کی وفات ۲۴۰ھ کے بعد ہوئی۔ ①

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/۸۹ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

۲۔ زید بن حُباب رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳۔ معاویہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے معاویہ بن صالح بن حدیر بن سعید بن سعد بن فہر الحضرمی ابوعمرو اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے ابوعبدالرحمٰن الحمصی احد الاعلام وقاضی اندلس۔ معاویہ بن صالح اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، یحییٰ بن سعید انصاری، ربیعہ بن یزید، ایک خلق سے روایت کرتے ہیں۔

اسی طرح ان سے امام سفیان ثوری لیث بن سعد، زید بن حباب وغیرھم روایت کرتے ہیں۔

ابوطالب امام احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں وہ بہت پہلے حمص سے نکلے تھے اور وہ ثقہ ہیں۔ جعفر طیالسی کا کہنا یہ ہے کہ ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن خیثمہ نے ابن معین کے واسطہ سے معاویہ بن صالح کو ثقہ کہا ہے۔ علی بیان کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن مہدی نے ان کی توثیق کی ہے۔ امام عجلی اور امام نسائی فرماتے ہیں معاویہ بن صالح ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ کہتے ہیں معاویہ بن صالح ثقہ محدّث ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں معاویہ بن صالح اندلس میں قاضی کے عہدہ پر فائز ہوئے اور وہ ثقہ کثیر الحدیث تھے۔ امام ابن حبّان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی کی اپنی رائے یہ ہے وہ فرماتے ہیں عجلی حمصی نے کہا ہے کہ معاویہ بن صالح ثقہ یعنی مضبوط راوی ہیں۔ محدّث بزار کا کہنا یہ ہے کہ معاویہ بن صالح کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ وہ ثقہ راوی ہیں۔

معاویہ بن صالح کی وفات:

صاحبِ تاریخ اندلس نے لکھا ہے کہ معاویہ بن صالح کی وفات ۱۷۲ھ میں ہوئی ایک اور روایت بھی ہے اس کے مطابق ان کی وفات ۱۵۸ھ کو اندلس میں ہوئی۔ ①

۴۔ ربیعہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہے۔ ان کی توثیق بڑے بڑے ماہرین فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۰/۱۸۹ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے، ربیعہ بن یزید الایادی ابوشعیب دمشقی، قصیر۔

ربیعہ! عبداللہ بن عمرو بن عاص، نعمان بن بشیر، ابوادریس خولانی اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبد اللہ بن یزید دمشقی، ابن شریح الاوزاعی معاویہ بن صالح وغیرھم روایت کرتے ہین امام عجلی بیان کرتے ہیں۔ ابن عمار، یعقوب بن شیبہ، یعقوب بن سفیان اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ربیعہ بن یزید ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا مزید یہ کہا کہ وہ خیار اھل شام میں سے ایک ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں ربیعہ بن یزید ثقہ راوی ہیں۔

ربیعہ بن یزید کی وفات:

ابومہر کہتے ہیں ربیعہ بن یزید کی وفات ھشام کے عہد حکومت میں افریقہ میں ہوئی۔ وہ ایک غازی کی حیثیت سے نکلے تھے کہ ان کو بربر قوم نے قتل کر دیا ابن یونس کا کہنا یہ ہے کہ ان کو بربروں نے ۱۲۳ھ میں شہید کر دیا۔ ①

۵۔ ابی ادریس الخولانی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے فرمائی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ عائذ اللہ بن عبداللہ بن عمرو اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے عبداللہ بن ادریس بن عائذ ابن عبداللہ بن عتبہ بن غیلان، ابوادریس الخولانی العوذی والعیذی۔

ابی ادریس خولانی حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابودرداء، حضرت معاذ بن جبل، حضرت بلال، حضرت ثوبان، حضرت حذیفہ، حضرت عبادہ بن صامت وغیرھم رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے امام ابن شہاب زہری۔ ربیعہ بن یزید، یونس بن میسرہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

مکحول کہتے ہیں میں نے ان سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ امام زہری فرماتے ہیں عبدالملک کے عہد حکومت میں ابوادریس اہل شام کے قاضی تھے۔ سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بعد اہل شام کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ابوزرعہ دمشقی بیان کرتے ہیں ابوادریس اہل شام میں بڑی شان کے مالک تھے

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/۲۲۸ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

اس لئے کہ انہوں نے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی تھی جن میں جبیر بن نفیل، ابوادریس شامل ہیں۔

امام عجلی دمشقی تابعی بیان کرتے ہیں کہ ابوادریس ثقہ راوی ہیں امام ابوحاتم، امام نسائی اور ابن سعد کا کہنا یہ ہے کہ ادریس ثقہ راوی ہیں۔ علامہ طبری نے ان کا شمار فقہا میں کیا ہے۔ یہ اسی مقدس گروہ کے ایک فرد ہیں ان کا تعلق شام سے ہے یہ علم احکام حلال وحرام میں خوب فقہی مہارت رکھتے تھے۔ امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات راویوں میں کیا ہے۔

ابی ادریس خولانی کی وفات:

امام ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ابی ادریس خولانی کی پیدائش غزوہ حنین کے زمانہ میں ہوئی یہ ۸ھ کا آخر تھا۔ ان کی وفات ۸۰ھ کو ہوئی۔ ①

۶۔ ابی عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے ابی عثمان کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں لکھا ہے ابی عثمان یعنی ربیعہ میں نے تہذیب التہذیب میں تلاش کیا تو جناب ربیعہ کا ذکر مل گیا اور اس کی کنیت ابوعثمان ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن فروخ التیمی مولاھم ابوعثمان المدنی المعروف بربیعہ الرائے۔ ابوزرعہ دمشقی امام احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ابوعثمان ثقہ راوی ہیں۔ اور ابوزناد ان سے بڑے عالم ہیں۔ جناب عجلی، امام ابوحاتم اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابوعثمان ثقہ راوی ہے۔ اور اسی طرح یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں ابوعثمان ثقہ ہیں ثبت ہیں اور وہ مفتی مدینہ شریف ہیں ان کی مجلس میں لوگوں کے مسائل پر غور خوض ہوتا تھا ان کی مجلس میں چالیس چالیس معتمد علماء موجود ہوتے تھے ان کی مجلس مدینہ طیبہ میں ہوتی تھی۔ ان سے امام مالک اور جناب لیث نے بہت کچھ اخذ کیا۔ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں میں نے ان سے بڑا ذہین آدمی نہیں دیکھا وہ ہمارے لئے قابل اعتماد تھے ہم سب سے زیادہ عالم تھے اور وہ ہم سب سے افضل تھے حضرت معاذ ابن معاذ کہتے ہیں سوار عنبری نے کہا میں نے ان سے بڑا صاحب علم کوئی نہیں دیکھا میں نے کہا حسن اور ابن سیرین سے بھی وہ بڑے عالم تھے تو انہوں نے جواباً فرمایا بالکل۔

---

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۴۷ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

علّامہ واقدی کا بیان یہ ہے کہ ابوعثمان ثقہ کثیر الحدیث ہیں، جناب مطرف کا قول ہے میں نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا ربیعہ کے انتقال سے حلاوت فقری جاتی رہی۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی رائے یہ ہے جس کو انہوں نے قلّت کہہ کر بیان کیا ہے۔ امام ابن حبّان کہتے ہیں ابوعثمان ثقہ راوی ہیں۔ باجی کا کہنا یہ ہے کہ ابوعثمان رجال بخاری میں سے ایک ہیں۔ ابوبکر حمیدی کا کہنا یہ ہے کہ ابوعثمان حافظ ہیں۔

ابی عثمان کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں ابی عثمان کا وصال ۱۳۶ھ میں مدینہ شریف میں ہوا، امام ابن حبّان کی تحقیق یہ ہے کہ ان کا انتقال ۱۴۳ھ کو ہوا۔ باجی نے رجال بخاری میں ذکر کیا کہ ابوعثمان کا وصال ۱۴۲ھ کو ہوا۔ ①

۷۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کتب کثیرہ میں مذکور ہے۔ یہاں اگر صرف ان کتب کے نام ہی لکھے جائیں تو کئی صفحات صرف ہو جائیں اس جگہ ان کا مختصراً ذکر کر دیتا ہوں آپ کا ذکر مبارک تہذیب التہذیب میں بھی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دل راحت پائے گا ایمان کو تازگی نصیب ہوگی دین کا کام کرنے کے لئے جرأت پیدا ہوگی۔ مصائب وآلام کا مقابلہ کرنے کی ہمت پیدا ہوگی کلمۂ حق کو سربلند کرنے کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ قلب وروح میں ایسے جذبات سعیدیہ کا ظہور ہوگا جن کی بدولت دنیا کی زندگی میں آنے والی مشکلات، مشکلات ہی نہ لگیں گی۔ یوں محسوس ہونے لگے گا جیسے ہم دنیا میں آئے ہی علم حق بلند کرنے کے لئے ہیں۔ جہاں جہاں زندگی میں پھیکا پن آنے لگے گا وہاں وہاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ذکر اور ان کی زندگی کے لمحات اس پھیکے پن کو انتہائی حلاوت میں تبدیل کر دیں گے۔ جن مسلمانوں میں کم ہمتی پیدا ہوگئی ہے ان کو چاہیے کہ وہ بار بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات کا مطالعہ کریں خطباء کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض گذار ہوں وہ اپنے خطبات میں کسی نہ کسی حوالے سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذکر مبارک کو شامل کریں اس سے ان کے دینی کام میں بہت معاونت ہوگی ان کی وہ تمام مشکلات دور ہو جائیں گی جن کی وجہ سے ان کو کام کرنے میں دقتیں پیش آرہی ہیں میرے اس مشورے کو یقین کے کانوں سے سنیں اور یقین کی آنکھوں سے دیکھیں انشاء اللہ کامرانی نصیب ہوگی۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت عمر بن خطاب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا پورا نام نسب اس طرح ہے۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب القرشی العدوی ابوحفص

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۲۲۳ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ان کی والدہ ماجدہ حنتمہ بنت ھشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور کہا جاتا ہے حنتمہ بنت ھشام (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا سلسلہ نسب دوطرح بیان کیا گیا ہے زیادہ صحیح وہ ہے جس میں حنتمہ بنت ھشام ہے) (ارشد القادری)

حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان سے ان کی اولاد حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عاصم بن عمر، حضرت حفصہ بنت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنھم، اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور خلقِ کثیر روایت کرتی ہے۔①

حضرت اُسامہ بن زید بن اسلم اپنے والد گرامی اور اپنے دادا جان کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے خود سُنا کہ وہ فجآر اعظم سے چار سال قبل پیدا ہوئے، اس کے علاوہ یوں بھی کہا کہ وہ عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے، زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب اشراف قریش میں سے تھے زمانہ جاہلیت میں سفارت ان کے خاندان میں تھی۔ جب عربوں کے درمیان لڑائی ہوتی تو ان کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا۔ اگر وہ لوگ منافرت سے بات کرتے تو بھی جواب دیا جاتا اور اگر وہ لوگ مفاخرت سے بات کرتے تو بھی جواب دیا جاتا جیسے بھی ہوتا ان لوگوں کو راضی کرلیا جاتا۔ حضرت حصین بن عبدالرحمٰن ھلال بن یسار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے۔ عبدالبر کا کہنا یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعوت اسلام کو عزت ملی حضرت عمر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے اور پھر تمام غزوات میں شامل رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بنے اور خلافت کے منصب کو سنبھالا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت:

جس دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اسی دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی۔ ان کی زندگی خوبیوں سے پُر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک شام، ملک عراق، ملک مصر، اور دور دراز کے علاقوں کو انہی کے ہاتھوں فتح کروایا۔ انہوں نے تاریخ لکھوانے کا آغاز کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی مہر پر لکھوایا ہوا تھا۔

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ / ۳۸۵ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

وَكَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا

موت سب سے بڑی نصیحت ہے اور یہی کافی ہے۔

جناب ابورجاء عطاردی کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا رنگ بڑا گورا چٹا تھا، آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے۔ علامہ واقدی کا گمان یہ ہے کہ ان کا رنگ زیتون کا تیل استعمال کرنے کی وجہ سے کچھ ماند ہو گیا تھا عام الرمادہ میں۔ ابن عبدالبر کا کہنا یہ ہے کہ زیادہ صحیح روایت اس موضوع پر وہ ہے جو حضرت امام سفیان ثوری سے مروی ہے انہوں نے اس کو حضرت عاصم اور زر بن حبیش سے بیان کیا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کا رنگ قدرے ماند پڑا ہوا تھا آپ نہایت صحت مند تھے وہ ایسے لگتے تھے جیسے سدوس کے رہنے والے ہوں۔ کئی معاملات میں ان کی رائے کے موافق قرآن حکیم نازل ہوا۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ بَعْدِىْ نَبِىٌّ لَكَانَ عُمَرُ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا

فضائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ بزبان علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ:

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم نبی رحمت، شفیع امّت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے اسی طرح اس امت میں بھی ایک محدث ہے اور وہ ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم سکینہ سے کبھی بعید نہ ہوئے کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہوتا تھا اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد خیر الناس جو ہیں وہ ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ جب حضرت عمر اسلام لائے تو ہماری عزّت میں اضافہ ہی ہوتا گیا ان کے مناقب اور فضائل اور بھی زیادہ ہیں۔ ان کی خلافت کا زمانہ دس سال پانچ ماہ ہے اور یہ بھی ہے کہ دس سال چھ ماہ زمانہ خلافت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات اور تدفین:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت (یوم الاربع) اس وقت ہوئی جب ماہ ذی الحج کے چار دن باقی تھے یہ ۲۳ھ کا سن تھا اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی آپ کی عمر کے بارے میں اس کے علاوہ بھی روایات ملتی ہیں لیکن یہ سب سے

زیادہ درست ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کے حجرہ میں ہوئی۔ ①

شرح حدیث نمبر ۵۵

تمام انسان ذی شعور اس حقیقت سے واقف ہیں۔ انسانیت کا سب سے بڑا ہمدرد وہی نظام حیات ہے جو محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لے کر آئے۔ قرآن قانونِ اصلی ہے۔ حدیث قانون اصلی تو نہیں لیکن تابع قانونِ اصلی ہے۔ سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک ایک بات اپنے اندر بے شمار برکات رکھتی ہے۔ حدیث شریف میں مذکور اعمال تمام انسانوں کے لئے باعث رحمت ہیں اہل ایمان کی تو جان ہیں ان پر عمل ہماری زندگی میں نکھار پیدا کر دیتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ ارشادات ہی ایسے کریم آقا علیہ السلام کے ہیں جو ایک ایک گھڑی اپنے خالق سے رابطہ رہتے ہیں کوئی ضابطہ اگر کوئی ایک انسان یا انسانوں کی جماعت مل کر وضع کرے اس میں سقم ممکن ہے مگر جو ضابطہ اور قانون ربّ کائنات عطاء فرمائے وہ یقینا ساری انسانیت کے لئے باعث شادمانی ہوگا۔ جامع ترمذی شریف کی حدیث نمبر ۵۵ کی شرح لکھنے کا آغاز کر رہا ہوں آپ بھی پڑھیے راحت جان ہوگی۔

وضو سے فارغ ہونے کے بعد کونسی دعا پڑھنی چاہیے:

علّامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ یہ جو باب ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد ادعیہ ماثورہ میں سے کون سی دعا پڑھنی چاہیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا تمام وکمال انداز میں کیا اور سنن اور آداب وضو کا خیال رکھا یہ سارا عمل کرنے کے بعد یوں پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ②

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

---

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ / ۳۸۷ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

② علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۲۲ مطبوعہ کانپور ہند

اس کے بعد یہ بھی دعا پڑھ لے:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ" ①

''اے اللہ مجھے توابین میں شمار فرما اور مجھے متطھرین میں سے بنا دے''

وضو کرنے کے بعد کلمۂ شہادت پڑھنے والی حدیث شریف کو بڑے بڑے بزرگوں سے روایت کیا ہے:

اس موضوع پر حضرت انس، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اس حدیث شریف کو ابن عساکر اور امام ابن ماجہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اسی حدیث کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وارد کیا۔ اسی روایت کو ابوالشیخ نے کتاب التواب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے درج کیا ہے۔ مستغفری نے دعوات میں بھی ذکر کیا ہے بحوالہ بزار۔ امام دارقطنی نے اسی حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ابن نجار نے بھی اس حدیث مبارک کو روایت کیا ہے۔ ابن السنی نے اس حدیث شریف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ عبارت حدیث یہ ہے۔

مَنْ قَالَ حِیْنَ یَفْرُغُ مِنْ وُضُوْئِہٖ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَمْ یَقُمْ حَتّٰی تَمْتَحِیَ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ حَتّٰی یَصِیْرَ کَمَا وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ ②

جو کوئی وضو سے فارغ ہونے کے بعد اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (پورا کلمہ شریف مراد ہے) تین مرتبہ پڑھے تو خاموش ہونے سے پہلے پہلے اس کے تمام گناہوں کو محو کر دیا جاتا ہے حتی کہ وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے وہ آج ہی پیدا ہوا ہے یا اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ والی حدیث زید بن حباب کی روایت کے مخالف ہے۔ یعنی زید بن حباب کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کیا گیا۔ اسی حدیث شریف کو عبداللہ بن صالح وغیرہ نے معاویہ بن صالح اور ربیعہ بن یزید کے حوالے سے بھی روایت کیا ہے اور آخر میں ربیعہ، ابوادریس اور عقبہ بن عامر کا حوالہ موجود ہے پھر اسی روایت کو ابوادریس، عقبہ، عمرو بن ربیعہ، ابی عثمان، جبیر بن نفیر اور آخر میں

---

① علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

عمرو کا ذکر کر کے بیان کیا ہے۔ اس سند کا ذکر کر کے یوں کہا ھذا حدیث فی اسنادہ اضطراب۔ اس حدیث میں سند کے اعتبار سے اضطراب ہے اور اس سلسلہ میں نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کچھ زیادہ تفصیل کے ساتھ مروی نہیں جسے صحیح کا درجہ دیا جا سکے۔ یعنی ادعیہ میں سے۔ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب سے ایک حدیث شریف آئی ہے اس میں ہے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے وضو کے ثواب پر تعلیم دی اور فرمایا یا علی: جب وضو کرنے کا آغاز کرنے لگو تو یوں کہہ لیا کر

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْاِسْلَامِ ①

اللہ عظیم کے نام پاک سے آغاز اور تمام حمد اس اللہ کے لئے جس نے اسلام عطا فرمایا۔

جب تو اپنی فرج کو دھوئے تو یوں کہا کر۔

اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِيْ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُطَّهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا ابْتَلَيْتَهُمْ صَبَرًا وَاِذَا اَعْطَيْتَهُمْ شُكْرًا ②

اے اللہ میری شرمگاہ کی صانت فرما، مجھے توابین میں شمار فرما اور مجھے مطہرین سے بنا دے، مجھے ان لوگوں مین شمار فرما جن کو اگر مصیبت آئے تو وہ صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اگر ان کو عطا کر دیا جائے تو وہ شکر گزاری کرتے ہیں۔

جب تو کلی کرے تو یوں کہہ لیا کر:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى تِلَاوَةِ ذِكْرِكَ ③

اللہ مجھے تلاوت سے اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا کر۔

جب تو اپنی ناک میں پانی چڑھانے لگے تو یوں پڑھ لیا کر۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُحَرِّمْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ④

اے اللہ مجھے جنّت کی خوشبو سے محروم نہ کرنا۔

---

① علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

③ علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

④ علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

جب تو اپنے چہرے کو دھوئے تو یوں کہا کر:

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ۔ ①

اے اللہ اس دن میرا چہرہ سفید رکھنا جس دن کچھ چہرے چمکدار وسفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔

جب اپنے دائیں ہاتھ یعنی کلائی کو دھوئے تو یوں کہہ لیا کر:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا ②

اے اللہ میرا نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دینا اور میرا حساب آسان فرما دینا۔

جب تو اپنے بائیں ہاتھ یعنی کلائی کو دھوئے تو کہا کر:

اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ ③

اے اللہ میرا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں نہ دینا اور نہ ہی پچھلی جانب سے۔

جب تو اپنے سر کا مسح کرے تو یوں کہہ لیا کر:

اَللّٰهُمَّ غَشِّنِيْ رَحْمَتَكَ۔ ④

اے اللہ تو مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

جب کان کا مسح کرے تو یوں کہا کر:

اللهم اجعلني مِمَّنْ يستمع القول فيتبع احسنه ⑤

اے اللہ میں جو اچھی بات سنوں مجھے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

جب تُو اپنے پاؤں کو دھوئے تو یوں کہہ لیا کر:

اَللّٰهُمَّ اِجْعَلْ سعيًا مَشْكُوْرًا وَ ذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَ عَمَلًا مستقبلا

اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من والمتطهرين اللهم

---

① علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

③ علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

④ علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

⑤ علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

انی استغفرك اتوب الیك[1]

اے اللہ اس عمل کو عمدہ کوشش وکاوش کا سبب بنادے گناہوں کو محو کردے اعمال صالح میں
دوام پیدا کردے اے اللہ مجھے توابین میں شمار فرما، مجھے مطہرین سے کردے اے اللہ میں
تیری جانب رجوع کرتا ہوں میرے گناہ معاف فرمادے۔

پھر اس کے بعد تو اپنے سر کو آسمان کے جانب اٹھا اور اس طرح کہہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمان کو بغیر کسی ستون کے بلند کردیا اور فرشتہ تیرے سر پر کھڑا کردیا جو کچھ تو بولتا ہے وہ لکھتا رہتا ہے آخر میں اس پر مہر کردی جاتی ہے پھر یہ سب آسمانوں کی طرف عروج کردیا جاتا ہے اس کو عرش کے نیچے جگہ ملتی ہے اور قیام قیامت تک یہ مہر باقی رہتی ہے ان ادعیہ ماثورہ کو ابوالقاسم بن مندہ نے کتاب وضو میں اور دیلمی اور مستغفری نے کتاب الدعوات میں روایت کیا ہے۔ وضو کرتے وقت فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ سنتوں کا اور آداب وضو کا خیال رکھنا چاہیے۔

وضو کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے کا ثبوت سند صحیح سے موجود ہے:

علامہ ابوطیب سندھی لکھتے ہیں۔ یہ جو باب ہے جس میں یہ تذکرہ ہوا ہے کہ وضو کرنے کے بعد کیا پڑھنا چاہیے۔ اس میں حدیث شریف وارد ہوئی ہے جس نے وضو کیا اور اچھے طریقے سے وضو کیا فرائض کی ادائیگی کے بعد سُنن اور آداب وضو کا خوب لحاظ رکھا اس کے بعد پھر یوں کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو علامہ طیبی فرماتے ہیں جو شخص وضو کرنے کے بعد دونوں شہادتیں دے۔ یہ سارا عمل اس جانب اشارہ کرتا ہے کہ یہ سب کچھ خالص اللہ کے لئے کیا گیا ہے اس کی برکت یہ ہے کہ اعضاء کی طہارت کے بعد دل شرک و ریاء سے بھی پاک ہوجاتا ہے جہاں تک کلمہ شہادت کا تعلق ہے تو اس پر شیخین کا اتفاق ہے۔ یہ ''قول'' کہ کلمہ شہادت پڑھنے والے کے لئے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے وہ جنّت میں داخل ہوجائے۔ یہ جو لفظ فتحت ہے یہ تخفیف وتشدید دونوں طرح سے ہے یہ اس کی خیر کو مستلزم ہے یہ اس امر کا بھی اظہار کررہا ہے کہ عمل مذکور میں ایک شرف ہے ایک تعظیم ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک شخص ایک ہی دروازے سے جنّت میں داخل ہوگا اور یہی کافی بھی ہے۔ جس طرح کے اعمال زیادہ ہوں گے اسی نوع کے دروازے سے داخل جنّت ہوگا اس لئے کہ ہر دروازے سے علیحدہ علیحدہ اعمال والے لوگ داخل ہوں گے جن کے اعمال میں روزوں کا غلبہ ہوگا وہ باب ریان سے جنت میں داخل ہوں گے جن کے اعمال میں صدقہ کا غلبہ ہوگا وہ اسی باب سے داخل جنت ہوں گے۔ جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو وہ سب کا سب من السند منقطعا کی وجہ سے ہے اسی کو موجب ضعف قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ جو کہا گیا ہے کہ اس موضوع سے متعلق

---

[1] علامہ سراج حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۲ مطبوعہ کانپور ہند

کوئی کثیر چیز نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے صحیح طریقے سے ثابت نہیں۔

اقول!

میں کہتا ہوں اس موضوع پر سند صحیح کے ساتھ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حدیث وارد ہوئی ہے۔

امام مسلم اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:

میں نے ان احادیث کو دیکھا وہ بھی تقریباً اسی سے ملتی جلتی ہیں جیسی احادیث ابھی ابھی آپ نے پڑھ لی ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی حوالوں سے اس حدیث شریف کو نقل وذکر فرمایا ہے لہٰذا وضو کرنے کے بعد آسمان کی جانب منہ کر کے کلمہ شہادت پڑھنا ثابت ہے۔

درس حدیث

میں نے قرآن وحدیث کے احکام پر بہت غور کیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی جلالت کی قسم کھا کر کہتا ہوں ہمارا خالق ومالک ہرگز نہیں چاہتا کہ کوئی بندہ جہنم میں جائے اگر کوئی خود دوزخ میں گرنے کی تیاری کرے تو اسے کون بچائے ہاں جس نے کلمہ پڑھ لیا مسلمان ہو گیا اور اس کے تقاضوں کو پورا کر لیا تو اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے بہرصورت بچانا ہی چاہتا ہے۔ وہ جہنم میں کبھی نہ جائے گا رسول اکرم تاجدار عرب وعجم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک احادیث ہمارے لئے باعث برکت ہیں۔ باعث راحت ہیں اور انشاء اللہ آخرت میں باعث نجات ہوں گی حدیث شریف میں آتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی وضو کرے اور احسن طریقے سے کرے پھر یوں کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد یہ بھی کہے اے اللہ مجھے توابین میں شمار فرمایا اور مجھے مطہرین میں شامل کر دے، تو ایسے شخص کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے جنت میں داخل ہو (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۵۵)

اٹھو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دعوت حق کو عام کرو:

ہر مسلمان کو چاہیے وہ ان مبارک فرامین کو یاد کرے۔ ان پر عمل پیرا ہو اور ان کی تبلیغ ترویج اور اشاعت کا اہتمام کرے۔ ان سنتوں کو عام کرنا چاہیے ان پر عمل باعث راحت جاں ہوگا۔ اٹھو! اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دعوت حق کو عام کرو نیکی کی دعوت کو پورے انہماک قلبی کے ساتھ دوسروں تک پہنچاؤ تا کہ اس امت میں ایک بار پھر عظمتِ رفتہ لوٹ آئے۔ یہ امت وحدت کی لڑی میں پروئی جائے اور اس کو دوام حاصل ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔

باب نمبر ۴۲

بَابُ الْوُضُوءِ بِالْمُدِّ۔

اس باب میں اس چیز کا تذکرہ ہے کہ وضو کرنے کے لئے ایک مُد یعنی ایک کلو پانی درکار ہے۔

اس باب کے زُمرے میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو زندگی کے لئے ضروری اور عبادت کے اصول میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے یعنی اس میں وضو کرنے کے لئے اور غسل کرنے کے لئے کتنا پانی درکار ہے اس کی قدرے وضاحت مذکور ہوئی ہے۔
آیئے آپ بھی اس فرمان اقدس کا مطالعہ کیجیے اسلامی طرز پر زندگی گذارنے کا سلیقہ آئے گا۔

حدیث نمبر ۵۶

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ مَنِیعٍ وَعَلِیُّ بنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیلُ بنُ عُلَیَّةَ عَنْ اَبِی رَیْحَانَةَ عَنْ سَفِینَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کَانَ یَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَیَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ

وَفِی البَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَاَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ اَبُو عِیسٰی حَدِیثُ سَفِینَةَ حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ، وَاَبُو رَیْحَانَةَ، اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَطَرٍ، وَهٰكَذَا رَاٰی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوْءُ بِالْمُدِّ، وَ الْغُسْلُ بِالصَّاعِ، وَقَالَ الشَّافِعِیُّ، وَاَحْمَدُ، وَاِسْحٰقُ لَیْسَ مَعْنٰی هٰذَا الْحَدِیثِ عَلَی التَّوْقِیتِ اَنَّهُ لَا یَجُوزُ اَکْثَرُ مِنْهُ، وَلَا اَقَلُّ مِنْهُ وَهُوَ قَدْرُ مَا یَکْفِی

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک مد یعنی ایک لیٹر پانی سے وضو فرماتے تھے اور ایک صاع یعنی چار لیٹر پانی سے غسل فرما لیتے تھے۔

اس باب میں حضرت عائشہ، حضرت جابر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوریحانہ کا نام عبداللہ بن مَطر ہے اسی طرح بعض اہل علم کی رائے یہی ہے وضو کے لئے ایک مد (ایک کلوگرام) پانی درکار ہے اور غسل کے لئے صاع (تقریباً چار کلوگرام) پانی درکار ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۵۶ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} احمد بن منیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے، یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ائمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ کرلیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ احمد بن منیع بن عبدالرحمن بغوی۔

ابوجعفر الاصم حافظ کسی دوسری جگہ سے بغداد میں تشریف لائے تھے۔ احمد بن منیع، ابن عیینہ، ابن علّیہ، ابی بکر بن عیاش اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ایک جماعت روایت کرتی ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ ابن خزیمہ، سراج، ان کے نواسے ابوالقاسم بغوی اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک بزرگ ''صالح'' جن کا نام ہے ان دونوں حضرات نے احمد ابن منیع کو ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی کی اپنی رائے احمد بن منیع کی بابت یوں ہے میں کہتا ہوں امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں میرے والد گرامی فرماتے ہیں۔ احمد بن منیع ثقہ ہیں یعنی صدوق ہیں۔ امام دارقطنی کا کہنا یہ ہے کہ ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مسلمہ بن قاسم اور هبة الله سنجزی کہتے ہیں احمد بن منیع ثقہ ہیں امام بغوی کہتے میرے جدامجد بیان کرتے ہیں وہ ابدال ہیں۔

احمد بن منیع کی وفات حسرتِ آیات:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں احمد بن منیع کی پیدائش سنہ ۱۶۰ھ کو ہوئی اور ان کی وفات سنہ ۲۴۴ھ کو ہوئی یہ مہینہ شوال المکرم کا تھا۔ ①

۲} علی بن حجر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت ہو چکا اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م سنہ ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۲۷ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

۴} اسماعیل بن علیّہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے، یہ ثقہ راوی ہیں ان کی بڑے بڑے ائمہ فن نے توثیق کی ہے ان کے لئے نہایت عمدہ کلمات کہے گئے ہیں آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے اسماعیل بن ابراھیم بن مقسم اسدی مولاھم ابو بشر بصری المعروف با بن علیّہ، اسمٰعیل بن علیّہ عبدالعزیز بن صہیب، ابی ریحانہ اور ایک خلقِ کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

جناب علی بن جعد، شُعبہ بن علیّہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں اسماعیل بن علیّہ ریحانۃ الفقہا ہیں یونس بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ ابن عُلیّہ سید المحدثین ہیں، ابن مہدی کہتے ہیں ابن علیّہ ھیثم سے زیادہ مضبوط راوی ہیں جناب قطان کہتے ہیں ابن عُلیّہ وھیب سے زیادہ قوی راوی ہیں حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں ہم ابن علیّہ کو یونس بن عبید سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ یحیٰی بن معین کہتے ہیں ابن علیّہ ثقہ ہیں، مامون ہیں، صدوق ہیں اور ایسے مسلمان ہیں جو ورع اور تقوٰی کی دولت سے مالا مال ہیں۔ علماء نے یہ کہا کہ چار اشخاص ایسے گذرے ہیں جن کو حافظ کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں:

۱) اسماعیل بن علیّہ

۲) عبدالوارث

۳) یزید بن زریع

۴) وھب (رحمۃ اللہ علیھم)

امام ابوداود سجستانی کہتے ہیں محدثین میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جس سے خطا واقع نہ ہوئی ہو مگر اسماعیل بن علیّہ وہ شخصیت ہیں جن سے اس معاملہ میں خطا واقع نہیں ہوئی اسی طرح بشر بن مفضل سے بھی۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابن علیّہ ثقہ ثبت راوی ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں ابن علیّہ ثقہ ثبت فی الحدیث ہیں اور حُجّت کا درجہ رکھتے ہیں۔ بصرہ میں صدقات کے نگران رہے بغداد میں مظالم کی روک تھام کے نگران تھے یہ خلافت ھارون کا آخری زمانہ تھا علیّہ ان کی والدہ ماجدہ کا نام ہے خطیب کہتے ہیں علی بن حجر کا گمان یہ ہے کہ وہ ان کی نانی جان تھیں۔
ابوجعفر بستی بیان کرتے ہیں بصری یعنی ابن علیّہ ثقہ راوی ہیں اور وہ ثقفی سے زیادہ حافظ ہیں۔ ابن شاھین نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ امام ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر فرمایا ہے۔

اسماعیل ابن علیّہ کی وفات:

امام ابن حبان کے واسطہ سے امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ اسماعیل بن علیّہ کی وفات ۱۹۴ھ کو ہوئی۔ ①

۴} ابی ریحانہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبداللہ ہے اور عبداللہ نام کے راوی کثیر تعداد میں ہیں مجھے ابی ریحانہ کی تلاش میں بہت وقت لگا بہر حال آخر مل گئے ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ملا ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے عبداللہ بن مطر ابو ریحانہ بصری، کہتے ہیں ان کا نام زیاد ہے اور اوّل ہی زیادہ شہرت یافتہ ہے۔

ابو ریحانہ، جناب سفینہ، ابن عباس، صحب ابن عمر، اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے وھب بن خالد، سلیمان بن کثیر، اسماعیل بن علیہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین کہتے ہیں ابو ریحانہ صالح ہیں، ایک اور مرتبہ فرمایا ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَیْسَ بِالْقَوِیِّ اور ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات راویوں میں کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کبھی کبھی وہ خطا کرتے تھے۔ ②

۵} سفینہ رضی اللہ عنہ:

ان کا ذکر مبارک تہذیب التہذیب میں ہے۔ ان کے فضائل، مناقب اور محاسن کا میں تذکرہ کر رہا ہوں آپ بھی بغور مطالعہ فرمائیں ان شاء اللہ دل وجاں راحت پائیں گے ایمان کو جلا ملے گی۔

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام نسب اس طرح ہے۔ سفینہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابو عبدالرحمن کہا جاتا ہے ابو البختری یہ حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے آزاد کردہ غلام تھے بی بی نے ان کو اس شرط پر آزاد کیا تھا کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت پر مامور رہیں گے کہا جاتا ہے ان کا نام مہران بن فروخ اور یوں بھی کہا جاتا ہے نجران ہے۔ رومان، قیس شنبہ بن مارقہ بھی ان کا نام ہے۔

---

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/۲۴۱ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

② امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۶/۳۱ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح حضرت علی اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن، عمر، سعید ابن جمہان، ابو ریحانہ حسن بصری رضی اللہ عنہم وغیرہم روایت کرتے ہیں۔ حضرت حماد بن سلمہ ایک واسطہ سے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے کہ ہم نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ جب ہم کسی قوم کی طرف بڑھتے تو تلوار وغیرہ سامان میرے حوالے کیا جاتا یہاں تک کہ میں اس سامان کا اکثر حصہ اٹھالیتا اس پر نبی اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اَنْتَ سَفِيْنَةٌ

تو مال بردار جہاز ہے۔

امام ابن حجر کی اپنی رائے یہ ہے جسے انہوں نے قُلْتُ کے ساتھ بیان کیا ہے ابن عبدالبر نے بیان کیا کہا جاتا ہے کہ ان کا نام عمیر تھا۔ عبس کہتے ہیں ابونعیم نے بیان کیا ان کا نام سلیمان تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے ایمن بیان کرتے ہیں طہمان تھا۔ سہلی کا کہنا ہے کہ شعب تھا۔ [1] ان کے بارے میں اور بھی روایات بیان ہوئی ہیں۔

شرح حدیث نمبر ۵۶

اس میں کوئی شک نہیں دنیا میں سب سے بڑا انقلاب امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے برپا کیا اور وہ بھی قلیل وقت ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کے تبلیغ کے دورانیے بڑے بڑے لمبے تھے بطور مثال حضرت شعیب علیہ السلام جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے سسر ہیں آپ کی بڑی صاحبزادی سیدہ صفورا رضی اللہ عنھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نکاح میں تھیں آپ کی عمر 882 سال ہوئی اگر چالیس سال کی عمر مبارک میں تبلیغ کا آغاز فرمایا ہو تو اس طرح آپ کی تبلیغ کا دورانیہ 842 سال بنتا ہے۔ اتنے لمبے عرصے میں دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں جو لوگ کلمہ پڑھ پڑھ کر حلقہ بگوش حق ہوئے ان کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کو قرآن نے اصحاب الایکہ کہا ہے یعنی بیریوں کے جھنڈ والے وہ اتنے سارے ہی لوگ تھے جو بیریوں کے جُھنڈ میں رہائش پزیر تھے۔ اس سے آپ انبیاء کرام علیہم السلام کی استقامتوں کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ آج اگر ایک نوجوان دین کا علم حاصل کرتا ہے اور وہ دین اسلام کی تبلیغ کا آغاز کرتا ہے جب لوگ اس کو داد تحسین دینے کی بجائے الٹا اعتراضات شروع کر دیتے ہیں

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/ ۱۱۰ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

تو شکستہ دل (DISHEART) ہو جاتا ہے اور بسا اوقات تو اس دینی خدمت سے منہ ہی موڑ لیتا ہے میں بڑے کھلے الفاظ میں کہنا چاہوں گا آپ کو ہرگز دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہئے آپ کیوں فکرمند ہوتے ہیں جب عقیدہ آپ کا سچا ہے نظریہ آپ کا برحق ہے راستہ آپ کا صراط مستقیم ہے تو آخر کامیابی آپ ہی کی ہوگی۔

ہمارے سارے دکھوں کا مداوا نظام مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے:

میں یہ کہنا چاہتا ہوں ہمارے آقا ہمارے مولا امام الانبیاء علیہ السلام کا تبلیغ کا دورانیہ بہت کم ہے صرف تیئس 23 سال تیرہ 13 سالہ مکی دور اور دس 10 سالہ مدنی دور مگر کام اتنا بڑا ہوا کہ دنیا کا سب سے بڑا انقلاب انہی تیئس ۲۳ سالوں میں برپا ہوا ساری دنیا کے ماہرین علم وفن اور حاملین عقل ودانش نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا کہ انسانیت کے سب سے بڑے خیر خواہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں انسانوں کا سب سے بڑا ہمدرد نظریہ فقط دین اسلام ہے اسی کو اپنا کر انسان دونوں جہانوں میں سرخروی حاصل کر سکتا ہے۔ اسی نظام حیات یعنی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ہمارے تمام دکھوں کا مداوا ہے احادیث مبارکہ میں جن احکام کا ذکر آیا ہے وہ ہماری زندگی کی متاع بے بہا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۵۶ میں ارشاد گرامی ہے آیئے اسی کی قدرے شرح کرتے ہیں۔

وضو کرنے کے لئے کتنا پانی درکار ہوتا ہے اس میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کی تحقیق:

علامہ ابوطیب سندھی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ یہ جو باب ہے جس میں ذکر ہے کہ وضو کرنے کے لئے ایک مُد پانی درکار ہوتا ہے۔ اس میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کی تحقیق یہ ہے ایک مُد سے مراد ایک رطل اور ثلث بغدادی ہے اور ایک صاع سے مراد چار امداد ہیں۔ جیسا کہ علامہ طیبی نے قول کیا ہے۔ امام نووی رحمتہ اللہ علیہ کا کہنا یہ ہے کہ ایک صاع جو ہوتا ہے وہ تقریباً پونے چھ رطل بغدادی کے برابر ہوتا ہے ایک مُد ایک رطل اور ثلث کے برابر ہوتا ہے۔ یہ تقریباً معتبر ہے تحدیداً نہیں یہ وہ بات ہے جو مشہور ہے اور درست سمجھی جاتی ہے۔ (۱)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ماننے والوں کا نقطہ نظر:

جہاں تک ہمارے اصحاب کا تعلق ہے تو ہمارے بعض بزرگوں نے ذکر کیا ہے کہ ان کے ہاں ایک صاع آٹھ رطل کے برابر ہے۔ اور ان کے نزدیک ایک مُد دو رطل کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں عبارت کو تمام کر کے علامہ سندھی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

---

(۱) علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۴ مطبوعہ کانپور ہند

اَقُوْلُ!

میں کہتا ہوں یہ قول بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک مُد دو رطل کے برابر ہے اور ایک صاع آٹھ رطل کے برابر ہوتا ہے۔ اس بات کا ثبوت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کی اس خبر سے ملتا ہے جس کو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وارد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک مکوک (ایک پیالہ ہوتا ہے جس میں تقریباً پونے دو ۲ رطل پانی آتا ہے) سے وضو فرماتے تھے اور پانچ مکاکیک سے غسل فرماتے تھے تیسرا الوصول میں یہ قول موجود ہے۔ ایک مکوک سے مراد مُد ہے۔

اَقُوْلُ!

میں کہتا ہوں اس کی وضاحت اسی حدیث شریف سے ہوتی ہے جس میں ذکر ہے امام ابوداود نے اپنی سند سے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ وارد کیا ہے کہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غسل تو ایک صاع پانی سے فرماتے تھے اور وضو کے لئے ایک مُد ہی کافی ہوتا تھا۔ اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ملتی ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس برتن سے وضو فرماتے تھے اس میں دو رطل پانی ہوتا تھا، جب غسل فرماتے تو ایک صاع (تقریباً چار لیٹر پانی) سے فرمالیتے تھے پھر یاد رہے اس پر اجماع ہے کہ پانی کی یہ مقدار وضو اور غسل کے لئے معین نہیں ہے اور نہ ہی اس کو شرط کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ مقدار تو اتنا پانی ہی ہے جو اعضاء پر خوب جاری ہوجائے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سنت اسی کو کہا جائے گا کہ وضو کے لئے پانی ایک مُد (تقریباً ایک لیٹر) سے کم نہ ہو اور غسل کے لئے پانی ایک صاع (تقریباً چار لیٹر سے کم نہ ہو) بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے جیسے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے وارد کیا کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ایک برتن میں پانی لایا گیا تقریباً پونے دو مُد تو آپ نے اس سے وضو فرمایا یہ عمل بیان جواز کے لئے تھا۔ (١)

اسے بھی پڑھ لیں نوازش ہوگی:

اصلاً ملکِ عرب میں پانی کی قلت تھی اس وجہ سے وضو اور غسل کے لئے پانی کی مقدار کا یوں تذکرہ ہوا ہے لیکن چونکہ یہ فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے اس لئے اس کو یاد رکھنا ضروری ہے اگرچہ ہمارے ہاں پاکستان میں پانی الحمدللہ وافر ہے آپ اگر وضو اور غسل میں ایک مُد یا ایک صاع سے زیادہ استعمال فرمائیں تو حرج نہیں لیکن احادیث مبارکہ پر نظر ہونا ضروری ہے اگر آپ کسی ایسے مقام پر چلے جائیں جہاں پانی کی قلت ہو تو آپ کو یہ ضابطہ

(١) علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب، از مجموعہ شروحِ اربعہ جامع ترمذی شریف ١/ ٨٤ مطبوعہ کانپور ہند

بے پناہ فائدہ دے گا مثلاً میں راقم الحروف لیبیا گیا ہوا تھا وہاں پانی کی قلت تھی میں ساحل سمندر کی سیر کرنے گیا ہوا تھا یہ جون کا مہینہ تھا اور ۱۹۸۹ء کا سن ساحل سے واپسی پر ہم نے تجورا گاؤں یا قصبہ میں نماز جمعہ جامع مسجد آغا مراد میں ادا کرنا تھی جب ہم وضو کرنے کے لئے بیٹھے تو اپنے ملک کے حساب سے پانی کا استعمال کرنا شروع کیا وہاں کے مقامی لوگوں نے ہمیں حیران کن نظروں سے دیکھا بہر حال ہم بھی سمجھ گئے اور وضو میں کم پانی استعمال کیا وہاں کے لوگ چونکہ اکثر مالکی ہیں ایک آدمی باہر وضو کر رہا تھا اس نے ایک گلاس پانی سے مکمل وضو کر لیا تھا۔ آپ بھی جہاں کہیں ہوں اگر چہ پانی وافر ہو پھر بھی کم سے کم پانی سے وضو کریں اور پانی ہرگز ضائع نہ کریں۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا وضو:

ایک بار حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے یہاں ان کی علمی مصروفیات تھیں آپ حزب الاحناف میں آئے وہاں آپ نے وضو فرمایا میں اور ریاض ہمایوں سعیدی ان کا وضو دیکھ رہے تھے آپ نے انتہائی کم پانی استعمال فرمایا اور وضو بھی کمال عمدہ طریقے سے فرمایا نہ پانی کا ضیاع ہوا اور نہ ہی وضوء ناقص ہوا وضو بھی کامل کیا اور پانی کو ضائع ہونے سے بھی بچایا ہے ہمارے اسلاف کا سنت پر عمل یہ ہے ہمارے بزرگوں کا حدیث شریف کو پڑھنے کے بعد اس کے عین مطابق عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے درجات بلند کرے اور ہمیں ان کا نقش قدم عطا کرے تاکہ ہم اس پر چل کر کامران ہو جائیں۔ الحمد للہ یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ حضرت نے ایک ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور ایک ہاتھ ریاض ہمایوں سعیدی کے کندھے پر رکھا اور چل کر اپنی گاڑی تک تشریف لائے۔ ہمارے علماء کرام اور مشائخ عظام واقعی سنت مطہرہ کا عملی نمونہ تھے۔

رطل مُد اور صاع کی مقدار کی تحقیق:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ یہ باب جن میں وضاحت کی گئی ہے کہ وضو کرنے کے لئے ایک مُد پانی ضروری ہے ایک مُد کا وزن دو رطل کے برابر ہوتا ہے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلام ہیں انہی کو عبد الرحمن کہتے ہیں، ان کا نام مہران ہے ان کا لقب سفینہ ہے۔ یہ لقب ان کو اس وجہ سے دیا گیا کہ وہ حالت سفر میں زیادہ وزن اٹھا لیتے تھے آلاتِ حرب شمشیر وغیرہ یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک مُد (تقریباً ایک لیٹر پانی) سے وضو فرماتے تھے مُد میم کی پیش کے ساتھ ایک پیمانہ مقدار ہے۔ جو ۲ دو رطل کے برابر ہوتا ہے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک صاع (تقریباً چار لیٹر پانی) سے غسل فرمالیا کرتے تھے ایک صاع کی مقدار چھ رطل کے برابر ہوتی ہے۔ (۱)

(۱) علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب، از مجموعہ شروع اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۸۵ مطبوعہ کانپور ہند

اس موضوع پر حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ، حضرت جابر، حضرت انس بن مالک، رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ محدث بزار نور اللہ مرقدہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے انہوں نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ غسل جنابت کے لئے چھ مُد پانی درکار ہے۔ محدث عبدالرزاق حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے حدیث لائے ہیں کہ غسل کے لئے ایک صاع یعنی چار مُد (تقریباً چار لیٹر پانی درکار ہے) اور وضو کے لئے ایک مُد (تقریباً ایک لیٹر پانی سے کام چل سکتا ہے) پانی کافی ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حدیث سفینہ حدیثِ حسن صحیح ہے۔ اور جہاں تک ابوریحانہ کا تعلق ہے تو ان کا نام عبداللہ بن مَطر ہے اس لفظ کے میم اور طا دونوں پر ہی زبر آئے گی اسی طرح بعض اھل علم نے روایت کیا ہے کہ وضو کے لئے ایک مُد (تقریباً ایک لیٹر پانی) درکار ہے اور غسل کے لئے ایک صاع (تقریباً چار لیٹر پانی) درکار ہے۔

امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رضی اللہ عنھما کا نقطہ نظر:

امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور امام اسحٰق کا قول یہ ہے کہ اس حدیث شریف کا معنی یہ نہیں کہ وضو اور غسل کے لئے یہی مقدار معین ہے۔ توقیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی شی کو ایک خاص وقت کے ساتھ مختص کر دیتی ہے اور یہ اس بات کا اظہار ہوتا ہے ایک چیز کو ایک وقت اور مقدار کے ساتھ بیان کرنا ہے اس سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ اس مقدار سے زیادہ یا کم جائز ہی نہیں۔ اس مقدار کا تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ وضو اور غسل کے لئے کافی ہے اگر زیادہ کی حاجت ہو تو زیادہ بھی صرف کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر کم کی ضرورت ہو تو کم بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اشخاص کی ضرورت کے اور فرق کے حوالے سے ہے۔ ہمارے امام کا مذہب بھی یہی ہے۔ (1)

امام الآئمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

وضو کرنے کے لئے ایک مُد (لیٹر) پانی چاہئے اور غسل کرنے کے لئے ایک صاع (چار لیٹر) پانی درکار ہے۔ یہ ایک مقدار ہے جس کو بیان فرمایا گیا ہے۔ اس کو قدر مایکفی قرار دیا گیا ہے۔ یعنی اتنی مقدار میں پانی کافی ہے۔ اگر ضرورت اس سے بھی زیادہ کی ہو مثلاً شخصیت لحیم و شحیم ہو تو اس سے بھی زیادہ پانی صرف کرے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی کم پانی سے وضو اور غسل ہو سکے تو کم استعمال کر لیا جائے۔ جہاں تک مقدار کا تعلق ہے تو تفاوت اشخاص کی وجہ سے ہے جیسی شخصیت ہوگی اسی طرح وہ عمل کرلے یہی مذہب ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ چنانکہ ہمیں مذہب امام ما۔

---

(1) علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب، از مجموعہ شروع اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۵ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

کون نہیں جانتا زندگی گذارنے کا سب سے اعلیٰ وارفع قانون وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے واسطہ سے عطا فرمایا ہے۔ساری دنیا میں جو نظام زندگی انسانیت کی خیر خواہی کا حق ادا کرتا ہے وہ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے اسی نظام نے انسانوں کو تحفظ عطا فرمایا ہے۔اگرچہ قانونِ اصلی صرف قرآن ہے حدیث شریف بھی قانونِ اصلی نہیں ہے۔ بلکہ حدیث تابع قانونِ اصلی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب وضو فرمایا تو اس کے لئے ایک مُد پانی استعمال کیا حدیث شریف میں ہے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک مُد یعنی ایک لیٹر پانی سے وضو فرماتے تھے اور ایک صاع یعنی چار لیٹر پانی سے غسل فرما لیتے تھے۔

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۵۶)

احادیث مبارکہ کا درس دینا شروع کریں:

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وضو کرنے کے لئے ایک لیٹر کی مقدار میں پانی کفایت کرتا ہے اور غسل کے لئے ایک صاع یعنی چار لیٹر پانی کفایت کرتا ہے۔ہم نے اس کی شرح لکھ دی ہے اب صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ ان احادیث مبارکہ کو خود پڑھنا چاہئے دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے ان پر عمل کرنا چاہئے اگر ذہن میں یہ خیال آئے کہ شاید اس مقدار سے زیادہ یا کم پانی استعمال کرنا منع ہے تو یاد رکھیں ایسا نہیں ہے۔ یہ تو ایک مقدار ہے جس کا ذکر کیا گیا کہ اتنا پانی ہو تو وضو اور غسل کیا جا سکتا ہے پھر ان پیمانوں میں قطعیت نہیں پائی جاتی بلکہ ظنیت ہے۔ لہٰذا اگر اس مقدار سے تھوڑا کم پانی ہو وضو کے لئے یا کچھ زیادہ ہو تو بھی جائز ہی ہوگا۔کوئی شخص ایسا ہوتا ہے جو ایک لیٹر پانی سے کم مقدار میں بھی وضو کر لیتا ہے۔اور دوسرا ایسا ہوتا ہے جو ایک لیٹر پانی سے وضو نہیں کر سکتا اس کو لیٹر سے زیادہ مقدار میں پانی درکار ہوتا ہے لہٰذا اس مذکورہ مقدار سے کم یا زیادہ استعمال کیا جا سکتا ہے یہی نقطہ نظر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

آیئے ہم آج ہی سے ان مبارک احادیث کا مطالعہ شروع کریں اور ساتھ ہی ساتھ ان کا درس بھی دینا شروع کر دیں اٹھیے اللہ کا نام لے کر ہچکچاہٹ کو دور کر دیجیے اور مرد میداں بن کر دعوت وتبلیغ کا کام شروع فرمایئے اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہوگا بحرمتِ سیّد عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ تحریر

جب میں لکھنا شروع کرتا ہوں تو اپنا موقف پورے زور سے واضح کرتا ہوں، میری تحریریں ابہام کا شکار نہیں ہوتیں بلکہ بڑی واضح اور کھلی کھلی دعوت ہوتی ہیں۔ میں نے کبھی بھی لیچ ولعل کی کیفیت میں ارقام نہیں کیا بلکہ ہمیشہ یقین کی دولت سے مالا مال ہو کر ہی لکھتا رہتا ہوں، میری اسی طرز نے میری تحریروں کو لوگوں میں ہر دلعزیز بنا دیا ہے۔ جب بھی انسان کو دعوتِ فکر دینی ہو اسکا انداز جارحانہ نہیں ہونا چاہئے مصلحانہ ہونا چاہئے یہی وہ طرزِ کلام ہے جو ابنِ آدم کے دل و دماغ میں ایک جگہ بنا لیتا ہے اور جب کسی کی بات کان کے پردے تک نہ رہے بلکہ دل اتھاہ گہرائیوں تک پہنچ جائے تو وہ اندر ایک انقلاب برپا کر دیتی ہے۔ اس کی برکت سے فرد، خاندان اور قوم کی تقدیر پلٹ جاتی ہے۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۴۳

بَابُ كَرَاهِيَةِ الإِسْرَافِ فِي الْوُضُوءِ بِالْمَاءِ۔

اس باب میں وضو کرتے وقت پانی کے اسراف کو ناپسندیدہ کہا گیا ہے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے اس سے آگاہی ضروری ہے بہت سارے مسائل کا حل اس میں مضمر ہے۔
آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے۔علم میں اضافہ ہوگا وسواس جیسی بیماری کا علاج میسّر آئے گا یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ بندے کو وسواس کا علاج مل جائے۔

حدیث نمبر ۵۷

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا اَبُو دَاودَ، حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بنُ مُصْعَبٍ، عَنْ يُونَسَ بنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ عُتَيِّ بنِ ضَمْرَةَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلْوُضُوءِ شَيْطَانًا، يُقَالُ لَهُ الْوَلَهَانُ، فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ اَبُو عِيسٰى حَدِيثُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيثِ، لِاَنَّا لَا نَعْلَمُ اَحَداً اَسْنَدَهُ غَيْرَ خَارِجَةَ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهُ، وَلَا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ شَيْءٌ، وَخَارِجَةُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَصْحَابِنَا، وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک وضو کا ایک شیطان ہے جس کو وَلَھَان کہا جاتا ہے، بس تم پانی کے وسواس سے بچو۔

ان موضوع پر حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ والی حدیث (فنی اعتبار سے) حدیث غریب ہے اس لئے اس کی اسناد ماہرین علم حدیث کے نزدیک قوی نہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ ہم بھی خارجہ کے علاوہ کسی اور سند سے اس کو نہیں جانتے۔ اس روایت کو کئی اور طریقوں سے بھی روایت کیا گیا ہے اور اس میں اس کو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا گیا ہے۔ اس موضوع پر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کچھ صحیح طریق پر نہیں ملتا۔ جہاں تک خارجہ کا تعلق ہے تو وہ قوی راوی نہیں ہے ہمارے بزرگوں کے نزدیک، حضرت امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے خارجہ کو ضعیف راوی قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر ۵۷ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} ابوداود رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ائمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ سلیمان بن داؤد بن جارود ابوداود طیالسی بصری یہ حافظ ہیں فارسی الاصل ہیں۔ ابن معین کہتے ہیں وہ الِ زبیر کے غلام ہیں ان کی والدہ فارسیہ ہیں۔

عمرو بن علی فلاس بیان کرتے ہیں میں نے محدثین میں ابوداود سے بڑا حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے میں نے تیس ہزار حدیثیں جمع کیں لیکن اس پر فخر نہیں جعفر بن محمد فریانی کہتے ہیں عمرو بن علی نے بیان کیا ابوداود ثقہ ہیں۔ ابن مدینی کا بیان ہے میں نے ابوداود سے بڑا حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔ عمر بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ اصبہان میں ان سے چالیس ہزار احادیث رقم کی گئیں حالانکہ ان کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی جناب بُندار بیان کرتے ہیں میں نے محدثین میں سے کسی کو نہیں دیکھا جس نے ان کے حفظ ومعرفت حسن مذاکرہ پر کچھ رقم نہ کیا ہو۔ عمرو بن علی ابن مہدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ابوداود اصدق النّاس ہیں نعمان بن عبدالسلام کہتے ہیں ابوداود طیالسی ثقہ مامون ہیں ابو مسعود رازی بیان کرتے ہیں میں نے امام احمد سے پوچھا ابوداود کی بابت تو انہوں نے جواب دیا وہ ثقہ ہیں۔ صدوق ہیں۔ وکیع کہتے ہیں ابوداود طیالسی علم کا پہاڑ ہے امام عجلی بصری کا کہنا یہ ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور وہ کثیر الحفظ ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابوداود طیالسی ثقہ ہیں ان کی نوک زبان پر حق وصداقت جاری رہتا ہے۔

ابوداود طیالسی کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں ابوداود طیالسی کی وفات ۲۰۳ھ کو بصرہ میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۷۲ سال تھی بعض مشائخ نے ۲۰۴ھ بھی لکھا ہے اسی طرح بعض مورخین نے ماہ ربیع الاوّل کا اضافہ بھی کیا ہے۔①

۳} خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ:

میں نے ان کے احوال کا مطالعہ کیا ہے ان کی بابت کوئی قول توثیق نہیں ملا بلکہ ان پر جرح ہی جرح نظر آئی ہے لہٰذا یہ ضعیف راوی ہیں۔② امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی خارجہ بن مُصعب کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

۴} یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے احوال کا تذکرہ تہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ائمہ فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ یونس بن عبید بن دینار عبدی، مولاھم ابوعبید بصری، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔ یونس بن عبید ابراھیم تیمی، ثابت بنانی، حسن بصری اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بیٹے عبداللہ، شُعبہ، امام سفیان ثوری، ابوجعفر رازی، خارجہ بن مُصعب اور کچھ دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد کہتے ہیں یونس بن عبید ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں۔ امام احمد، ابن معین اور امام نسائی کہتے ہیں کہ یونس بن عبید ثقہ راوی ہیں۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں یہ ثقہ ہیں اور بڑے عالم ہیں۔ سفیان بن حسن کہتے ہیں یونس بن عبید جب مجھ سے حدیث بیان کریں تو ایسی صورت میں ثقہ ہیں امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات راویوں میں کیا ہے۔ یونس بن عبید علم، حفظ، فضل اور مہارت علوم وسنت میں سید اھل زمانہ ہیں۔ وہ اھل بدعت سے شدید نفرت کرتے تھے بلکہ ان کے لئے ان کے ہاں بغض تھا اور وہ بھی مع تقشّف الشدید کے درجہ تک۔

---

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/ ۱۶۰ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

② امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۶۷ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

یونس بن عبید کی وفات حسرت آیات:

مھذ بن حبان کا کہنا ہے کہ یونس بن عبید کی وفات ۱۳۹ھ کو ہوئی۔ ①

۵} الحسن رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۶} عتی بن ضمرہ سعدی رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات واحوال کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے شیوخ نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نوّر اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے عتی بن ضمرہ التیمی سعدی بصری، ابن سعد نے یوں ذکر کیا عتی بن ضمرہ زید ابن ضمرہ بن یزید بن شبل بن حبان بن حارث بن عمرو بن کعب بن عبد شمس بن سعد بن زید منات بن تہیم۔

عتی بن ضمرہ حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن عتی روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں عتی بن ضمرہ حضرت ابی بن کعب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ثقہ راوی ہیں۔ وہ ثقہ ہیں مگر قلیل الحدیث ہیں امام عجلی کہتے ہیں حضرت حسن سے چھ احادیث مبارکہ روایت کی ہیں ان کے علاوہ کسی اور نے ان کو اس حوالے سے روایت نہیں کیا امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات راویوں میں کیا ہے۔ عجلی بصری کہتے ہیں عتی بن ضمرہ ثقہ راوی ہیں۔

عتی بن ضمرہ کی وفات:

ابن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عتی بن ضمرہ کی وفات ۷ ہجری کو ہوئی۔ ②

۷} حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کے مناقب ومحاسن کثیر ہیں۔ اس بات پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے کہ سب سے بہتر قرآن آپ ہی پڑھتے تھے آپ حافظ قرآن تھے۔ آپ مفتی بھی

---

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/ ۳۸۹ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

② امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷/ ۹۵ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

تھے اور اس شان کے مفتی ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ آپ سے مسئلہ پوچھنے آیا کرتے تھے۔ ابن کثیر نے اس کی مثالیں لکھی ہیں۔ جیسے تقوی کا معنی پوچھنے آئے تھے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کمال دانائی سے بتایا تھا۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ ابی بن کعب بن قیس بن عبیدہ بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک ابن نجار ابو المنذر اور یوں بھی کہا جاتا ہے۔ ابوطفیل المدنی سیّد القراء

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابوایوب، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت صحابہ روایت کرتی ہے ان سے ان کی اولاد محمد، طفیل اور عبداللہ روایت کرتے ہیں اور مرسلاً حضرت حسن بصری وغیرہ بھی روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں اور وہ بیعت عقبہ ثانیہ میں حاضر تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ "سیّد المسلمین" ہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر قرأت کروں۔

إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث شریف وارد فرمائی جس میں ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنھم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن سیکھیں شعبی نے صدوق کے حوالہ سے بیان کیا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان چھ اصحاب میں سے ایک ہیں جو فتوی دیا کرتے تھے ابن حذاء نے رجال مؤطا میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات!

ھیثم بن عدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ۱۹ھ کو ہوا اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ ان کی وفات ۳۲ھ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔ ان کی وفات میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ (۱)

(۱) امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۱۶۴ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۵۷

ہر صاحبِ علم بخوبی جانتا ہے کہ اسلام سلامتی کا دین ہے اعتقاد اور عمل دونوں کے مجموعے کا نام دین ہے۔ اگر عقیدہ درست ہوگا تو اعمال صالح بھی قابل قبول ہونگے۔ اگر عقیدہ ہی درست نہ ہوگا تو اعمال بھی قابل قبول نہ ہونگے۔ یاد رہے عمل تابع اعتقاد ہوتا ہے اعتقاد تابع عمل نہیں ہوتا۔ تصحیح عقیدہ کے بعد عمل ضروری چیز ہے۔ عبادات میں نمبر ا پر نماز ہے اس کے بعد زکوٰۃ، پھر روزہ اور آخر میں حج کا مرتبہ ہے اور حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے اس میں استطاعت شرط ہے۔ نماز پڑھنے کے لئے وضو ضروری ہے۔ ہم نے تفصیل سے ایک حدیث شریف کی شرح میں وضو اس کے فرائض پر گفتگو کی ہے وضو کے چار فرض ہیں اور چاروں ہی اعتقادی ہیں۔ وضو میں کوئی واجب عملی نہیں ہوتا البتہ وضو میں بارہ فرض عملی ہوتے ہیں یہ بارہ فرض عملی ہی وضو کے بارہ واجب اعتقادی ہیں۔

وضو کرتے وقت پانی کا اسراف ناپسندیدہ عمل ہے:

علامہ سراج احمد سرہندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یہ باب جس میں وضو کرتے ہوئے ضرورت سے زیادہ پانی صرف کرنا اور اتنی مقدار میں پانی بہانا جو اسراف کے زمرے میں آتا ہو وہ کراھیت کا باعث ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک وضو کا ایک شیطان ہے جو وسواس پیدا کرتا ہے۔ اس کا نام اَلْوَلَهَانَ ہے اور وَلَهَانَ مشتق ہے ولہ سے اور اس کا مطلب ہے رنج والم کی وجہ سے عقل کا رخصت ہو جانا۔ اندوہ کے سبب سے حیرت میں مبتلا ہو جانا اور حرص کا بڑھ جانا وسوسہ کا پیدا ہونا اسی وسوسہ کو مجازاً شیطان کہا گیا ہے۔

یہ جو فرمایا گیا ہے کہ پانی کے وسواس سے بچو اس کا مطلب یہ ہے کہ وضو کرتے وقت سنت کے خلاف پانی استعمال نہ کرو کہ جس کی وجہ سے اسراف لازم آئے۔ اس عنوان کی روایات حضرت عبداللہ بن عمر، اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما سے بھی آئی ہیں۔ امام حاکم اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے انہی مذکورہ الفاظ کے ساتھ حدیث وارد کی ہے۔ سعید بن منصور نے جناب یحییٰ بن عمرو شیبانی سے مرسل روایت وارد کی ہے۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو حدیث نقل کی اس کی عبارت یوں ہے۔

لَاتُسْرِفْ لَاتُسْرِفْ

اسراف نہ کرو اسراف نہ کرو۔

امام ابو نعیم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جو حدیث شریف وارد کی ہے اس کی عبارت اس طرح ہے۔

لَا خَيْرَ فِي صَبِّ الْمَاءِ الْكَثِيْرِ فِي الْوُضُوْءِ وَإِنَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ ①

اس میں کوئی بھلائی نہیں کہ وضو کرتے ہوئے بہت سارا پانی بہا دیا جائے یہی (عمل) شیطان کی طرف سے ہے۔

اس حدیث شریف کو امام حاکم، رکنی، ابن عساکر نے امام زہری کے حوالے سے مرسلاً روایت کیا ہے امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ والی حدیث فنی طور پر حدیث غریب کے درجہ میں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی اسناد قوی نہیں ہے یہ بات ماہرین علم حدیث نے کہی ہے۔ ہم اس روایت کو سوائے خارجہ کے کسی طریق سے جانتے ہی نہیں ہیں اس حدیث شریف کو کئی اور وجوہ کی بنا پر جناب حسن بصری کے قول کے طور پر بھی وارد کیا گیا ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس باب میں نبی کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کوئی صحیح چیز وارد نہیں ہوئی۔ جہاں تک خارجہ کا تعلق ہے تو وہ ہمارے اصحاب کے نزدیک قوی راوی نہیں ہے۔ حضرت امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے خارجہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ②

وضو کا شیطان کون ہے؟ کیا وسواس کو وضو کا شیطان کہا گیا ہے،

علامہ ابوطیب سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ابواب الطھارہ کا وہ باب جس میں وضو کرتے وقت پانی کے اسراف کو ناپسندیدگی سے دیکھا گیا ہے۔ اس میں جو یہ قول ہے اس کا ایک شیطان ہے اور اس کو "الوَلَهَان" کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لفظ کا تلفظ دونوں جگہ زبر کے ساتھ ہے اور یہ مصدر ہے اور اگر اس کو لام کی زیر کے ساتھ یعنی وِلَهَان پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا یہ عمل عقل کو معدوم کرتا ہے تحیر کی وجہ سے عجیب وغریب بے اعتدالی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور شاید انسان فسق کی طرف مائل ہو جاتا ہے اسی کیفیت کو شیطان سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ اگر وضو میں وسواس پیدا ہو جائے تو یہ طلب حرص کا سبب بن سکتا ہے۔ اس وسوسہ کا نقصان یہ ہوگا کہ انسان اپنے درست عمل کو بھی حیران کن نظروں سے دیکھے گا عقل کے صحیح کام نہ کرنے کی وجہ سے اس کو یہ بھی پتہ نہیں چلے گا کہ شیطان اس کے ساتھ کیا تماشا کر رہا ہے۔ اس کیفیت میں اسے اتنا بھی علم نہ رہے گا کہ کس عضو تک پانی پہنچ گیا ہے اور کہاں نہیں پہنچا اسی طرح یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کس عضو کو کتنی مرتبہ دھویا ہے۔ ③

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۸۲ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۸۲ مطبوعہ کانپور ہند

③ علامہ ابوطیب سندھی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۸۵ مطبوعہ کانپور ہند

یہ جو حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وسواس الماء سے بچو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وسواس کی وجہ سے بندے کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ اس نے وضو کرتے ہوئے کونسے عضو کو کتنی مرتبہ دھویا ہے پھر یہ احساس نہیں رہتا کہ میں نے وضو کے اعضاء کو ایک مرتبہ دھویا یا دو ۲ مرتبہ، اس کو یہ خدشہ ہونے لگتا ہے کہ وہ طاہر ہے یا نجس اس کو قلتین پانی ملا یا نہیں یعنی جس پانی سے اس نے وضو کیا ہے وہ خود پاک تھا اور جو وضو اس نے کیا ہے وہ ہو گیا۔ ابنِ مالک فرماتے ہیں وسواس اَلْوَلْھَان موضع پر پانی بہانے (زائد اور اسراف کی حد تک) کی وجہ سے ہوتا ہے اس کی ضمیر میں مبالغہ ہے پانی کے زیادہ بہانے اور اس کی شدت ملازمت کی وجہ سے بھی ایسا ہوتا ہے بعض علماءِ کرام فرماتے ہیں اگر پانی کے ساتھ کسی وجہ سے بول مختلط ہو جائے تو اس کی وجہ سے بھی وسواس پیدا ہوتے ہیں ان کو وسواس البول کہتے ہیں یہ اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ بندہ استنجاء کرنے میں کثرت کرے، رہا یہ قول کہ ہم اس حدیث شریف کو خارجہ کے علاوہ کسی اور کے حوالے سے نہیں جانتے یہ عِلّتِ غرابت ہے یعنی یہ حدیث غریب ہے (حدیث غریب اس کو کہتے ہیں جس کا کوئی راوی اپنے شیخ سے روایت کرنے میں منفرد ہو) خارجہ بن مصعب کے بارے میں امام ذھبی نے میزان میں لکھا ہے کہ وہ واھی راوی ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک خارجہ بن مصعب ضعیف راوی ہے تو اس سے مراد اھل حدیث یعنی ماہرین علوم حدیث ہیں۔[۱]

ذرا ایک نظر ادھر بھی:

بڑی ہی عاجزی سے عرض کروں گا اگر ہم آج پھر ترقی کی راہ پر گامزن ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے اندر یقین کی قوت پیدا کرنی چاہئے اور اگر ہمارے اندر قوت تیقن پیدا ہو جاتی ہے تو پوری دنیا میں ایک بار پھر ہمارا غلبہ ہو جائے گا کام کرنا شرط ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنا یہ تو کوئی جواں مردی نہیں بلکہ جواں مردی تو یہ ہے کہ ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دین کی دعوت کا کام کریں کہ اس امت میں انقلاب صالح برپا ہو جائے احادیث مبارکہ کے وہ رموز و برکات جو اب تک منظر عام پر نہیں آئے ہمیں چاہئے کوشش کر کے ان کو عام فہم انداز میں لوگوں تک پہنچائیں تا کہ ہمارے وسواس ختم ہوں اور ہمارا کام تیزی اختیار کرے۔

---

[۱] علامہ ابوطیب سندھی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۶ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو ہر حال میں باہوش رکھنا چاہتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہر وہ چیز جو نشہ دے اس کو حرام قرار دیا ہے ہمارے ائمہ کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے اس کی کم مقدار بھی حرام ہی ہوگی جس طرح اسلام نے ان تمام چیزوں سے بچنے کی ھدایت کی ہے جو انسان کے حواس کو متاثر کرے اسی طرح ہر وہ عمل بھی کرنے سے روک دیا گیا جو انسان کے حواس کو متاثر کرے اور ان میں بے ربطگی پیدا کرے۔ وسواس بھی انسان کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں اور وہ اس کی زندگی میں بے چینی پیدا کرتے ہیں اس لئے وسواس کا راستہ بند کرنے کا پورا پورا اہتمام کر دیا گیا وہ تمام راہیں مَسدود کر دی گئیں جن سے وسوسہ راہ پا سکے۔ نبی کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک وضو کے ساتھ ایک شیطان ہے اس کو وَلْھان کہا گیا ہے لہذا تم پانی کے وسواس سے بچا کرو۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۵۷)

ہر معاملہ میں اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہئے:

ہر عمل میں اعتدال کو پسند کیا گیا ہے جب بھی کوئی شخص اعتدال کی راہ سے ہٹتا ہے اس کو کسی نہ کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسان کو چاہئے وہ ایسی زندگی گذارے جو اعتدال کی ہو۔ گفتگو کرے تو اعتدال پر رہے۔ کھانے پینے میں اعتدال کی پالیسی اپنائے۔ کسی کے ہاں آنے جانے میں اعتدال کی راہ اختیار کرے۔ لین دین میں راہِ اعتدال پر رہے۔ ہر معاملہ میں درمیانی چال ہی بہتر ہے اسی طرح جب وضو کرنے لگے تو بھی پانی کا بے دریغ استعمال نہ کرے بلکہ پانی بھی نہایت احتیاط سے استعمال کرے اگرچہ وضوگاہ میں کھلا پانی آرہا ہو ٹوٹیاں خوب کھول کر وضو کے لئے نہ بیٹھ جانا چاہئے بلکہ ٹوٹی بھی اعتدالی انداز میں کھولنی چاہئے تا کہ وضو بھی ہو جائے اور پانی کا ضیاع بھی لازم نہ آئے اور نہ وسوسہ پیدا ہونے کی کوئی صورت بن سکے آیئے ہم سب مل کر درسِ حدیث کا اہتمام کریں خود حدیث شریف پڑھیں اور دوسروں کو اس کا درس دیں تا کہ علوم حدیث عام ہوں اور ان کی برکات سے ساری امت نفع حاصل کرے۔

باب نمبر ۴۴

بَابُ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرنا چاہئے۔

اس باب کے تحت تین احادیث مبارکہ آئی ہیں جن کا مضمون تقریباً ایک ہی ہے۔ یہ احادیث بڑے فیوض و برکات کی حامل ہیں۔

آئیں آپ بھی ان کا مطالعہ فرمائیں علم میں اضافہ ہوگا اسلامی زندگی کا طرز ملے گا قلب و روح کو قرار و سکون آئے گا۔

حدیث نمبر ۵۸

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ، عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه واله وسلم كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ، قَالَ قُلتُ لِأَنَسٍ فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ أَنْتُمْ؟ قَالَ كُنَّا نَتَوَضَّأُ وُضُوءً وَاحِدًا قَالَ أَبُو عِيسٰى حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَالْمَشْهُورُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ حَدِيثُ عَمْرِو بن عَامِرٍ عَنْ أَنَسٍ۔ وَقَدْ كَانَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَى الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ إِسْتِحْبَابًا، لَا عَلَى الْوُجُوبِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر نماز کے لئے نیا وضو فرماتے۔ اگرچہ پہلے سے وضو قائم ہوتا یا نہ ہوتا۔ جناب حمید کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ اس موقعہ پر کیسے کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا ہم تو ایک ہی وضو کرتے تھے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ والی حدیث حدیث حسن غریب ہے اور ماہرین علوم حدیث کے نزدیک مشہور حدیث وہ ہے جو عمرو بن عامر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک ہر نماز کے لئے وضو کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۵۸ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} محمد بن حمید رازی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے احوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہوا ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے محمد بن حمید بن حیان تمیمی حافظ ابوعبداللہ رازی۔

محمد بن حمید، یعقوب بن قمی، ابراھیم بن مختار، سلمہ بن فضل اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں ابن معین سے پوچھا گیا کہ محمد بن حمید کیسا راوی ہے تو انہوں نے جواب دیا ثقہ راوی ہے اس کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ علی بن حسین بن جنید ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حمید ثقہ راوی ہے۔ ابوالعباس بن سعید بیان کرتے ہیں میں نے جعفر بن ابی عثمان طیالسی سے سنا ابن حمید ثقہ راوی ہے۔ امام نسائی فرماتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے۔ جناب خلیل کا بیان ہے محمد بن حمید حافظ ہے عالم ہے۔

محمد بن حمید کی وفات:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں محمد بن حمید کی وفات ۲۴۸ھ کو ہوئی۔①

۲} سلمہ بن فضل رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق وتعدیل بڑے بڑے علماء فن نے کی ہے آپ بھی نظر سے گذارلیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ سلمہ بن فضل ابرش انصاری مولاھم ابوعبداللہ ازرق قاضی رَاے۔

---

① امام حافظ شیخ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹/۱۱۱ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

سلمہ بن فضل، ایمن بن نابل، محمد بن اسحٰق، ابوجعفر رازی اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے، عبدالرحمٰن بن سلمہ رازی، ابن معین، محمد بن حمید رازی وغیرھم روایت کرتے ہیں۔

حسین بن حسن رازی ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں سلمہ بن فضل ثقہ راوی ہیں۔ دُوری بیان کرتے ہیں ہم نے سلمہ بن فضل سے احادیث کی کتابت کی ہے یہ بات انہوں نے ابن معین کے واسطے سے کی اور وہ یہ بھی کہتے ہیں سلمہ کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ سلمہ بن فضل ثقہ ہیں صدوق ہیں اور صاحب مغازی ہیں امام ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔ آجری کہتے ہیں امام ابوداود نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن خلدون کا بیان ہے کہ امام احمد سے ان کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے تو اس میں (یعنی سلمہ بن فضل) خیر ہی دیکھی ہے۔

سلمہ بن فضل کی وفات حسرتِ آیات:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سلمہ بن فضل کی وفات سنہ ۱۹۰ھ کے بعد ہوئی۔ ①

۳} محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں دیکھ لیں۔

۴} حمید رحمۃ اللہ علیہ:

میں نے بہت تلاش کیا ہے امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تہذیب التہذیب میں ان کا تذکرہ نہیں ملا، علامہ سراج احمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی بابت کچھ نہیں لکھا امام ذھبی کی میزان الاعتدال میں دیکھا ہے تو وہاں صرف اتنا لکھا ہے۔ حمید بن حبان عن سالم مجھول۔ ② حمید بن حبان جب سالم سے روایت کرے تو مجہول ہے۔ ہماری مطلوبہ حدیث شریف کی سند میں سالم مذکور نہیں ہے۔

۵} اَنَس یعنی حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵ کے تحت ہو چکا ہے ان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں میں نے مختصراً وہاں ان کا ذکر کر دیا ہوا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں انشاء اللہ ان کے احوال پڑھنے کے بعد ایمان کو جلا ملے گی۔

---

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴ / ۵ / ۱۳۵ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

② ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی م ۷۴۸ھ میزان الاعتدال ۱ / ۶۱۱ مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل پاکستان

حدیث نمبر ۵۹

وَقَدْ رُوِیَ فِی حَدِیثٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہُ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ عَلٰی طُھْرٍ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ عَشْرَ حَسَنَاتٍ

رَوٰی ھٰذَا الْحَدِیثَ الْاِفْرِیقِیُّ عَنْ اَبِی غُطَیْفٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ. حَدَّثَنَا بِذٰلِکَ الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ الْمَرْوَزِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَزِیدَ الْوَاسِطِیُّ عَنِ الْاِفْرِیقِیِّ وَھُوَ اِسْنَادٌ ضَعِیفٌ. قَالَ عَلِیٌّ قَالَ یَحْیٰی بْنُ سَعِیدٍ الْقَطَّانُ ذُکِرَ لِھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ ھٰذَا الْحَدِیثُ فَقَالَ ھٰذَا اِسْنَادٌ مَشْرِقِیٌّ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اس حال میں بھی وضو کرے کہ اس کا پہلے والا وضو سلامت ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لئے دس نیکیاں لکھ دے گا۔

اس حدیث شریف کو افریقی نے ابو غُطَیف اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کیا ہے یہی حدیث حسین بن حُریث مَروزی، محمد بن یزید واسطی کے حوالے سے بھی افریقی سے مروی ہے۔ اس حدیث شریف کی اسناد ضعیف ہے جناب علی بیان کرتے ہیں یحییٰ بن سعید قطان نے کہا یہ حدیث شریف ہِشام بن عروہ کے سامنے بیان کی گئی تو انہوں نے فرمایا یہ اسناد مشرقی ہے۔ یعنی اس حدیث کو اھل مدینہ نے بیان نہیں کیا بلکہ اھل کوفہ وبصرہ نے بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵۹ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ابن عمر رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے۔ ان کے فضائل وکمالات کثیرہ ہیں میں نے اختصاراً وہاں ذکر کر دیا ہوا ہے آپ بھی وہاں سے پڑھ لیں ان شاء اللہ دلی راحت ہوگی روح کو قرار آئے گا اور دین کا کام کرنے کا جذبہ تازہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۶۰

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ قَالاَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الاَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَس بنَ مَالِكٍ يَقُولَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلاَةٍ، قُلْتُ فَأَنْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ مَالَمْ نُحْدِثْ

قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

عمرو بن عامر انصاری کا بیان ہے میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو فرمایا کرتے تھے۔ عمرو بن عامر فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تو آپ لوگ اس معاملہ میں کس طرح کرتے تھے؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم تو ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے جب تک ہمارا وضو ٹوٹ نہ جاتا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے (فنّی اعتبار سے)

حدیث نمبر ۶۰ کی فنی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۲} یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ کو پسند آئے تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} عبدالرحمٰن بن مھدی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر حدیث نمبر ۳ کے تحت کیا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} سفیان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} عمرو بن عامر انصاری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کو مضبوط راوی قرار دیا گیا ہے بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی تعدیل بیان کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔عمرو بن عامر انصاری کوفی۔ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابوزناد امام سفیان ثوری مسعر اور شریک وغیرھم روایت کرتے ہیں۔امام ابو حاتم کہتے ہیں عمرو ابن عامر ثقہ ہیں صالح الحدیث ہیں امام نسائی فرماتے ہیں عمرو ثقہ راوی ہیں امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ①

---

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۵۳ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

۶} حضرت انس یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل وکمالات کا ذکر حدیث نمبر ۵ کے تحت ہو چکا ہے آپ وہاں سے مطالعہ فرمالیں انشاء اللہ جسم وجاں جلا پائیں گے۔

شرح حدیث نمبر ۶۰،۵۹،۵۸

بلاشبہ انسانوں کی حمایت وخیر خواہی کا سب سے بڑا علمبردار صرف اور صرف دین اسلام ہے اس کی ایک ایک چیز بے مثل ہے اس کا ایک ایک حکم لامتناھی فیوض وبرکات اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ امام الانبیاء علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے بلند مرتبہ پر فائز ہیں ان کا ایک ایک فرمان اقدس اپنے اندر گوھر نایاب لئے ہوئے ہے۔ اگر احادیث مبارکہ کو ہم اپنی زندگی کے لئے مشعل راہ بنالیں سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہو جائیں تو دنیا وآخرت دونوں جہانوں کی آسائشیں ہمارے دامن میں آجائیں گی۔ اس وقت ہم جامع ترمذی شریف کی حدیث نمبر ۵۹،۵۸ اور ۶۰ کی شرح لکھنے کا آغاز کررہے اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔

کیا ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا چاہئے:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ جو یہ باب ہے اس میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا چاہئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر نماز کے لئے نیا وضو فرماتے تھے۔ پہلے سے وضو ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں وضو تازہ فرماتے تھے۔ جناب حمید کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ ہر نماز کے لئے علیحدہ سے وضو فرماتے تھے اگرچہ آپ کا وضو پہلے ہی سے قائم ہو یا دوسری صورت میں وضو قائم نہ ہوتا تو؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا ہم ایک ہی وضو کے ساتھ کئی نمازیں پڑھ لیتے تھے ہاں اگر وضو ٹوٹ جاتا تو پھر نیا وضو بنالیتے تھے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ والی حدیث جس کو جناب حمید نے روایت کیا یہ حدیث حسن غریب کے درجے میں ہے۔ اور ماہرین علم حدیث کے نزدیک مشہور حدیث وہ ہے جس کو عمرو بن عامر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ بعض اھل علم کی تحقیق یہ ہے وہ کہتے ہیں یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرنا یہ مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ ①

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۷ مطبوعہ کانپور ہند

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے کہ ہر نماز کے لئے علیحدہ وضوء بنانا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ حدیث شریف میں جو ہر نماز کے لئے نیا وضو بنانے کا ذکر آیا ہے اس کی صراحت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول سے خوب ہوتی ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا صرف امر مستحب ہے۔ اس کو واجب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ علامہ سرہندی نے یوں رقم کیا ہے۔

تحقیق بودند بعضے ازاھل علم کہ اعتقاد سی کردند وضو برائے ہر نمازی مستحب نہ بروجوب چنانکہ مذہب امام ابی حنیفہ است۔①

بعض اہل علم حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ اعتقاد یہ ہونا چاہئے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا اس کے مستحب ہونے پر دلیل ہے اس کے وجوب کو ثابت نہیں کرتا۔ یہی نقطہ نظر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب کتنا آسان عام فہم اور مسلمانوں کے لئے باعث خیر و برکت ہے۔ اگر ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا واجب قرار دے دیا جاتا تو کئی مرتبہ انسان کسی مصروفیت کی بنا پر ایک نماز کو اس کے وقت آخر تک لے جاتا ہے جیسا کہ سفر میں عموماً ایسا ہوجاتا ہے تو جب وہ وضو کر کے نماز پڑھتا ہے ساتھ ہی دوسری نماز کا وقت شروع ہوجاتا ہے تو ایسی صورت میں خاصی دِقّت کا سامنا کرنا پڑتا مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے لئے اس مشکل کو آسان کر دیا کہ اگر ہر نماز کے لئے تازہ وضو کر لیا جائے تو باعث برکت ہے مستحب ہے اور اگر اسی پہلے والے وضو سے نماز ادا کر لی جائے تو یہ بالکل درست ہوگا۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب بھی یہی ہے۔ کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ ہاں اگر وضو ٹوٹ جائے تو بنانا ضروری ہے۔ ابراہیم بن سوید نخعی بیان کرتے ہیں۔ نمازوں میں سے اکثر کو ایک وضو کے ساتھ ادا نہیں کرنا چاہئے عبید بن عمر کا قول یہ ہے ہر نماز کے لئے وضو کرنا واجب ہے انہوں نے قرآن کریم کی آیت کے ظاہر سے سند پکڑی ہے۔①

اَقُولُ:

جب چاروں ائمہ کرام امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی یا مرزوبان، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا جو ہے حدیث شریف سے اس کا صرف

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۷ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۷ مطبوعہ کانپور ہند

استحباب ثابت ہوتا ہے وجوب ثابت نہیں ہوتا لہٰذا آیت کریمہ کا مطلب یہ کہ جب تم نماز کے ارادے سے اٹھو اور تمہیں وضو کرنے کی حاجت بھی ہو تو وضو کرلیا کرو۔

اولاً ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا واجب تھا فتح مکہ کے بعد اس کا وجوب منسوخ ہو گیا:

علامہ ابوطیب سندھی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنے والا جو باب ہے اس کے تحت یہ حدیث شریف لائی گئی ہے وضو ہونے یا نہ ہونے دونوں صورتوں میں نیا وضو کرنا چاہئے ان کلمات کا ربطہ بتاتا ہے کہ ہر نماز کے لئے تجدید وضو واجب ہے۔ لیکن فتح مکہ کے بعد اس کا نسخ ہو گیا جیسا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف میں مذکور ہوا ہے اس روایت کو امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے وارد فرمایا ہے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فتح مکہ والے دن پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کرنا چاہا کہ آپ نے عمداً ایسا کیا تاکہ استحباب ثابت ہو ہم ڈر سے گئے کہ کہیں سوال کرنے سے اس کا وجوب ہی نہ ہو جائے تو اس کو اس پر محمول کرلیا کہ اس مقام پر ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا جو ترک فرمایا ہے تو یہ وجہ جواز کے لئے ہے پہلی حدیث شریف تو امام ابوداود رحمتہ اللہ علیہ نے وارد فرمائی ہے انہوں نے اس کو حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر الغسیل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم صادر فرمایا تھا وضو ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں ہر نماز کے لئے تازہ وضو کیا کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے تم پر نماز کے ساتھ مسواک کرنا شاق نہ گذرتا تو میں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم صادر کرتا۔ اس حدیث شریف کو باب السواک میں ذکر کیا گیا ہے۔ (۱)

ستو تناول فرما کر نیا وضو کئے بغیر نماز مغرب پڑھی:

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث وارد فرمائی ہے اس حدیث شریف کے راوی حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خیبر والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھے یہاں تک ہم مقام صھبا پر پہنچے اور نماز عصر ادا کی پھر آپ نے کھانا طلب فرمایا اس وقت صرف ستو ہی لائے گئے تو آپ نے ان کو تیار کرنے کا حکم دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود تناول فرمائے اور ہم نے بھی کھائے پھر نماز مغرب کی تیاری ہوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کلی فرمائی اسی طرح ہم نے بھی کلی کی پھر تازہ وضو کئے بغیر ہی نماز مغرب ادا کی اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک ہی وضو سے پانچوں نمازیں ادا فرمائیں۔

---

(۱) علامہ ابوطیب سندھی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۷ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

تمام مذاہب نے اپنے ماننے والوں کو کوئی نہ کوئی طریقہ عبادت سیکھایا ہے اس وقت اس سے بحث نہیں کہ کس کا کیا طریقہ ہے بتانا صرف اتنا ہے کہ دنیا بھر کے تمام مذاہب باطل ہیں حق مذہب صرف اور صرف دینِ اسلام ہے۔ یہی وہ مبارک نظام حیات ہے جس نے انسانیت کی خیر خواہی کا حق ادا کیا ہے دنیا بھر کے انسانوں کی نجات صرف اور صرف اسی قانون پر عمل کرنے میں ہے۔ شاید ذہن میں یہ خیال آنے لگے کہ اس وقت اھل اسلام کا دنیا میں کیا حال ہے کچھ بھی نہیں یہ سب ٹھیک ہو جائے گا حالات صحیح نہج پر آ جائیں گے شرط صرف یہ ہے کہ ہمارا قبلہ درست ہو جائے۔ اقرار توحید و رسالت کے بعد سب سے اہم عمل نماز ہے اور نماز ادا کرنے سے پہلے وضو کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر نماز کے لئے نیا وضو فرماتے اگرچہ پہلے سے وضو قائم ہوتا یا نہ ہوتا۔ (جامع ترمذی شریف نمبر ۵۸)

اس کے بعد والی حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اس حال میں بھی وضو کرے کہ پہلے والا وضو سلامت ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لئے دس نیکیاں لکھ دے گا۔

ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر ہر نماز کے لئے تازہ وضو کر لیا جائے تو باعث اجر وثواب ہے اور مستحب ہے۔ وہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنے کو واجب نہیں جانتے۔ صحیح تو یہ ہے چاروں ائمہ میں سے کوئی بھی ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنے کو واجب نہیں جانتے ہاں اگر وضو ٹوٹ جائے تو وضو کیا جائے ورنہ سابقہ وضو سے بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنھم کا مذہب بھی یہی ہے کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا صرف مستحب ہے۔ بہر حال اگر تازہ وضو بنا لیا جائے تو یہ باعثِ اجر وثواب ہوگا اور اگر سابقہ وضو سے ہی نماز ادا کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فتح مکہ سے پہلے تو ہر نماز کے لئے وضو کرنا واجب ہی تھا مگر فتح مکہ کے موقعہ پر اس کا نسخ ہوا اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائیں۔ آیئے ہم بھی خود حدیث شریف کا مطالعہ کریں اس پر عمل کریں اور پھر اس کا درس دینا شروع کریں درسِ حدیث کے ذریعے ایک عظیم صالح انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے امین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ تعظیم وتکریم

کوئی بھی معاملہ ہو، اس میں انسان کو ہمت وحوصلہ سے کام لینا چاہئے، پھر کامرانی قریب ہوجاتی ہے۔کوئی بھی دین کا کام کرنے والا کبھی یہ خیال بھی دل میں نہ آنے دے لوگ اسکو عزّت ہی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور نذرانہ دیں گے، دست بوسی کریں گے۔ بلکہ اسکو یہ تہیّہ کر لینا چاہئے میرے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو سابقین اہلِ دین کے ساتھ کیا گیا تھا میں کوئی ان سے نرالا نہیں ہوں کہ مجھے راحت ہی راحت میسّر رہے نہیں بلکہ ان لوگوں سے بڑھ کر مصائب وآلام آئیں گے اور ان سے بڑھ کر آزمایا جاؤں گا اگر میں استقامت کے ساتھ حق پر قائم رہا تو آخرت کار نتیجہ میرے حق میں برآمد ہوگا اور آخرت میں عزّت وتکریم ملے گی۔

بس اُخروی عزّت اور اُخروی تعظیم وتکریم کیلئے ہی کام کرنا چاہئے اہلِ دنیا نے نہ تو کبھی پہلے مکمل وفا کی ہے اور نہ ہی آئندہ وفاءِ تام کی توقع کی جاسکتی ہے۔

(ملفوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۴۵

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آرہی ہے جو اپنے اندر بے پناہ برکات رکھتی ہے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک فرمان اقدس انسانیت کی فلاح کا ضامن ہے۔

آیئے آپ بھی اس حدیث شریف کا مطالعہ فرمایئے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دل چین پائے گا زندگی گزارنا آسان ہوگا۔

حدیث نمبر ۶۱

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّكَ فَعَلْتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ فَعَلْتَهُ قَالَ عَمْدًا فَعَلْتُهُ.

قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَزَادَ فِيهِ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً قَالَ وَرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ وَكِيعٍ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَكَانَ بَعْضُهُمْ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ اسْتِحْبَابًا وَإِرَادَةَ الْفَضْلِ وَيُرْوٰى عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَهٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

حضرت سلیمان بن بریدہ، اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر نماز کیلئے علیحدہ وضو فرمایا کرتے تھے۔ جب فتح مکہ والا سال آیا تو آپ نے ایک وضو کے ساتھ تمام نمازوں

کو ادا فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح بھی فرمایا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ نے وہ عمل فرمایا ہے جو اس سے قبل کبھی نہیں کیا تو جواباً امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا میں نے عمداً ایسا کیا ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اس حدیث شریف کو علی بن قادم نے حضرت امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے جب وضو کیا تو اعضاء وضو کو ایک ایک بار دھویا۔ اس حدیث شریف کو سفیان ثوری نے محارب بن دثار، سلیمان بن بریدہ عن ابیہ کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کیا ہے اس میں ہے نبی کریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر نماز کے لئے تازہ وضو فرماتے تھے۔ اسی حدیث مبارک کو وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام سفیان ثوری، سلیمان بن بریدہ عن ربیہ کر کے وارد کیا ہے۔ اس حدیث شریف میں عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ نے حضرت سفیان ثوری، محارب بن دثار سلیمان بن بریدہ کے حوالے سے نبی کریم روف رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مرسلاً (مرسل وہ حدیث شریف ہوتی ہے جس کو تابعی ڈائریکٹ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کا تذکرہ چھوڑ دے) روایت کیا ہے اور یہ حدیث جناب وکیع کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

اور اس پر اہل علم کا عمل ہے کہ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہے جب تک وہ ٹوٹ نہ جائے۔ بعض علماء اور ائمہ دین نے ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنے کو کہا ہے تو ان کا یہ حکم استحباباً ہے کہ فضیلت زیادہ ملے۔

اس حدیث شریف میں یوں بھی وارد کیا گیا ہے۔ افریقی، ابوغطیف اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں بھی وضو کرے کہ اس کا پہلے والا وضو قائم ہو تو اس کے سبب دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سند ضعیف ہے۔

اس باب میں حضرت جابر بن عبداللہ کی حدیث شریف آئی ہے اس میں ہے کہ نبی محتشم رسول محترم سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک ہی وضو سے نماز ظہر اور عصر ادا فرمائیں۔

حدیث نمبر ۶۱ کی فنّی حیثیت

(تذکرہ روایان)

۱) محمد بن بُشار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔

۲) عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا ذکر حدیث نمبر ۳ کے ضمن میں کیا گیا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳) سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

یہ سفیان بن عیینہ ہیں ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴) علقمہ بن مُرثد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ثقہ روای ہیں ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔علقمہ بن مُرثد حضرمی ابوالحارث الکوفی۔

جناب علقمہ بن مُرثد سعد بن عبیدہ، طارق بن شہاب بن بریدہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے بھی ایک جماعت روایت کرتی ہے۔عبداللہ بن احمد اپنے والد ماجد حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ علقمہ بن مُرثد ثقہ راوی ہیں۔امام ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ قُلتُ کہہ کر اپنی ذاتی رائے کا اظہار یوں فرماتے ہیں علقمہ بن مُرثد کی توثیق یعقوب بن سفیان نے بھی کی ہے۔①

۵) سلیمان بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں۔سلیمان اور ان کے بھائی عبداللہ توام (جڑواں) پیدا ہوئے۔ان کی بڑے بڑے ماہرین فن رجال نے توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷/ ۲۴۶ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ سلیمان بن بریدہ الحصیب اسلمی مروزی۔ یہ اوران کے بھائی عبداللہ بطن واحد سے تولد ہوئے۔ سلیمان بن بریدہ اپنے والد گرامی، عمران بن حصین، عائشہ، یحییٰ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے علقمہ بن مُرثد، محارب بن دِثار، عبداللہ بن عطا اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام احمد وکیع کے حوالے سے بیان کرتے ہیں سلیمان اپنے بھائی سے حدیث بیان کرنے میں زیادہ محتاط ہے اور زیادہ مضبوط و مستحکم راوی ہے۔ ابن عیینہ کہتے ہیں عبداللہ بن بریدہ کی بیان کردہ احادیث کی نسبت سلیمان بن بریدہ کی بیان کردہ روایات کو زیادہ محبت کی نظر سے عطا دیکھتے ہیں امام عجلی تابعی کوفی بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن بریدہ اور عبداللہ بن بریدہ دونوں توام یعنی جڑواں پیدا ہوئے یہ دونوں تابعی ہیں اور دونوں ہی ثقہ بھی ہیں اور سلیمان میں ثقاہت زیادہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا یہ ہے کہ ان کا سماع اپنے والد سے کہیں مذکور نہیں ہے۔

امام ابن معین اور امام ابوحاتم دونوں کہتے ہیں سلیمان بن بریدہ ثقہ راوی ہیں امام ابن حجر عسقلانی کی ذاتی رائے سلیمان بن بریدہ کے بارے میں یہ ہے امام ابن حبان نے بھی ان کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ سلیمان بن بریدہ اوران کے بھائی عبداللہ بن بریدہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں توام پیدا ہوئے۔ ابن قانع کا کہنا یہ ہے کہ ان دونوں کی پیدائش ۱۵ھ کو ہوئی۔ ①

سلیمان بن بریدہ کی وفات:

جناب ابوبکر بن سحر یہ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن بریدہ کی وفات ۱۰۵ھ کو ہوئی امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ طبقہ ثانیہ میں کیا ہے اہل بصرہ کے حوالے سے۔

۶) ابیہ یعنی بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ بڑی عظمت وشان کے مالک ہیں اس لئے کہ ان کو شرف صحابیت حاصل ہے یہ ہمارے آقا مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بریدہ بن حصیب بن عبداللہ بن حارث اسلمی ابوعبداللہ، کہا جاتا ہے کہ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ بدر الکبری سے قبل اسلام لے آئے تھے لیکن وہ جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے۔ حضرت بریدہ اسلمی غزوہ خیبر اور فتح

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴ / ۱۵۳ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

مکہ میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم شفیع معظم سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو اپنی قوم سے صدقات وصول کرنے پر معمور فرمایا تھا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر تھے پھر یہاں سے بصرہ تشریف لے گئے بصرہ سے مَرو چلے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اوراسی طرح ان سے ان کے بیٹے عبداللہ اور سلیمان روایت کرتے ہیں۔

حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات:

ابن سعد کہتے ہیں حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۳ھ کو یزید کے (سیاہ ترین) دورِ حکومت میں ہوئی۔ ①

شرح حدیث نمبر ۶۱

ہم نے بار بار یہ عرض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے زیادہ کامل واکمل ہستی امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ السلام کی ہے۔ بلاشبہ وہ نظام حیات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے واسطے سے اپنے بندوں کو عطا فرمایا تمام نظام ہائے زندگی سے بہتر اور افضل واعلیٰ ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو عقائد ونظریات کی روشنی کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ کی بھی ترغیب دی عبادات میں سب سے اہم اور اعلیٰ عبادت نماز کو قرار دیا اوراس کی ادائیگی سے پہلے وضو کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مختلف زاویوں سے اپنی امت کو مسائل سمجھائے۔ ایسی حسین تشریحات اپنے اقوال وافعال سے فرمائیں کہ وہ رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی ہم اب ایک حدیث شریف کی شرح لکھ رہے ہیں جو بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ آئیں آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

ایک ہی وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یہ ایک باب ایسا بھی ہے جس میں اس بات کا تذکرہ ہے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا فرمائیں۔ حضرت بریدہ حضرت ابوسہل اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابتداً ہر نماز کیلئے علیحدہ وضو فرماتے تھے۔

(۱) امام ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/۳۸۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

لیکن جب فتح مکہ والا سال آیا تو آپ نے ایک ہی وضو سے تمام نمازیں ادا فرمائیں۔ اسی سال آپ نے اپنے دونوں موزوں پر مسح فرمایا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے بارگاہ اقدس میں عرض کیا آپ نے آج ایسا عمل فرمایا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تو رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا ہے کہ تمام نمازوں کو ایک ہی وضو سے ادا کروں۔ اس حدیث شریف کو امام طبرانی اور خطیب نے حضرت ابودرداء یعنی مالک بن عولیمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اس حدیث مبارک کو علی بن قادم نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اور اس حدیث شریف میں انہوں نے اتنی عبارت زیادہ وارد کی ہے کہ آپ نے وضو ایک ایک بار ہی فرمایا شاید اس لئے آپ نے ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا فرمائیں تھیں اور یہ عمل کہ اعضاء وضو کو ایک ایک بار دھویا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت پانی کی قلت تھی یا کسی مہم پر روانہ ہونے کی وجہ سے جلدی میں ایسا کیا یا بیان جواز کی وجہ سے اس طرح کر لیا ہوگا حضرت سفیان ثوریؒ نے اس حدیث شریف کو اس طرح محارب بن دثار سے روایت کیا۔ ①

نبی اکرم رسول محتشم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائیں:

علامہ ابوطیب سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھے ہیں۔ یہ جو باب ہے جس میں ایک ہی وضو کے ساتھ کئی نمازیں پڑھنے کا تذکرہ ہے۔ وہ روایت جو افریقی نے ابوغطیف کے حوالے سے وارد کی ہے اس کی بابت جو یہ قول ہے کہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ میں کہتا ہوں وہ راوی عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ہے کچھ اور راویان اور مختلف طرق روایات کا ذکر کرنے کے بعد علامہ لکھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ابوغطیف بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى كُلِّ طُهْرٍ فَلَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔ ②

جو کوئی اس حال میں بھی وضو کرے کہ اس کا پہلا والا وضو بھی قائم ہو تو ایسے شخص کے لئے دس نیکیاں ہیں۔

اس کو مسدد کے حوالے سے روایت نہیں کیا گیا اسی عنوان کی ایک حدیث شریف حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس روایت کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے وارد کیا ہے اپنی سند کے ساتھ اور اس میں انہوں

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرھندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۸ مطبوعہ کانپور ہند۔

② علامہ ابوطیب سندھی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۸ مطبوعہ کانپور ہند،

نے فضل بن بشر سے اس حدیث شریف کو روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما کو دیکھا انہوں نے کئی نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں تو میں نے عرض کیا آپ نے ایسا کیوں کیا اس سوال کے جواب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما نے فرمایا میں نے رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا تھا تو میں نے بھی ویسے ہی کیا جیسے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا تھا۔ ①

تھوڑی سے توجہ ادھر بھی:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہی مضمون کی احادیث مبارک کو بار بار وارد فرمانا اس امر کی واضح دلیل کہ وہ ایک حدیث مبارک کو جب ایک مقام پر وارد کرتے ہیں تو وہاں اس سے استدلال اور ہوتا ہے اور جب اسی فرمانِ اقدس کو دوسرے مقام پر لاتے ہیں تو وہاں ان کا استدلال دوسری نوعیت کا ہوتا ہے چونکہ ان کا طریقہ استدلال بدلتا رہتا ہے اس لئے وہ ایک نوع کی احادیث مبارکہ کو بار بار وارد فرماتے رہتے ہیں۔ اصلاً امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی چاہتے یہ ہیں کہ نبی کریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک عمل مبارک یوں امت مسلمہ کے سامنے جائے کہ اس سے ہزار ہا برکات مترشح ہوں۔ امت اس حدیث شریف کو مختلف زاویوں سے دیکھے اور ہر زاویے سے الگ برکات محسوس کرے۔ عبادات میں لطف ولذت پیدا ہو اخلاق میں نکھار آئے ایک مومن کی زندگی واقعی مثالی زندگی بن جائے اس کی ایک ایک ادا سنت سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مظہر بن جائے۔ کسی بھی مسلمان کی زندگی میں ایسا انقلاب یقیناً راحت جاں ہوتا ہے وہ خود تو الطاف سے بہرہ ور ہو ہی رہا ہوتا ہے اس کے ساتھ اس کے عزیز اس کے دوست اور اس کے اردگرد کا ماحول بھی بدل جاتا ہے اسی کو فیض کہتے ہیں اس کا نام روحانیت ہے اسی کو کامرانی کہا جاتا ہے یہی وہ طرز زندگی ہے جو انسان کے اپنے لئے سکون وچین کا سبب ہوتی ہے اور دوسروں کے لئے نمونہ بن جاتی ہے ایسے ہی لوگوں کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی ولایت سے نوازتا ہے ایسے ہی لوگوں کو رب تعالیٰ ظاہری اور باطنی محاسن سے نوازتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کی اصلاح کا سلیقہ عطا فرمایا جاتا ہے انہی لوگوں کے ذریعے قوموں کی تقدیریں بدلی جاتی ہیں یہی لوگ دوسرے لوگوں کے کام آتے ہیں ان کی مشکلات میں انہیں تسلی دیتے ہیں اور ان کی تنگی کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا یہی عمل ان کو دوسروں سے سربلند کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ان کی عقیدت پیدا ہو جاتی ہے ان کے لئے جذبات سعید یہ پیدا ہو جاتے ہیں پھر ایسے لوگوں سے دوسرے ہزاروں لاکھوں لوگ فیض پاتے ہیں جب تک کسی فرد خاندان اور قوم میں جذبہ خدمت خلق پیدا نہیں ہوتا اس وقت تک وہ فرد خاندان اور قوم اعلیٰ وارفع مقام حاصل نہیں کر سکتے۔

① علامہ ابوطیب سندھی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۸۸ مطبوعہ کانپور ہند،

انشاءاللہ دونوں جہانوں میں سرخروئی ہوگی:

حدیث شریف کی برکات اس قدر وافر ہیں کہ ان کو سمیٹنا ہر عقل مند کو لازم ہے آیئے ہم بھی ان مبارک فرامین اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خود فیض یاب ہوں اور دوسروں تک ان کو پہنچانے کا اہتمام کریں انشاءاللہ دنیا آخرت دونوں جہاں میں سرخروئی ہوگی۔

درسِ حدیث

ہم خوش ہیں کہ ہمارے اکابر نے ہمارے دین کو نہایت احتیاط کے ساتھ محفوظ کیا اور من وعن اس کو آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا اہتمام کیا خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے اپنے آقا مولیٰ علیہ السلام کی ایک ایک ادا کو حفظ کیا اسے یاد رکھا اور دوسروں تک کمال دیانتداری سے پہنچایا انہوں نے جب اپنے پیارے نبی علیہ السلام کو ہر نماز کے لئے علیحدہ علیحدہ وضو کرتے دیکھا اس کو یاد رکھا اور آنے والی نسلوں تک منتقل کیا محدثین کرام نے بے حد محبت کر کے ایک ایک فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لکھا اور اس کی اسناد کو ذکر کیا اور جس طرح انہیں دلائل کے ساتھ اور اعلیٰ وارفع راویان کے واسطہ سے احادیث پہنچیں انہیں اسی طرح امت تک پہنچانے کا اہتمام کر دیا اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک ہی وضو کے ساتھ پانچوں نمازیں ادا فرمائیں تو اس عمل کو بھی محفوظ کر لیا اور امت کے افراد تک اس کو بھی پہنچایا تا کہ دونوں عملِ اہل ایمان کے سامنے رہیں اور وہ زندگی کو عبادات سے مزین کریں اور ان کا یہ طریقہ امت کے مفاد میں تھا۔

ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا مستحب ہے اور ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھنا بھی سنت ہے:

اگرچہ ہر نماز پڑھنے سے پہلے تازہ وضو کرنا باعثِ برکت ہے مگر یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی علیہ السلام نے ایک ہی وضو سے ساری نمازیں بھی ادا فرمائی ہیں یہ نہایت آسان اور عام فہم قاعدہ ہے جس کو جان کر ہر صاحب ایمان کو راحت میسر آتی ہے لہٰذا اگر مسلمان ایک ہی وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا کرتا ہے تو یہ بھی سنت ہی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔

آیئے ان مبارک اعمال کو ان مبارک سنتوں کو خود سیکھیں اور دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام کریں آج بھی امت مسلمہ کو وحدت کا سبق پڑھا دیا جائے اور ان کی باہم کدورتیں محبتوں میں بدل جائیں تو آنے والے دن اس امت کے لئے ترقی خوشحالی اور راحت کے ضامن ہوں گے ہر مسلمان کو چاہیے۔ درسِ حدیث شریف کا انتظام کرے اور غلامان محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے والہانہ محبت وعقیدت پیدا کرے اور اس کا برملا اظہار کرتا رہے ہمیں چاہیے ہم مل کر دین کی دعوت کا کام کریں تا کہ آنے والے وقت میں ہماری نسلیں راسخ العقیدہ مسلمان ثابت ہوں۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ اطمینان

میں نے اپنی اس چوّن (۵۴) سالہ زندگی میں جو کچھ مشاہدہ کیا، وہ یہ ہے، اطمینانِ قلبی صرف اور صرف انہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگ جاتے ہیں۔ یہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسان کو مطمئن کرتا ہے۔ بصورتِ دیگر انسان کو کبھی چین میسّر نہیں آتا، زندگی نام ہی مشکلات کا ہے بس ربّ کریم کی بارگاہِ اقدس میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس زندگی میں وہ سکونِ قلب عطا فرمائے جسکی بدولت ہماری دنیا و آخرت دونوں ہی سنور جائیں۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۴۶

بَابٌ فِيْ وُضُوءِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہوگا کہ مرد اور عورت ایک ہی برتن سے وضو کر سکتے ہیں۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو فیوض و برکات کی جامع ہے زندگی کے روزمرہ مسئلہ سے متعلق ہے۔
آیئے آپ بھی اس کا مطالعہ فرمایئے علم میں اضافہ ہوگا عمل صالح کی راہیں متعین ہوں گی اور دل و جان کو قرار و سکون ملے گا۔

حدیث نمبر ۶۲

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِینَارٍ عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِی مَیْمُونَةُ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَ اَبُو عِیسٰی هٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ اَنْ لَا بَأْسَ اَنْ یَغْتَسِلَ الرَّجُلُ وَالْمَرْاَةُ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَعَائِشَةَ وَاَنَسٍ وَاُمِّ هَانِئٍ وَاُمِّ صُبَیَّةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عُمَرَ قَالَ اَبُو عِیسٰی وَاَبُو الشَّعْثَاءِ اِسْمُهُ جَابِرُ بْنُ زَیْدٍ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری خالہ جان ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنھا نے بتایا کہ میں اور رسول اکرم شفیع معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ایک ہی برتن سے جنابت کا غسل کرلیا کرتے تھے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث (فنی اعتبار سے) حسن صحیح ہے۔

عامۃ الفقہا کا قول یہ ہے کہ مرد اور عورت کا ایک ہی برتن سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس باب میں حضرت علی، حضرت سیّدہ عائشہ، حضرت انس بن مالک، امّ ہانی، اُمّ صُبیّہ، حضرت ام المومنین سیّدہ امّ سلمہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور ابوالشعثاء (ان کا اسم گرامی جابر بن زید ہے) رضی اللہ عنھم و عنھن سے اور بھی احادیث مبارکہ آئی ہیں۔

حدیث نمبر ٦٢ کی فنّی حیثیت

(تذکرہ راویان)

۱) ابن ابی عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲) سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۳) عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق بیان کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ عمرو بن دینار مکّی، ابو محمد اثرم جمعی مولاھم احد الاعلام۔

عمرو بن دینار، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عمرو بن عاص، حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوطفیل، حضرت ابی الشعثاء رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے حضرت قتادہ، حضرت ایوب، حضرت ابن جریج، حضرت امام جعفر صادق، سفیان رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ عبدالرحمن بن حکم ابن عیینہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں عمرو بن دینار کی تعریف یہ ہے کہ وہ ثقہ ثقہ ثقہ ہیں۔ جناب علی بن حسن نسائی ابن عیینہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں جب عمرو بن دینار بیمار ہوئے حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ان کی عیادت کو آئے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے کھڑے فرمایا میں نے عمرو بن دینار سے جید شیخ نہیں دیکھا جو حدیث بیان کرے۔ امام نسائی فرماتے ہیں عمرو بن دینار ثقہ ثبت راوی ہیں امام ابوحاتم اور جناب زرعہ فرماتے ہیں عمرو بن دینار ثقہ ہیں۔ ابن عیینہ اور عمرو بن جریر کہتے ہیں عمرو بن دینار ثقہ ثبت کثیر الحدیث ہیں صادق ہیں اور عالم ہیں وہ اپنے زمانے میں اہل مکہ کے مفتی تھے۔ امام ابن حبّان نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔

عمرو بن دینار کی وفات:

امام احمد فرماتے عمرو بن دینار کی وفات ۱۲۶ھ ۱۲۵ھ کو ہوئی۔ ①

۴) ابی الشعثاء یعنی جابر بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے حضرات اپنے فن کے جو امام مانے جاتے ہیں انہوں نے کی ہے آئیں آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ جابر بن زید ازدی یحمدی ابوالشعثاء الجوفی البصری، ابی الشعثاء، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اس طرح ان سے قتادہ، عمرو بن دینار، یعلی بن مسلم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عمرو بن دینار، عطا اور پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں آپ فرمایا کرتے تھے اگر اہل بصرہ کے پاس جابر بن زید کے قول کی برکات نہ ہوتیں اور وہ ان سے استفادہ نہ کرتے تو کتاب اللہ کا علم ان پر نہ کھلتا تمیم بن حدیر رباب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے کوئی سوال پوچھا تو انہوں نے جواباً فرمایا تم مجھ سے سوال کر رہے ہو حالانکہ جابر بن زید تم میں موجود ہیں۔ داود بن ہند کا بیان ہے وہ عزرہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں میں جابر بن زید کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کچھ لوگ آپ کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے انہوں نے جواب دیا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ ابن معین اور ابو زرعہ کہتے ہیں ابوالشعثاء ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی کی اپنی رائے یہ ہے۔ امام عجلی تابعی کہتے ہیں ابوالشعثا ثقہ راوی ہیں۔ تاریخ بخاری میں ہے جابر بن زید کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کی زیارت کی تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما نے فرمایا تھا جابر تُو تو فقہاء اہل بصرہ میں سے ایک ہے۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ابوالشعثا فقیہ تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابوالشعثاء کی تدفین جمعہ کے دن ہوئی ابوالشعثاء دوسرے لوگوں کی نسبت کتاب اللہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ کتاب الزھد میں ہے جب جابر بن زیدؒ کا انتقال ہوا تو جناب قتادہ سے فرمایا آج اھل عراق کا سب سے بڑا عالم فوت ہو گیا۔ ②

---

① امام حافظ شیخ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۲۶ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

② امام حافظ شیخ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲ / ۳۴ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ان کے فضائل کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۹ کے تحت ہو چکا ہے آپ وہاں سے مزید مطالعہ فرمالیں ایمان کو جلا ملے گی قلب وروح راحت پائیں گے علم وآگہی کی طرف رغبت ہوگی خدمتِ دین کا جذبہ تازہ ہوگا۔

۶) میمونہ یعنی ام المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم شفیع معظم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں اور ہماری ماں ہیں آپ بھی ان کے احوال کا مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

ان کا پورا نام ونسب مبارک یوں ہے میمونہ بنت حارث عامر یہ ھلالیہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔ رضی اللہ عنھا ۷ھ میں رسول کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے شادی کی یہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتی ہیں اس طرح ان سے ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس، ان کے بھانجے عبداللہ بن شداد بن ھاد، ان کے ایک اور بھانجے عبدالرحمن بن سائب ھلالی، ان کے بھانجے ابن اصم رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے ان بی بی کا نام برّہ تھا نبی اکرم تاجدار عرب وعجم شفیع معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام میمونہ رکھا تھا۔ ان کا وصال مقام سرف پر ہوا جو راہ مکہ ومدینہ پر ایک منزل کا نام ہے آپ کا وصال ۵۱ھ کو ہوا اور یوں بھی آیا ہے کہ ان کا وصال ۶۳ھ کو ہوا ان کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھا نے پڑھائی۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں پہلا والا قول صحیح ہے اور دوسرا قول غلط ہے یعنی سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۵۱ھ ہی کو ہوا تھا ابن اصم بیان کرتے ہیں میں سیّدہ عائشہؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنھا کے وصال کے بعد مطلب یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کا وصال ۵۸ھ کو ہوا تھا۔ ①

شرح حدیث نمبر ۶۲

ہر مسلمان کو مژدہ ہو کہ اس کو رب تعالیٰ نے ایسا دین عطا فرمایا جو تمام ادیان سے کہیں زیادہ بہتر ہے افضل واعلیٰ ہے۔ جو زندگی کے ہر ہر شعبے میں مکمل ہدایات دیتا ہے زندگی کے چھوٹے چھوٹے مسائل کا حل بھی نہایت سادگی اور صراحت سے عطا کرتا ہے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی سرور دو جہاں شفیع مجرماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک فرمان

① امام حافظ شیخ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲ / ۸۰ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

اطہر اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتا ہے۔ ایسی برکات ان مقدس فرامین میں چھپی ہوئی ہیں جو زمانہ گزرنے کے ساتھ اظہر من الشّمس ہوتی چلی جارہی ہیں اور قیام قیامت تک ہوتی چلی جائیں گی اب جس حدیث شریف کی شرح لکھنے لگا ہوں وہ انتہائی بابرکت ہے آپ بھی اس حدیث مبارک کی روحانی وجسمانی برکتیں ملاحظہ فرمائیں۔

ایک ہی برتن میں غسل کرنے سے مراد کیا ہے:

علاّ ابوطیب سندھی لکھتے ہیں۔ یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے۔ ام المؤمنین سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل جنابت کرلیا کرتے تھے یہاں ایک ہی برتن سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی پانی سے غسل کر لیتے تھے اس معنی پر دلالت وہ حدیث شریف کرتی ہے جس میں معاذہ رضی اللہ عنہا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہے کہ میں اور رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے وہ ایک ہی برتن ہوتا تھا جو میرے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے درمیان میں رکھا ہوتا تھا۔

حتیٰ کہ میں کہتی میرے لیئے چھوڑ دیں میرے لیے بھی باقی رہنے دیں وہ بیان کرتی ہیں کہ وہ دونوں ہی جنبی ہوتے تھے اس روایت کو امام بخاری نے وارد کیا اب اس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ یہاں مراد ایک پانی ہے جس سے دونوں غسل فرماتے تھے۔ ورنہ یہ کہنے کی کیا حاجت تھی میرے لیے بھی باقی رہنے دیں میرے لئے بھی چھوڑ دیں علامہ طیبی نے بیان کیا کہ یہاں مراد صرف اور صرف یہی ہے جو برتن میرے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے درمیان رکھا ہوتا تھا اور اوپر سے کافی کھلا ہوتا تھا تو ہم اُن کے اندر اپنے ہاتھ ڈال کر پانی لیتے تھے اور اس سے غسل کرتے تھے امام داؤد کی روایت میں الفاظ کا تھوڑا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں ہے کہ

فِي الْوُضُوْءِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ۔

ایک ہی برتن میں وضو کر لیتے تھے۔

اگر مرد اور عورت ایک ہی برتن سے غسل کرلیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے:

علامہ سراج احمد سرہندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ام المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ میں اور رسول اکرم شفیع محتشم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل جنابت کرلیا کرتے تھے اس موضوع پر صرف یہی نہیں بلکہ اور روایات بھی ملتی ہیں مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس عنوان کی حدیث مروی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی موضوع پر حدیث وارد ہوئی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اس عنوان کی حدیث مروی ہے

حضرت ام ھانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنھا سے بھی اسی عنوان پر حدیث آئی ہے۔ اُم حبیبہ کی حدیث بھی اسی موضوع کی مطابقت میں ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے بھی اسی طرز کی حدیث آئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما نے بھی اس عنوان کی حدیث بیان فرمائی ہے۔ ابو الشعثاء جن کا نام جابر بن زید ہے انہوں نے بھی اسی طرح کی حدیث شریف روایت کی ہے امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کو حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے اور عام فقہاء کا قول یہی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں مرد اور عورت ایک ہی برتن سے غسل کر لیں۔ ①

میاں بیوی ٹب باتھ کر سکتے ہیں مگر شرطِ طہارت کے ساتھ:

دور حاضر میں اگر کوئی عورت اور مرد یعنی میاں بیوی ایک ہی شاور (Shower) سے نہالیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک ٹب ہو اس میں سے پانی لے لے کر دونوں شوہر و زوجہ غسل کریں تو بھی کوئی بات نہیں بلکہ بالکل جائز ہے جہاں تک ٹب باتھ کا تعلق ہے اس میں ہماری تحقیق یہ ہے کہ اگر تو پوری طرح پردے کا اہتمام ہو اور شوہر و زن اس میں غسل کرنا چاہتے ہوں تو پہلے ہاتھ دھوئیں پھر وہ جگہ دھوئیں جہاں عموماً غلاظت لگ جانے کا امکان ہوتا ہے اس کے بعد اپنے سر میں تین لپ یا تین ڈونگے پانی ڈالیں اور ایک بار جسم پر پانی بہالیں اس کے بعد بیشک ٹب باتھ کریں اس طرح جائز ہی ہوگا اگر اس طرح ممکن نہ ہو تو اوّلاً جس پانی میں غسل کریں اس کو سارا نکال دیں اور ٹب کو خوب صاف کر لیں جب یقین ہو جائے کہ پہلے والا پانی بھی نکل گیا اور ٹب بھی صاف وشفاف ہو گیا ہے تو اب اس میں پھر غسل کر لیں اب تو طہارت یقیناً حاصل ہو جائے گی اسی طرح اگر سوئمینگ پول (Swimming Pool) پر کامل پردہ ہو اور وہاں صرف میاں بیوی دونوں ہی ہوں تو وہ بھی غسل کر سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو پردے کا خیال نہیں رکھتے اور اپنی خواہشات کو پروان چڑھانے ہی کو سب کچھ جانتے ہیں ان کا یہ طرزِ فکر سراسر غلط ہے۔ جو احکام اسلام نے اپنے ماننے والوں پر صادر کیے ہیں وہ اھل ایمان کیلئے تو نافع ہیں ہی وہ پوری انسانیت کیلئے باعث برکت ہیں۔

ہمارا گھریلو ماحول عدم اعتماد کا شکار ہے:

آج بھی ان فرامین رسول اکرم تاجدار عرب وعجم سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بغور پڑھا جائے ان پر عمل کیا جائے ان کو دوسرے مسلمانوں تک پہنچانے کا اہتمام کیا جائے تو یقینا ہماری زندگیوں میں صالح انقلاب برپا ہو سکتا ہے افسوس تو اس بات پر ہے کہ ہم نے آج جس کو تعلیم کا نام دے رکھا ہے وہ دراصل تعلیم ہے ہی نہیں میرے نزدیک تعلیم وہ ہے جو انسان کو حقیقی معنوں میں انسان بنائے اور اس کو اقدار انسانیت سکھائے۔ نبیٔ رحمت

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۹ مطبوعہ کانپور ہند

شفیع معظم رسول محتشم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مبارکہ صرف علماء کرام کے طبقہ تک محدود رہ گئیں مجھے نہیں معلوم ان کو عوام الناس تک کیوں نہ پہنچایا گیا اگر ان احادیث صحیحہ کو آسان ترجمہ وتشریح کے ساتھ عام لوگوں تک پہنچا دیا جاتا تو آج معاشرے میں انقلاب صالح نظر آتا ہمارا گھریلو ماحول عدم اعتماد کا شکار نہ ہوتا۔ باہر بہت بڑھکیں مارتے پھرتے ہیں ہم یہ ہیں ہم وہ ہیں مگر جب ہم اپنا باطنی جائزہ لیتے ہیں تو ہماری بڑھکیں بھی ہمارے ساتھ نہیں رہتیں۔ بس ہم اتنا ہی عرض کرنا چاہیں گے اور زور سے کہیں گے اگر ہمارا قبلہ درست ہو جائے ہماری فکر صحیح ہو جائے تو دنیا بھر کی تمام اقوام سے ہمارا سر بلند ہو جائے اور ہماری دیانت شرافت، عدالت اور خدا ترسی کا اسی طرح چرچا ہونے لگے جس طرح قرون اولیٰ میں ہوا کرتا تھا یہ فضا پیدا کرنے کے لئے ایک بار پھر استقامت کے ساتھ حق پر قائم رہنے اور اس کی ترویج واشاعت کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس ضرورت کو ہم پورا کر لیتے ہیں تو پھر ہماری عظمت کے پھریرے لہرانے لگیں گے یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہو سکتا جب ہم رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو پڑھیں ان کو یاد رکھیں اور ان پر عمل کریں نیز ان کو دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام کریں۔ جب یہ امّت پھر سنت مطہرہ کے رنگ میں رنگی جائے گی تو ساری اُمّت امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے گی۔

درس حدیث

انسان ہونا بھی بڑی بات ہے لیکن اس سے بھی بڑی سعادت یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ اپنی معرفت عطا فرمائے جس کو اپنے خالق ومالک کی معرفت حاصل ہو جائے وہ یقیناً اپنی مراد کو پانے میں کامیاب ہو گیا اس میں کوئی شک نہیں رب کائنات کی معرفت صرف اسی شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو رسول اکرم شفیع معظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو جائے کلمہ پڑھ کر داخل حلقہ اسلام ہونا اور پھر اپنی زندگی اسلامی اصولوں کے تابع ہو کر گزار دینا اسی کا نام ایمان ہے اس کو اسلام کہتے ہیں۔ جو طرزِ زندگی اسلام نے اپنے ماننے والوں کو عطا فرمایا ہے وہ تمام نظام ہائے زندگی سے عمدہ طرزِ حیات ہے اسی میں عافیت ہے یہی متاع عظیم ہے اسی کو مقصود حیات کہتے ہیں چونکہ امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ التحیہ والثناء کی ایک ایک ادا لائقِ صد تحسین ہے اس لئے اسی کو اپنے لئے باعث برکات بھی سمجھنا چاہیے اور سببِ نجات بھی، حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری خالہ جان ام المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے بتایا کہ میں اور رسول اکرم شفیع معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک ہی برتن سے جنابت کا غسل کر لیا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۶۲)

ہم نے اس حدیث شریف کی شرح لکھ دی ہے اگر آپ چاہیں تو شرح جامع ترمذی کی حدیث نمبر ۶۲ میں دیکھ

لیں یہاں صرف اتنا عرض کریں گے کہ مرد وعورت اگر ایک ہی برتن میں وضو کرلیں تو بالکل جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔آیئے ہم سب مل کر دین حق دینِ اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے بھرپور کام کریں اپنا وقت اور مال صرف کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کو ان کے فرائض کی یاددہانی کرائیں انہیں ان کا مقام ومرتبہ یاددلا کر راہِ حق کی طرف مائل کریں اوران کو یہ بھی کہیں کہ وہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسرے مسلمانوں کی اصلاح کی بھی کوشش کریں یہی ہماری کامرانی ہوگی اگر آپ نے آج محنت نہ کی اور دوسرے مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اوران کی فکر نہ کی تو کل تمہاری فکر کرنے والا بھی کوئی نہ ہوگا بس طرز زندگی وہی نافع ہوگا جو حضرات اولیا کرام کا تھا رب کعبہ اس طرز زندگی کو اپنانے اوراس کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمایئے امین۔

معیارِ تلاشِ حق

راہِ حق میں کھڑے ہونے کا ارادہ ایک الگ چیز ہے اور راہِ حق پر چلنا ایک دوسری چیز ہے۔ راہِ حق ہر ہونے کا اعلان ایک الگ چیز ہے اور راہِ حق پر استقرار ہونا ایک دوسری چیز کا نام ہے۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر یہ فرق سمجھ آجائے تو یہ ربّ کائنات کی بڑے کرم نوازی ہے ورنہ کئی لوگ اس فرق کو نا جاننے کی وجہ سے غلط روش اختیار کر لیتے ہیں۔

صحیح سمت پر قائم رہنے کیلئے کسی اللہ تعالیٰ کے بندے کی سنگت اور صحبت بہت ضروری ہے یہی وہ گوھرِ نایاب ہے جو ہر ہر لمحہ ہر ہر پل انسان کو راہِ حق پر قائم رہنے میں مدد دیتا ہے۔

(ملفوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۴۷

بَابُ كَرَاهِيَةِ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْاَةِ۔

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہوا ہے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے میں کراھیت ہے۔

اس باب میں دو مبارک حدیثیں آرہی ہیں جو نہایت اعلیٰ وارفع مقام کی حامل ہیں۔ان میں بڑی ضروری اور روزمرہ زندگی کے مسائل کی تشریح وبیان ہے۔
آئیں آپ بھی ان کا مطالعہ فرمائیں دنیوی زندگی آسان اور پُررونق ہوگی اور ساتھ ہی آخرت کی زندگی بھی سنور جائے گی۔

حدیث نمبر ۶۳

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي حَاجِبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي غِفَارٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسٍ،

قَالَ أَبُو عِيسَى وَكَرِهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ الْوُضُوءَ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَقَ، كَرِهَا فَضْلَ طَهُورِهَا، وَلَمْ يَرَيَا بِفَضْلِ سُؤْرِهَا بَأْسًا۔

ابوحاجب بنی غفار کے ایک شخص حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی سے منع فرمایا۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن سَرجِس سے بھی حدیث مروی ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض فقہا کے نزدیک عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی میں کراھیت ہے اور یہ قول امام احمد امام اسحٰق کا ہے۔ یہ کراھیت عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی میں ہے لیکن عورت کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۶۳ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۳} سفیان رحمۃ اللہ علیہ یعنی سفیان بن سعید:

ان کا ذکر خیر حدیث نمبر ۳ کے تحت کر دیا گیا ہے اگر آپ چاہتے ہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے، یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ سلیمان بن طرخان التیمی ابوالمعتمر البصری۔

ان کا تعلق بنی تیم سے نہیں تھا بلکہ ان میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ سلیمان تیمی ایک جماعت فضلا سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے بھی ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں سلیمان بن طرخان تیمی ثقہ راوی ہے۔ امام ابن معین اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ سلیمان تیمی ثقہ راوی ہے۔ امام عجلی تابعی کہتے ہیں سلیمان تیمی ثقہ راوی ہیں وہ اھل بصرہ میں نیک وصالح لوگوں میں سے ہیں ابن سعد کہتے ہیں سلیمان ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں۔ سلیمان تیمی کا شمار ان بزرگوں میں ہوتا ہے جو اجتہاد کے مرتبہ پر فائز ہیں نماز عشاء کے وضو سے ساری رات نماز ادا کرتے تھے یہ جناب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب مائل تھے۔ امام سفیان ثوری فرماتے ہیں حفاظ بصرہ تین ہیں سلیمان بن طرخان بھی ان میں سے ایک ہیں۔

سلیمان بن طرخان کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں سلیمان بن طرخان کی وفات ماہ ذی قعد ۱۴۳ھ کو بصرہ میں ہوئی۔ سلیمان ابن معتمر بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن طرخان کی عمر ۹۷ سال ہوئی اس طرح ان کی پیدائش ۴۶ھ کو بنتی ہے۔ ①

۵} ابی حاجب رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہوا ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کا تذکرہ محدثین کرام نے عمدہ الفاظ میں کیا ہے ان کی توثیق ماہرین فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ سوادہ بن عاصم عنزی ابو حاجب بصری۔

ابی حاجب حکم بن اقرع، عبداللہ بن صامت اور قیس غفاری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اس طرح ان سے سلیمان تیمی عاصم احول، سعید جریری، عمران بن حدیر روایت کرتے ہیں ابن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں میں نے ابن معین سے ابی حاجب کی بابت سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا اس کا نام سوادہ بن عاصم ہے وہ بصری اور ثقہ ہے۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں ابی حاجب یعنی سوادہ بن عاصم استاذِ حدیث ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابی حاجب ثقہ ہیں امام ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ کبھی کبھی خطا بھی کر جاتے تھے۔ ②

۶} رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ غِفَّارٍ، یعنی حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ:

یہ صحابی ہیں، ان کا ذکر خیر امام شہاب الدین عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب میں فرمایا ہے آپ بھی مطالعہ فرمائیں اور ایمان کو جلا بخشیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ حکم بن عمرو بن مجدع غفاری اخورافع اس کو یوں بھی کہا جاتا ہے حکم بن اقرع۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ صحابی ہیں یہ بصرہ میں تشریف رکھتے تھے وہاں سے خراسان گئے اور ان کا وصال مرو کے مقام پر ہوا۔ ③

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/ ۱۷۶ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

② امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/ ۲۳۴ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

③ امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/ ۳۷۵ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

حدیث نمبر ۶۴

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَاجِبٍ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْأَةِ أَوْ قَالَ بِسُؤْرِهَا۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَأَبُو حَاجِبٍ اسْمُهُ سَوَادَةُ ابْنُ عَاصِمٍ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهٖ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْأَةِ وَلَمْ يَشُكَّ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ۔

حکم بن عمرو غفاری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو کرنے سے منع فرمایا یا عورت کے جھوٹے سے منع فرمایا (یہ راوی کا شک ہے)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور جہاں تک ابو حاجب کا تعلق ہے تو ان کا نام سوادہ بن عاصم ہے جیسا کہ محمد بن بشار نے اپنی حدیث میں اس کا ذکر کیا ہے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم شفیع معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے سے مرد کو منع فرمایا اور اس میں محمد بن بشار کو کوئی شبہ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۶۴ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر خیر بھی حدیث نمبر ۳ ہی کے ضمن میں کر دیا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} ابوداود رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۷ کے تحت ہوا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۴} شُعبہ رحمۃ اللہ علیہ یعنی شُعبہ بن حجاج:

ان کا ذکر حدیث نمبر ۵ کے تحت کر دیا گیا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں کیا گیا ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عاصم بن سلیمان احول ابوعبدالرحمٰن بصری مولیٰ بنی تمیم اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے مولیٰ عثمان اور یوں بھی کہا گیا ہے ابی زیاد، عاصم بن سلیمان حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن سرجس، ابی حاجب سوادہ بن عاصم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ان سے قتادہ، سلیمان تیمی، معتمر بن راشد، شعبہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عاصم بن سلیمان استاد حدیث ہیں اور ثقہ راوی ہیں۔ اسی طرح یوں بھی فرمایا عاصم حفاظ حدیث میں سے ہیں اور ثقہ ہیں جناب مروزی کہتے ہیں میں نے امام احمد سے کہا یحییٰ نے عاصم پر تنقید کی ہے حالانکہ یہ بڑی عجب بات ہے اس لئے کہ وہ عاصم کو ثقہ بھی کہہ چکے ہیں۔

اسحٰق بن منصور اور عثمان دارمی ابن معین کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ عاصم بن سلیمان ثقہ راوی ہیں۔ ابن مدینی، ابوزرعہ، عجلی اور ابن عمار کہتے ہیں کہ عاصم بن سلیمان ان اصحاب حدیث میں سے ہیں جو فنی طور پر حدیث شریف کو پرکھنے کا ملکہ رکھتے ہیں۔ امام ابن مدینی نے ایک دوسرے موقعہ پر یوں کہا کہ عاصم بن سلیمان ثبت ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا۔

عاصم بن سلیمان کی وفات:

بہت سارے علماء نے ان کی تفصیلی خدمات کو بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں عاصم بن سلیمان مدائن میں قاضی تھے یہ ابوجعفر منصور کا زمانہ تھا۔ ان کا انتقال ۱۴۲،۱۴۱ھ کو ہوا۔ ①

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۳۸ مطبوعہ نشر السنہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

٦} اباحاجب رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ٦٣ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

٧} حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ:

ان کے احوال وحالات اور مناقب کا تذکرہ مختصراً حدیث نمبر ٦٣ کے تحت ہو چکا ہے۔

شرح حدیث نمبر ٦٣، ٦٤

بلا شبہ جو جو فرامین محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں ان میں ہزار ہا برکات مضمر ہیں ان کی ایک ایک برکت بجائے خود ہزاروں برکات کا مجموعہ ہے۔ ہم نے دلائل قاہرہ سے بین کیا ہے کائنات میں ایک ہی مرد ایسا ہے جس کی ایک ایک ادا انسانیت کے لئے شفاء ہے راحت جاں ہے ترقی کی ضامن ہے کامیابیوں کی نوید مسرت ہے۔ کامرانیاں اسی سے منسلک ہیں۔ دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں عزت وعظمت ملنے کا ذریعہ صرف اور صرف محبت سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے میں کراھیت ہے:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسا باب ہے جس میں عورت کے غسل اور وضو سے بچے ہوئے پانی کی کراھیت کا تذکرہ ہے۔ جناب ابو حاجب روایت کرتے ہیں قبیلۂ بنی غفار کے ایک آدمی نے بیان کیا اس آدمی کا نام تو انہوں نے نہ لیا بلکہ صرف اتنا کہا ایک آدمی نے بیان کیا کہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم سید دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی سے منع فرمایا۔ اس عنوان پر حضرت عبداللہ بن سَرجِسٍ سے بھی رویت ملتی ہے۔ امام ابو نعیم نے جناب معاویہ سے روایت وارد کی ہے۔ محدث عبدالرزاق نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کی ہے اور انہوں نے اس کو ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے بعض قریبیوں سے لیا ہے۔ حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرو۔ ابن نجار نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک زمانہ میں عورتیں اور مرد میاۃ سے اکھٹے ہی وضو کر لیا کرتے تھے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور اسی طرح حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث وارد کی ہے۔

كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَبْتَدِأُ ۔ ①

سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین بیان کرتی ہیں میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے۔ لیکن آغاز امام الانبیاء علیہ السلام ہی فرماتے تھے۔

حضرت سعید بن منصور کے واسطہ سے:

محدث عبدالرزاق حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث لائے ہیں وہ فرماتے ہیں میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ان کے پاس ایک تورا رکھا ہوا تھا جس میں پانی تھا آپ نے فرمایا اس سے وضو نہ کرنا یہ میرے وضو کا بچا ہوا پانی ہے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض فقہا کے نزدیک عورت کے وضو کا بچا ہوا پانی مکروہ ہے۔ عورت کا غسل، وضو کا بچا ہوا پانی مکروہ ہے یہ قول امام احمد اور امام اسحٰق کا ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث شریف میں یوں آیا ہے۔ عورت کے بچے ہوئے پانی کے استعمال میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ پانی پینے سے بچا ہو یا وضو کا بچا ہوا ہو ہاں عورت جنبیہ اور حائضہ نہ ہو اگر اس پانی سے آپ وضو کرلیں تو کوئی ضرر نہیں ہے۔

عورت کے جوٹھے پانی کے استعمال میں کوئی حرج ہے ہی نہیں۔ ②

ظاہراً عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔

علامہ ابوطیب سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عورت کے بچے ہوئے پانی سے منع فرمانا ظاہراً اس کے عدم جواز پر دلالت کرتا ہے مطلب یہ ہے عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد وضو نہ کرے مگر اس کے فوراً بعد آنے والا باب اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ اب معنی یہ ہوگا اس کا ترک اولیٰ ہے اور حدیث شریف جواز پر دلالت کرتی ہے۔ جناب عاصم بیان کرتے ہیں میں نے ابوحاجب سے سنا کہ یہ حدیث حکم بن عمرو غفاری سے مروی ہے یہی وہ شخص ہیں جن کا ذکر پچھلی حدیث میں نام کے ساتھ نہیں ہوا اس حدیث شریف میں ہے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا کسی مرد کے لئے درست نہیں یا یوں فرمایا کہ عورت کے جوٹھے سے منع فرمایا یہاں راوی کو شک گذر رہا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے عورت کے وضو سے بچے پانی کا مرد کیلئے استعمال کرنا منع

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۸۹ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۰ مطبوعہ کانپور ہند

فرمایا ہے یا اس کے جوٹھے کا یہ حکم ہے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث (فنّی اعتبار سے) حسن ہے اور جہاں تک ابوحاجب کا تعلق ہے تو ان کا نام سوادہ بن عاصم ہے جہاں تک شک والے لفظ کا معاملہ ہے تو یاد رہے محمود بن غیلان کی روایت میں ہے محمد بن بشار کی روایت میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرے اور اس حدیث میں کوئی شک نہیں ہے اس میں عورت کے جوٹھے کا ذکر نہیں ہے۔ ①

درس حدیث

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے یہ زندگی کے ہر ہر شُعبے میں ہدایات دیتا ہے اس کی عطا کردہ ہدایات یقیناً ہمارے لئے باعث عظمت ہیں۔ وہ لوگ جن کو زندگی گذارنے کے لئے ایسی عظیم الشان ہستی کے فرمودات میسّر ہوں ان کو اپنی قسمت پر ناز کرنا چاہئے۔ اپنے مقدر پر تہنیت کرنی چاہئے۔ قسم بخدا اگر آج بھی امّت مسلمہ اپنی توجہ کا مرکز اپنے دین کے سنہری اصولوں کو قرار دے دے تو ان کی زندگی میں ایسا انقلاب برپا ہو جائے جو نہ صرف ان کی زندگی بلکہ سارے لوگوں کی زندگی سنور جائے کہ سرور دو عالم نور مجسم رحمت دو جہاں شفیع مجرماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک احادیث اتنا قیمتی ذخیرہ ہے کہ اس کی نظیر روئے زمین پر کہیں موجود نہیں ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

> حکم بن عمرو غفاری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو کرنے سے منع فرمایا یا عورت کے جوٹھے سے منع فرمایا (یہ راوی کا شک ہے)

ہماری ذمہ داری کیا ہے:

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ محدثین کرام نے اور آئمہ دین نے اپنا فرض پوری دیانتداری سے ادا کیا سوال تو یہ ہے کہ اب ہمارا فرض کیا ہے۔ آیئے ہم سب ملکر اپنے دین اسلام کی اشاعت کے لئے سرگرم عمل ہوں۔ اگر ہم اپنے پیارے آقا مولیٰ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک احادیث کا درس دینا شروع کر دیں تو اس امّت میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو جائے۔ دنیا میں جتنی کتابیں ہیں ان تمام کتابوں میں سب سے افضل کتاب قرآن حکیم ہے اس کے بعد سب سے اعلیٰ کلام وہ ہے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے صادر ہوتا ہے۔ اس کلام میں یہ برکت ہے کہ جب لوگوں کو سنایا جائے تو ان کے دلوں تک اتر جاتا ہے۔ اگر قرآن کی تلاوت کی جائے تو کان کے پردوں سے

① علامہ ابوطیب سندھی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۰ مطبوعہ کانپور ہند

آگے گذر جاتی ہے یعنی دل کی اتھاہ گہرائیوں تک اترتی چلی جاتی ہے اسی طرح حدیث شریف میں بھی یہ کمال موجود ہے کہ وہ بھی کان کے پردے سے آگے گذر جاتی ہے اور دل پر اثر کرتی ہے اگر بیان کرنے والا خود باعمل بھی ہو تو پھر انقلاب صالح برپا ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔ اٹھو! اے نوجوانان ملت اپنا وقت اپنے دین کی سربلندی کے لئے صرف کرو اللہ تعالیٰ تمہیں دونوں جہانوں میں کامرانی سے نوازے گا۔

باب نمبر ۴۸

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ۔

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہوا ہے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کی اجازت ہے۔

اس باب کے تحت ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو بڑی اہمیت کی حامل ہے۔
آیئے آپ بھی اس کا مطالعہ فرمایئے۔ آنکھیں ٹھنڈی ہونگی دل راحت وفرحت پائے گا۔

حدیث نمبر ۶۵

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وحَدَّثَنَا اَبُو الاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بِنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي جَفْنَةٍ، فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَوَضَّاَ مِنْهُ، فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنِّي كُنْتُ جُنُباً، فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ

قَالَ اَبُو عِيْسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ،
وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے ایک بڑے سے لکڑی کے بنے ہوئے ٹب سے غسل فرمایا پھر رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس میں سے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو وہ سیدہ (شاید یہ بی بی میمونہ تھیں) عرض گذار ہوئیں۔

یارسول اللہ! میں تو جنبی تھی اس پر امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں یہ حدیث (فنی اعتبار سے) حسن ہے۔

یہ قول سفیان ثوری، امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا ہے۔

حدیث نمبر ۶۵ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} قتیبہ رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} ابوالاحوص رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر خیر حدیث نمبر ا کے زمرے میں ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} عِکرمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کے حالات واحوال پر کئی صفحات لکھے گئے ہیں بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کے توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔عِکرمہ البربری ابوعبداللہ المدنی مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما۔
اصلاً ان کا تعلق قوم بَرْبَرْ سے تھا۔ یہ جناب حصین بن ابی الحر العنبری کے حصے میں آئے تھے پھر انہوں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ھبہ کر دیا اس طرح یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام مشہور ہو گے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں والی بصرہ تھے۔عِکرمہ اپنے آقا سے روایت کرتے ہیں، اس طرح حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت حسن بن علی، حضرت ابوھریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عمرو، حضرت ابوسعید، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔اسی طرح جناب عِکرمہ سے ابراھیم بن نخعی، ابوالشعثا، جابر بن زید، شعبی، سماک بن حرب اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔
امام عجلی مکی تابعی کہتے ہیں عِکرمہ ثقہ راوی ہیں۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عکرمہ ثقہ راوی ہیں امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے اپنے والد گرامی سے عکرمہ کی بابت پوچھا تھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ثقہ راوی ہے میں نے کہا کہ اس کی بیان کردہ حدیث حُجت ہے تو انہوں نے کہا ہاں۔جب وہ ثقات راویوں سے روایت کرئے۔امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ عکرمہ اپنے زمانے کے ان علماء میں سے ہیں جن کو قرآن وفقہہ پر عبور تھا جابر بن زید کہتے کہ عکرمہ سب سے بڑے عالِم تھے عکرمہ حاملیں علم حدیث اور فقہہ میں بادشاہ مانے جاتے ہیں۔

عکرمہ کی وفات:

امام داؤد سے مروی ہے کہ عکرمہ کی وفات سنہ۱۰۰ھ میں ہوئی اس وقت ان کی عمر اسی ۸۰ برس تھی۔ابوعمر ضریر ھیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ ان کی وفات سنہ۱۰۶ھ میں ہوئی۔جناب عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ ان کی وفات سنہ۱۰۷ھ کو ہوئی اسی طرح یوں بھی کہا گیا ہے کہ ان کی وفات سنہ۱۱۰ھ کو ہوئی۔①

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م سنہ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ / ۲۳۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۵}ابن عباس رضی اللہ عنہما یعنی حضرت عبداللہ بن عباس حبر الامہ رضی اللہ عنہما:

ان کے فضائل وکمالات اور محاسن ومحامد کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۹ کے تحت ہو چکا ہے آپ وہاں سے مطالعہ فرما لیں انشاء اللہ دلی راحت ہوگی ان کے احوال کا مطالعہ کرنے سے خدمتِ دین کا جذبہ پیدا ہوگا علم سے دوستی کرنے کا خیال آئے گا عمل کے میدان میں قدم رکھنا نصیب ہوگا راہِ حق پر قائم رہنے کا جذبہ پکا ہوگا اس راستے میں آنے والی مصیبتوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی مصائب وآلام کو دیکھ کر گھبرانے کی بجائے ان کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہوگا حالات کیسے ہی خراب کیوں نہ ہو جائیں قوم مسلم کی حفاظت کا ملکہ سلامت رہے گا اور ان کی خدمت کرنے کو اپنے لئے سعادت جاننے کا وہ مظاہرہ کرنے کا موقعہ ملے گا جس سے ساری ملّت عَش عَش کر اٹھے گی۔ انشاء اللہ ابواب المناقب میں جب ان کا ذکر خیر آئے گا میں وہاں تفصیل سے بات کروں گا۔

شرح حدیث نمبر ۶۵

اس حقیقت سے سرِ مُو بھی انحراف نہیں کیا جا سکتا کہ انسانیت کا سب سے بڑا ہمدرد مذہب صرف دین اسلام ہے یہ دین متین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لیکر تشریف لائے اور آپ نے تیئس ۲۳ سال کے مختصر سے وقت میں دنیا کا سب سے بڑا انقلاب برپا کر دیا روئے زمین پر کوئی مذہب ایسا نہیں جس کے ماننے والوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کمالات کا اعتراف نہ کیا۔ آپ کا کلام ایسا بے مثال کلام ہے جو کان کے ذریعے دل تک اتر جاتا ہے قلب وروح کو وہ توانائی عطا کرتا ہے کہ کایا ہی پلٹ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے عظیم رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک حدیث شریف کی شرح لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں آپ بھی مطالعہ فرمائیں۔

کاسۂ بزرگ اور اس کے پانی کی وضاحت:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے لکڑی کے ایک بڑے سے ٹب میں سے غسل فرمایا۔ اس کاسۂ بزرگ میں غسل فرمانے والی حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہما تھیں شاید اس لئے کہ کسی کی تصریح نام کے ساتھ حدیث شریف میں موجود نہیں ہے۔ یہ جو لفظ "جفنہ" حدیث شریف میں آیا ہے اس کا مطلب ہے کاسۂ بزرگ یعنی بڑا سا برتن۔ چنانچہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس برتن سے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے حالت جنابت میں غسل کیا تھا انہوں نے گمان یہ کیا تھا کہ اب وہ پانی ناپاک ہو گیا ہے۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ پانی

ناپاک نہیں ہوتا مطلب یہ ہے کہ جس پانی سے غسل جنابت کیا جائے وہ پلید نہیں ہوتا۔ اس میں ائمہ کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بالاتفاق حائض اور جنبی کے بچے ہوئے پانی سے وضو اور غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کے لئے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں ہے جبکہ وہ مرد اس عورت کا شوہر نہ ہو۔ امام احمد ہی فرماتے ہیں کہ مرد اور عورت کے غسل کے بچے ہوئے پانی سے عورت کے لئے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ جب وہ حائضہ تھی پھر جنبی بھی ہوگئی پھر جب وہ طہارت کرنا چاہے گی تو اس حیض اور جنابت کا ایک ہی غسل واجب ہوگا اس پر اجماع ہے بعض اھل ظاہر سے حکایت کیا گیا ہے کہ اس عورت پر دو غسل واجب ہیں۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ حدیث حسن صحیح ہے (فنی اعتبار سے) امام سفیان ثوری، امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا مذہب بھی یہی ہے عورت کے غسل جنابت کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے میں مرد کے لئے کوئی مخالفت نہیں ہے۔①

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

آپ حدیث ۶۵ کی شرح پڑھ رہے ہیں ابھی آپ نے مختلف زاویوں سے علماء حق کی تصریحات کا مطالعہ کیا ان تمام زاویوں میں سے آئمہ مجتہدین کے نقطہ ہائے نظر زیادہ قوی ہیں اور عقل بھی ان کو تسلیم کرتی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر پانی دوران غسل بچ جائے تو اس کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے اس کا استعمال کرنا اس سے وضو کرنا یا غسل کرنا منع نہیں ہے علامہ سرہندی نے لکھا ہے۔

> وایں قول سفیان ثوری ومالک وشافعی ست کہ باک نیست آدمی را باستعمال فضل طہور زن وہمیں ست مذہب امام ما ابی حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ۔②
>
> یہ قول امام سفیان ثوری، امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا ہے کہ عورت کے غسل کے بچے ہوئے پانی کو مرد کا استعمال کرنا منع نہیں ہے اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

اس میں شک نہیں حدیث شریف کو تمام آئمہ مجتہدین میں سے بھی سب سے بہتر طریقے سے جو امام سمجھتے ہیں وہ امام الآئمہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی ہیں آپ نے جس انداز سے خدمت دین متین فرمائی ہے

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۰ مطبوعہ کانپور ہند،

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۰ مطبوعہ کانپور ہند،

وہ آپ ہی کا حصہ ہے ساری امت کو اس عظیم امام کی تعلیمات کو سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ مجھے بار بار شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے شرح ترمذی میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نقطۂ نظر کو واضح کرتے رہنا۔

درسِ حدیث

دنیا بھر میں جتنی اقوام ہیں ان سب میں سے اعلیٰ ترین قوم مسلمان ہیں سب سے زیادہ تربیت یافتہ قوم کا نام مسلمان ہے۔ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جن لوگوں کی تربیت فرمائی وہ لوگ ایسے گوھر بن کر نکلے کہ دنیا بھر کی اقوام نے ان سے رہنمائی حاصل کی دیکھتے ہی دیکھتے وہ لوگ پوری دنیا پر چھا گئے ان کے عدل وانصاف اور نیک نامی نے انسانوں پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ وہ نیکی پرہیزگاری اور تقویٰ کے علامت بن گئے۔ آج جو ہر طرف مسلمانوں کی پستی زبوں حالی اور کسمپرسی نظر آ رہی ہے وہ اس وجہ سے ہے اس قوم نے اپنے سنہری اصولوں کو فراموش کر دیا اور انہی راہوں پر چل نکلی جن راہوں پر چلنے سے ان کو روک دیا گیا تھا۔ روزمرہ زندگی سے سکون اڑ کے رہ گیا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنی روزمرہ زندگی خلاف سنت بنالی ہے اسلام نے ہمیں چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی کامل ھدایات عطا فرمائی ہیں مثلاً یہی لے لیجیے کہ وضو اور غسل کے مسائل ہی کیوں نہ ہوں ان میں بھی بڑی صراحت سے احکام صادر فرمائے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

> حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے ایک بڑے سے لکڑی کی ٹب میں غسل فرمایا اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس میں سے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو ام المومنین (شاید حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں) عرض گذار ہوئیں یا رسول اللہ میں تو جنبی تھی اس پر آپ نے ارشاد فرمایا اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۶۵)

کمال عزم وہمت سے دعوت وتبلیغ کا کام کریں:

اگر آج پھر ہم راہِ حق میں اٹھ کھڑے ہوں اور خود دین کے سنہری اصولوں کو سیکھ لیں اور دوسروں تک ان کو پہنچانے کا عہد کرلیں تو یقیناً اس طرز فکر وعمل کی بدولت ہمارا سارا نظام بدل جائے اور جتنی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں وہ سب ختم ہوجائیں اور خرابیوں کی جگہ خوبیاں لے لیں مگر شرط یہی ہے کہ ہم اپنے دین کی بات کرنے سے ہرگز نہ گھبرائیں لوگوں کو نیکی کی دعوت دینے سے ہرگز نہ چوکیں بلکہ کمال عزم وہمت سے دعوت حق کو لے کر آگے بڑھتے چلے جائیں اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہوگا۔

باب نمبر ۴۹

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْمَاءَ لَا یُنَجِّسُهُ شَیْئٌ۔

اس باب میں یہ بیان ہوا ہے کہ پانی کو کوئی شی ناپاک نہیں کرتی۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے اس کے بعد والے باب میں چونکہ اسی موضوع سے متعلقہ حدیث شریف آئی ہے لہٰذا میں نے شرح دونوں حدیثوں کی اسی حدیث مبارک کے تحت کردی ہے۔

یہ حدیث شریف بڑی اہمیت کی حامل ہے اس میں ایک اہم مسئلہ بیان ہوا ہے جو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مسئلہ سے آگاہی حاصل کرے۔

آیئے آپ بھی اس حدیث شریف کا مطالعہ فرمایئے ان شاءاللہ ایمان کو جلا ملے گی اور دل وجان مسرور ہوں گے۔

حدیث نمبر ۶۶

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُلْقَى فِيهَا الْحِيَضُ وَلُحُومُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ جَوَّدَ أَبُو أُسَامَةَ هَذَا الْحَدِيثَ فَلَمْ يَرْوِ أَحَدٌ حَدِيثَ أَبِي سَعِيدٍ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ أَحْسَنَ مِمَّا رَوَى أَبُو أُسَامَةَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ قدس میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا ہم بئر بضاعہ سے وضو کر سکتے ہیں اور یہ وہ کنواں (ندی برساتی) تھا جس میں حیض کے چیتھڑے، کتوں کا گوشت اور دوسری بدبودار چیزیں ڈالی جاتی تھیں۔ چنانچہ رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں پانی پاک ہوتا ہے اور اس کو کوئی شی ناپاک نہیں کرتی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث (فنی اعتبار سے) حسن ہے ابو اسامہ نے اس حدیث میں زیادہ نکھار پیدا کیا یہی وجہ ہے کہ جناب ابو اسامہ کے علاوہ حدیث ابی سعید خدری جو بئر بضاعہ کے حوالے سے آئی ہے اس کو کسی نے بھی اتنی عمدگی سے بیان نہیں کیا جس طرح ابو اسامہ نے بیان کیا یہ روایت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے۔

اس باب میں حضرت ابن عباس اور سیدہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔

حدیث نمبر ٦٦ کی فنّی حیثیت

(تذکرہ راویان)

۱) ھنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲) حسن بن علی الخلال رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی بڑے بڑے آئمہ فن نے توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ کر لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے الحسن بن علی بن محمد الھذلی الخلال ابوعلی۔ اور یوں بھی کہا جاتا ہے ابو محمد الحلوانی نزیل مکہ۔ حسن بن علی الخلال عبداللہ بن نمیر ابواسامہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ایک جماعت روایت کرتی ہے یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی الخلال ثقہ ثبت راوی ہیں امام ابوداود فرماتے ہیں وہ اسماء رجال کے عالم ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں وہ ثقہ راوی ہیں خطیب ابوبکر فرماتے ہیں حسن بن علی الخلال ثقہ حافظ ہیں۔ امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں مفضل بن محمد الجندی کے واسطہ سے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

حسن بن علی الخلال کی وفات:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے حسن بن علی الخلال کی وفات ۲۴۲ھ کو ہوئی۔ ①

۳) ابواسامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲ / ۲۶۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔حماد بن اسامہ بن زید القرشی مولاھم ابو اسامہ الکوفی۔

ابو اسامہ ھشام بن عروہ، برید بن عبداللہ، امام سفیان ثوری اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اسحٰق بن راھویہ حسن بن علی الحلوانی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔حنبل بن اسحٰق امام احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ابو اسامہ ثقہ راوی ہیں وہ اھل کوفہ کی اخبار کے حوالے سے لوگوں کے امور کے سب سے بڑے عالم تھے۔حضرت عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی فرماتے تھے ابو اسامہ ابو عاصم جیسے راویوں سے بہتر ہیں وہ صحیح الکتاب حدیث شریف ایک ضابطے سے بیان کرنے والے صدوق ثبت راوی تھے۔امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی رائے اس طرح ہے وہ فرماتے ہیں ابن سعد کا کہنا یہ ہے کہ ابو اسامہ ثقہ مامون کثیر الحدیث راوی ہیں وہ تدلیس کرتے تھے لیکن اپنی تدلیس کو خود ہی واضح بھی کر دیتے تھے وہ اھل سنت و جماعت تھے امام عجلی کہتے ہیں ابو اسامہ ثقہ راوی ہے۔یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اصحاب حدیث میں حکماء کی جماعت میں شامل ہیں جناب ابن قانع کوفی کہتے ہیں وہ صالح الحدیث ہیں امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔

ابو اسامہ کی وفات:

امام عجلی کے قول کے مطابق ابو اسامہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شوال ۲۰۱ھ کو ہوئی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسے ہی کہا ہے البتہ انہوں نے اتنا زیادہ لکھا کہ ابو اسامہ کی عمر بوقت وصال اسی ۸۰ سال تھی۔ ①

۴) ولید بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ،

ان کا تذکرہ تہذیب التھذیب میں ہے۔یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔الولید بن کثیر المخزومی مولاھم ابو محمد المدنی سکن الکوفہ۔الولید بن کثیر سعید بن ابی ھند، سعید المقبری، محمد بن کعب قرظی، عبید اللہ بن عبداللہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ابراہیم ابن عیسیٰ، ابن یونس، ابن عُیینہ، ابو اسامہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التھذیب ۳/ ۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

عیسیٰ بن یونس بیان کرتے ہیں ولید بن کثیر ثقہ راوی ہیں ابراہیم بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ولید بن کثیر ثقہ ہیں۔مغازی کے حوالے سے ان کا علم اصل کا درجہ رکھتا ہے علی بن مدینی کہتے ہیں ابن عیینہ یوں کہتے تھے کہ ولید بن کثیر صدوق ہیں۔میں نے ان کو ایسا ہی پایا ہے۔جناب دوری بیان کرتے ہیں ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ اجری حضرت امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ولید بن کثیر ثقہ راوی ہیں۔ابن سعد کہتے ہیں ولید بن کثیر سیرت اور مغازی کے علم میں مہارت رکھتے تھے امام ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقات راویوں میں کیا ہے اسحٰق بن ابراہیم بن راھور بیان کرتے ہیں کہ ولید بن کثیر علم حدیث میں مہارت رکھتے تھے۔

ولید بن کثیر کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں کہ ولید بن کثیر کی وفات ۱۵۱ھ کو کوفہ میں ہوئی۔ ①

۵) محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ صحابی رسول ہیں رضی اللہ عنہ وصلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ اپنے والد گرامی، اپنے بھائی عبداللہ سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام زہری اور ولید بن کثیر روایت کرتے ہیں۔محمد نام کے دو اشخاص ہیں ایک محمد الاصغر ہیں وہ تو یہی ہیں اور دوسرے محمد الاکبر ہیں ان کا وصال نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی ہو گیا تھا۔ ②

۶) عبیداللہ بن عبداللہ بن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے عبیداللہ بن عبدالرحمن بن رافع الانصاری رضی اللہ عنہ

اور کہا جاتا ہے عبیداللہ بن عبداللہ ہیں اور اسی طرح یوں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عبداللہ ہیں اور یوں بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک نہیں بلکہ دو ہیں عبیداللہ اپنے والد گرامی حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے محمد بن کعب قرظی، ہشام بن عروہ، سلیط بن ایوب اور ایک جماعت سے روایت آتی ہے۔

---

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱ / ۱۳۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

② امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹ / ۲۷۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

امام ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔ امام ابوداؤد، امام نسائی نے جناب قرظی کے حوالے سے بیرٔ بضاعہ والی حدیث وارد فرمائی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ تعالیٰ راضی ہو چکا:

میں نے ان کے مزید حالات واحوال معلوم کرنے کے لئے اسد الغابہ، الاصابہ، وفیات الاعیان میزان الاعتدال کو بھی دیکھا ہے مگر ان میں بھی حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ کے حالات نہیں ملے۔ بہرحال چونکہ صحابی ہیں اس لئے ان کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے قرآن سے بین ہوتا ہے۔ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۰ میں رب تعالیٰ نے صاف صاف اعلان فرمایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گے۔ بس اس سے بڑا انعام اور کیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہو جائے۔

۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:

یہ جلیل القدر صحابی ہیں ان کے مناقب بے شمار ہیں ان شاء اللہ میں کسی دوسرے مقام پر ان کا تذکرہ کروں گا یہاں تہذیب کے حوالے سے مختصراً ذکر کرتا ہوں آپ بھی مطالعہ کر لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب مبارک اس طرح ہے۔ سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر اور یہی ہیں خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

جب غزوہ احد لڑی گئی اس وقت ان کی عمر چھوٹی تھی۔ اس کے بعد آپ نے بارہ ۱۲ غزوات میں شرکت فرمائی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور اسی طرح یہ اپنے والد گرامی اور اپنے بھائی اخیافی (ماں زاد بھائی)

قتادہ بن نعمان، حضرت امیر المؤمنین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوقتادہ انصاری، حضرت عبد اللہ بن سلام، حضرت اسید بن خضیر، حضرت عبد اللہ ابن عباس، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت معاویہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بیٹے عبد الرحمٰن، ان کی زوجہ محترمہ حضرت زینب بنت کعب بن عجرہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوامامہ بن سہل، حضرت محمود بن لبید، حضرت سعید ابن مسیب، حضرت طارق بن شہاب، حضرت ابوطفیل، حضرت عطا بن ابی رباح، عطا بن یسار، عیاض بن عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہم

اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

حضرت حنظلہ بن ابی سفیان اپنے بزرگوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ و سلم میں سے زیادہ فقیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات:

علامہ واقدی بیان کرتے ہیں اسی طرح ابن نہیر بھی اور ابن بکیر نے بھی بیان کیا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات ۷۴ھ کو ہوئی۔ بعض نے ۶۴ھ بیان کیا ہے۔ اسی طرح ابوالحسن مدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۳ھ کو ہوئی جناب عسکری بیان کرتے ہیں کہ ان کی وفات ۶۵ ہجری کو ہوئی۔ ①

شرح حدیث نمبر ٦٦

اس حدیث شریف کی شرح میں جو کچھ ہمارے اکابرین سے منقول ہے وہ ذکر کر دیتا ہوں اگرچہ اس حدیث مبارک کی شرح مختلف اکابر کے ہاں جو ملتی ہے میں نے اس کو خوب غور سے پڑھا ہے مجھے ان دلائل کو پڑھ پڑھ کر عجیب سا محسوس ہوا مجھے نہیں معلوم میری یہ بات آپ کو کیسی لگے مگر کہہ دیتا ہوں شاید آئندہ آنے والے لوگوں کے لئے خصوصاً حدیث شریف کے طالب علموں اور شیوخ کے لئے فائدہ مند ہو سکے۔ اگرچہ پانی کا مسئلہ جس طرح ملک عرب میں تھا اس طرح عرب کے علاوہ نہیں تھا وہاں پانی کی سخت قلت تھی اس کے پیش نظر وہاں کے احوال بھی کچھ جداگانہ تھے اب زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے مگر آج بھی عرب شریف میں پانی کی قلت ہے اور مشکلات آج بھی ہیں۔ مکہ مشرفہ میں چشمہ زم زم کی وجہ سے اس مقدس پانی کی فراہمی وافر ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی پانی کی کمی محسوس نہیں ہوتی لیکن ان کے علاوہ دیگر مقامات پر پانی کی آج بھی کمی شدت سے محسوس کی جاتی ہے اس کے برعکس دوسرے ممالک میں پانی کی کمی نہیں ہے۔ جیسا کہ ہمارا ملک پاکستان، اللہ تعالیٰ ہمارے اس ملک کو سلامت رکھے اور اس کے مکینوں کو عافیت عطا فرمائے۔ اس میں پانی کی قلت نہیں ہے اگرچہ ہندوستان نے ہمارے دریاؤں پر جو ڈیم بنائے ہیں ان کی وجہ سے پانی میں کمی واقع ہوئی ہے مگر پھر بھی زیر زمین آج بھی پانی وافر مقدار میں موجود ہے لہٰذا مجھے ان طویل ابحاث کو تو یہاں لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی یہ بات بھی یاد رہے کہ اس حدیث کی بابت ماہرین علم حدیث نے لکھا ہے کہ اس کی سند اور متن میں اضطراب ہے ②۔ نیز اس حدیث شریف کے الفاظ کے تلفظ میں بھی اختلاف ہے لہٰذا میں اس موضوع پر طویل گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھتا لیکن یہ خیال دامن گیر ہو رہا ہے کہیں کسی ذہن میں یہ خیال نہ

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۲۱۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② علامہ ابوطیب سندھی شرح ابی الطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۳ مطبوعہ کانپور ہند

آجائے کہ شاید اس مقام پر تعارض کو حل نہ کر سکنے کی وجہ سے بھاگ رہا ہے نہیں نہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزارویؒ مجھے فرمایا کرتے تھے دراصل بعض لوگوں سے احادیث کا تعارض دور نہ ہوسکا بجائے اس کے کہ وہ کوشش کرتے یا دوسرے علماء سے رابطہ کرتے مخالف کا جواب بن نہ پانے کی وجہ سے حدیث ہی کا انکار کر دیا۔ میں پوری کوشش کروں گا جہاں جہاں مشکل بنے وہاں وہاں دلائل سے اس کو دور کروں اور عام مسلمانوں کے لئے حدیث شریف سمجھنے اور اس پر عمل کر کے دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام کروں میں نے تو کوئی مقام ایسا نہیں چھوڑا جہاں حدیث شریف کے درس کو عام کر کے اس کے فیوض و برکات عامۃ الناس تک پہنچانے اور اہتمام کرنے کے لئے نہ کہا ہو۔

پانی اس وقت ناپاک ہوتا ہے جب اس کے رنگ ذائقہ اور بو میں تغیر آجائے:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں عرض کیا گیا یارسول اللہ! کیا ہم بئیر بضاعہ سے وضو کر سکتے ہیں۔ یہ لفظ بُضاعہ یعنی با کی پیش کے ساتھ ہے یہ مدینہ شریف کا مشہور کنواں ہے یہ وہ کنواں تھا جس میں حیض کے کپڑے کتوں کا گوشت اور دیگر بدبودار چیزیں پھینکی جاتی تھیں جو پانی پاک ہوتا ہے اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن (فنی اعتبار سے) ہے۔ اس حدیث کو ابواسامہ نے زیادہ اچھے اور مضبوط طریقے سے روایت کیا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت یہ زیادہ بہتر ہے۔ اسی حدیث شریف کو حضرت ابوسعید خدری سے کئی طرق سے روایت کیا گیا ہے اس باب میں حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہما سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کو راشد بن سعد کے واسطہ سے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی مگر اس چیز سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے جو پانی کا رنگ، اس کا ذائقہ اور اس کی بو میں تغیر پیدا کر دے۔ امام طبرانی اور امام دارقطنی نے بھی اسی طرح کی حدیث شریف وارد کی ہے لیکن اس لفظ ''لونہ'' کے علاوہ روایت کیا ہے یعنی امام طبرانی اور امام دارقطنی کی روایت میں رنگ بدل دینے والی چیز کا ذکر نہیں ہے۔ امام ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح کی ہے امام ابن حبان نے اور دیگر محدّثین کرام نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی امام دارقطنی نے حضرت سہل بن سعد سے اسی کی مثل حدیث وارد فرمائی ہے جیسا کہ تخریج میں ہے اور کنز العمال میں لکھا ہوا ہے۔ ①

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرھندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۹۲ مطبوعہ کانپور ہند

بئیر بضاعہ کی وضاحت:

علامہ ابوطیب سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ کیا بئیر بضاعہ سے وضو کیا جا سکتا ہے یہ جو لفظ ''بضاعہ'' با کے زیر کے ساتھ بھی پڑھا جا سکتا ہے اور اسی طرح با کی پیش کے ساتھ بھی ''بُضَاعه'' یہ مدینہ طیبہ کا ایک معروف کنواں تھا ابن مالک نے ایسا ہی کہا ہے اور علامہ طیبی فرماتے ہیں بُضاعہ دار بنی ساعدہ مدینہ شریف میں تھا یہ بطن خزرج میں تھا اور حدیث میں محفوظ ہے اس جگہ تلفظ یوں کرنا نَتَوَضَّأُ بالکل غلط ہے بلکہ صحیح تلفظ جو ہے وہ یہ ہے۔ تَتَوَضَّا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں خطاب ہے۔ اور یہ جو ''حیض'' ہے یہ حا کی زیر اور یا کی زبر کے ساتھ ہے یہ حیضہ کی جمع ہے اسی طرح اگر اس کو حیض پڑھا جائے تو معنی بنتا ہے حیض والا کپڑا جس کو عورتیں خاص ایام میں استعمال کرتی ہیں۔ علامہ طیبی نے بیان کیا ہے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس میں لوگ گندے کپڑے اور دیگر قاذورات یعنی پاخانہ وغیرہ ڈال دیتے تھے اس سے مراد یہ ہے کہ بعض بادیہ نشین ایسا کرتے تھے اور پانی بہا کر اس قاذورت کو آگے لے آتا تھا یہ بات کیسے تسلیم کرلی جائے کہ افضل قرون کے لوگ ایسا کرتے ہوں حالانکہ ان کا تقویٰ وطہارت بہت اعلیٰ تھا اور پھر وہ لوگ مرتبہ صحابیت سے مشرف ہے۔

قُلّتین کی وضاحت:

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے بلاشبہ پانی پاک ہوتا ہے اس کو کوئی شی ناپاک نہیں کرتی اِنَّ الْمَآءَ طَاهِرٌ کہا جاتا ہے کہ یہ الف اور لام عہد خارجی کا ہے اس کی تاویل یہ ہے کہ اس سے مراد وہ پانی ہے جس کی بابت سوال کیا گیا تھا اور وہ سوال بئیر بضاعہ سے متعلق تھا اس کا پانی تو سیلاب کی طرح تھا اور وہ پانی پاک تھا اس لئے کہ اس پر مَاءُ یَجْرِی یعنی جاری پانی کا حکم لگ چکا تھا اس قول کی وضاحت یہ ہے کہ جس میں ذکر ہے کہ قلیل پانی نجاست گرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے لیکن قلین کی مقدار میں اگر پانی ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ ①

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر پانی قُلّتین کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا کہا جاتا ہے قلّہ ایک جرہ کبیرہ ہے جس میں دوسو انسٹھ رطل بغدادی ہوتے ہیں اسی طرح قُلّتین تقریباً پانچ سو رطل کے برابر ہو گئے اور ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ قُلّتین چھ سو رطل کے برابر ہوتا ہے۔ اب مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قلّہ معروفہ حجاز میں یہی ہے۔

---

① علامہ ابوطیب سندھی شرح ابی الطیب، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۳ مطبوعہ کانپور ہند

رطل، مد، صاع اور قلہ کی تحقیق:

میں نے پیمانہ ہائے اوزان پر کچھ تحقیق کی ہے وہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں علامہ سراج احمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ دو رطل ایک مد کے برابر ہوتے ہیں ایک مد کا وزن تقریباً ایک کلوگرام یا ایک لیٹر ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک رطل برابر ہوتا ہے آدھا کلوگرام یا آدھے لیٹر کے۔ ایک صاع کی مقدار آٹھ رطل کے برابر ہوتی ہے اسی طرح ایک صاع کا وزن چار مد کے برابر ہو گیا لہٰذا ایک صاع کا وزن چار کلوگرام یا چار لیٹر کے برابر ہوتا ہے صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صاع کا وزن چار سیر تین چھٹانک اور چھ ماشے ذکر کیا ہے۔ حضرت نے جو ضابطہ بیان فرمایا ہے میں نے اس کے مطابق یہ وزن اخذ کیا فتح الباری میں بھی ایک صاع کو چار مد کے برابر بتایا گیا ہے۔

علامہ ابوطیب سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے قلتیں کو چھ سو رطل کے برابر مانا ہے اور اس کا ذکر بھی کیا ہے اگرچہ انہوں نے پانچ سو رطل کا تذکرہ بھی کیا ہے مگر میں نے قلتین چھ سو رطل کے برابر مان کر وزن نکالا ہے اس طرح قلتین کا وزن تین سو لیٹر کے برابر ہے۔

اقول بفضل اللہ العظیم ان ربی علیم حکیم:

بئیر بُضَاعہ دراصل ایک ندی تھی جس میں برساتی پانی آیا کرتا تھا اس میں بادیہ نشین لوگ گندے کپڑے اور اس طرح کی دیگر ناپاک چیزیں ڈال دیا کرتے تھے اس کو کنواں مجازاً کہہ دیا گیا ہے ورنہ حقیقتاً تو وہ کنواں نہ تھا بلکہ پہاڑوں سے برساتی پانی بہنے کی جگہ تھی جس کو برساتی ندی سے تعبیر کرنا بالکل درست و صحیح ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میں نے تنظیم المدارس کا امتحان دینا تھا تو تیاری کے لئے جامعہ نظامیہ رضویہ میں کسی طالب علم نے مجھے کچھ نوٹس دیئے تھے جو میانوالی کی طرف سے کسی محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کے تیار کردہ تھے واقعی ان میں تحقیق اپنے کمال عروج پر تھی ان میں بھی یہی مذکور تھا کہ بئیر بضاعہ دراصل ایک برساتی ندی تھی اور غالباً اس حدیث شریف کی شرح میں میں نے تنظیم المدارس کے امتحان میں یہی جواب لکھا تھا اور سب سے زیادہ نمبر میرے اسی پیپر میں آئے تھے۔

ویسے تو عام ایام میں بد قسم کے لوگ اس ندی میں مختلف گندی اشیاء ڈالتے رہتے تھے لیکن جب مدینہ طیبہ اور اس کے مضافات میں بارشیں ہوتیں تو پانی پہاڑوں کے اوپر سے بڑی تیزی کے ساتھ اترتا اور اس تیز بہاؤ کے ساتھ وہ تمام گندی چیزیں بہہ جاتیں جو اس میں ڈالی گئی ہوتیں اس طرح پانی صاف و شفاف ہو جاتا ظاہر ہے جب بارش

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۲ مطبوعہ کانپور ہند،

کا پانی پہاڑوں سے اترتا تو وہ پانی بڑی تیزی کے ساتھ ندی کے پاٹ کو صاف کرتا اوّل بہاؤ میں ہی وہ سب گندمند صاف ہوجاتا اس حالت میں اگر کوئی اس ندی سے وضو کرتا تو بالکل جائز ہوتا۔

میں نے جس قدر مناسب سمجھا لکھ دیا ہے اور عقل سلیم بھی اسی کا تقاضا کرتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

درسِ حدیث

تمام ذی شعور انسان اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مذہب دین اسلام ہے وہ خود فرما چکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ ①

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ ②

بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ۔ ③

اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

کیا اعضاءِ وضو کو تولیے یا رومال وغیرہ سے خشک کرنا چاہیے:

قرآن حکیم کی وہ تفسیر سب سے اعلیٰ ہے جو ایک آیت کی تفسیر دوسری کے ذریعے کی جائے اس کے بعد قرآن حکیم کی سب سے بہترین تفسیر وہ ہے جو نبی اکرم تاجدار عرب وعجم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مبارکہ

① سورہ مائدہ آیت نمبر ۳

② ال عمران آیت نمبر ۱۹

③ ال عمران آیت نمبر ۸۵

کے ذریعے کی جائے۔ ہماری روزمرہ زندگی کے احکام نہایت ہی آسان اور باعث برکت وراحت ہیں۔ وضو کے مسائل کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے پھر اس کے مختلف پہلوؤں اور مختلف زاویوں کے حوالے سے کامل ہدایات عطا فرمائی گئی ہیں آپ نے پچھلی احادیث مبارکہ کے درسوں میں پڑھا ہے طہارت کے ایک ایک پہلو کے حوالے سے بڑی ہی واضح واضح اور آسان ہدایات دی گئی ہیں۔ مثلاً وضو کے فرائض کیا ہیں۔ وضو کرنے کا طریق کار کیا ہے وضو کرتے وقت اعضاء وضو کو دھونے کی ترتیب کیا ہے۔ وضو کرتے وقت اعضاء وضو کو کتنی کتنی بار دھونا چاہیے وضو کرنے کے بعد کیا پڑھنا چاہیے وضو کر کے فارغ ہوں تو کپڑے تولیے یا رومال سے اعضاءِ وضو کو خشک کرنا چاہیے یا نہیں۔ اسی طرح یہ بھی بتایا گیا کہ وضو کرنے کے لئے کتنی مقدار میں پانی درکار ہے۔ آخر میں یہ ذکر بھی ہوا کہ آیا عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے مرد وضو کر سکتا ہے پھر یہ بھی بیان ہوا کہ اگر کسی پانی میں گندگی وغیرہ گر جائے تو اس سے وضو کرنے کا کیا حکم ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا گیا یارسول اللہ! کیا ہم بیرٔ بضاعہ سے وضو کر سکتے ہیں یہ وہ کنواں تھا۔ (بلکہ برسائی ندی تھی کنواں مجازاً ہی بول دیا گیا ہے) جس میں حیض کے کپڑے کتوں کا گوشت اور دوسری بدبودار چیزیں ڈالی جاتی تھیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ و سلم نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں پانی پاک ہوتا ہے اس کو کوئی شی ناپاک نہیں کرتی۔

(جامع ترندی شریف حدیث نمبر ٦٦)

یاد رہے یہاں جس کنوئیں کا ذکر ہو رہا ہے وہ مجازاً تو کنواں تھا لیکن حقیقت میں وہ ایک برساتی پانی کی ندی تھی جو پہاڑی علاقوں سے بہتی ہوئی مدینہ شریف کی طرف آتی تھی دیہاتی لوگ جن کو بدو کہا جاتا ہے وہ اس کنوئیں (برسائی ندی) میں گندے کپڑے مُردار اور بدبودار چیزیں ڈال دیا کرتے تھے جب برسائی پانی تیزی سے پہاڑوں سے بہہ کر اس ندی میں آتا تو تمام گند کو اپنی روانی میں بہا کر لے جاتا اور ندی کا پاٹ خوب صاف ستھرا ہو جاتا اب جو مزید پانی اس ندی میں آتا تو وہ بالکل صاف ہوتا اس کی بابت نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اس کے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے تو اس کیفیت میں سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا!

اِنَّ الْمَاءَ لَا یُنَجِّسُهُ شَیْءٌ

بلاشبہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔

رہا اس کی تفصیل کا معاملہ تو میں نے اس حدیث شریف کی شرح میں خوب بیّن کر دیا ہے اور اس کو کھول کھول کر

بیان کر دیا ہے۔اب تو ضرورت صرف اتنی ہے کہ آپ بھی درس حدیث کا اہتمام کریں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو احادیث مبارکہ پڑھ پڑھ کر سنائیں اس پر خود عمل کریں اور دوسروں کو ان پر عمل کرنے کی دعوت دیں نیز آپ سب خود بھی ان مبارک احادیث کا درس دینا شروع کریں ہچکچاہٹ دور ہٹائیں اور درس حدیث کا آغاز فرمائیں انشاء اللہ یہ مبارک درس سننے والے آپ کے مؤید بن جائیں گے بلکہ خود وہ بھی درس دینے لگ جائیں گے مساجد میں گھروں میں مدارس میں مختلف شادی ہالوں میں اس کا انعقاد کریں اللہ تعالیٰ آپ کو برکات سے نوازے گا آپ کی عزّت عظمت اور دولت میں برکت ہوگی۔

معیارِ حماقت

ساری انسانیت علم و آگہی سے بے بہرہ رہے کسی کو کوئی فکر نہیں اگر کوئی بندہ علم کی روشنی ہر ہر فردِ بشر تک پہنچانا چاہے اس کیلئے کوشاں ہو اسکی مخالفت لوگ اپنے اوپر لازم جان لیتے ہیں پھر اوّلاً تو زبانیں حرکت میں آتی ہیں، ثانیاً قلم متحرک ہوتے ہیں اگر ان ہتھیاروں سے کام نہ نکلے تو پھر نا معلوم اور کون کون سے ہتھیار کام میں لائے جاتے ہیں اور پورے زور سے چلائے جاتے ہیں۔ یہ سارا کام پورے جذبے اور دیانتداری سے کیا جاتا ہے مجال ہے جو ایک نشانہ بھی خطا جائے ہر تیر عین ہدف پر لگتا ہے اور لگتے ہی خون کرتا چلا جاتا ہے اور خون ہوتے ہی ایک ہنگامہ برپا ہوتا ہے ہم نے میدان جیت لیا یہ نہ تو میدان جیتنے والے کو پتہ ہوتا ہے اس نے کونسا میدان جیتا ہے اور نہ میدان کے جیتنے کی خبر سننے والوں کو پتہ چلتی ہے کونسا میدان جیتا گیا۔ بس یہ سارا معاملہ راز کا راز ہی رہتا ہے اور میدان جیتے بھی جاتے ہیں اور میدان ہارے بھی جاتے ہیں۔

(ملفوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب ۹ نمبر ۵۰

بَابٌ مِنۂُ آخَرُ۔

موضوع سابقہ کا بقیہ۔

اس باب میں ایک حدیث مبارکہ آئی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔ علم میں اضافہ ہو گا۔

حدیث نمبر ۶۷

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْمَاءِ يَكُوْنُ فِي الْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِّ؟ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْقُلَّةُ هِيَ الْجِرَارُ، وَالْقُلَّةُ الَّتِي يُسْتَقٰى فِيهَا۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ، قَالُوا إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ، مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ رِيحُهُ أَوْ طَعْمُهُ، وَقَالُوا يَكُوْنُ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ قِرَبٍ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے سنا رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا اس پانی کی بابت جو صحرا میں زمینی حوض کے اندر جمع کیا جاتا ہے اور اس پر سے چوپائے اور درندے گذرتے ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب پانی قلتین کے برابر ہو جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ (قلتین کے برابر پانی نجاست کو اٹھائے نہیں رکھتا یعنی پانی نجس ہو جاتا ہے) امام محمد بن اسحق کہتے ہیں قُلہ ایک بہت بڑا مٹکا ہوتا ہے اور اس طرح قلہ اس جرس کو بھی کہتے ہیں جس کے ذریعے پانی نکالا جاتا ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحق رضی اللہ عنہم ان تینوں کا قول یہ ہے کہ جب پانی قلتین کے برابر ہو جائے تو کوئی چیز اس کو ناپاک نہیں کرتی جب تک اس کی بو اور ذائقے میں تغیر نہ آ جائے یہی آئمہ کرام فرماتے ہیں قلتین پانچ مشک کے برابر ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۶۷ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھَنَّا د رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} عبدہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا ذکر حدیث نمبر ۱۱ کے ضمن میں کیا جا چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۳} محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} محمد بن جعفر بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ محمد بن جعفر بن زبیر بن عوّام الاسدی المدنی۔

محمد بن جعفر بن زبیر بعض واسطوں کے ساتھ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ابن اسحٰق، ابن جریج، عبید اللہ بن ابی جعفر اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن سعد کا کہنا یہ ہے کہ یہ عالِم تھے۔ اور ان کے حوالے سے احادیث ملتی ہیں امام بخاری فرماتے ہیں مجھے زہیر نے بتایا وہ یعقوب بن ابراھیم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں اور انہوں نے اس بات کو اپنے والد گرامی سے نقل کیا اسی طرح انہوں نے ابن اسحٰق کے حوالے سے بیان کیا۔ محمد بن جعفر بن زبیر فقہاء مدینہ سے تھے ان کا شمار قراء مدینہ شریف میں بھی ہوتا تھا۔ امام دار قطنی کہتے ہیں محمد بن جعفر بن زبیر مدنی ہیں اور ثقہ راوی ہیں۔

محمد بن جعفر بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ذکر کیا ہے کہ محمد بن جعفر بن زبیر کی وفات ۱۱۰ھ تا ۱۲۰ھ کے درمیان میں کہیں واقع ہوئی۔ ①

۵} عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب العُدوی المدنی ابوبکر۔

عبیداللہ بن عبداللہ اپنے والد گرامی، حضرت ابوھریرہ، صمیہ لیثیہ سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بیٹے قاسم ان کے پوتے خالد بن ابی بکر بن عبیداللہ عیسیٰ بن حفص بن عاصم بن عمر، ان کے بھتیجے عبیداللہ ابن عمر بن حفص، امام زہری محمد بن جعفر بن زبیر، ابوالاسود، یتیم عروہ، ابوبشر، جعفر بن ابی وحشیہ، محمد بن اسحٰق اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

علامہ واقدی کہتے ہیں عبیداللہ بن عبداللہ ثقہ راوی ہیں قلیل الحدیث ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور زرعہ فرماتے ہیں کہ عبیداللہ بن عبداللہ مضبوط راوی ہیں امام ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں امام عجلی فرماتے کہ عبیداللہ بن عبداللہ تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر کی وفات:

امام ابن حجر لکھتے ہیں عبیداللہ بن عبداللہ کی وفات ۱۰۶ھ کے قریب میں عبدالواحد بصری کی ولایت میں ہوئی۔ ②

۶} ابن عمر رضی اللہ عنہما:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کیا جاچکا ہے ان کے فضائل اور مناقب حدیث نمبر ۱ کے تحت لکھے گئے ہیں آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمائیں انشاء اللہ ایمان کو جلا ملے گی دل راحت پائے گا تبلیغ دین کا جذبہ بیدار ہوگا۔

---

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹ / ۸۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

② امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ / ۲۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

شرح حدیث نمبر ۶۷

یہ حدیث مبارک چونکہ حدیث سابق سے ملحق ہے اس لئے اس کی الگ شرح کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی شرح بھی وہی ہے جو حدیث نمبر ٦٦ کے ضمن میں گذر گئی اگر آپ نے یہیں سے مطالعہ کا آغاز کیا ہے تو حدیثِ سابق کی شرح کا مطالعہ فرمالیں تشنگی دور ہو جائے گی انشاء اللہ الرحمٰن۔

علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں:

اس حدیث کو علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کرنے کے بعد جب اس کی صراحت فرمائی تو انہوں نے اس طرح لکھا ہے۔ یہ جو حدیث شریف میں آیا لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ ای لَمْ یَقْبَلِ الْخَبَثَ۔ ① اس کا مطلب یہ ہوا کہ قلتین کے برابر پانی نجاست کو قبول نہیں کرتا یعنی ناپاک ہو جاتا ہے اتنی نجاست کو پاک کرنے کی صلاحیت اس پانی میں باقی نہیں رہتی۔

ابن عربی فرماتے ہیں کہ اس حدیث پر طعن کیا گیا ہے اس کی دو وجوہ ہیں:

۱) مضطرب فی الروایہ ہے۔

۲) موقوف ہے۔

اقول بلطف اللہ الجلیل ان ربی حکیم علیم:

میں نے اس حدیث شریف کی شروح دیکھی ہیں ان کی روشنی میں عرض کروں گا قلتین کی مقدار کسی جگہ قطعی یقینی بیان نہیں ہوئی علامہ سرہندی نے قلتین کو سبوحی بزرگ کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے کہیں اس قدر ذکر ہے کہ اس پانی کی مقدار پانچ مشک کے برابر ہے اور کہیں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس پانی کی مقدار نوسو رطل تقریباً ساڑھے چار سو لیٹر پانی کے برابر ہے فقیر نہایت ادب سے عرض کرے گا قلتین کی مقدار وہی ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں دہ دردہ ہے یعنی قتلین کا پانی اتنا کم از کم ہونا چاہئے جو دہ دردہ کے برابر ہو اس کو پاک کا حکم لگے بصورت دیگر یہ حدیث لائق استدلال نہیں اس لئے کہ اس میں سَنَدًا وَمَتْنًا اضطراب ہے۔ ②

---

① علامہ امام جلال الدین سیوطی قوت المقتذی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۴ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ بدر الدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۲۵۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

معیارِ سخن

آج جو حالات ملکِ خداداد پاکستان کے ہیں وہ انتہائی دکھ دے ہی، ہر وہ فرد جسکو اللہ تعالیٰ نے عقل وشعور کی نعمت سے نوازا ہے، وہ دلی طور پر کرب محسوس کرتا ہے۔ کسی کو اس کیفیت کا اظہار کرنا آتا ہے اور کسی کو نہیں آتا، جو اظہار نہیں کر پاتا وہ اپنی جگہ پریشان ہے کہ کاش مجھے اپنی بات کہنی آتی ہوتی تو میں اس ملک وملّت کی تقدیر بدل دیتا اور جسکو اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنا آتا ہے وہ اپنی جگہ بے بس نظر آتا ہے کہ میں کونسی طرح اختیار کروں کہ وہ اس قوم پر اثر انداز ہو، یقین کریں میری اپنی حالت یہ ہے کہ میں بات کرنے کا سلیقہ جانتے ہوئے بھی، اپنی دلی کیفیات کو صفحات قرطاس تک لا نہیں پاتا، میں ڈرا ہوا ہوں، میں سہم سا گیا ہوں، میں دب سا گیا ہوں مجھے اپنی بات کہنے کی طرز نظر نہیں آرہی آخر یہ کہوں گا۔

کشتی بھی نہیں بدلی دریا بھی نہیں بدلا
اور ڈوبنے والوں کا جذبہ بھی نہیں بدلا
ہے شوقِ سفر ایسا اک عمر سے یاروں نے
منزل بھی نہیں پائی رستہ بھی نہیں بدلا

(ملفوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۵۱

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ۔

کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو انتہائی ضروری مسئلہ کے متعلق ہے۔
آیئے آپ بھی اس کا مطالعہ فرمایئے سکون قلب ملے گا۔آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

حدیث نمبر ٦٨

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے جبکہ اس میں سے وضو بھی کرنا ہو۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

حدیث نمبر ٦٨ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر حدیث نمبر ۳۱ کے تحت ہو چکا ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} معمر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۵ کے تحت ہو چکا اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} ھمام بن مُنَبّہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ مشہور تابعی ہیں، ثقہ راوی ہیں ان کو بڑے بڑے اکابرین نے خراج تحسین پیش کیا ہے آپ بھی مطالعہ فرمائیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ ھمام بن منبہ بن کامل بن شیخ الیمانی ابوعقبہ صنعانی انباوی۔

ھمام بن مُنَبّہ حضرت ابوھریرہ، حضرت معاویہ، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بھائی وھب بن مُنَبّہ، ان کے بھتیجے عقیل بن معقل بن مُنَبّہ، علی بن حسن بن اتش اور معمر بن راشد روایت کرتے ہیں۔ اسحٰق بن منصور ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ھمام بن مُنَبّہ ثقہ راوی ہیں، امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ مہمونی احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں یہ مجاہد تھے اور اپنے بھائی وھب کی کتب فروخت کیا کرتے تھے۔ وہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے ان سے سماعت حدیث کرتے تھے۔ ان سے انہوں نے ایک ہی سند کے ساتھ ایک سو چالیس ۱۴۰ احادیث روایت کی ہیں۔ امام عجلی بیان کرتے ہیں کہ ھمام ابن مُنَبّہ ثقہ راوی ہیں۔

ھمام بن مُنَبّہ کی وفات:

ابن سعد بیان کرتے ہیں ھمام بن مُنَبّہ کی وفات سنہ ۱۰۱ھ تا سنہ ۱۳۲ھ کو ہوئی۔ ①

۵} حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات، احوال، مناقب اور محاسن کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے آپ وہاں سے ضرور پڑھ لیں علم میں اضافہ ہوگا عنایات محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بڑی بیّن جھلک نظر آئے گی ایمان تازہ ہوگا تبلیغ دین کا جذبہ دوبالا ہوگا راہِ حق میں استقامت نصیب ہوگی۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/۵۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

شرح حدیث نمبر ٦٨

اس میں کوئی شک نہیں سب سے افضل کلام وہ ہے جو کتاب اللہ میں ہے اس کے بعد سب سے اعلیٰ کلام وہ ہے جو رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دہن اطہر سے صادر ہوا میری مراد ہے حدیث شریف تمام انسانوں کی سب سے عمدہ رہنمائی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمائی ہے اور خصوصاً مسلمانوں کو زندگی گذارنے کے مکمل احکام عطا فرمائے ہیں۔ ان پر عمل کرنے میں ہی امت مسلمہ کا بھلا ہے۔

قلتین کی مقدار یقینی نہیں ہے:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے ٹھہرا پانی اس کو کہتے ہیں جو جاری نہ ہو۔ ایسا پانی جس کو جاری نہ کہا جا سکے اس سے وضو کرنا اس صورت میں جائز نہیں جبکہ اس کی مقدار قُلتین سے کم ہو اور ایسا پانی جو مقدار میں قُلتین سے کم ہو اس میں اگر غلاظت نجاست گر جائے اگر چہ وہ اس پانی کے رنگ ذائقہ اور بو میں تغیر پیدا نہ کرے پھر بھی نجس ہو جاتا ہے یہی مذہب ہمارے امام ابوحنیفہ کا ہے اور ایسا ہی نقطہ نظر امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما سے ایک یہ روایت بھی ملتی ہے کہ وہ پانی پاک ہے جب تک اس میں تغیر نہ آجائے کہ اس کے اوصاف تبدیل ہو جائیں۔ ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک قُلتین کا اعتبار نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ پانی کی وہ مقدار کہ جو پلید نہیں ہوتی جب تک اس کے اوصاف میں تغیر نہ آجائے ایسا پانی تو ناپاک ہو ہی جاتا ہے جس میں حرکت نہ ہو۔ کسی جانب اور اگر کسی ایک جانب بھی تھوڑا سا پانی جاری ہو اس کو پاک کہیں گے۔ اور یہ ماء جاری ہے اگر چہ ماء راکد کی طرح لگتا ہے۔ امام احمد بن حنبل کا بھی یہی نقطہ نظر ہے القول الجدیدن الراجح میں امام شافعی کا بھی یہی نقطہ نظر ہے امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ماء جاری ناپاک نہیں ہوتا مگر وہ بھی اس صورت میں ناپاک ہو جاتا ہے جب اس میں تغیر آجائے وہ قلیل ہو یا کثیر۔ ①

ماءِ دائم، راکد اور ساکن کیا ہے:

علامہ ابوطیب سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یہ جو باب ہے کہ کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے حدیث شریف میں آیا ہے تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے دائم سے مراد راکد ہے ساکن ہے ایسا

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ١/ ٩٤ مطبوعہ کانپور ہند

پانی جس میں پڑی ہوئی کوئی چیز حرکت نہ کرے بلکہ ساکن ہی رہے۔ اس کے بعد جو یہ فرمایا گیا ہے پھر اس پانی میں سے کوئی وضو کرنا شروع کرے تو اس مقام پر وضاحت کی گئی ہے کہ جس میں پیشاب کر دیا جائے پھر اس سے وضو ہرگز نہ کیا جائے۔ جب یہ پتہ ہے کہ اس پانی سے وضو کرنا ہے تو پھر اس میں پیشاب کیونکر کیا جائے یاد رہے اگر وضو اس شخص نے خود کرنا ہو تو بھی حکم یہی ہے اور اگر کسی اور نے وضو کرنا ہو، تو یہی حکم ہے۔ جو چیز اپنے لئے ناپسند ہو وہ دوسروں کے لئے بھی ناپسند ہی ہونی چاہئے۔ ①

حدیث قلتین اور احناف کا نقطہ نظر:

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ہمارے علماء نے کہا ہے جب تک پانی کی مقدار ایک بڑے سے تالاب کے برابر نہ ہو جائے اگر اس میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ یہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اور رہا یہ معاملہ کہ اگر پانی کی مقدار قلتین کے برابر ہو جائے تو حامل نجاست ہوتا ہے یہ دلیل اس لیے نہیں کہ حدیث مطلق ہے اور اپنے اطلاق کی وجہ سے کثیر قلیل دونوں کو حاوی ہے۔ اگرچہ پانی قلتین کے برابر ہو یا اس سے بھی زائد تب بھی وہ نجس ہو جائے گا اگر یہ کہا جائے کہ قلتین کے برابر پانی نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا یہ حجّت نہیں ہے اس لئے کہ ہماری دلیل وہ حدیث شریف ہے جو حدیث قلتین سے زیادہ صحیح ہے۔ ②

فلاح انسانیت:

پانی کہیں بھی کھڑا ہو اس میں ہرگز پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔ اگرچہ آپکو اس کی کوئی ضرورت نہ ہو پھر بھی یہ خیال کرنا چاہئے کہ عین ممکن ہے کہ دوسرے مسلمان کو اس کی حاجت ہو لہٰذا اسلام کے قوانین ابدی ہیں اور ان پر عمل کرنا نہ صرف اپنا بھلا ہے بلکہ ساری انسانیت کی فلاح اس میں مضمر ہے بالخصوص مسلمانوں کی کامرانی کا تو دارومدار ہی احکامات قرآن وحدیث پر ہے۔ آپ یقین فرمایئے یہ بات بلا مبالغہ حق ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جس انداز میں قرآن وحدیث کو سمجھا ہے اور پوری امت کو اس کی تفہیم کروائی ہے وہ انہی کا خاصا ہے اور ان کا یہ اس امّت مرحومہ پر احسان عظیم ہے۔ میں نے تیس برس تک کتب بینی کی ہے آج اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اس امّت کے لئے رحمت ہی رحمت ہے وہ فطرت کے قریب تر ہو کر فیصلہ فرماتے ہیں اور یاد رہے اسلام دینِ فطرت ہے حدیث شریف میں آیا ہے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو چاہے یہودی بنا دیں، چاہے عیسائی بنا دیں اور چاہے مجوسی بنا دیں۔

---

① علامہ ابوطیب سندھی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۴ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ امام بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد عینی م ۸۵۵ھ ۳/ ۲۵۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

انسان اصلاً متلون مزاج واقع ہوا ہے یہ کبھی بھی ایک حال پر قائم نہیں رہتا بلکہ اس کا مزاج بدلتا رہتا ہے کبھی انتہائی مہربان وشفیق، کبھی انتہائی سخت گیر اور کبھی نہایت نرم مزاج کبھی نہایت سخت مزاج، کبھی بہت غصے میں کبھی بہت پیار کرنے کی پوزیشن میں۔ بہر نوع انسان کی ہر میدان میں رہنمائی اور کامل رہنمائی صرف اور صرف اسلام ہی کرتا ہے۔ سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک فرمان اقدس اپنے اندر ہزار ہا برکات سمیٹے ہوئے ہے۔ آپ یقین فرمائیں اگر یہ امت آج بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہو جائے تو آنے والی نسلیں ہمارے لئے کلمات تہنیت کہیں گی۔

دین کا کام کرنے والے لائق صد ستائش ہیں:

میں چاہتا ہوں کہ علوم حدیث کو صرف مدارس تک ہی محدود نہ کر دیا جائے کہ یا تو طالب علم حدیث پڑھ لے یا شیخ الحدیث، حدیث شریف پڑھے، بلکہ اس مبارک کلام کو عامۃ الناس تک پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے اس لئے کہ جہاں احادیث مبارکہ ہمیں روزمرہ زندگی کے لئے قانون فراہم کرتی ہیں وہاں ان سے وہ وہ فیوض وبرکات مترشح ہوتے ہیں کہ اگر ان سے عوام الناس فیض یاب ہو جائیں پوری دنیا میں ایک انقلاب صالح برپا ہو جائے۔ یقیناً اس دور کا تقاضا بھی یہی ہے جو لوگ قرآن وحدیث کے علوم سے بہرہ ور ہوتے ہیں وہی سب سے زیادہ عزت وعظمت کے لائق ہوتے ہیں میں قسماً کہہ سکتا ہوں اور وہ لوگ جو رات دن محنت کر کے علوم اسلامیہ سے روشناسی حاصل کرتے ہیں اور پھر صرف اپنے تک ہی ان کو محدود نہیں کر لیتے بلکہ تگ ودو کر کے ان کو دوسروں تک پہنچانے کا انتظام کرتے ہیں وہی لائق صد ستائش ہیں۔ یہی پاکان امت ہیں ان کا ادب ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اور جو لوگ دین کا کام دلائل وبراھین سے کر رہے ہوں ان کو سپورٹ کرنا چاہئے اور ان کی اعانت ہر صاحب مال پر لازم ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

درسِ حدیث

احادیث مبارکہ میں اھل ایمان کو ہر طرح کی نفاست سکھائی گئی ہے ایک مسلمان کو کس طرح اپنے لئے اور اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے نافع بننا ہے اس کا درس دیا گیا۔ اس میں کیا شک ہے کہ اسلام ہی حقوق انسانیت کا سب سے بڑا علمبردار ہے یہی وہ دین ہے جس نے قیام قیامت تک انسانوں کی رہنمائی کرنی ہے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ساری مخلوقات کے لئے رحمت ہیں۔ آپ سراپا شفقت بن کر تشریف لائے آپ کی ایک ایک ادا میں ہمارے لئے ہزار ہا گوھر پنہاں ہیں۔ سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات مبارکہ واقعی بے مثل اور بے مثال ہے۔ آپ کے فرامینِ اقدس اھل ایمان کے لئے باعثِ راحت ہیں باعثِ

فرحت ہیں، باعثِ شادمانی ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے جب کہ اس میں سے وضو بھی کرنا ہو (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مسلمانوں کی بلکہ سارے انسانوں کی خیر خواہی مطلوب ہے:

کہیں بھی پانی ٹھہرا ہوا ہو تو اس میں پیشاب نہ کیا جائے ایک یہ صورت ہے کہ جس شخص نے اس پانی میں پیشاب کیا ہے اس کو خود ہی اس میں سے وضو کرنا پڑ جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو تو اس سے وضو کی ضرورت نہ پڑے لیکن ممکن ہے کسی دوسرے کو اس میں سے وضو کرنے کی ضرورت پیش آجائے۔ اس حکمت کے پیش نظر ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے سے اسلام نے روک دیا تاکہ انسانیت کا بھلا ہو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو انسانوں کی چونکہ خیر خواہی مطلوب اس لئے ایسے ارشادات فرمائے جن سے ہر صورت انسانوں کا بھلا ہو خصوصاً مسلمانوں کا۔

آیئے ہم بھی اس بات کا عہد کریں کہ ہم خود سنت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عمل کریں گے اور اس کا درس دوسروں کو بھی دیں گے اگر چہ یہ راہ مشکل ضرور ہے مگر اس پر عمل کرنا ناممکن نہیں ہے اگر ایک بندہ مومن یہ تہیہ کر لیتا ہے کہ میں نے اپنی ذات کی اور ساری دنیا کے انسانوں کی بالخصوص مسلمانوں کی اصلاح کرنی ہے۔ تو وہ اس مقصد میں بالفرض کامیاب نہیں بھی ہوتا تو اس کو اجر ضرور ملے گا۔

معیارِ جد و جہد

میں کئی مرتبہ تو انتہائی پریشان ہو جاتا ہوں حالات واقعات مجھے ایسا مضموم کرتے ہیں کہ میں کیفیّات کو الفاظ کا روپ دینے سے قاصر ہوں ربِّ کعبہ کی قسم میں نے ان حالات میں بھی اپنی جد و جہد کو موقوف نہیں کیا بلکہ تیز کیا ہے تا کہ حالات میرے قابو میں آ جائیں بُہت کوشش کرتا ہوں تمام کام آرام سے نرم طریقے سے سرانجام پا جائیں مگر ایسا ہوتا نہیں شاید یوں ہونا ممکنات ہی سے نہیں ہے۔ایک اچھا نظام وہی ہوتا ہے جو سخت آدمی ہو وہی کامیات ہوتا ہے یعنی قانون ہر ضابطے پر عمل کروانے میں سخت ہو۔مگر ذاتی اور نجی معاملات میں نرم ہی ہونا چاہیے۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۵۲

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَاءِ الْبَحْرِ اَنَّهُ طَهُوْرٌ۔

دریا، سمندر کا پانی پاک ہے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف وارد ہوئی ہے۔ جو افادیت کی اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے اس میں بڑا ہی اہم مسئلہ بیان ہوا ہے جس کا ہماری زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہے آیئے آپ بھی اس کا مطالعہ فرمایئے علم میں اضافہ ہوگا اور ایمان کو تقویت نصیب ہوگی۔

حدیث نمبر ۶۹

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَالْفِرَاسِيِّ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَرَوْا بَأْسًا بِمَاءِ الْبَحْرِ وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُضُوءَ بِمَاءِ الْبَحْرِ مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو هُوَ نَارٌ.

مغیرہ بن ابی بُردہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان فرماتے تھے کسی شخص نے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا یارسول اللہ! ہم دریا کا سفر کرتے ہیں تو ہمارے پاس تھوڑا سا پانی ہوتا ہے اگر ہم اس پانی سے وضو کرلیں تو خود پیاسے رہ جائیں گے تو کیا ایسی صورت حال میں ہم دریا سے وضو کر سکتے ہیں؟ تو رسول محتشم نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا دریا کا پانی پاک ہے اسی طرح اس کا مردار بھی حلال ہے۔

اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور فِراسی سے بھی حدیث وارد ہوئی ہے امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور ایسا ہی قول نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فقہا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا ہے اوران مقدس نفوس میں سے چند نام یہ ہے۔(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر، (۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ

عنھم اجمعین یہ فرماتے ہیں کہ دریا کا پانی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ و سلم سمندر کے پانی سے وضو کرنے کو مکروہ جانتے ہیں ان میں حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو شامل ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو تو اس پانی کو نار سے تشبیہ دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ٦٩ کی فنی حیثیت

(تذکرہ راویان)

۱) قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر حدیث نمبر ۱ کے تحت گزر چکا آپ وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲) مالک:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳) الانصاری یعنی اسحٰق بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التھذیب میں ہے۔ ان کو تلاش کرنے میں کئی گھنٹے صرف ہو گئے اس لئے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں صرف ''الانصاری'' ذکر فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں "حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ" یہ حضرت جو ہیں یہ جناب معن سے روایت کرتے اور جناب معن کو تلاش کیا تو پتہ چلا کہ یہ معن بن عیسیٰ ہیں ان کے حالات کا مطالعہ کیا اور دیکھا کہ آیا ان سے الانصاری روایت کرتے ہیں اگر روایت کرتے ہیں تو ان کا نام کیا ہے چنانچہ کافی کاوش کے بعد جا کر پتہ چلا کہ یہ ''الانصاری'' جو ہیں دراصل یہ اسحٰق بن موسی ہیں۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی بڑے بڑے آئمہ کرام نے توثیق کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے اسحٰق بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن یزید الانصاری الخطمی ابوموسیٰ المدنی۔ اسحٰق بن موسیٰ ابن عیینہ، الولید بن مسلم، جریر بن عبدالحمید، ابی ضمرہ، ابن وھب، معاذ بن معاذ، معن بن عیسیٰ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیھم اجمعین روایت کرتے ہیں۔

ابن ابی حاتم بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی اسحٰق بن موسیٰ الانصاری کے بارے میں بڑی مضبوط وعمدہ رائے رکھتے تھے وہ فرماتے تھے کہ اسحٰق بن موسی صدق واتقان سے مزین تھے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اسحٰق بن موسیٰ اصلاً کوفی ہیں وہ ثقہ تھے۔ خطیب بیان کرتے ہیں وہ بغداد میں وارد ہوئے اور یہاں حدیث شریف بیان کی ابن عساکر نے بیان کیا ہے وہ نیشاء پور میں ولی القضاء تھے۔ یحیٰی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ وہ اھل سنت تھے امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

اسحٰق بن موسیٰ یعنی ''الانصاری'' کی وفات:

یحیٰی بن محمد ذھلی کا بیان یہ ہے کہ الانصاری کی وفات ۲۴۴ھ کو حمص میں ہوئی۔ ①

۴) مَعْن:

ان کے حالات حدیث نمبر ۲ میں بیان ہوئے ہیں آپ وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵) مالک:

ان کا ذکر حدیث نمبر ۲ میں کر دیا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں دیکھ لیں۔

۶) صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے احوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ کرام نے کی ہے۔ بڑے بڑے بزرگوں نے ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ صفوان بن سلیم المدنی ابوعبداللہ اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے ابوحارث القرشی الزھری مولاھم الفقیہ۔

صفوان بن سلیم حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت انس بن مالک، ابن مسیّب۔ ابی سلمہ بن عبدالرحمن، سعید بن سلمہ من ال ابی الارزق اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے زیاد بن اسلم، ابن المنکدر، موسیٰ بن عقبہ، مالک اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن سعد کا کہنا یہ ہے کہ صفوان بن سلیم ثقہ کثیر الحدیث راوی ہیں نیز وہ بہت بڑے عبادت گزار تھے۔ علی بن مدینی جناب سفیان کے حوالے سے بیان کرتے ہیں صفوان بن سلیم ثقہ راوی ہیں۔ ابوبکر بن ابی حصیب بیان کرتے ہیں صفوان بن سلیم کا ذکر امام احمد کے سامنے کیا گیا انہوں نے فرمایا یہ وہ شخص ہے اگر اس کی حدیث کے واسطہ سے

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۲۲۰ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

بارش طلب کی جائے تو اسی وقت آسمان سے بارش کے قطروں کا نزول شروع ہو جائے۔ عبداللہ بن احمد اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن سلیم ثقہ راوی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالحین بندوں میں سے تھے۔ عجلی بیان کرتے ہیں امام ابوحاتم اور امام نسائی نے انکو ثقہ قرار دیا۔ وہ گرمی سردی ساری ساری رات نماز پڑھتے تھے۔

صفوان بن سلیم کی وفات:

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں صفوان بن سلیم کی وفات ۱۲۴ھ کو ہوئی۔ (۱)

۷) مغیرہ بن ابی بُردہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حالات میں صرف اتنا لکھا ہے۔ ان کا پورا نام یوں ہے۔ المغیرہ بن ابی بردہ۔ مغیرہ بن ابی بردہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنے والد محترم کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کا پوتا اسلم بن سلیمان روایت کرتا ہے۔

۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات، احوال، مناقب، محاسن، اور محامد کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دل راحت پائے گا روح کو قرار آئے گا راہ حق میں صعوبتیں برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ دین حق کی ترویج واشاعت کا جذبہ تازہ ہوگا راہ مستقیم پر چلنے کی توفیق ملے گی۔

شرح حدیث نمبر ۶۹

ہر مسلمان کو اپنے پیارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت وعقیدت ہے ہر ایمان دار یہ چاہتا ہے اس پر اس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم راضی ہو جائیں اور اس کے لئے وہ جس قدر ہو سکے کوشش بھی کرتا رہتا ہے یہ ایسی جہد ہے جس میں آج تک کوئی ناکام نہیں ہوا اور نہ ہی قیام قیامت تک کوئی ناکام ہوگا، ہو بھی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی تو حکم دیا ہے اگر تم لوگ مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے محبوب علیہ السلام سے پیار کرو ان کی اتباع کرلو اگر ایسا کرو گے تو رب کائنات تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ نبی محترم شفیع محتشم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت ایسی اکسیر ہے جو بندے کی دنیا وآخرت

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/ ۷۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

سنوار دیتی ہے میں نے بھی شرح حدیث کا کام اسی نیت سے شروع کیا تھا کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے اور میری مغفرت کا سامان پیدا فرما دے۔ کلام رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پڑھنا، یاد رکھنا اس پر عمل کرنا اور پھر دوسروں تک اس کو پہنچانا یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے۔

سمندر کا پانی پاک ہے اور مچھلی وغیرہ حلال:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی لکھتے ہیں یہ جو باب ہے اس میں ذکر کیا گیا دریا کا پانی پاک ہے جناب مغیرہ بن بردہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے بیان فرمایا کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ! ہم سمندر میں کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اس حالت میں ہم کھانے پینے کے حوالے سے بہت قلیل المقدار پانی اپنے ہمراہ رکھتے ہیں ایسی صورت حال میں اگر ہم اس پانی سے وضو کرلیں تو پینے سے محروم رہ جائیں گے یعنی پیاسے رہیں گے۔ کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ رسول اکرم تاجدار عرب عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا دریا کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار بھی حلال ہے۔ جیسے مچھلی وغیرہ۔ اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت فراسی سے بھی حدیث آئی ہے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سمندر کا پانی پاک ہے۔ امام ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث لائے ہیں کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار یعنی مچھلی وغیرہ حلال ہے امام دارقطنی بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث لائے ہیں جو سمندر کے پانی کو پاک نہ مانے اللہ تعالیٰ اس کو پاک نہ کرے۔

امام ابومحمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث (فنی طور پر) حسن صحیح ہے یہ قول اکثر فقہاء اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے جن کی طرف اس کا انتساب ہوا وہ نفوس قدسیہ یہ ہیں۔

(۱) امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ،

(۳) حِبْرُ الْاُمَّه حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما،

یہ تمام بزرگ فرماتے ہیں کہ سمندر کا پانی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمندر کے پانی کا استعمال مکروہ جانتے تھے ان میں یہ بزرگ قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ،

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما،

حضرت عبداللہ بن عمرو تو یوں فرماتے تھے سمندر کا پانی آتش ہے یعنی موذی ہے اس لئے کہ مولد امراض جلد

ہے۔اگر کوئی شخص کشتی یا بحری جہاز میں محتلم ہو جائے تو وہ سمندر کے پانی سے غسل کر سکتا ہے۔①

علامہ ابوطیب سندھی رقمطراز ہیں یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہم سمندر میں کشتی پر سوار ہوتے ہیں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اتناز یادہ کیا ہے ہم شکار کا ارادہ کرتے ہیں اور اس وقت ہمارے پاس قلیل مقدار میں پانی ہوتا ہے امام حاکم اور امام بیہقی کے الفاظ اس طرح ہیں اس وقت اگر ہم میں سے کوئی شکار کو قریب پائے تو اس کے مقصد میں نکلے اور وہ شکار کو قابو کرے یا اسی طرح وہ شکار ان کے ہاتھ نہ آئے تو وہیں کچھ دیر کشتی وغیرہ میں ٹھہر جائے اور ایسی صورت میں اس کو اِحتلام ہونے کا گمان ہو جائے تو کیا وہ سمندر کے پانی سے غسل کر سکتا ہے یا وضو کر سکتا ہے اگر ہمارا کوئی ساتھی پیاس سے ہلاکت کے قریب چلا جائے تو ایسی صورت میں وہ سمندر کا پانی پائے تو کیا اس سے غسل کر سکتا ہے اور وضو کر سکتا ہے جبکہ اس کو ان چیزوں کا خوف ہو۔اس کو آئمہ نے حدیث کہا ہے۔②

جھینگہ مچھلی کی تحقیق (PROWN):

اسلام نفیس ترین دین ہے اس کا ایک ایک حکم نفاست پر مبنی ہے کھانے پینے پہننے میں اسلام نے بڑی ہی احتیاط سے حکم صادر فرمائے ہیں اپنے ماننے والوں کو انتہائی صاف ستھرا نظام عطا کیا ہے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک پانی کے تمام جانور حرام ہیں۔مگر مچھلی حلال وطیب ہے۔یہی حق وصواب ہے انسانی طبع بھی اس کو پسند کرتی ہے لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ہم کھانے پینے میں بھی وہی احتیاط کریں جس کا علم ہمیں دیا گیا ہے۔

امام احمد رضا خان حنفی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کھانا جھینگہ کا درست ہے یا نہیں؟ مکروہ ہے یا حرام؟ مع دستخط ومہر کے جواب تحریر فرمائیے۔

الجواب: ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں۔تو جن بعض کے خیال میں جھینگہ مچھلی کی قسم سے نہیں ان کے نزدیک حرام ہونا ہی چاہیے۔مگر فقیر نے کتب لغت وطب وکتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح دیکھی کہ وہ مچھلی ہے قاموس میں ہے۔

اَلْاِرْبِیَانُ بِالْکَسْرِ سَمَکٌ کَالدُّوْدِ۔

اربیان ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ایک مچھلی ہے کیڑے کی طرح

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرھندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۶ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ ابوطیب سندھی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۴ مطبوعہ کانپور ہند

صحاح وتاج العروس میں ہے:

اَلْاِرْبِیَانُ بَیْضٌ مِنَ السَّمَكِ كَالدُّوْدِ وَیَكُوْنُ بِالْبَصْرَةِ

اربیان کیڑے کی طرح سفید مچھلی ہوتی ہے اور بصرہ میں پائی جاتی ہے۔

صراح میں ہے:

اربیان نوعے از ماہی ست اربیان مچھلی کی ایک قسم ہے۔

منتہی الارب میں ہے:

اربیان نوعے از ماہی ست کہ آنرا بہندی جھینگامی گویند

اربیان مچھلی کی ایک قسم ہے جس کو ہندی میں جھینگا کہتے ہیں۔

مخزن میں ہے:

روبیان وار بیان نیز آمدہ بفارسی ماہی روبیاں وماہی میک وبہندی جھینگا مچھلی نامند

روبیان اور اربیان بھی کہتے ہیں فارسی میں روبیاں مچھلی اور میک مچھلی اور ہندی میں جھینگا مچھلی کہتے ہیں۔

تحفۃ المومنین میں ہے:

بفارسی ماہی روبیاں نامند

تذکرہ داؤد وانطا کی میں ہے،

رَوْبِیَانُ اِسْمٌ بِضَرْبٍ مِّنَ السَّمَكِ یَكْثُرُ بِبَحْرِ الْعِرَاقِ وَالْقَامِ اَحْمَرَ كَثِیْرِ الْاَرْجُلِ نَحْوَ السَّرْطَانِ لٰكِنَّهٗ اَكْثَرُ لَحْمًا۔

روبیان مچھلی کی ایک قسم کا نام ہے جو عراق اور قام کے سمندر میں بہت ہوتی ہے۔ سرخی مائل کیکڑے کی طرح بہت پاؤں والی لیکن اس میں گوشت زیادہ ہوتا ہے۔

حیاۃ الحیوان الکبریٰ میں ہے:

اَلرَّوْبِیَانُ هُوَ سَمَكٌ صَغِیْرٌ جِدًّا اَحْمَرُ۔

روبیان سرخی مائل بہت چھوٹی سی مچھلی ہے۔

تو اس تقدیر پر حسب اطلاق متون وتصریح معراج الدرایۃ مطلقاً حلال ہونا چاہیے کہ متون میں جمیع انواع سمک حلال ہونے کی تصریح ہے۔

وَالطَّافِیْ لَیْسَ نَوْعاً بِرَاسِہٖ بَلْ وَصْفٌ یَعْتَرِیْ کُلَّ نُوْعٍ۔

اور طافی کوئی مستقل نوع نہیں بلکہ ایک وصف ہے جس کی طرف ہر نوع کی نسبت ہوتی ہے۔

اور معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں امام شافعی کے سوا سب آئمہ کے نزدیک حلال ہیں۔

ردالمختار میں ہے وفی معراج الدرایۃ

وَلَوْ وُجِدَتْ سَمَکَۃٌ فِیْ حَوْصَلَۃِ طَائِرٍ تُوْکَلُ وَعِنْدَ الشَّافِعِیِّ لَا تُوْکَلُ لِاَنَّہٗ کَالرَّجِیْعِ وَرَجِیْعُ الطَّائِرِ عِنْدَہٗ نَجِسٌ وَقُلْنَا اِنَّمَا یُعْتَبَرُ رَجِیْعًا اِذَا تَغَیَّرَ وَفِی السَّمَکِ الصِّغَارِ الَّتِیْ تُقْلٰی مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّشَقَّ جَوْفُہٗ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ لَا یَحِلُّ اَکْلُہٗ لِاَنَّ رَجِیْعَہٗ نَجِسٌ وَعِنْدَ سَائِرِ الْاَئِمَّۃِ یَحِلُّ

اگر پرندہ کی پوٹ میں مچھلی پائی جائے تو کھائی جائے گی اور امام شافعی کے نزدیک نہ کھائی جائے گی کیونکہ وہ بیٹ کی طرح ہے اور ان کے نزدیک پرندہ کی بیٹ ناپاک ہے اور ہم کہتے ہیں بیٹ اس وقت ہوگی جب کہ متغیرہ ہوگئی ہو اور وہ چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک کیے بغیر انہیں بھونا جاتا ہے، شوافع کہتے ہیں ان کا کھانا حلال نہیں کیونکہ پرندہ کی بیٹ نجس ہے اور باقی آئمہ کے نزدیک حلال ہے۔

مگر فقیر نے جواہر اخلاطی میں تصریح دیکھی کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے۔

حَیْثُ قَالَ اَلسَّمَکُ الصِّغَارُ کُلُّھَا مَکْرُوْھَۃٌ کَرَاھَۃَ التَّحْرِیْمِ ھُوَ الْاَصَحُّ

جب کہ کہا ہے چھوٹی مچھلیاں تمام کی تمام مکروہ تحریمی ہیں یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور کنکھجے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ ہے اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے ماہی سقنقور۔ حالانکہ وہ ناکے کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے اور ہمارے

آئمہ سے حلت رو بیان میں کوئی نص معلوم نہیں۔اور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تصریح وارد ہوگی۔ بحر حال ایسے شبہ واختلاف سے بے ضرورت بچنا اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ①

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سمندر کے پانی سے وضو کرنے میں اختلاف تھا جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب امیر المؤمنین اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم یہ تینوں بزرگ سمندر کے پانی سے وضو اور غسل کرنے کو جائز جانتے تھے اور حضرت عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن عمرو یہ دونوں بزرگ سمندر کے پانی سے وضو وغیرہ کو مکروہ جانتے تھے اب سوال صرف اتنا ہے کہ کیا یہ اختلاف باقی رہا تو ایسا نہیں ہے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کے نقطہ نظر سے تمام صحابہ کرام کو اتفاق ہو گیا تھا اور اس پر اجماع منعقد ہو گیا تھا لہٰذا اب یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ سمندر کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔

امام مالک اور امام اعظم رضی اللہ عنہما کا نقطہ نظر:

یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ دریا سمندر کا مردار حلال ہے اس فرمان اقدس کی وضاحت ضروری ہے لہٰذا جان لینا چاہیے کہ سمندر کے کون کون سے جانور حلال ہیں اور کون کون سے حرام ہیں اس سلسلہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ پانی کے خنزیر کے علاوہ باقی سارے ہی جانور حلال ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مچھلی کے علاوہ پانی کے تمام جانور حرام ہیں بلکہ جو مچھلی مر کر خود بخود پانی پر تیر جائے وہ بھی حلال نہ ہوگی۔ ہاں اگر ہنگامی طور پر کوئی ایسا عمل وارد ہو جائے اور اس کی وجہ سے مچھلیاں پانی پر اچانک تیر پڑیں تو وہ حلال ہی ہوں گی۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کے سمندری جانوروں کے بابت چار اقوال:

امام شافعی رضی اللہ عنہ سے سمندر یا دریا کے جانوروں کے بارے میں جو کچھ منقول ہے وہ یہ ہے۔

(۱) ایک قول تو امام شافعی رضی اللہ عنہ سے مسلک امام اعظم ابوحنیفہ کے عین مطابق وارد ہوا ہے یعنی جس طرح ہمارے امام صاحب کے نزدیک سمندر کے جانوروں میں سے صرف مچھلی ہی حلال ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی ایسے ہی ہے۔

(۲) امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہے کہ جو جانور خشکی میں پائے جاتے ہیں وہ حلال ہیں اگر ان جیسے جانور سمندر میں بھی پائے جاتے ہوں تو وہ بھی سب کے سب حلال طیب ہونگے اسی طرح جو جانور خشکی میں حرام ہیں اگر ان

---

① امام احمد رضا خان حنفی قادری م ۱۳۴۰ھ احکام شریعت ۳۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کی مثل سمندر میں بھی جانور پائے جاتے ہوں تو وہ سب کے سب حرام ہی ہونگے بطور مثال سمندری گائے حلال ہے اور سمندری کتا حرام ہے۔ اگر کسی سمندری/ دریائی جانور کی مثل خشکی پر موجود نہ ہو تو وہ بھی حلال ہی ہے۔

(۳) حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مینڈک، کچھوا، مگر مچھ، سمندری/ دریائی کتا اور سمندر سُور حرام ہیں ان کے علاوہ باقی سب بحری جانور حلال ہی ہیں۔

(۴) امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مینڈک کے علاوہ باقی سب بحری جانور حلال ہی ہیں۔

علامہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے چوتھے قول کو امام شافعی کے اقوال میں سے ترجیحاً قول مفتیٰ بہ مانا ہے۔ وہ عنبر جس کو صحابہ کرام اٹھارہ دن تک تناول فرماتے رہے مچھلی ہی تھی۔

مالکیہ اور شوافع نے بخاری شریف کی اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بیان کرتے ہیں ہم غزوہ سیف البحر کے لئے نکلے تو وہاں بھوک کی شدت نے ستایا چونکہ ہمارا زادراہ ختم ہو گیا تھا چنانچہ ہم نے سمندر کے کنارے سے ایک جانور کو پایا جس کو عنبر کہا گیا ہے اس سے ہم اٹھارہ ۱۸ دن تک کھاتے رہے یاد رہے یہاں عنبر جانور سے مراد مچھلی ہے جیسا کہ اس باب کی حدیث شریف میں ہے۔

فَاِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ

چنانچہ ایک مچھلی ملی جو پہاڑ کی مانند تھی۔

اس روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ عنبر نام بھی مچھلی ہی کا ہے اور جس جانور کو صحابہ کرام کئی دن تک تناول فرماتے رہے وہ مچھلی یہی تھی۔

اقول بفضل اللہ القوی العزیز!

یہ سارا پس منظر بتا رہا ہے کہ عنبر مچھلی جو ساحل پر پائی گئی تھی اس کے یہاں پہنچنے کا سبب یہ بنا ہوگا کہ سمندر میں طوفان آیا ہوگا اس کی تیز لہریں مچھلی کو بہا کر ساحل پر لے آئی ہوں گی چونکہ طوفان کی آمد پر لہروں کا زور بہت زیادہ ہوگا جو اتنی بڑی مچھلی کو سمندر کے گہرے پانیوں سے باہر دھکیل لایا لیکن واپسی پر ان لہروں میں زور نہ رہا جو آمد کے وقت تھا اسی وجہ سے وہ مچھلی سمندر کے ساحل پر ہی رہ گئی اور واپس پانی میں نہ جا سکی پھر وہ وہیں سو گئی ہو گی اور اس کے بعد اس پر گرد وغیرہ پڑی ہو گی جس کے سبب اس پر سبزہ وغیرہ اگا ہو گا اور وہی اس کی زندگی کا سبب ہو گا اگر وہ مچھلی مری پڑی ہوتی تو اس کا جسم گل سڑ جاتا اور کھانے کے قابل نہ رہتا لہٰذا یہ بات دلائل سے سمجھ میں آ گئی کہ وہ مچھلی سوئی ہوئی تھی جو مثل میتہ کے لگتی تھی وہ اصلاً زندہ ہی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات امّت مسلمہ کے لئے نعمت عظمٰی:

امام مالک رضی اللہ عنہ سمندر کے سارے ہی جانوروں کو حلال سمجھتے ہیں جیسا کہ آپ نے پڑھ لیا ہے اسی طرح امام شافعیؒ سے جو کچھ منقول ہے وہ بھی آپ نے پڑھ لیا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سمندری جانوروں میں سے صرف مچھلی حلال ہے اس کے علاوہ باقی جانور حلال نہیں ہیں۔ انسانی طبع نفیس ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک انسانی طبع اور اس کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ انسان اپنی زندگی کو جتنا موافق قرآن وحدیث بنائے اتنا ہی مفید ہوگا ہمارے امام نے ہماری آسانی کی خاطر بڑا آسان اور عام سا قاعدہ مقرر فرمادیا ہے جو عقلاً بھی درست اور شرعاً بھی اس کو زیادہ پذیرائی حاصل ہے آپ اس پر خود غور کرلیں سمندری جانوروں کی اقسام کتنی ہونگی اور ان کے بارے میں ایک ایک تفصیل ان کے احکام اور ان کا خشکی کے جانوروں کے ساتھ تقابل یہ سب کیسے ممکن ہوسکتا ہے لہٰذا وہی قاعدہ وقانون زیادہ آسان اور فائدہ مند ہے جو امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے۔ اسی پر عمل کرنے سے ہماری زندگی میں اطمینان اور سکون راہ پاتے ہیں اور ہمارا طرز زندگی نہایت شستہ اور پروقار ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ان کمالات سے نوازا تھا جو صرف انہی کا خاصا تھے انہوں نے قرآن وحدیث کی صحیح زاویے پر ترجمانی فرمائی ہے ہمارے لئے زندگی گزارنے کے قوانین کو آسان کر کے پیش فرمایا ہے یہ ان کا امت مسلمہ پر احسان عظیم ہے اللہ تعالیٰ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اس پر جزائے خیر دے ہمیں ان کی تصریحات کو سمجھنے اور عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سمندری جانوروں میں سے صرف مچھلی حلال ہے اس کے علاوہ باقی جانور حلال نہیں ہیں۔

درسِ حدیث

اسلام نفیس ترین دین ہے اس کا ایک ایک حکم اپنے دامن میں نفاستوں کا ذخیرہ لئے ہوئے ہے اس کی ایک ایک ادا میں جاذبیت ہے اس کی ایک ایک بات حکمت و دانائی سے لبریز ہے۔ امام الانبیاء علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر ہر شعبے میں کامل ہدایات عطا فرمائی ہیں سمندر اور دریا کے پانی کا کیا حکم ہے اس سے وضو کرنا یا غسل کرنا کیسا ہے نیز اس کی مخلوق کے بارے میں کیا نقطہ نظر ہے کیا وہ حلال ہے یا نہیں اس کی بھی خوب وضاحت حدیث شریف میں کردی گئی ہے۔ امام ترمذی اپنی جامع میں یوں حدیث وارد فرماتے ہیں:

> مغیرہ بن ابو بردہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان فرماتے تھے کسی شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ! ہم سمندر/ دریا کا سفر کرتے ہیں تو ہمارے پاس تھوڑا سا پانی ہوتا ہے اگر ہم اس پانی سے وضو کرلیں تو خود پیاسے رہ جائیں گے تو کیا ایسی صورت حال میں ہم دریا اور سمندر سے وضو کرسکتے ہیں تو رسول محتشم نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا دریا کا پانی پاک ہے اسی طرح اس کا مردار بھی حلال ہے۔ (جامع ترمذی شریف حدیث ۶۹)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ سمندر کا پانی پاک ہے اس سے وضو کرنا اور غسل کرنا جائز ہے۔ اور سمندر کی مخلوق میں سے جو انسان کی طبع کی مطابق ہے اور وہ اس کیلئے مفید بھی ہے وہ سب حلال وطیب ہے مثلاً مچھلی حلال ہے اس کے علاوہ جو جاندار سمندر میں پائے جاتے ہیں ان کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ وہ جائز نہیں ہیں لہٰذا ہمیں بھی اسی نفیس نظریے کے مطابق عمل کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہمیں دین کو سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرنے اور پھر اس کو دلائل سے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے آیئے ہم سب بھی درس حدیث شریف کا اہتمام کریں اور اپنے اپنے حلقوں میں درس حدیث شریف کا آغاز کردیں انشاء اللہ اس امت میں وحدت کا جذبہ پیدا ہوگا اور انقلاب صالح برپا ہوجائے گا۔

معیارِ استقامت

زندگی میں وہ وہ نشیب و فراز آتے ہیں کہ انسان کئی مرتبہ تو انتہائی پریشان ہو جاتا ہے اس عالمِ پریشانی میں نامعلوم کیا کیا سوچیں انسان کو گھیر لیتی ہیں اور ان میں کیسے کیسے اتار چڑھاؤ آتے ہیں یہ گویا ایک اور بابِ مشکلات ہے جو کھُل جاتا ہے۔ ان حالات میں بندے کا ثابت قدم رہنا یہ بہت بڑی سعادت ہے اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے اور انکی دستگیری کرتا ہے انکو استقامت سے نوازتا ہے۔

وہ لوگ جو اپنی زندگی کو فضولیات میں صرف کرتے ہیں انکو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہئے، اسکو کسی مقصد کے گذارنا چاہئے تاکہ اِن کی یاد ہمیشہ تازہ رہے اور لوگ ادب و احترام کی نگاہ سے دیکھتے رہیں اللہ گواہ ہے وہی زندگی قابلِ رشک ہوتی ہے جو تابع اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے۔ اس کو استقامت علی الحق کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۵۳

بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْبَوْلِ۔

پیشاب سے بچنے کی سختی سے تاکید

اس باب کے تحت ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو انتہائی اہم ہے اس حدیث مبارک میں بیان ہونے والے مسائل بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں نیز اس میں ہمارے آقا مولیٰ علیہ السلام کے کمالات کا تذکرہ ہے اور یہ بیان ہوا ہے کہ آپ ساری کائنات کے ظاہر و باطن سے باخبر ہیں باذن اللہ تعالیٰ۔

آیئے آپ بھی اس حدیث شریف کا مطالعہ فرمایئے علم میں اضافہ ہوگا عمل کی راہیں متعین ہونگی اور زندگی میں اطمنان پیدا ہوگا۔

حدیث نمبر ۷۰

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَقُتَيْبَةُ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى قَبْرَيْنِ، فَقَالَ إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهٖ، وَأَمَّا هٰذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ

وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي مُوسٰى، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ، وَقَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَرَوٰى مَنْصُورٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ طَاوُسٍ وَرِوَايَةُ الأَعْمَشِ أَصَحُّ، وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانٍ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ الأَعْمَشُ أَحْفَظُ لِإِسْنَادِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ مَنْصُورٍ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم تاجدار عرب وعجم شفیع معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گذرے تو آپ نے ارشاد فرمایا ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑے (عندکم) گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا بلکہ ایک کو تو اس وجہ سے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرے کو اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ چغل خوری کیا کرتا تھا۔

اس باب میں حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بکرہ، حضرت ابوھریرہ، حضرت ابوموسیٰ، حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث (فنی طور پر) حسن صحیح ہے جناب منصور نے اس حدیث شریف کو حضرت مجاہد کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اس روایت میں جناب طاؤس کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور حضرت امام اعمش والی روایت زیادہ صحیح ہے میں نے ابوبکر محمد بن ابان کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے میں نے وکیع سے سنا ہے امام اعمش جو ہیں وہ ابراھیم بن منصور سے حدیث بیان کرنے میں زیادہ حافظہ کے مالک ہیں۔

حدیث نمبر ۷۰ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھَنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} قُتیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} ابو کریب رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر حدیث نمبر ۲۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} اعمش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۶} مجاہد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں مکّی ہیں تابعی ہیں بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نوّر اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ مجاہد بن جبیر مکّی ابو الحجاج مخزومی مقری مولیٰ السائب ابن ابی السائب۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی، حضرت سعد بن ابی وقاص، عبادلہ اربعہ یعنی، عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم) رافع بن خدیج اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

اسی طرح ان سے ایوب سختیانی، عطا، عکرمہ، ابن عون، عمرو بن دینار اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عبدالسلام بن حرب نے حضرت مصعب کے حوالے سے بیان کیا کہ علم تفسیر میں جناب مجاہد بہت بڑے ماہر وعالم تھے۔ مناسک حج میں جناب عطا بہت بڑے ماہر وعالم تھے فضل بن میمون کا بیان ہے مجاہد کہا کرتے تھے میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں تیس ۳۰ مرتبہ قرآن سنایا یعنی ان سے اس کی بابت معلومات حاصل کیں امام ابونعیم بیان کرتے ہیں یحییٰ قطان کہا کرتے تھے میرے نزدیک مراسلاتِ مجاہد مراسلات عطا سے زیادہ محبوب ہیں۔ امام ابوداود کا فرمانا بھی ایسا ہی تھا اس بات کا اظہار جناب آجری نے کیا جناب ابن معین نے اور جناب ابوزرعہ نے کہا کہ مجاہد ثقہ راوی ہیں۔ امام سفیان ثوری نے سلمہ بن کہیل کے واسطہ سے بیان کیا میں نے علم تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والوں میں عطا، طاؤس اور مجاہد سے بڑھ کر کسی کو نہ دیکھا۔ ابن سعد کہتے ہیں مجاہد ثقہ راوی ہیں فقیہ عالم اور کثیر الحدیث ہیں امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ مجاہد فقیہہ ہیں، متقی ہیں، عابد ہیں اور علوم وفنون میں مہارت رکھنے والے ہیں جناب علامہ ابوجعفر طبری کہتے ہیں مجاہد قاری ہیں، عالم ہیں جناب عجلی کا بیان ہے مجاہد مکی ہیں تابعی ہیں اور ثقہ راوی ہیں۔

شرح بخاری میں قطب حلبی نے لکھا ہے کہ اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا بڑے گناہوں میں سے ایک ہے یہ بات مجاہد نے بیان فرمائی اور امام ترمذی نے اس کو حکایت کیا۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات:

امام ابن حجر عسقلانی ہی رقم طراز ہیں حضرت مجاہد کا انتقال ۱۰۰ھ کو ہوا یہ بات ھیثم بن عدی نے کہی یحییٰ بن بکیر کہتے ہیں حضرت مجاہد کا وصال ۱۰۱ھ کو ہوا اس وقت ان کی عمر اسی ۸۳ سال تھی امام ابونعیم کا کہنا یہ ہے کہ حضرت مجاہد کی وفات ۱۰۲ھ کو ہوئی سعید بن عفیر اور امام احمد فرماتے ہیں حضرت مجاہد کا وصال ۱۰۳ھ کو ہوا امام ابن حبان کہتے ہیں حضرت مجاہد کی وفات ۱۰۳، ۱۰۲ھ میں مکہ مشرفہ میں ہوئی وفات کے وقت وہ مسجد میں تھے۔ ان کی ولادت ۲۱ھ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی یحییٰ قطان کہتے ہیں ان کی وفات ۱۰۲ھ کو ہوئی۔ ①

۷} طاؤس رضی اللہ عنہ یعنی ابوعبدالرحمن حمیری جندی:

ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں کیا گیا ہے یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے علماء نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ طاوس بن کیسان یمانی ابوعبدالرحمن حمیری جندی یہ فارس کے رہنے والے تھے امام ابن حبان کہتے ہیں ان کی والدہ فارس کی تھی اور ان کے والد نمیر بن قاسطہ ہیں اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۰/ ۳۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

نام ذکوان تھا جبکہ طاؤس انکا لقب تھا۔

طاؤس عبادلہ اربعہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوھریرہ، حضرت عائشہ، زید بن ثابت، زید بن ارقم، سراقہ ابن مالک اور جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کے بیٹے عبداللہ، وھب بن مُنبہ مجاہد اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

مالک ابن میسرہ کا بیان ہے کہ حضرت طاؤس نے پچاس ۵۰ صحابہ کرام کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ابن جریج نے عطا سے حضرت عبداللہ ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا آپ فرمایا کرتے تھے مجھے یقین ہے طاؤس اھل جنت سے ہیں اسحٰق بن منصور نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا ہے طاؤس ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ کہتے ہیں امام ابن حبّان کا قول یہ ہے کہ طاؤس اھل یمن سے تھے اور ساداتِ تابعین ہیں انہوں نے پچاس حج کئے تھے۔ وہ مستجاب الدعوۃ تھے۔

حضرت طاؤس کی وفات:

ان کی وفات سنہ ۱۰۲ھ میں ہوئی، ضمرہ ابن شوذب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مشرفہ میں جناب طاؤس کے جنازے میں شریک ہوا ابن ھیثم کہتے ہیں ان کی وفات سنہ ۱۰۹ھ کو ہوئی۔ ①

۸} حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما:

ان کے مناقب محاسن اور محامد کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۹ کے تحت ہو چکا آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں دل کو راحت ملے گی۔

شرح حدیث نمبر ۷۰

اھل ایمان مبارک بادی کے مستحق ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا اور دین اسلام کی طرف ھدایت فرمائی اور ان کے دلوں کو نور معرفت سے منور فرمایا اپنی اور اپنے پیارے محبوب کی محبت سے دلوں کو معمور کیا۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت عظمٰی کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک ایک ادا لائق صد تحسین ہے آپ کا ایک ایک فرمانِ عالی مرتبت اپنے اندر دنیا جہان کی برکات لئے ہوئے ہے بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم رب کائنات کے حبیب علیہ السلام کی مبارک احادیث کا کس حد تک مطالعہ کرتے ہیں اور ان کو کہاں تک یاد رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کس قدر ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور پھر اس کی تبلیغ، ترویج واشاعت کے لئے کتنا وقت

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵/۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

صرف کرتے ہیں اور اپنے آقا مولیٰ علیہ السلام کی سنت مطہرہ کو کتنے عمدہ اور نفیس انداز میں دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔

امام الانبیاء علیہ السلام نے قبر کے اندر کا حال دیکھ لیا:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔ جامع ترمذی شریف میں ایک باب ایسا ہے جس میں سختی کے ساتھ پیشاب سے پرہیز کرنے کا کہا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم رحمت عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا گذر دو قبروں کے قریب سے ہوا تو آپ نے (ان قبر والوں کے حال کا مشاہدہ کرنے کے بعد) فرمایا ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور یہ عذاب اس گناہ کی وجہ سے ہو رہا ہے جو لوگوں کی نظر میں بڑا گناہ نہ تھا۔

وعذاب کردہ نمیشوند بسبب کاری بزرگ در نظر مردم۔ (1)

اور عذاب اس گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا جو بڑا گناہ ہو لوگوں کی نظر میں۔

ان دو میں سے ایک تو وہ ہے جو اپنے آپ کو پیشاب سے بچاتا نہیں تھا اس کے جسم اور کپڑوں پر پیشاب کے چھینٹے پڑ جاتے تھے اور وہ ان سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ رہا دوسرے صاحب کا معاملہ تو وہ اس وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی مخفی بات کو لے اڑتا تھا اور اس کے عیوب دوسروں تک پہنچاتا تھا۔ یعنی اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرتا تھا حاصل کلام یہ ہے ایک شخص پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا اور اپنا ستر عورت تک کھول دیتا تھا وہ اپنے ہی بول سے احتیاط نہیں کرتا تھا اس بے احتیاطی کی وجہ سے اس کا اپنا کپڑا اور بدن پیشاب سے آلودہ ہو جاتے تھے امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق وہ پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا دوسرا چغلخوری کرتا پھرتا تھا یعنی ادھر کی بات سن کر اُدھر پہنچاتا تھا اور مقصد اس کا اس عمل سے فتنہ وفساد برپا کرنا ہوتا تھا ایک دوسرے کو ضرر پہنچانا اس کا مقصود بن جاتا تھا یہ عمل اقبح القبائح اور اشنع الشنائع ہے اور بعض علماء نے اس کو کبائر میں شمار کیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اس جرم کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

مَشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ (بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا) اور حدیث شریف میں آیا ہے جس شخص میں چغل خوری کی عادت ہوگی حق تعالیٰ اس کی جانب نظر ہی نہیں فرمائے گا اور بخاری و مسلم میں اس طرح حدیث آئی ہے۔ چغل خوری کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کعب احبار نے بیان کیا کہ تورات میں چغل خوری کو بڑا گناہ شمار کیا گیا ہے۔ اور فرمایا گیا ہے کہ چغل خوری تو قتل سے بھی بڑا گناہ ہے بے معنی قتل تو حادث ہے اور چغل خوری سے اور بہت سارے شر جنم لیتے ہیں اسی کے مصداق کتاب اللہ میں یوں آیا ہے۔

(1) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۹۷ مطبوعہ کانپور ہند،

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ ①

اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے۔

اس موضوع پر حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بکرہ، حضرت ابوھریرہ، حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث آئی ہیں نیز پیشاب سے بچنے کے حوالے سے عبد بن حمید، بزار، امام طبرانی اور امام حاکم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے حدیث لائے ہیں۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح حدیث شریف وارد کرتے ہیں۔

اِتَّقُوا الْبَوْلَ فَاِنَّهٗ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ فِي الْقَبْرِ۔ ②

پیشاب سے بچو بیشک قبر میں سب سے پہلے جو محاسبہ ہوگا کسی بھی بندے کا وہ پیشاب ہی کے مسئلہ میں ہوگا۔

امام احمد، امام ابن ماجہ اور امام حاکم حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے اس موضوع پر حدیث لائے ہیں امام احمد اور بخاری و مسلم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما سے حدیث لائے ہیں اسی عنوان کی حدیث امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ابوامامہ سے امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ اور امام ابن حبّان حضرت عبدالرحمن بن حسنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنھم سے وارد فرماتے ہیں امام حاکم اور امام بیہقی نے سنن میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔ ③

تلاوتِ قرآن کا ثواب مرنے والوں کو پہنچتا ہے:

علامہ خطابی کہتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں اس بات کا ثبوت ہے کہ قبرستان میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا مستحب ہے اگر میّت کو کسی تازہ ٹہنی کی تسبیح کے سبب عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے تو تلاوت قرآن عظیم کا مقام تو بہت بلند و بالا ہے یقیناً اس سے بھی مرنے والے کو برکت ملے گی۔ مجھے پتا ہے اس مسئلہ میں لوگوں کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنھما کا موقف تو یہی ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب مرنے والوں کو پہنچتا ہے۔ جناب ابوبکر نجار نے کتاب السنن میں روایت وارد کی ہے جس کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

① البقرۃ آیت نمبر ۱۹۱

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۹۸ مطبوعہ کانپور ہند

③ علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ اربعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۹۸ مطبوعہ کانپور ہند،

مَنْ مَّرَّ بَیْنَ الْمُقَابِرِ فَقَرَاءَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، اَحَدَ عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ۔ ①

جس کسی کا گذر قبرستان میں سے ہو، تو وہ وہاں قل ھو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھے پھر اس کا ثواب مرنے والوں کو بخشے تو مرنے والوں کی تعداد کے برابر اجر عطا کر دیا جاتا ہے۔

اسی طرح کی ایک حدیث شریف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور وہ حدیث مرفوع ہے۔ اس میں اس طرح آیا ہے نبی اکرم تاجدار عرب وعجم سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَءَ سورۃ یٰسِیْنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ یَوْمَئِذٍ۔ ②

جو کوئی قبرستان میں جائے اور وہاں سورۃ یٰسین کی تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ اسی دن ان کے عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے۔

عذاب قبر کے حق میں صحابہ کرام کا نقطہ نظر:

عذاب قبر کے حوالے سے جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے احادیث کثیرہ وارد ہوئی ہیں:

(۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے حدیث وارد ہوئی اس کی سند میں کوئی نقص موجود نہیں ہے بسند لا باس بہ عند البزار۔

(۲) حضرت ابوسعید اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنھما سے امام مسلم نے روایت کی ہے۔

(۳) حضرت شرجیل بن حسنہ سے بھی اس موضوع پر حدیث آئی ہے۔

(۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے امام ابوداود رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث وارد فرمائی ہے۔

(۵) حضرت ابوامامہ اور حضرت ابورافع سے بھی احادیث آئی ہیں ان دونوں حدیثوں کو ابوموسیٰ مدینی نے کتاب الترغیب والترھیب میں ذکر کیا ہے۔

(۶) ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنھا سے بھی عذاب قبر کے حوالے سے حدیث وارد ہوئی ہے اس حدیث شریف کو امام ابن مندہ نے کتاب الطہارہ میں ذکر کیا ہے۔

(۷) اس موضوع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے اس حدیث شریف کو لالکائی نے وارد کیا ہے۔ ③

---

① علامہ امام بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد العینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۱۷۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان،

② علامہ امام بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد العینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۱۷۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان،

③ امام علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۱۷۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان،

مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو زندہ کرتا ہے حیات اور عقل لوٹا دیتا ہے:

علامہ بدرالدین عینی حنفی نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔عذاب قبر برحق ہے ایمان واسلام اسی کوتسلیم کرتے ہیں۔یہی عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے معتزلہ کا عقیدہ اہل سنت کے برعکس ہے وہ عذاب قبر کے منکر ہیں۔قاضی عبدالجبار رئیس معتزلہ نے اپنی کتاب ''الطبقات'' میں لکھا ہے اگر تم یہ کہو کہ تمہارا مذہب ہی عذاب قبر کا انکار ہے یہ تو امت پر پابندی لگانا ہے کہا جاتا ہے سب سے پہلے جس شخص نے عذاب قبر کا انکار کیا وہ ضرار بن عمر تھا جو واصل بن عطا کے ساتھیوں میں سے ایک تھا۔ان معتزلہ کا کہنا یہ ہے کہ مردوں کو عذاب ہو عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی۔لیکن ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو لازم و واجب مانا جائے اس لئے کے مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْعَبْدَ وَيَرُدُّ الْحَيَاةَ وَالْعَقْلَ وَهٰذَا نَطَقَتْ بِهِ الْاَخْبَارُ وَهُوَ مَذْهَبُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔ ①

بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو زندہ کرتا ہے اس کو حیات اور عقل لوٹا دیتا ہے یہ سب کچھ احادیث مبارکہ میں آیا ہے یہی مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے۔

عقل معیار ردوقبول نہیں معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان اقدس ہے:

معتزلہ، فلاسفہ اور ایسے ہی دیگر جاہل ہر چیز کو محض عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کے قائل ہیں ہمارا معیار یہ نہیں ہے اگرچہ عقل سلیم بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمانِ اقدس کے سامنے بیچاری عقل کی کیا حیثیت ہے یاد رہے دین اسلام کے قوانین کو ہرگز خلافِ عقل نہیں کہا جاسکتا مگر عقل ان کی قبولیت اور رد کا معیار نہیں قرار پاسکتی اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان ،فرشتوں پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان ان تمام عقائد کا تعلق عقل سے نہیں بلکہ امام الانبیاء علیہ السلام کے حکم پر ہے۔لہذا یہ کہنا کہ مردوں کو عذاب نہیں ہوتا اور ہو بھی کیونکر کہ وہ تو قبر میں پڑے ہیں بے شعور ہیں ان پر آلام آئیں ان کو عذاب ہو یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ سب سوالات محض جہالت کا پلندہ ہیں جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمادیا کہ عذاب قبر ہوتا ہے تو ہوتا ہے اب عقل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدموں پر قربان کر دینا چاہئے۔عذاب کے منکرین کے تمام اقوال فاسدہ ہیں ان کی کوئی اصل نہیں۔

معتزلہ میں سے جن لوگوں نے عذاب قبر کا انکار کیا اور اس مسئلہ کو بہت اچھالا اور اس پر بہت شور و غوغا کیا وہ یہ ہیں۔

(۱) ضرار بن عمر یہ معتزلہ کا بہت بڑا مبلغ اور ان کا رئیس مانا جاتا ہے۔

---

① امام علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۱۷۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان،

(۲) بشر مریسی یہ بھی بہت بڑا سرغنہ تھا معتزلہ کا۔

(۳) یحییٰ بن کامل یہ معتزلہ کا ایک ماہرفن سمجھا جاتا تھا (یہ سب گمراہ لوگ تھے) ارشد القادری

ان سب کے نام ذکر کرنے کے بعد علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ان لوگوں کے سب کے سب اقوال فاسدہ ہیں اس لئے کہ ان کا رد احادیث ثابتہ میں آچکا ہے۔① مرجیہ بھی عذاب کے منکر تھے اسی طرح خوارج بھی عذاب قبر کا انکار کرتے تھے ہمارے زمانے میں بھی بعض لوگ عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں اور اس پر بڑا شور بھی مچاتے ہیں آپ ان لوگوں کے ساتھ دلائل سے بات کریں انشاء اللہ منہ بند ہوجائے گا۔

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فَقَرَاءَ عِنْدَهٗ اَوْ عِنْدَهُمَا يٰسٓ غُفِرَلَهٗ۔②

جو کوئی اپنے والدین کی قبر کی زیارت کرے یا دونوں میں سے صرف ایک کی قبر کی زیارت کرے اور ان کے قریب سورۃ یٰسین کی تلاوت کرے تو اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

حضرت حفص بن شاھین نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ الْكِبْرِيَاۤءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ هُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَوَابَهَا لِوَالِدَيَّ لَمْ يَبْقَ لِوَالِدَيْهِ حَقٌّ اِلَّا اَدَاهُ اِلَيْهِمَا۔③

جو کوئی یوں کہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا روزی رساں ہے وہی آسمانوں اور زمین کا رب ہے رب العالمین ہے اسی کے لئے زمین و آسمان کی کبریائی

① علامہ امام بدر الدین عینی حنفی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/۱۷۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان،

② علامہ امام بدر الدین عینی حنفی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/۱۷۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان،

③ علامہ امام بدر الدین عینی حنفی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/۱۷۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان،

ہے۔اسی کو آسمانوں اور زمین کی عظمت زیبا ہے اور وہ عزیز و حکیم ہے۔ وہی مالک ہے رب سمٰوٰت والارض ہے اور رب العالمین ہے آسمانوں اور زمین میں نور اسی کا ہے اور وہ عزیز و حکیم ہے۔(یہ دعا جو اوپر مذکور ہوئی ہے) ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد پھر یوں دعا کرے یا اللہ اس کا ثواب میرے والدین کو عطا فرما اس سے کافی حد تک والدین کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

ایصال ثواب:

علامہ نووی کہتے ہیں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کا مشہور مذہب یہ ہے کہ تلاوت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا انہوں نے کئی اخبار بطور حجت ذکر کیں۔لیکن علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ دعا مرنے والوں کو نفع دیتی ہے اور اس کا ثواب بھی پہنچ جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ اقدس ہے۔[1]

وَالَّذِيْنَ جَآؤُا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ۔ (سورہ حشر آیت نمبر ۱۰)

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

ایمان دار کو مرنے کے بعد اس کی اولاد اور دیگر اعزّہ کی طرف سے نیکیوں پر ثواب ملنا:

اس موضوع پر اس کے علاوہ دوسری آیات بھی ہیں اور احادیثِ مشہورہ بھی ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ اطہر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔

اے اللہ اھل بقیع غرقد کو بخش دے۔

اسی طرح یہ بھی حدیث شریف ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا۔

اے اللہ ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مردوں کو بخش دے۔

---

[1] علامہ امام بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد العینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح بخاری ۳/۶ ۱۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ

اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ کیا روزہ صدقہ اور کسی غلام کو آزاد کرنے کا ثواب مرنے والوں کو پہنچتا ہے تو میں کہوں گا کہ حضرت ابوبکر نجار کی روایت میں آیا ہے اس روایت کا ذکر کتاب السنن میں ہے اور حدیث شریف اس طرح ہے عمرو بن شعیب اپنے والد گرامی اور دادا جان کے حوالے سے بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ! عاص بن وائل نے زمانہ جاھلیت میں نذر مانی تھی کہ وہ ایک سو۱۰۰ بدنہ قربان کرے گا تو کیا ھشام بن عاص اپنے حصے کے پچاس بدنہ قربان کرے اپنے باپ کی طرف سے؟ اس پر رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تیرا باپ توحید کا اقرار کرتا تھا تو اس طرف سے روزہ رکھ، صدقہ کر اور غلام آزاد کر اس کا ثواب اس کو پہنچے گا ایک حدیث شریف کو امام دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ اس میں کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ والدین کی موت کے بعد ان سے بھلائی کیسے کی جائے۔

رسول اکرم سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْمَوْتِ اَنْ تُصَلِّیَ لَهُمَا مَعَ صَلَاتِكَ وَاَنْ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صِيَامِكَ وَاَنْ تَتَصَدَّقَ عَنْهُمَا مَعَ صَدَقَتِكَ۔ (۱)

والدین کی موت کے بعد ان سے نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھا کر، اپنے روزوں کے ساتھ ساتھ ان کے لئے بھی روزے رکھا کر، اپنی طرف سے صدقہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی طرف سے بھی صدقہ کیا کر۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں امام ابوالحسین بن فراء رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت ہے اس میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ! جب ہم اپنے فوت شدگان کے لئے صدقہ کرتے ہیں، ان کے لئے حج کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں تو کیا وہ ان کو پہنچ جاتا ہے؟ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جوابًا ارشاد فرمایا ہاں ان کو پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ خوش ہوتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے تم ان کی زندگی میں کوئی تحفہ لے کر جاتے تھے تو وہ خوش ہوتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کسی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سوال کیا یا رسول اللہ میرے والد گرامی فوت ہو گئے ہیں تو کیا میں ان کی طرف سے غلام آزاد کروں؟ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''نعم'' ہاں۔ حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں اپنے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ اور اسی طرح حدیث صحیح

(۱) علامہ امام بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد العینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/۷۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان،

میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سوال کیا یا رسول اللہ! میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا ہے اگر میں ان کی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو کیا اس کا ان کو نفع ہو گا؟ تو رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں۔①

ایصال ثواب پر اعتراضات کے جوابات!

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

اگر آپ یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ (سورہ نجم آیت نمبر ۳۹)

اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ میّت کو قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا؟ تو میں کہوں گا اس آیت میں اختلاف علماء کی وجہ سے ثمانیہ اقوال ہیں۔

(۱) یہ آیت مبارکہ منسوخ ہو چکی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ۔ (سورہ طور آیت نمبر ۲۱)

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی۔

آباء اپنی اولاد کی نیکیوں کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں گے اس آیت کریمہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما نے یہی فرمایا۔

(۲) یہ حضرت ابراھیم اور حضرت موسیٰ علیھما السلام کا خاصہ ہے۔ اور اس امت کے لئے یہ ہے کہ جو اعمال یہ خود کریں گے ان کا بھی صلہ ملے گا اور جو نیکی ایصال وغیرہ ان کی طرف سے دوسرے لوگ کریں گے اس کا بھی ان کو ثواب ملے گا۔ یہ بات حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہی۔

(۳) حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت کریمہ میں مراد کافر ہیں۔

(۴) حضرت حسین بن فضیل کہتے ہیں۔ یہ جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لیس للانسان الّا ما سعیٰ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ طریق عدل یہی ہے باقی رہا معاملہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا تو وہ جتنا چاہے زیادہ عطا کر دے اس پر کسی کو کیا اعتراض ہے۔

(۵) جناب ابوبکر وراق کہتے ہیں مَا سَعٰی کا مطلب یہ ہے کہ جیسی اس عامل نے نیت کی ویسا ہی اجر ملے گا یعنی اجر

① علامہ امام بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/۱۷۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

وثواب کا مدار صرف اور صرف نیت پر منحصر ہے۔

(۶) امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں کافر کے لئے یہ ہے کہ وہ جو بھی کارِ خیر کرتا ہے اس کو اس کا صلہ دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے رہا آخرت کا معاملہ تو اس کے لئے آخرت میں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ (آخرت میں سب کچھ اھل ایمان ہی کے لئے ہوگا دنیا میں کردہ نیک اعمال کا اجر مومن کو آخرت میں بھی دیا جائے گا۔ (ارشد القادری)

(۷) اس آیت مبارکہ میں لفظ انسان میں جو لام آیا ہے وہ ''علیٰ'' کے معنوں میں مذکور ہے جیسے لَيْسَ عَلَى الْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔

(۸) جناب ابوالفرج اپنے شیخ ابن زغوانی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ یہ جو آیت مبارکہ میں آیا ہے کہ انسان کے لئے وہی ہے جس کی وہ کوشش وسعی کرتا ہے تو اس سعی کے اسباب مختلف ہیں کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ وہ بنفسہٖ اس کے لئے کاوش کرتا ہے اور کبھی اس کی سعی کا سبب کچھ اور بن جاتا ہے مثلاً کبھی کسی آدمی کو اس کے بیٹے کی تلاوت کے سبب رحم میسّر آجاتا ہے۔ اور کبھی اس کے دوست کے استغفار کرنے سے یہ نعمت مل جاتی ہے کبھی یوں بھی ہوتا ہے اس کی خدمت، عبادت اور اس کمائی کی وجہ سے بھی راحت میسّر آجاتی ہے جو اس نے اھل دین کی محبت میں کی ہوتی ہے یہ وہ اسباب ہیں جو اس کی سعی کے حصول کا باعث بن جاتے ہیں یعنی ان کو بھی انسان کی سعی ہی سمجھیں گے۔

مخالفین ایصال ثواب کی مذمت:

ہمارے زمانے میں بعض لوگوں نے مجالس ایصال ثواب کی مخالفت کو اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے وہ بیچارے تو اس کو دین سمجھ رہے ہیں۔ لوگوں میں اس بات کو نشر کرنے کے لئے مال وزر خرچ کیا جارہا ہے اور پورے زور سے ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ بس ختم شریف کہیں سے ثابت نہیں مرنے والوں کے لئے دعا کرنے کی ضرورت نہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ مجھے نہیں معلوم آخر یہ روش مسلمانوں میں کیوں آئی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جس طرح مسلمانوں میں ختم شریف کا سلسلہ چل رہا ہے کہ بعض گھرانوں میں اس موقعہ پر کپڑوں اور زیورات کا لین دین کیا جاتا ہے مرنے والے کے بیٹوں کے سسرال والے اپنی بیٹیوں کے لئے کپڑے لاتے ہیں زیور لاتے ہیں اور چینی لاتے ہیں گویا گھر کا پورا راشن وہ لوگ لاتے ہیں۔ مجھے کوئی باک نہیں میں اس طرزِ عمل کی مخالفت کرتا ہوں ایسا کرنا سراسر غلط ہے ہاں مرنے والے کے لئے ایصال ثواب کرنا چاہئے دعا مانگنی چاہیے اس کی طرف سے صدقہ کرنا چاہئے ان امور کی انجام دہی کے لئے جمع ہونا جائز ہے۔ رہا دنیوی اسباب کو اس موقع پر بھی جمع کرنا آخرت کی فکر سے بے خبر رہنا اپنے آپ کو دین کی طرف عملاً مائل نہ کرنا نہ خود دین سیکھنا اور نہ ہی دوسروں کو اس کی طرف عملی

دعوت دینا بلکہ دین والوں کو نظر حقارت سے دیکھنا یہ سب ظلم عظیم ہے میں قسماً کہہ سکتا ہوں سب سے زیادہ قابل عزت واحترام وہی لوگ ہیں جو خود دین سیکھتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کی طرف دعوت دیتے ہیں مرجانے کے بعد اپنے والدین اور دوست احباب کو فراموش کر دینا بے وفائی ہے۔

علماء کی قرآن وحدیث میں فضیلت بیان ہوئی ہے۔قرآن حکیم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علماء ہیں حدیث شریف میں آیا ہے تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

ابھی آپ نے دلائل پڑھ لیے ہیں، مرنے والوں کو ان کے اعزّہ کی طرف سے دعا کرنے پر صدقہ کرنے پر اور کوئی بھی نیک کام کرنے پر فائدہ ہوتا ہے اس کا ثواب ان کو پہنچتا ہے بلکہ حدیث شریف میں تو یہاں تک ہے کہ مرنے والے خوش ہوتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح ان کی زندگی میں اگر کوئی تحفہ لیکر جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے۔اب آپ خود غور فرمائیں والدین کے فوت ہوجانے کے بعد یا کسی دوست عزیز کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اور اپنے پیر ومرشد کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کی یاد میں دعا کرنا، ان کی محبت میں ان کے لئے ،صدقہ کرنا، ان کی خوشنودی کے لئے ان کی طرف سے کوئی نیک عمل کرنا مثلاً نماز پڑھنا روزہ رکھنا، حج کرنا اور صدقہ کرنا یہ اچھا عمل ہے یا یہ کہ ان کی یاد تک بھلا دینا اور ان کی زندگی میں ان سے محبتوں کے دعوے کرنے کے باوجود ان کے مرجانے کے بعد ان کو فراموش کر دینا ہائے افسوس کہ کوئی اپنے محسن ہی کو بھول جائے اور سمجھ لے کہ اب تو وہ مرگیا معاملہ ختم ہوا نہیں اب ہی تو وقت آیا ہے کہ ان کو یاد رکھا جائے۔وقت نکال کر ان کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔ان کی طرف سے جو کچھ توفیق ہو صدقہ وخیرات کیا جائے۔ان کا وہ طریقہ جو خدمتِ خلق کے حوالے سے تھا اسے چھوڑا نہ جائے بلکہ حتی الامکان اس کو جاری رکھا جائے یہی اپنے والدین، پیر ومرشد اور اعزہ کے ساتھ وفاداری ہے اور اگر آپ اپنے فوت شدگان کے لئے فاتحہ تک نہیں پڑھ سکتے تو یہ بے وفائی ہے۔

قبروں پر پھول ڈالنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبروں کے قریب سے گذرے تو آپ نے دیکھا کہ قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھا امر واقع ویسے ہی تھا اب غور کرنے کا مقام یہ ہے نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہاں بھی دیکھ لیتی ہے جہاں دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا یہ تو تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ ہمارے آقا مولیٰ علیہ السلام کی نظر مبارک سے دونوں جہانوں کی کوئی شئ پوشیدہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کا علم آپ کو عطا فرمایا ہوا ہے۔جب آپ نے قبر والوں کو مبتلائے عذاب دیکھا تو فوراً دو تازہ شاخیں منگوا کر ان قبروں پر

گاڑ دیں اور ساتھ ہی فرمایا جب تک یہ سرسبز و شاداب رہیں گی عذاب قبر موقوف رہے گا ظاہر ہے جن شاخوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مبارک ہاتھ لگ جائے ان پر پھر قیام قیامت تک خزاں کیوں کر آسکتی ہے وہاں تو تا حشر بہار ہی بہار رہے گی لہذا ان قبر والوں کا عذاب دائماً ہی جاتا رہا یقیناً وہ عذاب قبر سے بری ہو گئے۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قبر پر سبز ٹہنی لگانا سنت ہے اسی طرح تازہ پھول پتیاں قبر پر چڑھانا بھی سنت ہی ہوگا اس لئے کہ حدیث شریف میں سبز ٹہنی کے تسبیح کرنے کا ذکر آیا ہے لہذا قبر پر پھول ڈالنا بالکل جائز ہے۔

شیخ تقی عثمانی لکھتے ہیں:

قبروں پر پھول چڑھانا، لیکن بخاری کی روایت میں اور اس روایت کے دوسرے طرق میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم .... نے ایک شاخ لے کر اس کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں قبروں پر انہیں گاڑ دیا اور اس کی حکمت یہ بیان فرمائی "لعلّه ان یخفف عنهما مالم تیبسسا" اس سے بعض اہل بدعت نے قبروں پر پھول چڑھانے کے جواز پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال بالکل باطل ہی ہے اس لئے کہ اس حدیث میں پھول چڑھانے کا کوئی ذکر نہیں البتہ اس مسئلہ میں علماء کا کلام ہوا ہی ہے کہ اس حدیث کے مطابق قبروں پر شاخیں گاڑنے کا کیا حکم ہے۔

علماء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خصوصیت تھی اور کسی کے لئے ایسا کرنا درست نہیں ہے، علامہ ابن بطالؒ اور علامہ مازریؒ نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بذریعہ وحی یہ علم دیا گیا تھا کہ ان پر عذاب قبر ہو رہا ہے، اور اس کے ساتھ ہی یہ علم بھی دیا گیا تھا کہ شاخیں گاڑنے کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف بھی ہو سکتی ہے، لیکن کسی دوسرے کو نہ صاحب قبر کے معذب ہونے کا علم ہو سکتا ہے اور نہ تخفیفِ عذاب کا اس لئے دوسروں کے لئے شاخ کا گاڑنا درست نہیں ہے اس قسم کی تصریحات حافظ ابن حجر، علامہ عینی، امام نووی اور علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہم سے بھی منقول ہیں، البتہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے بذل المجہود میں ابن بطال اور مازریؒ کے مذکورہ قول پر اعتراض کیا اور فرمایا کہ اگر معذب ہونے کا علم نہ بھی ہو تو بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مُردے کے لئے تخفیف عذاب کی کوئی صورت اختیار نہ کی جائے ورنہ پھر مردے کے لئے دعاِ مغفرت اور ایصالِ ثواب بھی درست نہ ہونا چاہئے یہی وجہ ہے کہ ابوداؤد کتاب الجنائز میں روایت ہے کہ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد میری قبر پر شاخ گاڑ دی جائے، اس بنا پر مولانا سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے قبر پر شاخ گاڑ دینا جائز بلکہ بہتر ہے۔ ①

---

① شیخ تقی عثمانی درس ترمذی ۱/۲۸۶، ۲۸۵ مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی

بعض لوگوں کو اپنے علم اور فن پر ناز بھی ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو بہت بڑا عقل مند بھی سمجھتے ہیں اور ان خصوصیات کا گاھے بگاھے اظہار بھی کرتے رہتے ہیں۔ابھی آپ نے شیخ تقی عثمانی کی نقل کردہ عبارت پڑھی ہے وہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بذریعہ وحی یہ علم دیا گیا تھا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی علم دیا گیا تھا کہ شاخیں گاڑنے کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف بھی ہوسکتی ہے لیکن کسی دوسرے کو نہ تو صاحب قبر کے معذب ہونے کا علم ہوسکتا ہے اور نہ تخفیف عذاب کا اس لئے دوسروں کے لئے شاخ گاڑنا درست نہیں ہے اس قسم کی تصریحات حافظ ابن حجر، علامہ عینی، امام نووی اور علامہ خطابی سے بھی منقول ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صاد آ گیا:

اوّلاً تو میں نہایت سادگی سے کہوں گا کہ جو شرط شیخ تقی عثمانی نے کسی مرنے والے کو نفع پہنچانے کے لئے عائد کی ہے وہ واقعی شرعاً وعقلاً درست ہے؟ کیا کوئی صاحبِ شعور اس بات کو تسلیم کرے گا کہ اگر کسی قبر والے کے بارے میں پہلے معلوم ہو جائے کہ اس کو عذاب ہو رہا ہے تو اس کے لئے کوئی صورت ایصال ثواب کی کرنی چاہئے اور اس کے عذاب کے دفیعہ کی کوئی صورت کرنی چاہئے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے تو اس کے لئے کوئی صورت ایصال ثواب کی ہرگز نہیں کرنی چاہئے شیخ تقی عثمانی کی یہ بات قطعاً لائق التفات نہیں ہے بلکہ مجھے تو یہ بات بڑی عجیب لگی بقول اقبال۔

ہم شیخ کی سنتے تھے مُریدوں سے بزرگی
تحریر سے جو دیکھا تو عمامے کے سوا ہیچ

مجھے نہیں معلوم یہ ضابطہ کس قاعدہ شرعیہ کی فرع ہے۔ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ اگر کسی گناہ گار کے لئے فاتحہ پڑھی جائے کوئی ایصال ثواب کی سبیل کی جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اس کی مغفرت کا سامان پیدا ہوتا ہے اور اگر مرنے والا نیک وصالح ہو تو اس کے درجات بلند ہو جاتے ہیں مگر شیخ عثمانی صاحب تو فرماتے ہیں اوّلاً تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مرنے والے کو عذاب ہو رہا ہے وہ بیچارہ معذب ہے اور ثانیاً یہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ جو عمل اس کے لئے کیا جائے گا اس کے سبب مرنے والے کے عذاب میں تخفیف بھی ہو جائے گی واہ واہ کیا ضابطہ ہے کیا کلیّہ ہے۔شاید انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ قاعدہ ان کو گھر میں پورا نہیں آئے گا۔شیخ عثمانی اپنا موقف لکھنے کے بعد اس کو تقویت دینے کی غرض سے مزید لکھتے ہیں۔

اس قسم کی تصریحات حافظ ابن حجر، علامہ عینی، امام نووی اور علامہ خطابی سے بھی منقول ہیں۔ (۱)

(۱) شیخ تقی عثمانی درسِ ترمذی ۱/۲۸۶ مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی،

اپنے ہی قلم سے اپنا خون:

میں نے اسی حدیث شریف کی شرح میں مذکورہ بالا تمام بزرگوں سے عبارات نقل کیں ان میں تو کہیں اس طرح کی کوئی تصریح نظر نہیں آئی اللہ ہی جانتا آخر وہ تصریحات کون سی کتب میں مرقوم ہیں جو صرف شیخ تقی صاحب ہی کی لائبریری کی زینت ہیں اور ان کی قرأت بھی صرف انہی کو آتی ہے کوئی دوسرا نہ تو ان کتب سے واقف ہے نہ ہی ان کی تصریحات سے باخبر ہے۔ پھر مزے کی بات تو یہ ہے کہ خود ہی اپنا ایک نقطہ نظر بیان کیا اور اپنے ہی قلم سے اس کا رد لکھ دیا اور شیخ تقی عثمانی کو یہ سب کچھ کرتے ہوئے کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں۔

البتہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے بذل الجہود میں ابن بطال اور مازری کے مذکورہ قول پر اعتراض کیا اور فرمایا کہ اگر معذب ہونے کا علم نہ بھی ہو تو بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مردے کے لئے تخفیف عذاب کی کوئی صورت اختیار نہ کی جائے ورنہ پھر مردے کے لئے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب بھی درست نہ ہونا چاہئے یہی وجہ ہے کہ ابوداؤد کتاب الجنائز میں روایت ہے کہ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری وفات کے بعد میری قبر پر شاخ گاڑ دی جائے اس بنا پر مولانا سہارنپوری کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے قبر پر شاخ گاڑ دینا جائز بلکہ بہتر ہے۔ ①

حدیث شریف سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ قبر پر سبز شاخ گاڑ دینی چاہئے اور اسی طرح سبز پتیاں اور پھول بھی ڈال دینے چاہئیں کسی کی مخالفت کو ہرگز خاطر میں نہیں لانا چاہئے حدیث پاک پر عمل کرنا چاہئے۔ قبر پر پھول ڈالنا یقیناً قبر والے کے لئے راحت کا ساماں ہوگا قبر پر پھول ڈالنے کی مخالفت کرنا مجھے نہیں معلوم کیونکر باعث ثواب واجر ٹھہرے گا یہ تو وہی لوگ جانیں جو قبر پر پھول ڈالنے کو منع سمجھتے ہیں مگر یہ بات بڑی دلچسپ ہے اگر ان کو کبھی خود ڈالنے پڑھ جائیں تو چپ چاپ ڈال آتے ہیں اور جب قلم پکڑتے ہیں اسی عمل کی مخالفت بڑی شدومد کے ساتھ کرتے نظر آتے ہیں اس کو کیا کہنا چاہئے شاید دورنگی اسی کو کہتے ہیں۔ بہر حال ہمیں تو ڈیول پالیسی (dual policy) ہرگز پسند نہیں ہم اندر باہر سے ایک ہیں اور اسی کی دوسروں کو تبلیغ کرتے ہیں اسے کوئی ہماری خوبی جانے یا خامی ہم ہیں ہی ایسے ہمارا دل اور زبان ایک ساتھ ہیں۔

شیخ تقی عثمانی صاحب رقم طراز ہیں:

اس سے بعض اہل بدعت نے قبروں پر پھول چڑھانے کے جواز پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال بالکل باطل ہے اس لئے کہ اس حدیث میں پھول چڑھانے کا کوئی ذکر نہیں البتہ اس مسئلہ میں علماء کا کلام ہوا ہے کہ اس

① شیخ تقی عثمانی درس ترمذی ۱/ ۲۸۶ مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی،

حدیث کے مطابق قبروں پر شاخیں گاڑنے کا کیا حکم ہے؟ [1]

اقول بفضل اللہ العظیم ان ربی علیم حکیم:

حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر پر شاخ گاڑ دینا۔ یہ صحابی رسول کی وصیت ہے کیا حضرت بریدہ بن حصیب کی فہم پر کوئی شک ہے کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں عمومیت نہیں ہے۔ یقیناً ان کو معلوم تھا اس فرمانِ اقدس میں عمومیت ہے اس لئے تو انہوں نے اپنی قبر منور پر شاخ گاڑنے کا کہا تھا مجھے بڑا عجیب لگتا ہے ان کا طریق استدلال جو یہ کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں تو صرف شاخ کا ذکر ہے پھولوں کا تو کوئی ذکر ہی نہیں کس قدر علم وفن اور تحقیق ونظر سے دور بات ہے لفظ شاخ بھی خود نقل کرتے ہیں حدیث شریف کا حوالہ بھی خود دیتے اس کی تازگی کا ذکر بھی خود کرتے ہیں اور ساتھ پھولوں پر اعتراض بھی کر دیتے ہیں حالانکہ شاخ تازہ کسی بھی درخت کی ہو جہاں اس کے پتے ہوتے ہیں وہیں اس پر پھول بھی ہوتے ہیں اس لئے قبر پر پھول ڈالنے والوں کا استدلال باطل نہیں بلکہ درست وصحیح ہے خواہ مخواہ قبروں پر پھول چڑھانے کی مخالفت کرنا اور اس کو خدمت دین تصور کرنا یہ اندازِ تحقیق غلط ہے باطل ہے یہ تو کوئی طریقہ نہ ہوا جہاں اپنی عقل کہے مان تو مان لیا جہاں اپنی عقل اور اپنا خود ساختہ نظریہ کہے نہ مانو تو نہ مانو۔ اللہ گواہ ہے قبروں پر پھول ڈالنا ہرگز منع نہیں ہے ہاں البتہ اگر آپ اپنے بڑوں کی قبروں پر پھول نہیں ڈالنا چاہتے تو نہ ڈالیں ہم ہرگز آپ کو مجبور نہیں کرتے لیکن جو لوگ اپنے بزرگوں کی قبروں پر پھول ڈالتے ہیں ان کو تو منع نہ کریں کم از کم میری سمجھ میں تو یہ حکمت نہیں آتی کہ قبر پر پھول ڈالنے والوں کو اھلِ بدعت کہہ دیا جائے اور ذرا بھی نہ چونکا جائے۔ اور اگر ہم ذرا سخت الفاظ استعمال کر دیں تو آسمان سر پر اٹھالیا جاتا ہے اور ہر طرف سے شور مچ جاتا ہے کہ ان لوگوں کو آداب انسانیت نہیں آتے ان کو طرز گفتگو نہیں آتا ان کو اتنا نہیں معلوم کہ تبلیغ حکمت ودانائی سے ہوتی ہے ان کو تو قلم وقرطاس کی قدر تک نہیں ان کو تو قلم چلانا نہیں آتا یہ تو بس دوسروں کی پان پت اتارتے رہتے ہیں اب آپ ہی غور کریں ہم نے کسی کی کوئی پان پت اتاری ہو کسی کے لئے اوئی توئی کہا ہو بلکہ ہم تو سنجیدگی سے بات کرتے ہیں اور لوگ ہمیں اھل بدعت کہتے ہوئے نہیں ڈرتے اور جرم ہمارا کیا ہے وہ صرف اتنا کہ ہم قبروں پر پھول ڈالنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

اس جرم کی یہ سزا، ہاں ہونی چاہئے اس لئے کہ جس کی طبع نفیس ہوگی وہ پھول پسند کرے گا اور جس کی .... ہوگی وہ پھولوں کی بجائے کچھ اور پسند کرے گا بس پسند اپنی اپنی مزاج اپنا اپنا۔ کوئی کرے تو کیا کرے ہم چونکہ زندگی میں پھولوں سے پیار کرتے ہیں ان کو علامت راحت گردانتے ہیں بعد مرنے کے بھی ان سے کچھ تو انس

---

[1] شیخ تقی عثمانی درسِ ترمذی ج ۱ ص ۲۸۵ مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی

رہنا چاہئے تازہ پھول خوب اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں لہٰذا ان کی اس تسبیح سے یقیناً اھل قبور کو بھی فائدہ ہی پہنچے گا اور عقل مند کو فائدے کا کام کرنا چاہئے اور نقصان کے کام سے بچنا چاہئے۔

فیصلہ ہمیشہ ٹھنڈے دل و دماغ سے کرنا چاہئے:

اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اتنا بڑا فضل ہے کہ جو کچھ زیرز میں ہے وہ سب بھی اس کے محبوب علیہ السلام کی نظر میں ہے۔ بعض لوگوں نے سبز ٹہنی کو قبروں پر نصب کرنے اور اس کی وجہ سے عذاب کے ٹل جانے کو صرف اسی ایک دفعہ تک محدود جانا اور آگے کسی قبر پر شاخ کے لگانے کو درست نہ جانا حالانکہ آپ کا عمل چونکہ ایک خاص زاویہ سے تھا اور وہ عمومیت پر دلالت بھی کرتا ہے۔ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری وفات کے بعد میری قبر پر ٹہنی گاڑ دی جائے۔ ایک صحابی کا عمل بتا رہا ہے کہ اس فیض کو دوسروں تک بھی پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اب اگر کوئی قبر پر پھول ڈالنے اور ٹہنی گاڑنے سے منع کرے تو اس کی مرضی ہم نے تو دلائل سے بتا دیا ہے کہ قبر پر سبز ٹہنی بھی گاڑ دینی چاہئے اور پھول بھی ڈال دینے چاہیں رہا معاملہ مخالفت کا تو لوگ کب باز آئیں گے وہ تو اپنی ڈگر پر قائم رہیں گے اگر وہ لوگ قبر پر پھول ڈالنے کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں تو آپ کو بھی ڈالنے کے لئے مستعد رہنا چاہئے اس لئے کہ اس میں مرنے والا کا بھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر اس کار خیر کی توفیق دے جس میں امّت مسلمہ کا مجموعی بھلا ہو، اور ہر اس کام سے رک جانے کی توفیق عطا فرمائے جس میں امّت کا اجتماعی نقصان ہو۔ مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ ہم کس انداز سے سوچتے ہیں ہمارا انداز تفکر دبا دبا اور گھٹا گھٹا سا ہوتا ہے حالانکہ ہمارا انداز بیان انتہائی واضح روشن اور کھلم کھلا حق نما ہونا چاہئے جو بھی ہمارا نقطہ نظر پڑھے یا سنے وہ کم از کم اتنا تو کہنے پر مجبور ہو جائے یہ لوگ بات متانت سے کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں جب بھی تپ کر فیصلہ کیا جائے گا اس میں نقص رہ جائے گا اور جب بھی ٹھنڈے دل و دماغ سے فیصلہ کیا جائے گا تو وہ بہت حد تک نقائص سے دور ہو گا میں یہی کہنا چاہوں گا اس وقت امّت کو ضرورت وحدت کی ہے اور وحدت اسی صورت میں ممکن ہے جب ہمارا اپنا طرز عمل وحدت امّت کی طرف ایک مثبت اقدام قرار پائے۔ ہم نے تو ڈنڈا پکڑا ہوا ہے کہ ہر کسی کو درست کر کے ہی دم لینا ہے بس لٹھ پہ لٹھ چلائے جا رہے ہیں جیسے ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ ہم نے لوگوں کے سارے بل ول نکال ہی دینے ہیں انہیں بالکل سیدھا کر کے ہی چین لینا ہے مگر اپنی خبر کبھی نہیں لی اپنا کبھی کوئی نقص نظر نہیں آیا خود تو جیسے سراپا پاکیزگی ہیں اور دوسرے سراپا گندگی ایسا انداز تفکر جس فرد، خاندان یا قوم کا ہو وہ کبھی ترقی نہیں کرتی اور نہ وہ مصلح ہوتے ہیں مصلح کا کام یہ ہے کہ وہ اصلاح کا آغاز اپنی ذات سے کرے اگرچہ یہ کام مشکل ہے مگر ناممکن نہیں ہے لہٰذا اھل قبور سے ہمدردی کرنی چاہئے اور انکی قبروں پر پھول ڈال ہی دینے چاہیں انشاء اللہ فائدہ ہی ہو گا۔

درسِ حدیث

اللہ گواہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے آپ کی اطاعت باعثِ نجات ہے۔آپ کا لایا ہوا دین کامل ہے اس کی ایک ایک بات اپنے اندر ہزار ہا فوائد رکھتی ہے۔اسلام نے ہمیں پیدا ہونے سے لے کر قبر تک کے احکام عطا فرمائے ہیں ان پر عمل کرنے میں ہمارا بھلا ہی بھلا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم تاجدارِ عرب وعجم شفیع معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گذرے تو آپ نے ارشاد فرمایا ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا بلکہ ایک کو تو اس وجہ سے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرے کو اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ چغل خوری کیا کرتا تھا۔(جامع ترمذی حدیث نمبر ۷۰)

ہر مسلمان کو چاہئے وہ اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھے۔اپنی طبع کو نفیس بنائے نفاست کو پسند کرے اور اس کے خلاف کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھے۔ہمیں چاہئے کہ ہم دو باتوں سے بطور خاص پرہیز کریں (۱) پیشاب کے چھینٹوں سے ہر صورت بچتے رہیں (۲) چغلی سے بچیں حدیث شریف میں آتا ہے انسان کو قبر میں دو وجہ سے عذاب ہوتا ہے ایک تو یہ کہ بندہ پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرے نہ اپنا بدن اس سے بچائے اور نہ ہی اپنے کپڑوں کو ان سے پاک رکھے دوسری وجہ یہ ہے بندہ چغل خُوری کرے یعنی ادھر سے ایک بندے کی بات سنے جو اس نے دوسرے کے خلاف کی ہو تو اس کو مرچ مصالحہ لگا کر دوسرے تک پہنچا دے جس کی وجہ سے دونوں فریقوں میں سخت نفرت پھیلے اور بات لڑائی جھگڑے تک جا پہنچے یہ فتنہ وفساد جو برپا ہوگا اس کا سبب چغلی ہوگی اور جو بندہ دنیا میں امن قائم کرنے کی بجائے فتنہ وفساد برپا کرتا پھرے اس کو مرنے کے بعد قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔یہاں عقل کا گھوڑا دوڑانے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کو اسی طرح مان لینا چاہئے جس طرح اللہ کے نبی (جل وعلا صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہے۔

بندہ مومن کو صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے:

ہر مسلمان پر لازم ہے وہ اپنے جسم کو پاک وصاف رکھے اس پر پیشاب کے قطرے اور چھینٹے ہرگز نہ گرنے دے اور اس طرح اپنے کپڑوں کا بھی خاص خیال رکھے ان کو پاک صاف رکھے ان پر بھی پیشاب وغیرہ کے قطرے ہرگز نہ گرنے دے۔ظاہر ہے بندہ مومن نے نماز بھی پڑھنی ہوتی ہے اس لئے صفائی کا زیادہ خیال کرنا چاہئے۔بعض لوگ سڑک پر جاتے جاتے ہی کہیں ذرا جگہ پا کر پیشاب کرنا شروع کر دیتے ہیں اس طرح ہرگز نہ کرنا چاہئے بلکہ پیشاب پردے کی جگہ کرنا چاہئے نیز وہاں پانی بھی ہو تو زیادہ اچھا ہے ورنہ کم از کم مٹی کے ڈھیلے تو ہوں جن سے صفائی

کی جائے اس طرح یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ آج کل کے نوجوان کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور پردے کا بھی لحاظ نہیں رکھتے اس سے اجتناب ضروری ہے اسلامی احکام کو سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے اگر آپ نے مسائل ضرور یہ نہ سیکھے تو نقصان آپ ہی کا ہو گا کسی دوسرے کا تو نہیں ہو گا لہٰذا جلدی کریں اپنے آپ کو بدل دیں اپنے دین کو دلائل سے سیکھیں اس پر عمل پیرا ہوں اور پھر اس کی ترویج و اشاعت اور تبلیغ میں لگ جائیں انتظار نہ کریں بلکہ آج ہی سے اپنے آپ کو اپنے دین کے رنگ میں رنگ دیں خود اس کو عملاً اپنائیں اور دوسروں کو اس کی تبلیغ کریں۔

اپنے قول و فعل سے وحدت امّت کا پرچار کریں:

آیئے ہم درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں اور اس کے ذریعے اہل ایمان میں وہ جذبہ تازہ کریں کہ اس ملت کا ایک ایک فرد اپنی ذات میں انجمن بن جائے اور ان کی کاوشیں امّت کے اجتماعی مفاد میں ہوں ان کا ہر قول و فعل اپنے اندر وحدت امّت کا پرچار رکھتا ہو ہمارے رات دن ایسی محنت شاقہ سے عبارت ہو جائیں کہ آنے والی نسلیں راہ حق میں جہدِ مسلسل کرنے کو اپنے لئے باعث عز و شرف جاننے لگے جائیں یہی ہمارا مقصود ہے اسی کو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں اسی کے لئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں اگر ہماری کوششیں رنگ لائیں اور ہم اپنے اس مشن میں کامران ہو گئے تو ان شاء اللہ ہمیں ہمارے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کثیر جزا ملے گی۔

معتزلہ عذاب قبر کے منکر تھے:

معتزلہ عذاب قبر کے منکر تھے اسی طرح فلاسفہ بھی اس نقطہ نظر کے قائل تھے لیکن اہل سنت ہمیشہ عذاب کو حق مانتے آئے ہیں آج بھی اگر کوئی عذاب قبر کا انکار کرتا ہے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ معتزلی ہے اگر وہ معتزلی ہونے کا انکار کرتا ہے تو اس مسئلہ میں ان سے متاثر ضرور ہے لہٰذا عقیدۂ اہلسنت کی طرف لوٹ آنا چاہئے یہی عقیدہ برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدۂ اہلسنت و جماعت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

یہ سارا تانا بانا اس لیے بنا جاتا ہے کہ حیاب فی القبر کا انکار کیا جا سکے اور جب یہ ہو جائے تو پھر حیاتِ امام الانبیاء بعد از وفات کا انکار کر دیا جائے۔ عذابِ قبر کے انکار کے پیچھے دراصل حیاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انکار چھپا ہوا ہے۔ الحمد للہ ہم حیاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قائل تھے، قائل ہیں اور قائل رہیں گے ہم عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر قائم ہیں اور عمر بھر اس کی اشاعت کرتے رہیں گے ان شاء اللہ۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

باب نمبر ۵۴

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَضْحِ بَوْلِ الْغُلَامِ قَبْلَ أَنْ يَطْعَمَ۔

دودھ پیتے بچے کے پیشاب کا مسئلہ۔

اس باب کے تحت ایک ہی حدیث شریف وارد ہوئی ہے جو بڑی اہمیت کی حامل ہے یہ مسئلہ ہر دور میں ضروری ہے اور ضروری رہے گا اس لئے کہ قیام قیامت تک بچے پیدا ہوتے رہیں گے اور والدین کو یہ مسئلہ درپیش رہے گا۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے تاکہ آپ پر بھی واضح ہو جائے کہ دودھ پینے والے بچے کے پیشاب کا مسئلہ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۷۱

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ. فَبَالَ عَلَيْهِ. فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ عَلَيْهِ

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَزَيْنَبَ، وَلُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، وَهِيَ أُمُّ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبِي السَّمْحِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي لَيْلَى، وَابْنِ عَبَّاسٍ۔

قَالَ أَبُو عِيسَى وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلِ أَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ، قَالُوا يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ، وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ، وَهٰذَا مَالَمْ يَطْعَمَا، فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا۔

حضرت امّ قیس بنت محصن بیان کرتی ہیں میں اپنے بیٹے کو لے کر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئی وہ ابھی روٹی نہیں کھاتا تھا اس نے سرور عالم علیہ السلام پر بول کر دیا تو آپ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا اس باب میں حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت زینب اور حضرت لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث وارد ہوئی ہیں یہ امّ فضل حضرت عباس بن عبد المطلب کی زوجہ ہیں حضرت فضل بن عباس کی والدہ ماجدہ ہیں۔ اس موضوع پر جناب ابو سمح، حضرت عبد اللہ بن عمرو، ابو لیلیٰ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھم سے بھی روایات منقول ہیں۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہی قول نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم تابعین اور ان کے بعد والے مثلاً امام احمد، امام اسحٰق کا بھی ہے وہ فرماتے ہیں بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا اور یہ حکم ان بچوں کے پیشاب کا ہے جو ابھی کھانا نہیں کھاتے لیکن جب وہ کھانا کھانے لگ جائیں گے تو سب کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۷ کی فنّی حیثیت،

{تذکرہ راویان}

۱} قُتَیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} احمد بن منیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا ذکر حدیث نمبر ۵۶ کے تحت کر دیا گیا ہے آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} سفیان بن عُیینہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے احوال وحالات کا ذکر حدیث نمبر ۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} زہری رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۸ کے تحت کیا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ دین نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نوّر اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الھذلی ابوعبداللہ مدنی۔

عبیداللہ بن عبداللہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔وہ اپنے والد محترم کے چچا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔اسی طرح حضرت عمار بن یاسر، اور حضرت عمرو سے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔حضرت عائشہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عثمان بن حنیف، سہل بن حنیف، نعمان ابن بشیر، حضرت ابوسعید خدری، ابوطلحہ انصاری، ام قیس رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔

اسی طرح ان سے امام زہری، ان کے بھائی عون، سعد بن ابراھیم، ابوزنار، صالح بن کیسان رضی اللہ عنھم اور

ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

علامہ واقدی کہتے ہیں عبداللہ بن عبداللہ عالِم تھے، ثقہ راوی تھے۔ کثیر الحدیث تھے اور شاعری کا علم خوب رکھتے تھے۔ امام عجلی کہتے ہیں کہ وہ نابینا تھے۔ وہ فقہا مدینہ میں سے ایک ہیں تابعی ہیں ثقہ ہیں مرد صالح تھے جامع العلم تھے اور ان کو یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے استاد تھے۔ ابوزرعہ بیان کرتے ہیں وہ ثقہ ہیں مامون ہیں اور امام ہیں۔ امام ابن حبان کہتے ہیں وہ ثقات میں شمار ہیں وہ ساداتِ تابعین ہیں امام ابوجعفر طبری کہتے ہیں وہ احکام حلال وحرام کی خوب معرفت رکھتے تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ بڑے باعزت شاعر بھی تھے۔ ابن عبدالبر کا کہنا یہ ہے کہ وہ فقہاءِ عشرہ میں سے ایک تھے۔ لوگ ان کے اردگرد فتویٰ لینے کی غرض سے جمع رہتے تھے وہ عالِم فاضل تھے علم فقہہ میں ان کو خاص مہارت حاصل تھی۔ وہ پرہیزگار آدمی تھے محسن شاعر بھی تھے صحابہ کے بعد ان سے بڑا نہ تو فقیہہ نظر آیا اور نہ ہی ان سے زیادہ فہیم شاعر ملا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز امیر المومنین رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر عبیداللہ زندہ ہوتے تو میں ہر حکم ان کی رائے لینے کے بعد صادر کرتا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کی وفات:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل ہی ان کی وفات ہوگی تھی یہ ۹۴، ۹۵ھ کا سن تھا۔ ابن نمیر کا قول یہ ہے کہ ان کی وفات ۹۷ھ کو ہوئی۔ ابن مدینی کا کہنا یہ ہے کہ ان کی وفات ۹۹ھ کو ہوئی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ اوسط میں روایت کیا کہ حضرت امام زین العابدین علی ابن حسین رضی اللہ عنہما کی وفات ۹۲ھ کو ہوئی یہ روایت امام ابونعیم کے حوالے سے بیان کی ہے۔ جناب ھارون کا بیان یہ ہے کہ حضرت علی بن حسین کی وفات ۹۲ھ کو ہوئی۔ ①

میں نے وہ تمام اقوال نقل کر دیئے ہیں جو امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیے ہیں اگر عبیداللہ بن عبداللہ کا وصال حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے قبل ہوا تو پھر بانوے ۹۲ ہجری سے پہلے ہی ہوا ہوگا۔

---

① امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ / ۲۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

۶} امّ قیس رضی اللہ عنہا:

ان کے حالات واحوال کی تلاش میں بہت وقت لگا چونکہ ان کا ذکر سندِ حدیث میں فقط امّ قیس کے نام سے ہوا ہے۔اس لئے ان کی توثیق وتعدیل دیکھنے کے لئے خاصی مشکل پیش آئی بہر حال آخر کار ان کا تذکرہ مل ہی گیا ان کا نام آمنہ ہے اور یہ عکاشہ کی بہن ہیں ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے لیجیے آپ بھی مطالعہ فرمایئے۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔امّ قیس بنت محصن اسدیہ اخت عکاشہ امّ قیس قدیم الاسلام ہیں آپ مکّی بی بی ہیں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلی آئی تھیں امّ قیس ڈائریکٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔اسی طرح ان سے ان کے غلام عدی بن دینار، ان کے دوسرے غلام ابو الحسن، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود، وابصہ ابن معبد اسدی، ابوعبید اللہ بن عبد اللہ بن زمعہ، عمرہ نافع کی بہن، مولیٰ حمنہ بنت شجاع رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ابو القاسم جوھری نے اپنی مسند موطا میں ذکر کیا ہے کہ امّ قیس کا نام آمنہ تھا۔①

شرح حدیث نمبر ۷۱

ہماری خوش نصیبی ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ السلام نے ہمیں زندگی کے تمام شعبوں میں کامل ھدایات عطا فرمائی ہیں جہاں اور بڑے بڑے اہم مسائل پر رہنمائی فرمائی، وہاں بچوں کے پیشاب کے مسئلہ کو بھی بین فرمایا اور اپنی امّت کے اس ضروری مسئلہ کا حل بھی عطا فرمایا، ان مسائل کو احادیث مبارکہ میں پڑھنے کے بعد ان جلیل القدر محدثین کرام کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے اللہ تعالیٰ ان مشائخ کو اپنی خاص رحمتوں سے نوازے اور انکی خدمات کو اپنی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت عطا فرما کر ان کو جزائے کثیر عطا فرمائے اللہ تعالیٰ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے جنہوں نے جامع ترمذی مدّون کر کے امّت مسلمہ پر عظیم احسان فرمایا۔ حدیث نمبر ۷۱ کی شرح کے حوالے سے کچھ لکھتے ہیں آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

بچوں کے پیشاب کے بارے ائمہ اربعہ کا مذہب:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی قدس سرّہ العزیز رقم طراز ہیں۔جامع ترمذی شریف میں ایک باب ایسا بھی ہے

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲ / ۵۰۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

جس میں بیان ہوا ہے کہ ایسا بچہ جو ابھی کھانا نہیں کھاتا اگر وہ پیشاب کردے تو اس پر پانی چھڑک دینا ہی کافی ہوگا۔
حضرت امّ قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے بچے کو ہمراہ لے کر بارگاہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہوئی اس بچے نے ابھی روٹی کھانا شروع نہیں کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس بچے کو اپنی گود میں بیٹھالیا تو اس بچے نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور اس کے چھینٹے کپڑے پر مار دیئے۔ اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ، حضرت زینب، حضرت لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہم سے بھی روایات وارد ہوئی ہیں یہ جو امّ فضل ہیں یہی لبابہ ہیں جو حضرت عباس بن عبدالمطلب کی زوجہ ہیں جناب فضل بن عباس بن عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ ہیں اسی طرح ابوسمع، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابولیلیٰ، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہوئی ہیں۔
امام احمد، امام ابوداود، امام ابن ماجہ اور امام حاکم رضی اللہ عنہم نے اس حدیث شریف کو حضرت امّ فضل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ امام طبرانی نے اوسط میں حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔
امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بہت سارے صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین اور ان کے بعد والے کئی بزرگوں سے یہ منقول ہے جیسا کہ آئمہ محدثین امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ، امام اسحٰق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسا بچہ جو ابھی روٹی نہیں کھاتا اس کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جائے اگر بچّی پیشاب کرے تو اس کو دھویا جائے یہ حکم ان بچوں کا ہے جو ابھی کھانا نہیں کھاتے اگر وہ کھانا کھانے لگ جائیں تو دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔ صرف اس بچے کے پیشاب پر پانی کا چھینٹا مارنا کفایت کرتا ہے جو ابھی کھانا نہیں کھاتا یعنی دودھ کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں کھاتا ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا امام شافعی رضی اللہ عنہ کا نقطہ بھی یہی ہے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے گا اس لئے کہ دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ (1)

بول طاہر ہے اس کی نسبت امام شافعی کی طرف کرنا قطعاً باطل ہے:

علامہ امام بدرالدین عینی رقم طراز ہیں۔ اس حدیث شریف سے شافعیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ بچے کے پیشاب پر پانی بہا دینا ہی کافی ہے اس کو دھونے کی ضرورت نہیں یہی بات مسلم شریف کی روایت سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس سے بعض نے بول کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

---

(1) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۹۹ مطبوعہ کانپور ہند

اس سے تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اس کیفیت سے وہ شے پاک ہو جائے گی جس پر بچے نے پیشاب کیا ہے لیکن اس سے پیشاب کا نجس نہ ہونا تو ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ ہمارے بعض اصحاب سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ بول کی نجاست پر علماء کا اجماع ہے اس مسئلہ میں کسی نے بھی اس مؤقف کی مخالفت نہیں کی مگر داود (ظاہری) نے وہ بچے کے پیشاب کو طاہر کہتے ہیں۔ ایسا ہی ایک قول ابوالحسن بن بطال، قاضی عیاض اور امام شافعی کے حوالے سے ملتا ہے کہ بول صبی طاہر ہے اس پر پانی کا چھڑکاؤ ہی کافی ہے یہ قول قطعاً باطل ہے میں کہتا ہوں یہ موقف بلا دلیل و برھان ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے ایسا ایک قول بھی منقول نہیں ہے بلکہ یہ قول امام مالک رضی اللہ عنہ کا ہے اس بچے کا پیشاب طاہر ہے جو ابھی کھانا نہیں کھاتا۔ ایسا ہی داود ظاہری اور امام اوزاعی سے منقول ہے۔

اس مسئلہ کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا جا سکے لہٰذا اس کی وضاحت ضروری ہے جہاں تک بچوں کے پیشاب کا مسئلہ ہے اس میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے جس کو بول یعنی پیشاب کہا جاتا اس کو پاک کہنا بعید از عقل ہے۔ جس کو پیشاب کہا جاتا ہے وہ ناپاک ہی ہوتا ہے رہا اھل ظاہر کا معاملہ تو ان کے اقوال ہرگز لائق توجہ نہیں ہوتے بلکہ لائق التفات تو صرف اور صرف وہی اقوال ہیں جو ہمارے مشائخ کے ہیں ہمارے آئمہ کرام کے ہیں اور وہ اقوال جو ہمارے آئمہ کرام کے خلاف ہیں ان کی طرف توجہ کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں پیشاب بچے کا ہو یا بڑے کا دونوں پیشاب ہی ہوتے ہیں اور دونوں ناپاک ہی ہوتے ہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ داؤد ظاہری کا نقطہ نظر یہ ہے کہ بچے کا پیشاب نجس نہیں ہوتا تو یہ ہمارے بزرگوں کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے اس لئے کہ جمہور کے نزدیک پیشاب ناپاک ہی ہوتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ نضح اور رُشح کے الفاظ اپنے اندر غسل خفیف کے معنی رکھتے ہیں اس پر جامع ترمذی اور صحیح بخاری کی احادیث دلالت کرتی ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے بھی نضح اور رُشح کے الفاظ کے ایسے ہی معنی منقول ہیں۔ صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔

لہٰذا ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ نضح سے مراد دھونا ہی ہے ہاں البتہ یہ فرق دونوں میں ضرور ہے کہ اگر بچے کا پیشاب ہو تو اس کو خفیف سا بھی دھو لیا جائے تو پاک ہو جائے گا اور اگر بچی کا پیشاب ہو تو اس کو خوب مل مل کر دھونا چاہئے تاکہ کپڑا اچھی طرح پاک و صاف ہو جائے۔

پھر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بچے اور بچی کے پیشاب کی طہارت کی کیفیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس میں تین مذہب ہیں۔ ہمارے اصحاب نے اس کی تین وجوہ بیان فرمائی ہیں:

(۱) صحیح مشہور مختار مذہب یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے اور بچی کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی نہیں ہے اس کو اس طرح دھونا ضروری نہیں ہے جس طرح دیگر نجاستوں کو دھویا جاتا ہے۔

(۲) بچے اور بچی دونوں کے پیشاب پر پانی کا چھڑک دینا ہی کافی ہوگا۔

(۳) دونوں کے پیشاب پر پانی کا چھڑکنا کافی نہ ہوگا۔①

جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہمارا نہیں:

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں، دودھ پینے والے بچے کے پیشاب کے معاملہ میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم چھوٹے بچوں پر کمال مہربانی اور شفقت فرماتے تھے۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ سیدالاوّلین وآخرین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیسے پیار سے چھوٹے بچوں کو گود میں لے لیتے اور ان پر کمال الطاف فرماتے حتی کہ وہ آپ کی گود میں پیشاب کر دیتے لیکن آپ اس کو ہرگز برانہ مناتے اور نہ ہی آپ کی طبیعت میں کوئی تغیر آتا۔ بلکہ حدیث شریف میں تو یہاں تک آیا ہے کہ آپ بچوں کے رونے کی آواز کی وجہ سے نماز مختصر فرمادیتے یہ بھی آپ ہی کا فرمان اطہر ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہمارا نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بچوں کو نیک وصالح لوگوں کے پاس لے جانا اور ان اھل فضل لوگوں سے ان کے لئے دعا کرانا اچھا عمل ہے۔②

اقول!

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جو "بچے لڑکے، کے پیشاب پر پانی چھڑکا" لفظ نضح حدیث شریف میں آیا اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی اتنا ڈالا کہ پیشاب کا اثر زائل ہوگیا لہٰذا یہاں رُشح سے مراد دھونا ہی ہے مگر مبالغہ اس میں نہیں پایا گیا البتہ بچی کے پیشاب کو جب دھویا تو اس میں مبالعہ فرمایا ویسے بھی اگر لڑکا پیشاب کرے تو وہ جلدی کپڑے میں سرایت نہیں کرتا اور بچی کا پیشاب کپڑے میں جلد سرایت کرتا ہے اس وجہ سے ایک طرف پانی ڈالنا کافی سمجھا گیا اور دوسری کی طرف خوب دھونے کا فرمایا گیا۔ اس مسئلہ کو بڑے غور سے پڑھ لینا چاہیے۔

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۹ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ امام بدرالدین العینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۱۹۹ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان

درسِ حدیث

زندگی بہت بڑی نعمت ہے یہ ایک ہی بار عطا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو زندگی گذارنے کے طریق بتانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا وہ اپنے اپنے مبارک زمانوں میں انسانوں کو زندگی گذارنے کے طرائق بتاتے رہے اور ان کو سمجھاتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریق کار کیا ہے۔ آخر کار رب کائنات نے سلسلہ نبوت ورسالت کو اپنے پیارے حبیب علیہ السلام پر ختم فرمایا اور اب قیام قیامت تک کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اب حشر تک میدان محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے دوسرا کوئی اس میدان میں نظر نہیں آسکتا۔ بہر نوع امام الانبیاء علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر ہر شعبے میں ھدایات عطا فرمائی ہیں حتیٰ کہ بچوں کے پیشاب کے مسئلہ تک کو بھی بین فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے۔

> حضرت امّ قیس بنت مِحْصَن بیان کرتی ہیں میں اپنے بیٹے کو لیکر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئی وہ ابھی روٹی نہیں کھاتا تھا اس نے سرور عالم علیہ السلام پر بول کر دیا تو آپ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۷۱)

مسائل دینیہ کا سیکھنا کتنا ضروری ہے:

ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نزدیک پیشاب نجس ہی ہوتا ہے بچوں کا پیشاب بھی ناپاک ہے اگر کوئی بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو اس کو دھونا ضروری ہے ہاں البتہ اگر پیشاب لڑکا کرے تو اس کو ویسے ہی پانی لے کر صاف کر دیا جائے تو اس سے کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر لڑکی پیشاب کرے تو اس کو ذرا مبالغہ سے دھونا ہوگا تاکہ کپڑے کے اندر سرایت کیا ہوا پیشاب کا اثر زائل ہو جائے اور طہارت کامل حاصل ہو جائے۔ ان مسائل کا سیکھنا کتنا ضروری ہے اس حقیقت سے ہر عقل مند بندہ واقف ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اپنے دین کو دلائل کے ساتھ سیکھیں اس کو یاد رکھیں اس پر عمل کریں اور دوسروں تک اس کو پہنچائیں اس کی تبلیغ کریں تاکہ اھلِ ایمان کو موافق سنت زندگی گذارنا آسان ہو اور دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں سرخروئی کا سامان پیدا ہو رب کائنات ان مسائل ضروریہ کو سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

آیئے انتظار کئے بغیر ہم سب درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں زندگی گذارنے کی وہ طریقے سیکھیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سکھائے ہیں سیکھ کر خود اس کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کریں اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیں تاکہ دینِ اسلام کے ماننے والے اپنی عملی زندگی میں اپنے آقا مولیٰ حضرت محمد

مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے پابند نظر آئیں۔ اب ہچکچانے کی ضرورت نہیں بلا خوف لومۃ لائم میدانِ عمل میں نکل پڑنا چاہئے اور نیک عمل کر کے دوسروں کو اس کی تبلیغ کرنا شروع کر دینی چاہیے اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے گا وہ خود فرماتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۔①

اے ایمان والوں اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا تمہارے قدم جما دے گا۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے تو ربِ کریم ہماری مدد فرمائے گا وہ ہماری طاقت کو چار چاند لگا دے گا۔
شرط پھر وہی ہے کہ ہم بھی دعوت کا کام کریں اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوتِ عمل صالح دیں اور ان کو ذہنی طور پر تیار کر دیں کہ ہمارا اصل کام یہ تھا باقی سب کام ضمناً ہیں، اصل مقصد زندگی یہ ہے کہ ہم خود نیک بنیں اور دوسروں کو نیکی کی دعوت دیں اگر ہم اس مرحلے پر کامیابی حاصل کر لیتے ہیں تو اگلے مرحلے ان شاء اللہ آسانی کے ساتھ سر ہو جائیں گے۔
اپنی زندگی کو قوانین اسلام کے عملی سانچے میں ڈھال دیں اور سب خیر ہو جائے گی اور ہمارا ظاہر و باطن جب ایک ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش بھی ہم پر شروع ہو جائے گی آپ اب انتظار نہ کیجیے بلکہ بغیر انتظار ہی میدانِ عمل میں کود پڑیئے ان شاء اللہ خیر ہی ہو گی۔

---

① سورہ محمد آیت نمبر ۷

باب نمبر ۵۵

بَابُ مَا جَاءَ بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ۔

جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کا بیان۔

اس باب کے تحت دو حدیثیں آئی ہیں یہ دونوں ہی عظیم افادیت کی حامل ہیں ان میں بڑے بڑے اہم مسائل بیان ہوئے ہیں۔ جن کا جاننا یقیناً ایک مومن کے لئے بڑی ہی راحت وشادمانی کا باعث ہے۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے علم میں اضافہ ہوگا اسلام کی افادیت بیّن ہوگی دل وجان مسرور ہوں گے۔

حدیث نمبر ۷۲

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعفرَ انیُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بنُ مُسلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ أخبرنا حُمَيدٌ وَقَتَادَةُ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَس أَنَّ نَاساً مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاجْتَوَوْهَا. فَبَعَثَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ. وَقَالَ اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا. فَقَتَلُوا. رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم. وَاسْتَاقُوا الإِبِلَ. وَارْتَدُّوا عَنِ الإِسْلاَمِ. فَأُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم. فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلاَفٍ. وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ. وَأَلْقَاهُمْ بِالْحَرَّةِ. قَالَ أَنَسٌ فَكُنْتُ أَرَى أَحَدَهُمْ يَكُدُّ الأَرْضَ بِفِيهِ. حَتَّى مَاتُوا وَرُبَّمَا قَالَ حَمَّادٌ يَكْدِمُ الأَرْضَ بِفِيهِ. حَتَّى مَاتُوا قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا لاَ بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ عُرَینہ (قبیلہ) سے مدینہ شریف آئے تو وہ بیمار ہو گئے (ان کو مدینہ طیبہ کی آب وہوا راس نہ آئی) تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کے باڑے میں بھیج دیا اور ارشاد فرمایا اونٹوں کے بول اور دودھ پیو۔ تو ان لوگوں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے نیز اسلام سے مرتد ہو گئے ان لوگوں کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لایا گیا تو آپ نے ان کے مخالف سمت سے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں اور اس کے بعد ان کو گرم پتھریلی زمین پر پھینک دیا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ان کو دیکھا کہ ایک ایک منہ کے بل گرا پڑا تھا یہاں تک کہ وہ اس حالت میں مرکھپ گئے اور ایسے ہی حماد نے یَکُدُّ الْاَرْضَ کی بجائے یَکْدِمُ الْاَرْضَ بیان کیا ہے جس کا مطلب ہے وہ اپنے منہ سے زمین کو کاٹتے تھے۔ اور پھر اسی حالت میں مر گئے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے یہ حدیث شریف کئی اور طُرق سے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اکثر علماء کا قول یہی ہے وہ فرماتے ہیں اس جانور کے بول میں کوئی حرج نہیں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۷۲ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} حسن بن محمد زعفرانی رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ کرام نے فرمائی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی ابوعلی البغدادی۔

یہ ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے بھی ایک جماعت روایت کرتی ہے امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں حسن بن محمد ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے ابن ابی حاتم کہتے ہیں حسن بن محمد ثقہ راوی ہیں۔ ابوعمر کہتے میں نے عقیلی سے سوال کیا تو انہوں نے کہا حسن بن محمد ثقہ راوی ہیں اور ان پر کسی نے کوئی کلام نہیں کیا وہ مشہور ثقات سے ہیں۔ ابوعمر مدنی ہی کہتے ہیں میں نے ابوعلی صالح بن عبداللہ طرابلسی سے سوال کیا کہ حسن بن محمد کیسے راوی ہیں تو انہوں نے فرمایا ثقہ ثقہ مضبوط راوی ہیں۔ قابل اعتماد راوی ہیں۔

حسن بن محمد کی وفات:

امام ابن حبان کہتے ہیں حسن بن محمد کی وفات ماہِ ربیع الآخر ۲۵۱ھ کو ہوئی ابن منادی نے کہا کہ ان کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی۔ ①

---

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/ ۲۷۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۲} عفان بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہوا ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق وتعدیل بڑے بڑے آئمہ کرام نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ عفان بن مسلم بن عبداللہ الصفار، ابوعثمان البصری مولیٰ عذرہ ابن ثابت انصاری ساکنِ بغداد۔

عفان بن مسلم داود بن ابی فرات، عبداللہ بن بکیر مدنی، شُعبہ، سلیم بن حبان حماد ان اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اور اسی طرح ان سے امام بخاری اسی طرح باقی محدثین بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔

امام عجلی کا قول یہ ہے کہ عفان بن مسلم بصری ثقہ ثبت صاحب سنت ہیں۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں عفان بن مسلم ثقہ راوی ہیں علوم وفنون کے امام ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں عفان بن مسلم مشہور زمانہ ہیں، بہت ہی سچے راوی ہیں اور بہت قابل اعتماد راوی ہیں۔ ابن عدی ہی کہتے ہیں عفان بن مسلم کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ وہ سچا راوی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں عفان بن مسلم ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں ثبت ہیں اور حُجّت ہیں ابن خراش کہتے ہیں عفان بن مسلم ثقہ ہیں اور خیار المسلمین میں سے ایک ہیں ابن قانع کا کہنا یہ ہے کہ عفان بن مسلم ثقہ ہیں مامون ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

عفان بن مسلم کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں عفان بن مسلم کی پیدائش ۱۳۴ھ میں ہوئی اور ان کی وفات ۲۰۰ھ کو ہوئی۔ ①

۳} حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ کرام نے فرمائی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ حماد بن سلمہ بن دینار البصری ابوسلمہ مولیٰ تمیم اور یوں بھی کہا گیا ہے مولیٰ قریش اور اس کے علاوہ بھی اقوال ملتے ہیں حماد بن سلمہ ثابت بنانی، قتادہ، حمید الطویل، اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور ایک

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷/ ۲۰۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

جماعت سے روایت کرتے ہیں۔اسی طرح ان سے ایک جماعت روایت کرتی ہے۔امام احمد بیان کرتے ہیں حماد بن سلمہ ثابت سے روایت کرنے میں معمر سے بھی زیادہ ثبت راوی ہیں۔اور ایضاً یعنی ایسے ہی یہ بھی ہے کہ وہ حماد ین کے مقابلے میں ثقہ ہیں۔

ابو طالب کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ حدیث کے حوالے سے لوگوں میں بڑے عالمِ شمار ہوتے تھے۔اسی طرح ایک دوسرے موقعہ پر یوں بھی فرمایا کہ وہ تمام لوگوں میں زیادہ مضبوط راوی ہیں۔اسحق بن منصور ابن معین کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ حماد بن سلمہ ثقہ راوی ہیں۔ابو عمر جرمی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالوارث سے بڑا فقیہہ نہیں دیکھا اور حماد بن سلمہ تو عبدالوارث سے بھی بڑے فقیہہ ہیں۔شہاب بن معمر بلخی کہتے ہیں حماد بن سلمہ خود ابدال تھے اور وہ علامت ابدال بھی تھے۔

ساجی کہتے ہیں حماد بن سلمہ حافظ ہیں ثقہ ہیں اور مامون ہیں ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں۔عجلی کہتے ہیں حماد بن سلمہ ثقہ راوی ہیں صالح ہیں اور حسن الحدیث ہیں۔

حماد بن سلمہ کی وفات:

سلمان بن حرب وغیرہ کہتے ہیں حماد بن سلمہ کی وفات ۱۶۷ھ کو ہوئی امام ابن حبان نے اس پر صرف اتنا زیادہ کیا کہ ان کی وفات ماہ ذی الحج ۱۶۷ھ کو ہوئی۔①

۴} حمید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۵} قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۶} ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ماہرین فن اسماءِ رجال نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رقم طراز ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ثابت بن اسلم البنانی ابو محمد البصری۔

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷/ ۲۰۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

ثابت حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم اور ایک خلق سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے حمید الطویل شعبہ، اعمش وقتادہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عجلی کہتے ہیں ثابت ثقہ ہیں مرد صالح ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں ثابت ثقہ ہے امام ابوحاتم کہتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں بڑے مضبوط راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ ثابت اھل بصرہ میں سب سے بڑے عبادت گذار تھے ابن سعد کہتے ہیں ثابت ثقہ ہیں مامون ہیں۔ قُلْتُ کہہ کر امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں شعبہ کہتے ہیں ثابت ایک دن اور رات میں قرآن حکیم کی تلاوت مکمل کر لیتے تھے وہ صوم دہر تھے بکر مزنی کا کہنا یہ ہے کہ ہم نے ثابت سے زیادہ عبادت گذار کسی کو نہیں دیکھا۔

ثابت کی وفات:

ابن علیہ کہتے ہیں ثابت کی وفات ۱۲۷ھ کو ہوئی جناب جعفر بن سلیمان کے بقول ثابت کی وفات ۱۲۳ھ میں ہوئی۔ (۱)

۷} حضرت انس رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل ومناقب کا ذکر حدیث نمبر ۵ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں ان کے حالات پڑھنے کے بعد دل میں جلا پیدا ہوگی اور دین کا کام کرنے کے لئے ہمت بندھے گی اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا میں اثر کس انداز کا تھا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو آپ کی دعا کی برکت سے وافر رزق اور کثیر اولاد عطا ہوئی تھی۔

---

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲ / ۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حدیث نمبر ۷۳

حَدَّثَنَا الفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الأَعْرَجُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم أَعْيُنَهُمْ لِأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرُّعَاةِ

قَالَ أَبُوْ عِيْسَى هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْلَمُ أَحَداً ذَكَرَهُ غَيْرَ هٰذَا الشَّيْخِ عَنْ يَزِيدَ بنِ زُرَيْعٍ وَهُوَ مَعْنَى قَوْلِهِ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا فَعَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَالِهِ وَسَلَّمَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُودُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں سلاخیں اس لئے پھروائی تھیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چرواہے کی آنکھوں میں سلاخیں پھیری تھیں۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے ہم اس کو اس شیخ یعنی یزید بن زریع کے علاوہ کسی اور کے حوالے سے نہیں جانتے اور اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے۔ والجروح قصاص، اور جروح میں قصاص ہے۔ اور امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ عمل جو آپ نے ان مرتدوں سے کیا یہ نزولِ حدود سے پہلے تھا۔

حدیث نمبر ۷۳ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} فضل بن سہل الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ماہرین فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ فضل بن سہل بن ابراھیم الاعرج ابوالعباس البغدادی الحافظ۔

فضل بن سہل الاعرج شبابہ، اسود بن عمرو، یحییٰ بن غیلان اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اور اسی طرح ان سے بھی ایک جماعت روایت کرتی ہے خطیب بیان کرتے ہیں فضل بن سہل ستھرے راوی ہیں امام ابوحاتم بیان کرتے ہیں فضل بن سہل صدوق ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فضل بن سہل ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔

فضل بن سہل کی وفات:

امام ابن حبان فرماتے ہیں فضل بن سہل کی وفات ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ ①

۲} یحییٰ بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ماہرین فنِ اسماء رجال نے کی ہے۔ آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ یحییٰ بن غیلان بن عبداللہ بن اسماء بن حارثۃ الخزاعی ثم اسلمی ابوالفضل البغدادی اور یوں بھی کہا گیا ہے یحییٰ بن عبداللہ بن غیلان۔

یحییٰ بن غیلان مالک، فضل بن فضالہ، یذیر بن زریع اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے فضل بن سہل الاعرج، احمد بن حنبل، محمد بن عبدالرحیم رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ فضل بن سہل کہتے ہیں یحییٰ بن غیلان ثقہ مامون راوی ہیں۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں یحییٰ بن غیلان ثقہ راوی ہیں امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں یحییٰ بن غیلان ثقہ راوی ہیں۔ بغداد تشریف لائے وہاں سے پھر کسی ضرورت سے بصرہ چلے گئے چنانچہ وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

یحییٰ بن غیلان کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں یحییٰ بن غیلان کی وفات ۲۲۰ھ میں بصرہ میں ہوئی۔ ②

---

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/ ۲۴۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/ ۲۳۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۴} یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی بڑے بڑے ماہرین فن نے توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ یزید بن زریع العیشی اور یوں بھی کہا گیا ہے تمیمی ابو معاویہ البصری الحافظ۔

یزید بن زریع سلیمان تمیمی، حمید الطویل، ابی سلمہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں ان سے عبد اللہ بن مبارک ابن مھدی، یحییٰ بن غیلان اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عبد اللہ بن احمد اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ یزید بن زریع بصرہ کی پھولوں بھری کیاری تھے۔ اسحٰق بن منصور ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں یزید بن زریع ثقہ راوی ہیں۔ عبد الخالق بن منصور ابن معین ہی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں یزید بن زریع صدوق ہیں ثقہ ہیں اور مامون راوی ہیں۔ ابو عوانہ بیان کرتے ہیں مجھے چالیس سال تک یزید بن زریع کی صحبت کا شرف حاصل رہا اس دوران میں نے ان کو دیکھا کہ وہ ہر روز کوئی نہ کوئی نیکی کرتے تھے۔ محمد بن مثنیٰ کہتے ہیں میں نے بشر بن حکم سے سنا وہ یزید بن زریع کا ذکر کرتے ہوئے کہتے تھے کہ وہ ماہر علوم وفنون تھے۔ حافظ تھے میں نے ان کی اور ان کی حدیث کی صحت کی مثل نہیں دیکھی۔

امام ابو حاتم کہتے ہیں وہ ثقہ ہیں امام ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں یزید بن زریع ثقہ ہیں حجت ہیں اور کثیر الحدیث ہیں۔

یزید بن زریع کی وفات:

عمرو بن علی کہتے ہیں یزید بن زریع کی پیدائش سنہ ۱۰۱ھ کو ہوئی ابن سعد کہتے ہیں کہ ان کی وفات سنہ ۱۸۲ھ کو ہوئی۔ ①

سلیمان التمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۶۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۵} انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات، احوال، مناقب، محاسن اور فضائل وکمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۵ کے تحت ہو چکا ہے آپ وہاں سے ضرور پڑھ لیں حضرت کے حالات کا تذکرہ پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے قوت تیقن بڑھتی ہے اور خدمتِ اسلام کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

---

① امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م سنہ ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱ / ۲۸۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۷۲، ۷۳

اللہ تعالیٰ ہی تمام حمدوں کے لائق ہے جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا وہی تمام تعریفوں کا حقدار ہے جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کو لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کا تاج پہنایا۔ وہی ربّ ہے جس نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے انبیاءِ کرام علیھم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا اور سب سے آخر میں سب سے بڑے مرتبے کے مالک تمام انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا اور حشر تک نبوت ورسالت کا دروازہ مطلقاً بند کر دیا۔ اپنے آخری رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسا کامل واکمل نظام حیات عطا فرمایا جو قیام قیامت تک انسانوں کی تمام ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔ اس کا ایک ایک ضابطہ آفاقی ہے اس کا ایک ایک قانون لافانی ہے اس کی ایک ایک بات اپنے اندر لازوال حکمتیں رکھتی ہے۔ اس کی ایک ایک آیت ہزار ہا خوبیوں سے لبریز ہے۔ کلام ربّ العالمین کے بعد سب سے عمدہ کلام محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مبارک کلام ہے۔ حدیث مبارک ہے یہی وہ ذخیرہ طیبہ ہے جو ساری دنیا کے انسانوں کے لئے بالعموم اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص سامانِ راحت ہے۔ پیغام فرحت ہے نوید کامرانی ہے۔ بشارتِ سرخروئی ہے۔ ہمارا بھلا یقیناً سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت واطاعت میں مضمر ہے۔ بس اسی کو اپنی دنیا و آخرت کے لئے سامان نجات جاننا چاہئے اسی پر عمل پیرا ہو جانا چاہئے اور اس کو یاد کر کے پوری ذمہ داری سے دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ایک مرتبہ حضرت سعید ابن عامر رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو ملنے آئے تھے اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہنے لگے۔

امیر المومنین عمر (رضی اللہ عنہ) لوگوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہئے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملے میں لوگوں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (۱)

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر ہر شعبے میں ھدایات عطا فرمائی ہیں لہٰذا کھانے پینے پہننے، بیمار ہونے پر علاج کروانے دوائی لینے کے لئے ھدایات عطا فرمائی ہیں۔

---

(۱) ڈاکٹر عبدالرحمٰن رافت پاشا، زندگیاں صحابہ کی ص ۱۸ مطبوعہ مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، اردو بازار لاہور

یہ منافق ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جان لیا تھا جن کو مدینہ شریف کی آب وہوا راس نہیں آئی یہ منافق ہیں
علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں، امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کی جامع ترمذی میں ایک باب یہ بھی ہے جس میں اس بات کا بیان کیا گیا ہے کہ ان جانوروں کے پیشاب کا کیا حکم ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ شریف آتے عُرَیْنَہ قحطان کے ایک قبیلے کا نام ہے۔امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی ایک روایت کے مطابق عکل وعُرَیْنَہ سے آئے تھے ان تمام افراد کی تعداد سات ہے ان میں سے چار کا تعلق تو عُرَیْنَہ سے تھا اور تین کا تعلق قبیلہ عکل سے تھا۔ان کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں کچھ نے سات تعداد بتائی ہے اور کچھ کے نزدیک ان کی تعداد آٹھ ہے ترتیب یہ ہے۔

۱۔ چار قبیلہ عُرَیْنَہ سے۔
۲۔ تین قبیلہ عکل سے۔
۳۔ ایک کا تعلق کسی اور قبیلہ سے تھا۔

پس ان کو مدینہ طیبہ کی آب وہوا راس نہ آئی اور وہ استقاء کی بیماری میں مبتلا ہو گے چنانچہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو اس باڑے میں بھیج دیا جہاں صدقہ کے اونٹ چرتے تھے اور یہ جگہ شہر سے باہر واقع تھی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان کو اونٹوں کا دودھ اور بول پلاؤ اس لئے کہ یہ اِسْتِسْقَاء کی بیماری میں مفید ہے۔یہ لوگ شہر سے باہر چلے گئے اور شیر وبول نوش کیا اور صحت یاب ہو گئے۔بیماری سے صحت پانے کے بعد ان لوگوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اونٹ چرانے والے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے اسلام سے پھر گے یعنی مُرتد ہو گے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر دی گئی تو آپ نے صحابہ کرام کو ان کا پیچھا کرنے کو فرمایا اور وہ ان کو گرفتار کر لائے۔اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم صادر فرمایا ان کو جانب مخالف سے کاٹا گیا یعنی اگر دایاں ہاتھ کاٹا گیا تو بایاں پاؤں کاٹا گیا۔ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں۔اور ان کو سنگر یزوں والی گرم زمین پر پھینکا گیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے دیکھا ان میں سے ایک ایک کو پتھریلی زمین پر گھسیٹا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے اور اسی طرح حماد سے مروی یوں ہے کہ انہیں یَکْدِمُ الْاَرْضَ یعنی حماد نے لفظ یَکْدِمُ استعمال کیا ہے دونوں لفظوں یَکُدُّ اور یَکْدِمُ کا ایک ہی معنی ہے۔وہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ منہ کے بل زمین پر پڑے ہیں اور اسی حالت میں مر گئے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اور اس کو بہت سارے طرق سے روایت کیا

گیا ہے اور سند کے آخر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آتے ہیں۔ اور یہ قول اکثر اہل علم کا ہے کہ ان جانوروں کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہوتا جن کا گوشت کھایا جاتا ہے جیسے (۱) گائے (۲) بکری (۳) اونٹ۔

صحابہ کرام جن کو گرفتار کر کے لائے تھے وہ مُرتد ہو گئے تھے:

علامہ ابوطیب سندھی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح ترمذی میں لکھا ہے جن عرُینیوں کو پکڑ کر لایا گیا وہ مُرتد ہو گئے تھے یہ عُرَینہ کے لوگ تھے لفظ عُرَینہ اسم تصغیر ہے جیسے جُھَینَہ قاموس میں یہ ہے عرینوں یعنی مرتدون اور ان کی تعداد آٹھ تھی جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ اور یہ جوان کی بیماری کا ذکر ہے فَاجْتَوَوْهَا سے مراد پیٹ کی بیماری ہے۔ ①

اونٹ کے بول کے متعلق تحقیق:

مالکیہ، حنابلہ اور شوافع کا مسلک ابوال کے متعلق:

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے ان لوگوں کو (جو بیمار ہو گئے تھے اور ان کے دلوں میں منافقت تھی) بول پینے کا حکم دیا تھا اسی سے بعض نے بول کی طہارت پر دلیل پکڑی جیسا کہ اونٹ کے پیشاب کے بارے میں اس حدیث شریف میں آیا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا بول طاہر ہے اس کو قیاس کر لیا گیا ہے۔ یہ قول امام مالک امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت سلف کا ہے شافعیہ میں سے ابن خزیمہ، ابن المنذر ابن حبان، اصطخری اور رویانی کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ اور جمہور کا نقطۂ نظر یہی ہے کہ ابوال اور ارواث سب کے سب ناپاک ہیں چاہے ان جانوروں کے ہوں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے یا ان کے ہوں جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ ابن منذر نے اس قول سے دلیل پکڑی ہے جس میں مذکور ہے کہ اشیاء میں طہارت ہی ہوتی ہے یہاں تک کہ ہم ان کی نجاست ثابت نہ کر دیں۔ ②

عام حالات میں تو اس قسم کی چیز کو استعمال کرنا منع ہی ہوگا ہاں البتہ ضرورت واضطرار میں اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جن لوگوں کو اونٹوں کا بول اور دودھ پینے کا حکم دیا تھا وہ چور تھے قاتل تھے اور مرتد ہو گئے تھے۔

---

① علامہ ابوطیب سندھی شرح ابی طیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۹۹ مطبوعہ کانپور ہند

② امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/ ۴۳۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ رقم طراز ہیں

ابوقلابہ کہتے ہیں: جن لوگوں کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اونٹوں کے بول اور دودھ کے پینے کا حکم دیا تھا ان کو اپنے علم نبوت سے جان لیا تھا کہ یہ لوگ اندر سے منافق ہیں۔ بے ایمان ہیں جیسا کہ بعد میں وہ لوگ کافر ہو گئے تھے، مرتد ہو گئے تھے۔ڈاکو اور قاتل بن گئے۔

امام ابن حجر کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

فَهٰؤُلَاءِ سَرَقُوْا، وقَتَلُوْا و كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوْا اللهَ وَرَسُوْلَهُ۔ ①

یہ لوگ چور تھے، قاتل تھے ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جنگ کا اعلان کر دیا تھا۔

مغازی میں ہے حضرت سعید بن ابی عروبہ حضرت قتادہ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں ان لوگوں کا تعلق عُکل وعُرَینہ سے تھا یہی درست ہے۔اس کی تائید میں ابوعوانہ اور طبری سعید بن بشیر، قتادہ پھر انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث لائے ہیں یہ بزرگ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ عُرَینہ سے چار شخص تھے اور تین کا تعلق قبیلہ عُکل سے تھا ایک اور روایت کے مطابق آٹھواں شخص ان دونوں قبیلوں کے علاوہ کسی اور قبیلے سے تھا۔ ②

منکرینِ حدیث کا علمی محاسبہ:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام ترمذی کی جامع کی روایت کے مطابق تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبیلہ عُرَینہ اور عَکل کے لوگوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا اگر احادیث مبارکہ میں اس قسم کے واقعات کا ذکر ہو گا تو اسلام کو امن والا دین کیسے کہا جائے گا۔ ہم نہایت متانت سے عرض کریں گے جب کسی بھی معاملہ کا جائزہ لینا ہو تو اس کو تمام زاویوں سے دیکھا کرتے ہیں جب تمام نقطہ ہائے نظر سامنے آ جائیں تو پھر فیصلہ کرنا مشکل نہیں رہتا بلکہ آسان ہو جاتا ہے اعتراض کرنے والا یہ تو کہتا ہے کہ قبیلہ عُرَینہ اور عَکل کے لوگوں کو بہت اذیت دیکر قتل کیا گیا اس واقعہ کا پوری دیانتداری سے جائزہ لینا چاہئے نہ یہ کہ صرف کسی بات کو سن کر حدیث شریف ہی کے انکار کا فتنہ کھڑا کر دینا یہ تو کوئی عقل مندی نہیں سوال تو یہ ہے کہ جن احادیث مبارکہ پر مخالفین اسلام اعتراض وارد کرتے ہیں یا جن روایات کی وجہ سے اھل اسلام کو دین سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان احادیث مبارکہ کے ان مقامات کو بطور خاص مطالعہ کر کے

① امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/ ۴۳۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

ان کے اشکال کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے نہ سرے سے حدیث شریف ہی کا انکار کر دیا جائے۔

ابھی آپ نے پڑھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کچھ لوگ آئے جن کا تعلق قبیلہ عُرَینہ اور قبیلہ عُکَل سے تھا وہ مدینہ شریف میں قیام پزیر ہوئے پھر انہوں نے کہا کہ ہمیں مدینہ طیبہ کی آب وہوا راس نہیں آئی اور ہمیں تکلیف ہوگئی ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو شہر سے ذرا باہر اونٹوں کے باڑے میں بھیج دیا اور ساتھ ہی ان کے مزاج کے مطابق اور جس طرح بعض طبیب عرب کرتے تھے اونٹوں کے ابوال اور البان پینے کا حکم صادر فرمایا آپ تھوڑا سا غور فرمائیں اگر کوئی آدمی سچا مومن ہو تو کیا وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہو کر بیمار ہو جاتا ہے یا بیمار بھی صحت پا جاتا ہے یقیناً ہر بیمار بارگاہِ اطہر میں حاضر ہونے کے بعد شفا پا جاتا ہے اب ان لوگوں کا کہنا کہ ہم بیمار ہو گئے ہیں دراصل اندر کی منافقت ٹپک رہی تھی اس کا بعد میں انہوں نے اعلان بھی کر دیا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے اور علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اس کا تذکرہ بھی فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں۔

قَالَ اَبُوْ قِلاَ بَۃَ ھٰؤلَاءِ سَرَقُوْا، وقَتَلُوْا، وَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَا نِھِمْ وَحَارَبُوْا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔[1]

جناب ابو قلابہ کہتے ہیں پس یہ لوگ جو تھے انہوں نے چوری کی قتل کیا اور ایمان لانے کے بعد کفر کر ڈالا تو گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

اَقُوْلُ بِفَضْلِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اِنَّ رَبِّیْ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ:

ان لوگوں نے جن کا تعلق قبیلہ عُرَینہ اور قبیلہ عُکَل سے تھا حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے باڑے میں رہ کر شفا پائی اور جو صحابی اس باڑے کے اونٹوں پر نگران تھے ان کا نام یسار تھا اور بعض علماء نے کہا کہ وہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ ان کو بڑی بے دردی کے ساتھ اذیت دیکر قتل کیا ان کے اعضاء کو کاٹا اس طرح ان قاتلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاں جو صدقہ کے اونٹ آئے ہوئے تھے ان کو ہانک لیا اور اپنے ارتداد کا اعلان بھی کر دیا گویا کھلم کھلا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جنگ کا چیلنج کیا ان حالات میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان چوروں قاتلوں اور مرتدوں کو چھوڑ دیتے اور ان سے انتقام نہ لیتے تو اہل اسلام میں بددلی پھیلتی ان کو اپنے عدم تحفظ کا احساس ہونے لگتا اب کون عقل مند یہ کہہ سکتا ہے کہ اس موقعہ پر ان لوگوں

---

① امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/۴۳۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

کا تعاقب کرنا اوران کو گرفتار کر کے لانا پھران کو قرار واقعی سزا دینا یہ سب صحیح نہیں تھا بلکہ ہر ذی شعور یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ ایسے موقعہ پر ان ظالموں کو پکڑنا اوران کو ان کے کئے کی سزا دنیا بالکل حق وصداقت پر مبنی تھا۔

ان لوگوں نے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی کو اذیتیں دے دے کر مارا تھا اب اس کا بدلہ یہی بنتا تھا کہ ان کو بھی اسی طرح اذیت دے کر مارا جاتا تا کہ اھل ایمان کو اپنے تحفظ کا احساس پیدا ہوتا لھذا ان قبیلہ عُرَیْنَہ اور قبیلہ عُکَل کے لوگوں کے ساتھ جو کچھ کیا گیا وہ بالکل عدل تھا اور اس میں قطعاً کوئی ظلم نہ تھا آپ اگر امن قائم کرنا چاہیں گے تو مجرم کو قرار واقعی سزا دیں گے تب کہیں جا کر رعایا کو اپنی حفاظت کا یقین آئے گا اور وہ لوگ اطمنان کی زندگی گذارنے لگیں گے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جل وعلاہ وصلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جنگ کرنے والوں کا انجام:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ (1)

وہ (جو) کہ اللہ اوراس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیئے جائیں یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب۔

یہ آیت مبارکہ نقل کرنے کے بعد اس سے واقعہ قبیلہ عُرَیْنَہ وعُکَل پر ان کو دی جانے والی سزا پر علامہ امام بدر الدین عینی لکھتے ہیں۔اس واقعہ میں جو کچھ ہوا اور جو سزا ان کو امام الانبیاء علیہ السلام نے دی وہ سب قرآن حکیم کے حکم کے عین مطابق تھی اس کے بعد علامہ نے کئی واقعات کی طرف اشارہ فرمایا اوران کے مآخذ ذکر کیے اس میں انہوں نے محدث عبدالرزاق کی مصنف کا حوالہ دیا، مسند الشامین کا ذکر کیا طبرانی کا حوالہ دیا۔اس کے بعد قبیلہ عُرَیْنَہ اور عُکَل

(1) سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۳

کے لوگوں کی تعداد کا ذکر کیا وہ فرماتے ہیں یہ واقعہ جمادی الآخر ۶ ھ کو ہوا حدیبیہ کے بعد اس بات کا تذکرہ امام ابن اسحٰق نے مغازی میں کیا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیبیہ کے بعد ہی کا تذکرہ کیا ہے البتہ ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ میں پیش آیا۔علامہ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ یہ واقعہ ماہ شوال میں ہوا۔اسی طرح امام ابن حبان اور ابن سعد نے بھی تذکرہ کیا ہے۔①

تداوی بالمحرمات میں علامہ بدالدین عینی کی تحقیق:

علامہ امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اگر ابوال الابل مُحرَّمَۃُ الشرب ہے یعنی جب اونٹوں کا پیشاب ہے ہی حرام تو اس سے بیماری کا علاج کرنا کیونکر درست اور جائز ہوگا (یہ علامہ کا اپنا سوال ہے پھر خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں) جبکہ حدیث شریف میں ہے امام ابوداود حضرت امّ سلمہ امّ المومنین رضی اللہ عنھا سے حدیث لائے ہیں۔
بیشک اللہ تعالیٰ نے میری امّت کے لئے اس چیز میں شفا نہیں رکھی جو اس پر حرام ہے۔

میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ یہ جو حدیث مبارک ہے اس کو حالت اختیار پر محمول کیا جائے گا باقی رہا معاملہ حالتِ اضطرار کا تو اس میں یہ حرام نہیں ہے۔جیسے مُضطر کے لئے مُردار کا کھانا جیسا کہ ہم نے اس کو دلیل سے ذکر کر دیا ہوا ہے۔(سورہ انعام کی آیت ۱۱۹ میں اس کا بیان ہے) یہ جو ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَ كُمْ فِي حَرَامٍ۔②

بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حرام کو شفا نہیں بنایا۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مراد خمر (شراب) ہے اس میں شفاء کہاں وہ تو بیماری ہے۔تو پھر اس سے علاج کیونکر ممکن ہے سوید بن طارق سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شراب یعنی خمر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے منع فرمایا پھر عرض کیا گیا تو آپ نے منع فرمایا پھر عرض کیا گیا یا نبی اللہ یہ دوا ہے اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

لَا وَلٰكِنَّهَا دَاءٌ۔③

نہیں بلکہ یہ (شراب) تو بیماری ہے۔

وہ اشیاء جن کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے ان سے کبھی دواء علاج کرنا اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ اختیاری ۲۔ اضطراری

① امام علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۲۳۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان
② امام علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۲۳۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان
③ امام علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۲۳۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان

پہلی صورت میں تو منع ہے اس چیز کو بطور دوا بھی استعمال نہ کریں جس کو اسلام نے حرام قرار دے دیا ہے۔
دوسری صورت میں اگر زندگی خطرے میں پڑ گئی ہے اور یقین ہے کہ اس چیز کے استعمال سے زندگی بچ جائے گی تو ایسی صورت میں اس شی کا استعمال کرنا جائز ہوگا۔ مگر اس کی مقدار اتنی ہی دی جائے گی جس سے زندگی بچ جائے اور بس۔

اس پر تمام فقہا کا اتفاق ہے کہ یہ عمل جائز ہے۔ جو پہلی صورت ہے کہ جان کا خطرہ تو نہیں ہے لیکن مرض کو دور کرنے کے لئے تداوی بالمحرم کرنا اس میں آئمہ کرام کا اختلاف ہے۔
امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس میں بھی جبکہ جان کو خطرہ نہیں البتہ مرض سے شفاء درکار ہے تداوی بالمحرم مطلقاً جائز ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایسی صورت میں جبکہ جان کو تو خطرہ نہیں البتہ شفاء مرض مطلوب ہے تو تداوی بالمحرم مطلقاً ناجائز ہے۔ امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک تمام نشہ دینے والی چیزوں سے تو جائز نہیں دوسری تمام محرمات سے جائز ہے۔ حنفیہ میں سے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں امام طحاوی فرماتے ہیں خمر کے علاوہ باقی تمام حرام اشیاء سے علاج جائز ہے۔

درس حدیث

ہم خوش بخت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے مسلمان بنایا یہ اس کی کمال مہربانی ہے دنیا کا سب سے نفیس ترین دین الحمدللہ اسلام ہی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

> حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ عُرَینَہ (قبیلہ) سے مدینہ شریف آئے تو وہ بیمار ہو گئے (ان کو مدینہ طیبہ کی آب وہوا راس نہ آئی) تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کے باڑے میں بھیج دیا اور ارشاد فرمایا اونٹوں کے بول اور دودھ پیو۔ تو ان لوگوں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے نیز اسلام سے مرتد ہو گئے ان لوگوں کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لایا گیا تو آپ نے ان کے مخالف سمت سے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں اور اس کے بعد ان کو گرم پتھریلی زمین پر پھینک دیا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ان کو دیکھا کہ ایک ایک منہ کے بل گرا پڑا تھا یہاں تک کہ وہ اس حالت میں مرکھپ گئے۔
>
> (جامع ترمذی شریف ۲۷)

یہ جو قبیلہ عُرَینہ اور عُکل کے لوگ تھے ان کی تعداد آٹھ تھی چار کا تعلق تو عُرَینہ سے تھا تین کا تعلق عُکل سے اور ایک فرد کسی اور قبیلے کا تھا یہ خبیث سب کے سب مُرتد منافق تھے اسی لئے تو ان کا علاج اونٹوں کا بول اور دودھ تجویز ہوا۔ انہوں نے کہا تھا ہمیں مدینہ شریف کی آب وہوا راس نہیں آئی جس کو مدینہ طیبہ مدینہ منورہ مدینہ محترمہ مدینہ معظّمہ، مدینہ مطہرہ، مدینہ مقدسہ، مدینہ معطرہ، مدینہ مکرمہ کی آب وہوا راس نہ آئے تو پھر اس کو دوزخ ہی کی آب وہوا راس آئے گی۔

ان مرتدوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اونٹوں کے نگران صحابی رضی اللہ عنہ بعض روایات کے مطابق ان کا نام یسار تھا اور بعض نے کہا کہ یہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے ان کو قتل کر دیا اور قتل بھی بڑی بے دردی سے کیا اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا چانچہ وہ ان کو گرفتار کر کے لے آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ان کو سزا دی اور یہ لوگ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سچی محبت واطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی میں فلاح دارین ہے اسی میں ہماری عزت وعظمت پنہاں ہے۔

آیئے ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں تا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عطا کردہ نظام حیات بطریق احسن آپ کی امّت تک پہنچایا جا سکے ربّ کائنات ہمیں عزم وہمت سے تبلیغ دین کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

باب نمبر ۵٦

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوْءِ مِنَ الرِّيحِ۔

ہوا کے خارج ہونے سے وضو نہیں رہتا۔

اس باب میں تین احادیثِ مبارکہ آ رہی ہے۔ جو سب کی سب ہماری عملی زندگی میں بے حد مفید ہیں۔ زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے ان کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

آیئے آپ بھی ان کا مطالعہ فرمایئے علم و آگہی کے میدان میں شناسائی ہوگی علم و فن سے لگن ہوگی اور اپنے اعمال کو موافق سنت بنانے کا بہترین موقعہ ملے گا۔

حدیث نمبر ۷۴

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا وضو نہیں (ٹوٹتا) مگر صرف صوت اور ہوا سے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۷۴ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} قُتَیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے آپ اگر پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} ھنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات احوال کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۴} شعبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۵ کے تحت ہو چکا اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} سہیل بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۶} ابیہ یعنی ابوصالح السَّمان دراصل ان کا نام ذکوان ہے:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۷} حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کے مناقب، محاسن، محامد، فضائل اور کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت کر دیا گیا ہے آپ وہاں سے ضرور پڑھ لیں ان کے حالات واحوال کا مطالعہ کرنے سے قلبی مسرت ہوتی ہے۔ دل باغ باغ ہو جاتا ہے پھر ان پر عنایات رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حال پڑھ کر تو دل جھوم جھوم جاتا ہے اور بے ساختہ زباں پر مرحبا کے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں۔ ان کی دینی خدمات پڑھ کر دل میں خدمت دین کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور کچھ کر جانے کو جی چاہتا ہے۔

حدیث نمبر ۷۵

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رِيحًا بَيْنَ أَلْيَتَيْهِ فَلَا يَخْرُجْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بھی مسجد کے اندر ہو اور وہ اپنے سُرین کے درمیان ریح پائے تو وہ اس وقت تک مسجد سے باہر نہ نکلے جب تک وہ ہوا کی آواز نہ سنے یا بدبو نہ پائے۔

حدیث نمبر ۷۵ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} قُتَیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} عبدالعزیز بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۴ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} سہیل بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} ابیہ یعنی ابوصالح السّمان ذکوان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات احوال، محاسن، محامد، فضائل اور کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے ضمن میں کر دیا گیا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں ان شاء اللہ قلبی سکون ملے گا اور خدمت دین متین کا جذبہ بیدار ہوگا۔

حدیث نمبر ۷۶

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَالَ إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ،

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، وَعَلِيِّ بنِ طَلْقٍ، وَابنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ يَسْمَعُ صَوْتاً أَوْ يَجِدُ رِيحًا۔

وَقَالَ ابنُ الْمُبَارَكِ إِذَا شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ اسْتِيقَاناً يَقْدِرُ أَنْ يَحْلِفَ عَلَيْهِ، وَقَالَ إِذَا خَرَجَ مِنْ قُبُلِ الْمَرْأَةِ الرِّيحُ وَجَبَ عَلَيْهَا الْوُضُوءُ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَإِسْحٰقَ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول نہیں کرتا یہاں تک اگر تم میں سے کسی کا بھی وضوٹوٹ جائے تو وہ نیا وضو کرے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن زید، حضرت علی بن طلق، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنھم سے بھی روایات آئی ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے علماء کا قول یہ ہے کہ کسی پر وضو واجب نہیں ہوتا مگر اس صورت میں کہ وضوٹوٹ جائے۔ ہوا خارج ہونے کی آواز سن لے یا بدبو محسوس کرلے۔

امام عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں۔ اگر کسی کو وضوٹوٹنے کا شک ہوجائے تو اس پر دوبارہ وضو کرنا واجب نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کو وضوٹوٹنے کا یقین اس قدر ہوجائے کہ اگر وہ اس پر قسم کھانا چاہئے تو کھا سکے۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر عورت کی قبل سے ہوا خارج ہوجائے تو اس پر وضو کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ یہی قول امام شافعی اور امام اسحٰق کا بھی ہے۔

حدیث نمبر ۷۶ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ روات}

۱} محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} معمر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات احوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} ہمّام بن مُنَبّہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب میں ہے، یہ ثقہ راوی ہے۔ ان کی توثیق بڑے بڑے ماہرین علم حدیث نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ہمام بن منبہ کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ ہمام بن منبہ بن کامل بن شیخ الیمانی ابوعقبہ صنعانی ابناوی۔

ہمام بن منبہ حضرت ابو ہریرہ، معاویہ، ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بھائی وھب بن منبہ ان کے بھتیجے عقیل بن معقل بن منبہ، علی بن حسن بن انس، معمر بن راشد اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

اسحٰق بن منصور، ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ہمام بن منبہ ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ میمونی کہتے ہیں وہ مجاہد تھے اور اپنے بھائی کی کتب فروخت کرتے تھے۔ وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مجالس میں جایا کرتے تھے اور ان سے حدیث کی سماعت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک سو چالیس احادیث کو ایک ہی سند کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ عجلی تابعی کہتے ہیں ہمام بن منبہ ثقہ ہے۔

ہمّام بن منبّہ کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں ہمام بن منبہ کی وفات ۱۳۱ سنہ ھ کو ہوئی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا یہ ہے کہ جناب علی

نے اس طرح بیان کیا کہ ہمام بن منبہ کی وفات سنہ ۱۳۲ھ کو ہوئی۔ ①

۵} حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات، احوال، مقامات، محاسن، محامد، مناقب، فضائل اور کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ قلبی سرور حاصل ہوگا دین کی خدمت کرنے کا خیال ضرور آئے گا اور احادیث مبارکہ پڑھنے کا شوق پیدا ہوگا۔

شرح حدیث نمبر ۷۴، ۷۵، ۷۶

اس میں کوئی شک نہیں زیر آسمان سب سے اعلیٰ وارفع کتاب قرآن حکیم ہے اس کے بعد سب سے اعلیٰ کلام وہ ہے جو سرور عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک دہن سے صادر ہوا اس کلام کی برکات یہ ہیں کہ جس کو اس کی تفہیم ہو جائے وہ اپنے زمانے کے لوگوں میں معزز ہو جاتا ہے اس کی بات میں وزن پیدا ہو جاتا ہے اس کو لوگ عزت وعظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کی تعظیم کی جاتی ہے اس کو سرآنکھوں پر بیٹھایا جاتا ہے۔ قسم بخدا آج تک جتنے لوگوں کو عزت وعظمت سے نوازا گیا جس جس کو وقار کی دولت ملی، جس جس کو شان وشوکت میسر آئی یہ سب صدقہ ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا۔ آپ کی حدیث شریف بڑی ہی خیر وبرکت والی چیز ہے میں بھی اس کی شرح لکھنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

وضو کب دوبارہ کرنا پڑتا ہے:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔ اس باب میں اس مسئلہ کا بیان ہوا ہے کہ ریح کے خارج ہونے سے وضو دوبارہ کرنا پڑتا ہے۔ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا توھم ووسوسہ کی وجہ سے وضو لازم نہیں ہو جاتا بلکہ وضو کرنا اس وقت واجب ہوتا ہے جب ہوا خارج ہونے کی آواز سنائی دے یا پھر بد بومحسوس ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں ہو تو وہ اس وقت تک وضو کے لئے مسجد سے باہر نہ نکلے جب تک وہ دونوں سُرین کے درمیان سے خارج ہونے والی ہوا کی آواز نہ سنے یا بد بومحسوس نہ کرے۔ نبی اکرم سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو قبول نہیں فرماتا جس کا وضو ٹوٹ جائے حتیٰ کہ وہ دوبارہ وضو بنالے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث مروی ہیں۔ اس حدیث

① امام ابن حجر عسقلانی م سنہ ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱ / ۵۸ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

شریف کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری سے، امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن طلق سے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ علماء کا مؤقف بھی یہی ہے کسی پر وضو واجب نہیں ہوتا مگر اس صورت میں کہ جس کو حدث ہو وہ اس کی آواز سُنے یا ریح کی بدبو محسوس کرے۔ امام عبداللہ بن مبارک کا قول یہ ہے کہ اگر حدث میں شک ہو تو ایسے شخص پر وضو کرنا واجب نہیں حتیٰ کہ اس کو یقین اس قدر ہو جائے کہ اگر اس کو وضو کے ٹوٹنے پر قسم کھانی پڑے تو کھا سکے لیکن وسوسہ اور توھم سے وضو ناقض نہیں ہوتا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر عورت کے قُبُل سے ہوا خارج ہو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر تازہ وضو کرنا واجب ہو جاتا ہے امام شافعی کا اور امام اسحٰق کا قول یہی ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہے کہ ہوا خارج ہوتے وقت پیٹ سے خوب آواز آئے علامہ سرہندی نے اس مقام پر لفظ قرقرہ ذکر کیا ہے اور پھر خود ہی اس کا مطلب بیان فرمایا کہ جس طرح کبوتر آواز نکالتا ہے یا جس طرح دیگ کی آواز نکلتی ہے آواز شتر کا ذکر بھی کیا ہے اس قول کا تذکرہ کتاب خرقی میں ہے اور اس کی شرح میں بھی ہے اور یہ کتاب ان کے مذہب کی جامع کتاب ہے خرقی سے مراد جناب ابوالقاسم خرقی ہیں جو کہ حنبلیوں کے شیخ ہیں۔ اس طرح وضو ٹوٹنا نادر ہی ہوتا ہے اسی طرح ریح کا خارج ہونا قبل سے سلسل البول، استحاضہ، مذی یہ سب چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں یہ مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ کا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب میں یہ ہے کہ اگر کسی عورت کے قبل سے ریح کا اخراج ہو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب اس کے خلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ خروج ریح من القبل سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ اس کو ریح ہی نہیں مانتے جو قبل عورت سے خارج ہوتی ہے۔ علامہ سرہندی حنفی کے الفاظ یہ ہیں۔

وَاسْتَثْنٰی اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الرِّيْحُ مِنَ الْقُبُلِ لَا يَنْتَقِضُ بِهٖ۔ ①

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے عورت کے قبل سے خارج ہونے والی ریح (ہوا) کو مستثنیٰ قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

علامہ امام شیخ الاسلام برہان الدین فرغانی لکھتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے:

سبلیین سے جو کچھ خارج ہوگا وہ ناقض وضو ہوگا ہوا اگر خارج ہو تو وہ وضو توڑ دے گی اگر چہ وہ آواز سے برآمد ہو تو بھی وضو ٹوٹے گا اور اگر وہ بغیر آواز کے خارج ہو تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر قبل اور ذکر سے ہوا خارج ہو تو وہ وضو نہیں توڑے گی اس لئے کہ وہ محل نجاست سے نہیں گذری اور اگر کسی عورت کے دونوں مقام یکجا ہو گئے ہوں تو اس

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۰۲ مطبوعہ کانپور ہند

صورت میں اگر ہوا کا خروج ہوتا ہے تو اس کو نیا وضو کرنا مستحب ہے۔ ①

علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز بن احمد بن عبدالرحیم بن نجم الدین بن محمد صلاح الدین الشہیر بعابدین المعروف با بن عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ریح کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جائے گا اس کا سبب یہ ہے کہ یہ ہوا محل نجاست سے گذر کر آتی ہے ورنہ ریح فی نفسہ ناپاک نہیں ہے۔ اگر کیڑا دبر سے برآمد ہو تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا اگر چہ کیڑا خود تو ناپاک نہیں ہے لیکن وہ جس راستے سے گذر کر آیا ہے اس پر بھی غلاظت لگ گئی ہوگی اسی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا اسی طرح اگر کنکر برآمد ہو تو بھی وضو قائم نہیں رہے گا۔ ②

خروج ریح کا ذکر وضو کے ٹوٹنے کی دلیل ہے:

علامہ سندھی لکھتے ہیں یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ صوت یا ریح کے خروج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے ریح کی آواز سنائی دے یا دونوں صورتیں پائی جائیں دراصل یہ مجاز ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ وضو کے ٹوٹ جانے کا یقین ہو جائے ان چیزوں کا خصوصی ذکر اس لئے کیا گیا ہے ان کے سبب سے وضو کا ٹوٹنا کثرت سے ثابت ہوتا ہے اس میں اس چیز کی وضاحت کی گئی ہے کہ وضو صرف شک کی بنا پر ہی نہیں ٹوٹ جاتا جب تک یقین کی کیفیت نہ پیدا ہو جائے کہ اب وضو ٹوٹ گیا ہے صوت اور ریح کو وضو ٹوٹنے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی وضو ٹوٹنے کی صورتیں ہیں جیسے بول وغیرہ بس مقصود صرف اتنا ہے وضو ٹوٹنے کی تصدیق ہو جائے۔ ③

ان صورتوں کو وضو ٹوٹنے کے یقین کے طور پر بیان کیا گیا ہے ورنہ ایک بہرہ آدمی آواز نہیں سن سکتا اور وہ جس شخص کی سونگھنے کی قوت مضمحل ہو وہ بدبو محسوس نہیں کر سکتا۔

اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم۔

چونکہ وضو ٹوٹنے کی اور بھی کئی صورتیں ہیں ان احادیث مبارکہ میں ریح اور اس کے ساتھ صوت کو بھی بیان کیا گیا ہے اگر ہوا خارج ہو ساتھ ہی ساتھ آواز بھی آئے تو وضو ٹوٹے گا یہ صرف وضو کے ٹوٹنے کے یقین کو بیان کرنے کے لئے فرمایا گیا ہے۔ ورنہ اگر صرف محسوس ہی ہو جائے کہ وضو ٹوٹ گیا ہے تو حدث کی طرف پوری توجہ چلی جائے اور تیقن ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

---

① شیخ الاسلام برہان الدین ابی حسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی م ۵۹۳ھ ھدایہ ۱/ ۲۹ مطبوعہ المیز ان کریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

② علامہ ابن عابدین شامی م حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۲۸۵ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت لبنان

③ علامہ ابوطیب سندھی شرح ابی طیب از مجموعہ شروحِ اربعہ جامع ترمذی ۱/ ۱۰۱ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

مسلمان کس قدر خوش نصیب قوم ہیں ان کو وہ دین ملا جو تمام ادیان پر غالب ہونے آیا ہے۔قوم مسلم کو اس کے غلبہ کے لئے کاوشیں کرنا ہوں گی۔جب تک کوئی قوم محنت نہیں کرتی وہ غالب نہیں آسکتی اور محنت کرنے والی قوم کبھی مغلوب نہیں ہوتی اب دیکھنا یہ ہے کہ غلبہ کا طریقہ کیا ہوگا۔واللہ! غلبہ کا طریقہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم اپنی عملی زندگی سرور دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے سانچے میں ڈھال لیں اور دوسروں کو اس طرف دعوت دینا شروع کر دیں ہماری دعوت الی اللہ ہی ایک ایسی قوت ہوگی جو دین اسلام کے غلبے کا سبب بنے گی۔نماز ہر مسلمان پر فرض ہے وہ مرد ہو یا عورت لہذا اقیام صلوٰۃ سب سے بڑی کامیابی ہے نماز قائم کرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور اگر اللہ تعالیٰ مال عطا کرے تو حج بیت اللہ کو جانا یہ وہ اعمال ہیں جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتے ہیں۔اگر وضو ٹوٹ جائے تو فوراً وضو کر لینا اور نفاست کا خیال رکھنا یہ بھی غلبہ دین کا سبب ہوگا حدیث شریف میں آتا ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم سید دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا وضو نہیں (ٹوٹتا) مگر صرف صوت اور ہوا سے۔

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۷۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی بھی مسجد کے اندر ہو اور وہ اپنے سُرین کے درمیان ریح پائے تو اس وقت تک مسجد سے باہر نہ نکلے جب تک وہ ہوا کی آواز نہ سنے یا بدبو نہ پائے۔(جامع ترمذی حدیث نمبر ۷۵)

شیخ الحدیث حضرت مولانا ابو محمد عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وضو عمدہ طریقے سے کرنا اور پھر نماز کمال خشوع وخضوع سے پڑھنا ہی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریقہ ہے۔
میرے ایک برادرِ طریقت جناب عبد السمیع صاحب نے حضرت شیخ الحدیث مولنا ابو محمد محمد عبد الرشید قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں ایک خط روانہ کیا اس میں کچھ لکھا ہوگا اس خط کا جواب دیتے ہوئے میرے شیخ کریم لکھتے ہیں۔

آپ کا لفافہ ملا کاشفِ کوائف ہوا آپ نماز نہ چھوڑنا جیسے بھی ہو اعلیٰ طریقہ پر ادا کرنے کی کوشش کرنا ہر نماز کے بعد اس وظیفہ کو تین سو ۳۰۰ بار پڑھنا۔

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اوّل آخر درود شریف تین تین بار ان شاء اللہ شفا ہوگی خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا مصائب پر صبر کرنا شکایت نہ کرنا، تقدیر جو تمہاری لکھی گئی ہے اس پر راضی رہنا ان باتوں پر عمل کرنے سے آپ کو صدیق کا درجہ دیا جائے گا یہ مضمون حدیث کا ہے۔[1] (یہ خط میرے پاس محفوظ ہے محمد ارشد القادری)

آیئے ہم بھی درسِ حدیث کا اہتمام کریں اور عوام الناس تک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک سنت کو پہنچانے کا انتظام کریں۔ اگر آج بھی ہم نے سستی نہ چھوڑی اور مستعد نہ ہوئے تو آنے والی نسلیں ہمیں طعنہ دیں گی کہ ہمارے بزرگ بزدل اور کاہل تھے لہٰذا اٹھو کمر ہمت باندھو اور راہِ خدا میں سرگرم عمل ہو جاؤ ان شاء اللہ کامیابی تمہاری ہوگی نیکی کی دعوت دینا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن تو نہیں ہے اس راہ میں کام کرنے کا آغاز پورے زور سے کرنا چاہئے۔

تبلیغ دین کے پانچ مراحل:

جن لوگوں نے بھی دین کا کام کیا ان کو مشکلات ضرور آئیں مگر آخر کار ربّ تعالیٰ نے ان کو کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔ آپ بھی پریشان نہ ہوں بلکہ عملی طور پر میدان میں نکل کھڑے ہوں سب سے مشکل کام اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کی جانب دعوت دینا ہے اور اگر اس مرحلے میں آپ کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد والے سارے مرحلے اللہ تعالیٰ کے فضل سے طے ہو جائیں گے۔ تبلیغ دین کل پانچ مرحلوں میں ہوئی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

۱} دعوتِ اسلامی

۲} تربیت اسلامی

۳} تنظیم اسلامی

۴} تحریک اسلامی

۵} انقلاب اسلامی

مکی دور میں ایک یا زیادہ سے زیادہ دو مرحلے طے ہوئے مکی دور تیرہ سال ہے اور مدنی دور میں سارے مرحلے تقریباً دو سال میں طے ہو گئے اور ۲ھ کو ماہ رمضان المبارک کو انقلاب کا نعرہ لگ گیا اور میدان بدر میں حق و صداقت کا پرچم سربلند ہو گیا۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ دین اسلام کے غلبے کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

---

[1] ابو محمد عبد الرشید القادری شیخ الحدیث رہبر طریقت! مکتوب بنام عبد السمیع بھٹی رضوی لاہور

معیارِ کامرانی

زندگی کے ہزار رنگ ہیں، وہ رنگ سب سے اہم ہے جو اپنے اندر اطاعتِ دین کا جذبہ اور ایسی خوبی رکھتا ہو۔ سچ تو یہ ہے وہی لوگ کامیاب ترین لوگ ہوتے ہیں جن کو مخلوقِ خدا کی رہنمائی کا شرف حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت اتنا بڑا اکرام ہے جو زندگی میں ہزار رنگ بھر دیتا ہے انسان کو واقعی انسان بنا دیتا ہے اسکو حقیقی زندگی عطا کرتا ہے اور اسکو جینے کا ڈھنگ بتاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی انسان پر اپنا فضل کرتا ہے تو اسکو دین کی وہ محبت عطا فرماتا ہے جس کی بدولت وہ دوسرے انسانوں کی خدمت کرنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۵۷

بَابُ الْوَضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ۔

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

اس باب میں دو مبارک حدیثیں آئی ہیں جو ایک اہم مسئلہ کے بیان میں بڑی اہمیت کی حامل ہیں روزمرہ زندگی سے متعلق ہیں ان کا جاننا ہر مومن کے لئے ضروری ہے۔

آئیں آپ بھی مطالعہ فرمالیں اسلامی زندگی گذارنے کی راہیں متعین ہوں گی۔

حدیث نمبر ۷۷

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى وَهَنَّادٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ، حَتّٰى غَطَّ أَوْ نَفَخَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ قَدْ نِمْتَ، قَالَ إِنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ إِلَّا عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ

قَالَ أَبُو عِيسٰى وَأَبُو خَالِدٍ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ وہ حالتِ سجدہ میں سوئے ہوئے ہیں حتیٰ کہ خرآٹے کی آواز آنے لگی یا نفخ یعنی سانس کے تیز چلنے کی آواز پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ تو محوِ استراحت تھے آپ نے ارشاد فرمایا وضو صرف اس پر واجب ہوتا ہے جو حالت نیند میں خوب گم ہو جائے لیٹ جائے اور اس کے اعضاء اچھی طرح ڈھیلے ہو جائیں۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ جو ابو خالد ہیں ان کا نام یزید بن عبدالرحمن ہے۔ اور اس باب میں حضرت عائشہ، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

حدیث نمبر ۷۷ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} اسمٰعیل بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے احوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} ھنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} محمد بن عبید محاربی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ محمد بن عبید بن محمد بن راقد المحاربی الکندی ابوجعفر نحاس الکوفی۔

محمد بن عبید اپنے والد گرامی ابوبکر بن عیاش، عبدالسلام بن حرب اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام ابوداود امام ترمذی، امام نسائی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں محمد بن عبید کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے امام ابن حبان نے محمد بن عبید کا تذکرہ ثقات میں کیا مسلمہ کوفی کہتے ہیں محمد بن عبید کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔

محمد بن عبید کی وفات:

امام ابن حبان کہتے ہیں کہ محمد بن عبید کی وفات ۲۴۵ھ میں ہوئی، ابن عاصم کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۲۵۱ھ میں ہوئی۔ ①

۴} عبدالسلام بن حرب:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۴ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

---

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹ / ۲۹۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

۵} ابو خالد دالانی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے ان کی توثیق بھی بیان کی گئی ہے اور اسی طرح ان پر جرح کے اقوال بھی موجود ہیں آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام و نسب اس طرح ہے۔ ابو خالد الدالانی الاسدی الکوفی، ان کو یزید بن عبد الرحمن بھی کہا جاتا ہے اور ان کے دادا کا نام عاصم ہے اس طرح ہند بھی ذکر ہوا ہے اور واسطہ اور ساقط بھی۔

ابو خالد ابو اسحٰق سبیعی، قتادہ، ابن عمرو، حکم بن عتیبہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے شعبہ، امام ثوری، عبد السلام بن حرب اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عثمان دارمی کہتے ہیں ابن معین نے کہا کہ خالد دالانی کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا ہے۔ امام ابو حاتم فرماتے ہیں ابو خالد دالانی صدوق ثقہ ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلتُ کہہ کر اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابو خالد کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابو اسحٰق کہتے ہیں ابن سعد نے ان کو منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں۔ ان کا شمار مغفار میں ہے کثیر الخطاء ہیں وحش الوھم ہیں اور ثقات راویوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ (۱)

۶} قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات و احوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرما لیں۔

۷} ابی العالیہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ فرما لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام و نسب یوں ہے۔ رفیع بن مہران ابو العالیہ ریاحی مولاھم البصری،

ابو العالیہ نے زمانہ جاھلیت پایا تھا وہ رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے دو سال

---

(۱) امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲/ ۸۹ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

بعد اسلام لائے۔ ابو العالیہ حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔اسی طرح ان سے خالد، داود بن ابی ھند، حمید بن ھلال، قتادہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ابن معین، ابوزرعہ اور امام ابوحاتم کہتے ہیں ابوالعالیہ ثقہ راوی ہیں حضرت لالکائی فرماتے ہیں ابوالعالیہ مجمع ثقات ہیں۔ جناب قتادہ ابوالعالیہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے دس برس بعد قرآن مجید پڑھا جناب آجری نے امام ابوداود کے حوالے سے بیان کیا کہ علم ابوالعالیہ کی طرف چلا گیا بعض علوم ان سے روایت ہی نہ کئے گئے صحابہ کرام کے بعد ابو العالیہ سے بہتر قرآن پڑھنے والا کوئی نہ تھا سعید بن جبیر، سدی، امام سفیان کا مقام ومرتبہ ان کے بعد درجہ بدرجہ ہی ہے۔عجیل تابعی کہتے ہیں ابوالعالیہ ثقہ ہیں ان کا شمار کبائر تابعین میں ہوتا ہے۔

ابوالعالیہ کی وفات:

ھیثم وغیرہ نے بیان کیا ہے ابوالعالیہ کی وفات حجاج کے زمانے میں ہوئی ابوخلدہ کہتے ہیں کہ ابوالعالیہ کی وفات سنہ ۹۰ھ میں ہوئی۔اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی وفات سنہ ۹۳ھ کو ہوئی سنہ ۱۰۲ھ بھی روایت کیا گیا ہے امام ابن حجر عسقلانی کا کہنا یہ ہے کہ اول سنہ ۹۰ھ یہی صحیح ہے۔ [1]

۸} ابن عباس رضی اللہ عنھما:

ان کے مناقب محاسن اور فضائل کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۶ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور ان کے محاسن کا ذکر وہاں سے پڑھ لیں انشاءاللہ نافع ہوگا ان کے حالات پڑھنے سے دل میں مقامِ رسالت جاگزیں ہوگا نیز تبلیغ دین کا جذبہ راسخ ہوگا۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/۲۴۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

حدیث نمبر ۷۸

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم يَنَامُونَ ثُمَّ يَقُومُونَ فَيُصَلُّونَ، وَلَا يَتَوَضَّؤُنَ

قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَسَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ سَأَلْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ عَمَّنْ نَامَ قَاعِدًا مُعْتَمِدًا؟ فَقَالَ لَا وُضُوءَ عَلَيْهِ، قَالَ وَقَدْ رَوٰى حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا الْعَالِيَةِ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ،

وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ فَرَاٰى أَكْثَرُهُمْ أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِذَا نَامَ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا حَتّٰى يَنَامَ مُضْطَجِعًا، وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا نَامَ حَتّٰى غُلِبَ عَلٰى عَقْلِهِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ، وَبِهِ يَقُولُ إِسْحٰقُ، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ مَنْ نَامَ قَاعِدًا فَرَاٰى رُؤْيَا أَوْ زَالَتْ مَقْعَدَتُهُ لِوَسَنِ النَّوْمِ، فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹھے بیٹھے سو رہے ہوتے پھر کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے اور وضو نہیں فرماتے تھے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے میں نے صالح بن عبداللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو شخص جم کر بیٹھا ہو حالت نیند میں اس کی بابت کیا حکم ہے؟ تو جواباً فرمایا اس پر وضو واجب نہیں ہوتا۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں اسی طرح آیا ہے اس کی سند میں یوں مذکور ہے جناب سعید بن عروبہ حضرت قتادہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اس روایت میں ابو العالیہ کا تذکرہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ روایت مرفوع ہے۔

علماء میں نیند کی حالت میں وضو کی بابت اختلاف ہے اکثریت کی رائے تو یہی ہے کہ ایسی حالت میں وضو واجب نہیں ہوتا۔ جب کہ کوئی بیٹھا بیٹھا سوئے یا کھڑے کھڑے سو جائے ہاں اگر اعضا جسم ڈھیلے پڑ جائیں تو وضو لازم ہے امام سفیان ثوری، حضرت عبداللہ بن مبارک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ اور بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ اگر نیند نے عقل پر غلبہ کر لیا تو وضو واجب ہو جائے گا یہ قول امام اسحٰق اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا ہے جو شخص بیٹھا بیٹھا سو رہا ہو وہ کوئی خواب دیکھے یا اس حالت میں اس کے سرین اپنی جگہ سے سرک گئے تو ایسے شخص پر وضو واجب ہو جائے گا۔

حدیث نمبر ۷۸ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} محمد بن بشّار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۳} شُعبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا ذکر حدیث نمبر ۱۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

ان کے مناقب، محاسن، محامد اور فضائل و کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

شرح حدیث نمبر ۷۷، ۷۸

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک فرمانِ اقدس ہمارے لئے اکسیر ہے۔ ہماری زندگی اسی وقت پُرسکون اور پروقار ہوسکتی ہے جس وقت اپنے آپ کو اپنے آقا امام الانبیاء علیہ السلام کی سنت اطہر کے سانچے میں ڈھال دیں۔ یہی ایک ایسی صورت ہے جس کے سبب اس امت میں انقلاب صالح برپا کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انسان پیدا کیے ان میں سے سب سے زیادہ حسین گفتگو سید عالم نور مجسم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ اس کلام میں ایسا حسن ہے جو اپنی مثال آپ ہے وضو کے حوالے سے گفتگو ہو رہی تھی کہ اس میں سید عالم علیہ السلام کے ارشادات کس کس زاویے سے ملتے ہیں۔

بیٹھے بیٹھے قیام میں اور سجود میں سونے سے وضو واجب نہیں ہوتا:

یہ ایک ایسا باب ہے جس میں اس بات کا تذکرہ ہوا ہے سونے سے وضو کی کیا پوزیشن ہوتی ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سوئے ہوئے ہیں سجدہ میں ہیں اور خراٹے لے رہے ہیں غطّ کا مطلب ہے آواز گلو برآورد، یعنی گلے سے آواز برآمد ہو رہی تھی۔ راوی کو شک ہے کہ لفظ وہ تھا یا یہ نفخ تھا۔ اس کے بعد آپ اٹھے اور نماز پڑھی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ تو سو رہے تھے اس پر آپ نے فرمایا وضو تو صرف اسی پر واجب ہوتا ہے جو اچھی طرح لیٹ کر سو جائے پس جب آدمی پہلو پر سو جائے اور اس کے جسم کے اعضا پست پڑ جائیں اور مانع اخراج ریح دور ہو جائے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں ابو خالد دالانی شاگردِ قتادہ ہیں ان کا نام یزید بن عبدالرحمٰن ہے اور اس باب میں حضرت عائشہ امّ المومنین، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابی خالد دالانی سے حضرت قتادہ، ابوالعالیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھم سے حدیث مرفوع وارد فرمائی ہے اگر کوئی شخص بیٹھا بیٹھا سو جائے یا قیام میں سو جائے یا سجود میں سو جائے ان تمام صورتوں میں وضو کرنا واجب نہیں ہوتا۔ امام ابوداود، امام احمد، ابن ابی نبیلہ، امام طبرانی، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیھم یہ تمام آئمہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الفاظ مذکورہ ہی سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ [1]

---

[1] علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۰۲ مطبوعہ کانپور ہند،

اگر نفس نیند کو حدث مانا جائے تو کیا کچھ لازم آئے گا:

علامہ امام بدرالدین عینی رقم طراز ہیں۔ اس مقام پر تین چیزوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے (۱) نیند (۲) اونگھ (۳) جھونکا اگر کسی نے نفس نیند کو حدث تسلیم کر لیا تو اس کے نزدیک اونگھنے سے وضو واجب ہو جاتا ہے اور اگر کسی نے نفس نیند کو حدث تسلیم نہیں کیا تو اس کے نزدیک اونگھ سے وضو واجب نہیں ہوتا اور جھونکا کی بابت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ ہے کہ ہر سو جانے والے پر وضو واجب ہو جاتا ہے مگر ایک دو جھونکے آنے پر وضو واجب نہیں ہوتا امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ان تینوں چیزوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ①

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وضاحت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بیٹھے بیٹھے سوتے رہتے تھے پھر قیام فرماتے نماز پڑھنا شروع کرتے اور ایسی صورت حال میں وضو نہیں فرماتے تھے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ میں نے صالح بن عبداللہ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص جم کر بیٹھا ہو حالت نیند میں اس کی بابت کیا حکم ہے تو جواباً فرمایا اس پر وضو واجب نہیں ہوتا حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں اس طرح آیا ہے۔ ②

بیٹھے بیٹھے اونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹھے بیٹھے سو رہے ہوتے پھر کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے اور وضو نہیں فرماتے تھے۔ اس حدیث شریف میں تو یونہی مذکور ہے مگر ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ وہ نماز عشاء کا انتظار کرتے ہوئے اونگھنے لگتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مبارک کی روایت میں مذکور ہے **وَهُمْ جُلُوْسٌ** یعنی وہ بیٹھے ہوتے تھے۔ جناب بزار اور قاسم بن منیع روایت کرتے ہیں کہ وہ نماز کا انتظار کرتے کرتے کروٹوں کے بل جھوم جاتے تھے۔ یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر بیٹھے بیٹھے حالت اونگھ میں کوئی خواب بھی دیکھ لیتے تو اٹھ کر نماز ادا کر لیتے اور وضو نہ فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص جم کر بیٹھا ہو حالت نیند میں اس کی بابت کیا حکم ہے تو جواباً فرمایا اس پر وضو واجب نہیں ہوتا۔ ③

---

① امام علامہ بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد العینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۱۶۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان،

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۰۲ مطبوعہ کانپور ہند،

③ علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۰۳ مطبوعہ کانپور ہند،

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ کا نقطہ نظر:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے۔تمام فقہا کا اس پر اتفاق ہے کہ قلیل نیند جس سے عقل زائل نہ ہو وضو ناقض نہیں اور جب نماز کی حالت میں سو جائے یا نماز سے باہر رکوع، سجود اور قیام وقعود جیسی حالت میں سو جائے تو وضو ناقض نہ ہوگا۔ ①

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو کوئی بھی بیٹھے بیٹھے خواب دیکھے یا غنودگی کی وجہ سے اس کے سرین اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو ایسی صورت میں تجدید وضو لازم ہو جاتی ہے۔اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اگر کوئی حالت نماز میں خواب دیکھے تو اس میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان یہ ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا اگر چہ وہ خواب کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو جبکہ وہ اپنے ایک ہی پہلو پر جما رہے۔اور اگر پہلو بدل گیا تو وضو کرنا ہوگا۔ ②

امام العلوم والفنون علامہ احمد رضا خان حنفی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

سجدہ میں نیند ناقض وضو نہیں:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ: لَيْسَ عَلٰى مَنْ نَامَ سَاجِدًا وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ فَاِنَّهٗ اِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو سجدہ میں سو گیا اس پر وضو نہیں جب تک کہ لیٹ نہ جائے۔کیونکہ جب لیٹے گا تو جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ وَيَنَامُ وَيَنْفُخُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ لَهٗ صَلَّيْتَ وَلَمْ تَتَوَضَّأْ وَقَدْ نِمْتَ فَقَالَ: اِنَّمَا الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا، فَاِنَّهٗ اِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهٗ۔

---

① شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی م تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری ۱/ ۲۷۴ مطبوعہ تفہیم البخاری پبلیکیشنز فیصل آباد،

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۰۲ مطبوعہ کانپور ہند،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سجدہ میں سو جاتے یہاں تک کہ خراٹوں کی آواز سنائی دیتی اس کے باوجود کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں فرماتے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں فرمایا کہ ابھی سو رہے تھے۔ فرمایا: وضو تو اس پر لازم ہے جو لیٹ کر سوئیگا اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جائیں گے۔

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَجِبُ الْوُضُوْءُ عَلٰی مَنْ نَامَ جَالِسًا اَوْ قَائِمًا اَوْ سَاجِدًا حَتّٰی یَضْطَجِعَ جَنْبُہٗ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُہٗ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس پر وضو واجب نہیں جو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر یا سجدہ کی حالت میں سوئے۔ جب تک کہ وہ اپنا پہلو زمین پر رکھ دے۔ کیونکہ جب وہ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔

عن عمرو بن شعب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلٰی مَنْ نَامَ قَائِمًا اَوْ قَاعِدًا وُضُوْءٌ حَتّٰی یَضْطَجِعَ جَنْبُہٗ اِلَی الْاَرْضِ۔

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس پر وضو واجب نہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر سویا جب تک کہ وہ اپنا پہلو زمین سے ملا کر نہ لیٹے۔

عن حذیفۃ بن الیمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِی مَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ اخفق فاحتضنی رجل من خلفی فالتفت فاذا أنا بالنبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فقلت یا رسول اللہ!

وجب علی وضوء؟ قال: لا حتّٰی تضع جنبُكَ علَى الأرضِ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا نیند کے غلبہ سے ڈول رہا تھا کہ پیچھے سے آ کر مجھے کسی نے گود میں لے لیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا مجھ پر وضو واجب ہو گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: نہیں جب تک تم اپنا پہلو زمین پر نہ رکھو۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

امام ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے متعدد روایات نقل کر کے فرمایا: کہ ہماری نقل کردہ احادیث میں اگر غور کریں تو یہ حدیث بھی حسن درجہ سے کم نہ ہوگی۔ غنیۃ میں ہے کہ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ راوی کا ضعف اگر غفلت کے باعث ہو نہ کہ فسق کی وجہ سے تو یہ ضعف متابعت سے ختم ہو جاتا ہے۔

عن أنس بن مالك رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا نَامَ الْعَبْدُ فِي سُجُوْدِهٖ يُبَاهِي اللهُ تَعَالٰى بِهٖ مَلَائِكَتَهٗ فَيَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ، رُوْحُهٗ عِنْدَهٗ وَجَسَدَهٗ فِي طَاعَتِي۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ سجدہ میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فخریہ فرماتا ہے۔ میرے بندے کو دیکھو اس کی روح تو اس کے پاس ہے اور اس کا جسم میری اطاعت میں مصروف ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ظاہر ہے کہ بندہ کا جسم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اسی وقت ہوگا جبکہ اس کا وضو باقی ہو صاحب اسرار نے اس حدیث کو مشہور قرار دیا ہے۔ نیز یہ کہ چستی باقی رہے اور یہ اسی وقت ہوگا جبکہ سجدہ مسنون ہیئت پر ہو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے الگ ہو اور دونوں باہیں زمین پر نہ ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو چستی باقی نہیں رہیگی اور ساجد ایک طرف کو لڑھکہ جائے گا۔ تو اس صورت میں نیند ناقض وضو قرار دی جائے گی۔ (فتاوی رضویہ جدیہ ۱/۳۸۴)

حضور کی نیند ناقض وضو نہیں:

عن أم المؤمنین عائشة الصدیقة رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اس کو علمائے کرام نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا۔ لیکن میرے نزدیک یہ خصوصیت امت کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام میں سے تو ہر نبی و رسول کی یہ ہی شان ہے۔

انبیائے کرام کی نیند ناقض وضو نہیں:

عن أنس بن مالك رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: اَلْاَنْبِیَاءُ تَنَامُ اَعْیُنُہُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُہُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے دل نہیں سوتے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

یہاں یہ سوال باقی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علاوہ اکابر امت میں سے کسی اور کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے۔

تو اس سلسلہ میں علامہ بحر العلوم ارکان اربعہ (ص، ۸) میں فرماتے ہیں: اگر کسی شخص نے یہ کہا: کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے متبعین میں آپ کی اتباع کے باعث کچھ حضرات ایسے گزرے ہیں کہ نیند سے انکا دل غافل نہیں ہوتا صرف ان کی آنکھیں غافل ہوتی ہیں۔ جیسے حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جو اولیاء کرام اس رتبہ تک پہنچے اگر چہ غوث اعظم کے مرتبہ کو نہ پہنچے تو ایسے شخص کا قول صحت و صواب سے بعید نہ ہو گا۔ (فتاوی رضویہ جدید ۱/ ۴۲۸)

درسِ حدیث

اھلِ ایمان لائقِ صد تحسین ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کی امّت بنایا اور دینِ کامل عطا فرمایا جو حشر تک چلے گا اب قیامِ قیامت تک میدان فقط محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے۔ اسلام یقیناً مکمل ضابطۂ حیات ہے اس کا ہر قانون انسانیت کی خیر خواہی کا آئینہ دار ہے۔ نبیٔ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

> حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا وہ حالتِ سجدہ میں سوئے ہوئے ہیں حتیٰ کہ خراٹے کی آواز آنے لگی یا نفخ یعنی سانس کے تیز چلنے کی آواز پھر اُٹھ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ تو محوِ استراحت تھے آپ نے ارشاد فرمایا وضو صرف اس پر واجب ہوتا ہے جو حالت نیند میں خوب گم ہو جائے لیٹ جائے اور اس کے اعضاء اچھی طرح ڈھیلے ہو جائیں۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۷۷)

نیند میں وضو کب ٹوٹتا ہے:

اس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ وضو صرف اس وقت ٹوٹتا ہے جب کوئی بندہ لیٹ کر سو جائے اور سوئے بھی ایسا کہ اس کے تمام اعضاء ڈھیلے ہو جائیں اور وہ مکمل طور پر وادی نیند میں چلا جائے اور اگر اعضاء ابھی ڈھیلے نہیں ہوئے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اگر اونگھ آنے لگ جائے اور اس کی وجہ سے ایک دو جھونکے آ بھی جائیں تو اس سے وضو ساقط نہیں ہوتا ناقض وضو وہ نیند ہوگی جس کے غلبے سے عقل زائل ہو جائے یعنی عقل پر پردہ پڑ جائے بالفرض ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور بیٹھے بیٹھے اس کو نیند آ رہی ہے اور اس کی غنودگی کی وجہ سے اس کو ایک دو جھونکے بھی آ جاتے ہیں لیکن اس کا سر زمین سے جا کر نہیں ٹکراتا تو وضو قائم ہی رہے گا۔ اور یہ سارا عمل ناقض وضو نہ ہوگا۔ آیئے ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں اور اس مقدس کلام کو اھل ایمان کے دلوں تک پہنچانے کا عزم کریں اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

باب نمبر ۵۸

بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ۔

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے؟

اس موضوع پر ایک ہی حدیث شریف آرہی ہے جو بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے لہٰذا اس کو بغور پڑھ لیجیے ان شاء اللہ عمر بھر کے لئے نافع ہوگی۔

حدیث نمبر ۷۹

حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، وَلَوْ مِنْ ثَوْرِ أَقِطٍ، قَالَ فَقَالَ لَهُ ابنُ عَبَّاسٍ أَنَتَوَضَّأُ مِنَ الدُّهْنِ؟ أَنَتَوَضَّأُ مِنَ الحَمِيمِ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَا ابنَ أَخِي، إِذَا سَمِعْتَ حَدِيثاً عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَضْرِبْ لَهُ مَثَلاً

وَفِي البَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَزَيْدِ بنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي طَلْحَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَبِي مُوسَى، قَالَ أَبُو عِيسَى وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ الْوُضُوءَ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ، وَأَكْثَرُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَى تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے اگر چہ وہ ایک ٹکڑا پنیر ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا ہم گرم تیل اور گرم پانی استعمال کرنے کے بعد بھی وضو کیا کریں؟ اس پر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بھتیجے جب تو حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سنے تو اس پر مثال بیان نہ کیا کر۔

اس باب میں حضرت امّ حبیبہ، حضرت امّ سلمہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوطلحہ، حضرت ابوایوب اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض اھل علم نے آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کو کہا ہے۔ اور اکثر اھل علم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تابعین کرام اور ان کے بعد والے بزرگوں نے آگ کی پکی چیز کھانے کے بعد وضو نہ کرنے ہی کا حکم صادر فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۷۹ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ابن ابی عمر رحمتہ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} سفیان بن عیینہ رحمتہ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} محمد بن عمرو رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۰ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} ابی سلمہ رحمتہ اللہ علیہ یعنی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۰ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل کمالات، محاسن، محامد، مناقب اور مقامات کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے ضمن میں ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں ان شاء اللہ راحتِ قلب کا سامان ہوگا۔ عنایاتِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نظر آئیں گی تبلیغ دین کا جذبہ تازہ ہوگا خدمت خلق کی طرف توجہ ہوگی۔ امّت مسلمہ کی پاسداری کا فریضہ یاد آئے گا۔

شرح حدیث نمبر ۷۹

امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ السلام کا ایک ایک فرمانِ اقدس اپنے اندر ہزار ہا برکات رکھتا ہے۔ امّتِ مسلمہ اگر آج بھی ان فرامینِ مقدسات پر عمل پیرا ہو جائے اور سنت اطہر کو اپنی زندگی میں عملاً نافذ کرے تو آج بھی معاشرے میں انقلاب صالح برپا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم بھی احادیث مبارکہ کی شرح لکھنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

آگ پر پکائی گئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا کیسا ہے:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ جامع ترمذی شریف کا یہ وہ باب ہے جس میں اس کا تذکرہ

ہے اگر کوئی چیز آگ کی وجہ سے متغیّر ہوئی اور اس پر پکائی گئی اس چیز کو کھانے کے بعد وضو کرنا کیسا ہے؟ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا وضو کرنا لازم ہے۔ اگر چہ وہ پنیر کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو جسے آگ پر پکایا گیا ہے۔ ابوسلمہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا ہم روغن یعنی گھی، تیل وغیرہ کھانے کے بعد بھی وضو کریں اور اسی طرح گرم پانی کھانے پینے میں استعمال کرنے کے بعد وضو کریں؟ اس سوال کے جواب میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے بھتیجے فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سننے کے بعد اس کی مثال بیان نہ کیا کر اسی موضوع کی احادیث اور بہت سارے صحابہ کرام اور صحابیات سے مروی ہیں مثلاً:

(۱) امّ المومنین امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، (۲) امّ المومنین امّ سلمہ، (۳) حضرت زید بن ثابت، (۴) حضرت ابوطلحہ، (۵) حضرت ابوایوب، (۶) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم یہ بزرگ روایت کرتے ہیں۔ ابن اسلم نے حضرت زید بن ثابت سے، امام دارقطنی نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے سہل بن حنظلہ سے روایت کیا ہے ان کی روایت کردہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ اَكَلَ لَحْمًا فَلْيَتَوَضَّأْ۔

جس نے گوشت کھایا اس پر وضو لازم ہے۔

امام نسائی نے حضرت ابوایوب سے، امام احمد اور امام نسائی دونوں نے حضرت ابوطلحہ سے، امام ابن ماجہ نے حضرت ابوھریرہ سے، امام طبرانی نے حضرت امّ المومنین امّ حبیبہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے مگر ان روایات کے الفاظ مختلف ہیں۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ بعض اھل علم نے اعتقاد کیا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا چاہئے۔

اکثر اھل علم جن کا تعلق رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے۔ پھر تابعین کرام اور اسی طرح ان کے بعد والے بزرگوں کا بھی یہی مسلک ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہیں کرنا چاہئے۔ اس پر آئمہ کرام کا اجماع ہے۔ اور اس مسئلہ کو بعض صحابہ کرام ہی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے جن میں حضرت ابن عمر، حضرت ابوھریرہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم شامل ہیں علامہ سرہندی کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

ایجاب وضو در خوردن گوشت جزور ناقض وضو نیست بر قول جدید
راجح از مذہب شافعی و آں قول امام ابی حنیفہ و مالک ست۔ ①

بکری اور اونٹنی کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا واجب نہیں اس لئے کہ یہ نواقض وضو سے نہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قول جدید راجح کے مطابق ان کا یہی مذہب ہے اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ اور مالک رضی اللہ عنہما کا قول ہے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وضو کرنا چاہئے۔ یہی قول مختار قدیم اصحاب شافعیہ کا ہے۔

آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا واجب نہیں:

علامہ ابوطیب سندھی لکھتے ہیں کوئی بھی چیز جو آگ پر پکائی گئی ہو اگرچہ وہ پنیر کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو اس کو کھانے کے بعد وضو کرنا مطلقاً ہی واجب تھا مگر یہ حدیث منسوخ ہوگئی اس کا سبب یہ ہوا کہ اس کے فوراً بعد آنے والی حدیث شریف میں آگ کی پکی چیز کھانے کے بعد وضو نہ کرنے کا ذکر آ گیا ہے۔ امام ابوداود اور امام نسائی رحمتہ اللہ علیھما نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

كَانَ آخِرَ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَرْكَ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ۔ ②

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دو حکموں میں سے آخری امر یہ ہے کہ آپ نے آگ کی پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ فرمایا۔

یہ جو پنیر کا ٹکڑا کھانے کے بعد وضو کا ذکر آیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہاتھ دھونا اور کلی کرنا۔ علامہ ابوطیب سندھی رحمتہ اللہ علیہ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

وَيُحْمَلُ اَنْ يُّرَادَ بِالْوُضُوْءِ غَسْلَ الْيَدَيْنِ وَالْفَمِ وَاِنْ حُمِلَ عَلَى الْمَعْنِي الشَّرْعِي فَهُوَ مَنْسُوْخٌ۔ ③

اس مقام پر وضو سے مراد ہاتھوں کا دھونا اور کلی کرنا ہے اس کو اسی امر پر محمول کیا جائے گا اور وہ جو وضو شرعی معنی پر محمول کیا گیا ہے اس کو منسوخ مانا جائے گا۔

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ سروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۰۵ مطبوعہ کانپور ہند،

② علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۰۵ مطبوعہ کانپور ہند،

③ علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۰۵ مطبوعہ کانپور ہند،

درسِ حدیث

مژدہ ہو اھل ایمان کو، خوشخبری ہو ہر مسلمان کو اور بشارت ہے ہر مومن کے لئے کہ اس کو ربّ کائنات نے اسلام جیسی عظیم نعمت بطور دین عطا فرمائی اس پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔ وہ خود فرماتا ہے۔ آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں تمہیں دین اسلام دیکر راضی ہوا۔ سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک دہن سے نکلنے والا ایک ایک لفظ اپنے اندر لاتعداد برکات رکھتا ہے۔ ان برکات سے استفادہ کرنے کے لئے احادیث مبارکہ کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا اگرچہ وہ ایک ٹکڑا پنیر ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا ہم گرم تیل اور گرم پانی استعمال کرنے کے بعد بھی وضو کیا کریں؟ اس پر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بھتیجے جب تو حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سنے تو اس پر مثال بیان نہ کیا کر۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۷۹)

ہمارے بزرگوں نے اس بات کی وضاحت فرمادی ہے جس کو ہم نے شرح ترمذی میں دلائل کے ساتھ نقل کر دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے جو وضو کرنا لازم ہے اس سے مراد شرعی وضو نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ کھانے پینے کے بعد ہاتھوں کو دھولینا اور کلی کر لینا۔ جو بعض علماء نے اس حدیث شریف سے شرعی وضو مراد لیا ہے وہ درست نہیں ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس حدیث شریف کے فوراً بعد جو حدیث مبارک آرہی وہ اس کی ناسخ ہے اس طرح یہ حدیث منسوخ ہے لہٰذا آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بغیر وضو کیے صرف ہاتھ دھولینا اور کلی کر لینا ہی کافی ہوتا ہے۔

آیئے ہم بھی درسِ حدیث کا اہتمام کریں خود حدیث شریف کے فیوض و برکات حاصل کریں اور دوسروں تک ان فیوض کو پہنچانے کا بندوبست کریں اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے امین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

باب نمبر ۵۹

بَابُ فِی تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ۔

اس باب میں یہ بیان ہوا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا ضروری نہیں۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آ رہی ہے جو بہت اہم ہے اس میں روزمرہ زندگی کا ایک ضروری مسئلہ بیان ہوا ہے لہٰذا اس کا مطالعہ بہت نافع ہوگا۔

آیئے آپ بھی اس کو پڑھ لیں تا کہ اپنی زندگی میں بھی اس عمل کو نافذ کر لیں اور دوسروں تک بھی اس کو پہنچانے کا باعث بنیں ربِّ کائنات آپ کو برکات سے نوازے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

حدیث نمبر ۸۰

حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ سَمِعَ جَابِرًا، قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً فَأَكَلَ، وَأَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلظُّهْرِ وَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَتْهُ بِعُلَالَةٍ مِنْ عُلَالَةِ الشَّاةِ، فَأَكَلَ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرِنِ الصِّدِّيقِ، وَلَا يَصِحُّ حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ فِي هٰذَا مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ، إِنَّمَا رَوَاهُ حُسَامُ بْنُ مِصَكٍّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، وَالصَّحِيحُ إِنَّمَا هُوَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ هٰكَذَا رَوَاهُ الْحُفَّاظُ، وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابنِ سِيرِينَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، وَرَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ، وَعِكْرِمَةُ وَمُحَمَّدُ بنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، وَعَلِيُّ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرِنِ الصِّدِّيقِ، وَهٰذَا أَصَحُّ، وفي الباب عن أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي رَافِعٍ وَأُمِّ الْحَكَمِ، وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ وَأُمِّ عَامِرٍ، وَسُوَيْدِ بنِ النُّعْمَانِ، وَأُمِّ سَلَمَةَ۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلِ سُفْيَانَ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحٰقَ رَأَوْا تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔

وَهٰذَا آخِرُ الأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَانَ هٰذَا الْحَدِيثُ

نَاسِخًا لِلْحَدِيثِ الأَوَّلِ حَدِيثِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم رحمت عالم رسول محتشم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی طرف نکلے میں بھی آپ کے ساتھ تھا آپ ایک انصاری عورت کے ہاں جلوہ فرما ہوئے۔ ان صحابیہ نے آپ کے لئے بکری ذبح فرمائی چنانچہ آپ نے اس کا گوشت تناول فرمایا اس کے بعد وہ بی بی آپ کے لئے ایک تھال کھجوروں کا لے آئی آپ نے اس میں سے بھی کھجوریں کھائیں پھر آپ نے وضو فرمایا اور نماز ظہر ادا فرمائی۔ اس کے بعد اسی بکری کا بچا ہوا گوشت دوبارہ پیش کیا گیا تو آپ نے وہ تناول فرمایا پھر اس کے بعد آپ نے نماز عصر ادا فرمائی اور وضو نہ فرمایا۔

اس باب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے لیکن وہ صحت کے درجہ تک نہیں پہنچی اس لئے کہ اس کی سند میں یوں ہے حسام بن مَصَكّ نے ابن سیرین، ابن عباس کے واسطہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ڈائریکٹ حضرت نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حفاظ حدیث نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہی حدیث ابن سیرین، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مروی ہے۔ اس حدیث شریف کو عطا بن یسار، عکرمہ، محمد بن عمرو بن عطاء، علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ اور بہت سارے حضرات نے حضرت عبداللہ بن عباس کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس مبارک فرمان کو روایت کیا ہے مگر انہوں نے اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر نہیں کیا یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

اس باب میں، حضرت ابوھریرہ، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت ابی رافع، حضرت ام الحکم حضرت عمرو بن اُمیہ، حضرت ام عامر، سُوید بن نعمان اور ام المومنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مذکور ہیں۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ اکثر اھل علم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، تابعین اور ان کے بعد کے بزرگوں کا مثلاً حضرت امام سفیان ثوری، حضرت امام عبداللہ بن مبارک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل امام اسحق رضی اللہ عنہم کا عمل اس پر ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا واجب ولازم نہیں ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دو حکموں میں سے آخر والا حکم وہ حدیث ناسخ کا درجہ رکھتا ہے اور وہ حدیث جو اس سے پہلے مذکور ہوئی ہے وہ اس حدیث سے منسوخ ہوگئی پہلی والی حدیث میں اس بات کا تذکرہ ہوا تھا کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے۔

حدیث نمبر ۸۰ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ابن ابی عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} سفیان بن عُیَینہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸ کے تحت ہو چکا ہے آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} عبداللہ بن محمد بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت کیا گیا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۴} حضرت جابر رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹ کے تحت ہوا ہے ان کے فضائل، کمالات، محاسن، محامد اور مناقب کثیرہ ہیں بڑے مرتبہ کے صحابی ہیں آپ ان کے احوال کا مطالعہ ضرور فرمائیں ایمان کو جلا ملے گی۔ خدمت دین کا جذبہ تازہ ہوگا۔ راہ خدا میں مال صرف کرنے کا جذبہ بام عروج پر آئے گا اھل ایمان کی دعوت کرنے کا طریق کار معلوم ہوگا دین کے لئے مشکلات برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہوگی نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت وعقیدت خوب خوب دل میں رچ بس جائے گی۔

شرح حدیث نمبر ۸۰

اس میں کوئی شک نہیں، اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن حکیم کے بعد سب سے موثر کلام امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ السلام کا ہے یہی وہ کلام ہے جس نے دین کی وضاحت کی ہے زندگی گذارنے کا ایک ایک طریقہ مرحمت فرمایا ہے ہم بھی حدیث شریف کی شرح لکھنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

دعوت کرنے والی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنھا تھیں:

اس حدیث شریف کی شرح وہی ہے جو اس سے قبل حدیث نمبر ۷۹ میں گذر گئی ہے اگر آپ نے یہیں سے مطالعہ کا آغاز کیا ہے تو حدیث مذکورہ کی شرح پڑھ لیں آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دل چین پائے گا ہاں ایک بات جو وضاحت طلب ہے اس کو میں لکھ دیتا ہے۔ تا کہ حدیث شریف کی شرح ہر خاص وعام کے لئے باعث راحت ہو جائے اور ہر پڑھنے والے کو یہ محسوس ہو کہ اپنے آقا مولیٰ علیہ السلام کی احادیث کو پڑھنا چاہیے وہ انصار یہ عورت کون تھیں جن کے ہاں رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلوہ فرما ہوئے تھے علامہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ بی بی حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنھا تھیں ان کا اسم گرامی رمیصا بنت ملحان تھا یہ خاندان رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتہائی عقیدت مند تھا اکثر ان کے ہاں امام الانبیاء علیہ السلام کی دعوت ہوتی تھی یہ بی بی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں علامہ کے الفاظ یہ ہیں۔

شاید کہ ام سلیم باشد۔ ①

بہت ساری روایات میں مذکور ہے کہ حضرت امّ سلیم اکثر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کھانا بھیجا کرتی تھیں اس حدیث شریف میں ذکر ہوا ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز ظہر سے قبل کھانا تناول فرمایا اور ایک بار نماز ظہر کے بعد عصر سے قبل تناول فرمایا علامہ سندھی فرماتے ہیں بکری کا کچھ گوشت تو آپ نے پہلے تناول فرمالیا تھا اور کچھ جو بچ رہا تھا وہ حضرت امّ سلیم دوبارہ لے آئیں آپ نے پھر تناول فرمالیا لہذا دو مرتبہ کھانا تناول کرنا جائز ہے اگر کبھی ضرورت پڑے تو اس طرح بھی کھایا جا سکتا ہے۔ نیز کھانے اور پھل کا جمع کرنا بھی جائز ہے۔ علامہ کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

انه يجوز الاكل مرتين ويجوز الجمع بين الطعام والفاكهة وترك الوضوء من اكل ماغيرته النار۔ ②

۱) اگر کوئی (کبھی کبھی) دو مرتبہ بھی کھانا تناول کرلے تو یہ جائز ہے۔

۲) پھل اور کھانے کو اگر ایک ہی وقت میں جمع کرلیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

۳) جو شخص آگ کی پکی ہوئی کوئی چیز تناول کرے اس پر وضو کا کرنا واجب ولازم نہیں ہے۔

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۰۶ مطبوعہ کانپور ہند،

② علامہ ابوطیب سندھی شرح ابی طیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۰۲ مطبوعہ کانپور ہند،

اقول بفضل اللہ الکریم ان ربی علیم حکیم:

دراصل ان دونوں حدیثوں کا مضمون تقریباً ایک ہی ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی ایک ہی انداز اختیار فرمایا ہے جب انہوں نے حدیث نمبر ۷۹ کو اپنی جامع میں وارد فرمایا تو اس پر وضاحتی کلمات لکھتے ہوئے اپنے مؤقف کی وضاحت پورے زور سے فرمائی اور اس میں غالب پہلو یہی رہا کہ اگر کوئی آگ پر پکی ہوئی کوئی چیز کھاتا ہے تو اس کو وضو کرنا لازم نہیں۔لیکن اس حدیث شریف کو ذکر کرنے کے بعد انہوں نے ایک نیا باب قائم فرمایا اور اس کے تحت ایک اور حدیث شریف وارد فرمائی پھر اس پر جب وضاحتی کلمات تحریر فرمائے تو وہ بھی پہلے والے کلمات سے ملتے جلتے ہی ہیں اور ان میں ذرا واضح انداز سے اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ اگر کوئی مسلمان آگ پر پکائی گئی کوئی چیز تناول کر لیتا ہے تو اس پر وضو کرنا واجب نہیں ہوتا۔میں تو ان دونوں حدیثوں کو ایک ہی باب کا حصہ سمجھتا ہوں بہرنوع امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح ان کو وارد فرمایا ہے میں نے اسی طرح ان کی شرح الگ الگ تحریر کر دی ہے۔ھذا ما عندی والعلم عند اللہ۔

باب نمبر ۶۰

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ۔

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا چاہیے؟

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو بڑی اہمیت کی حامل ہے اس میں ایک اہم مسئلہ کا بیان ہے جو ہماری روزمرہ زندگی سے متعلق ہے۔ آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے۔ ایک تحقیق سامنے آئے گی اور دل وجاں مسرور ہوں گے۔

حدیث ۸۱

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ؟ فَقَالَ تَوَضَّؤُوا مِنْهَا. وَسُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الغَنَمِ؟

فَقَالَ لَا تَتَوَضَّؤُوا مِنْهَا

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَأُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ۔

قَالَ أَبُو عِيْسٰى وَقَدْ رَوٰى الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ۔

وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ،

وَرَوٰى عُبَيْدَةُ الضَّبِّيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّازِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ ذِي الْغُرَّةِ الْجُهَنِيِّ۔

وَرَوٰى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، فَأَخْطَأَ فِيْهِ، وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُسَيْدِ ابْنِ حُضَيْرٍ، وَالصَّحِيْحُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّازِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ إِسْحٰقُ أَصَحُّ مَا فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ وَحَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ

اقدس میں سوال کیا گیا کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرو۔ اسی طرح یہ سوال بھی پوچھا گیا کہ بکری کا گوشت کھانے کے بعد بھی وضو کرنا ہوگا تو فرمایا نہیں بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔

اس باب میں حضرت جابر بن سمرہ اور حضرت اسید بن حضیر سے بھی احادیث آئی ہیں۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس حدیث شریف کو حجاج بن ارطاۃ نے عبداللہ بن عبداللہ، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، اسید بن حضیر کے حوالے سے روایت کیا ہے عبدالرحمن بن ابی لیلی کے واسطہ سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ والی روایت صحیح ہے۔

اور یہی قول، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق کا ہے۔ کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے۔

عبدہ ضبی نے اس حدیث شریف کو عبداللہ بن عبداللہ رازی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلی اور ذی العزہ جہنی کے حوالے سے روایت کیا۔ حماد بن سلمہ نے اس حدیث شریف کو حجاج بن ارطاۃ کے حوالے سے روایت کیا تو اس میں یہ خطا کی۔ جو یوں کہہ دیا عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن ابیہ، اسید بن حضیر حالانکہ صحیح یوں تھا عبداللہ بن عبداللہ رازی عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اور پھر حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ۔ امام اسحٰق کا کہنا یہ ہے کہ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دو حدیثیں زیادہ صحیح ہیں (۱) حدیث براء (۲) حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما۔

حدیث نمبر ۸۱ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھنّاد رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} ابومعاویہ رحمتہ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} اعمش رحمتہ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} عبداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے آئمہ کرام نے ان کی توثیق بیان کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب عبداللہ بن عبداللہ ابوجعفر الرازی قاضی رَے مولیٰ بنی ہاشم اصلاً کوفی تھے۔
عبداللہ بن عبداللہ جابر بن سَمُرَہ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام اعمش یہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔
عباد بن عوام حجاج کی وساطت سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عبداللہ ثقہ راوی ہیں حکم بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عبداللہ راوی ثقہ ہیں ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں یہ قاضی رائے ہیں۔ عبداللہ بن احمد اپنے والد گرامی حضرت امام احمد بن حنبل کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ ثقہ ہیں۔
ایک دوسری روایت کے مطابق انہوں نے فرمایا میں عبداللہ بن عبداللہ کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا یہ ہے کہ عبداللہ کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی نوراللہ مرقدہ اپنی رائے کا اظہار قُلْتُ کہہ کر یوں فرماتے ہیں کہ ابن حبان اور ابن شاہین نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔ ①

۵} عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں، البتہ بعض اقوال ان کی جرح کے بھی موجود ہیں آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ان کا نام یسار ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے بلال، اور یوں بھی کہا گیا ہے داود بن بلال ابن بلیل بن اصیحہ بن الحلاج بن الحریش بن جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو ابن عوف بن مالک بن اوس الانصاری الاوسی ابوعیسیٰ الکوفی والد محمد، ان کی ولادت اس وقت ہوئی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ۶ سال باقی تھے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، اپنے والد حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بیٹے عیسیٰ، ان کے پوتے عبداللہ بن عیسیٰ امام اعمش اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۲۵۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

عطا بن السائب عبد الرحمٰن کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک سو بیس ۱۲۰ صحابہ کرام جن کا تعلق انصار مدینہ سے تھا، کی زیارت کی ہے اسحق بن منصور ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ ثقہ راوی ہیں۔

عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی وفات:

عجیلی کوفی تابعی کا بیان ہے کہ عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی شہادت ۱۸ھ کو ہوئی۔①

۶} حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

یہ جلیل القدر صحابی ہیں، ان کی خدمات قابل ستائش ہیں، ان کی زندگی اسلام کی اشاعت سے لبریز ہے یہ وہ عظیم سپوت ہیں جنہوں نے ملک رَے فتح کیا تھا پندرہ غزوات میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ رہے آپ بھی ان کی خدمات کا ایک جائزہ پڑھ لیں۔

امام ابن حجر لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے البراء بن عازب بن الحارث بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ الاوسی ابو عمارہ اور یوں بھی کہا جاتا ہے عمرو اور اس طرح بھی کہا گیا ہے ابو طفیل مدنی یہ صحابی ابن صحابی ہیں۔ کوفہ تشریف لے گئے تھے حضرت مصعب ابن زبیر کے زمانے میں ان کا وہیں انتقال ہوا۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابوایوب، حضرت بلال رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہم خطمی، ابو جحیفہ، ابن ابی لیلیٰ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ امام ابن حبان کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صغیر سن ہونے کی وجہ سے ان کو غزوہ بدر میں شرکت کی اجازت نہ دی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت براء دونوں ہم عمر تھے۔ ابن قانع نے معجم الصحابہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ پندرہ غزوات میں نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ شریک رہے۔ ابن عبد البر کا بیان ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فاتح ملک رَے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قلیب حدیبیہ کی طرف انہی کو تیر دیکر روانہ کیا تھا۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ غزوہ احد میں پہلی بار شریک ہوئے تھے۔ عسکری کا قول یہ ہے کہ انہوں نے جس غزوہ میں پہلی بار شرکت کی وہ غزوہ خندق تھا۔ حضرت براء بن عازب واقعہ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں تھے۔ جنگ صفین میں بھی یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور اسی طرح نہروان کی لڑائی میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر تھے۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۶ / ۲۳۴ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی وفات:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی وفات ۷۲ ھ کو ہوئی۔ ①

شرح حدیث نمبر ۸۱

ہر ذی شعور خوب جانتا ہے انسانیت کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی نظام حیات ہے جس کو اسلام کے مبارک نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نظام حیات کا مدار چونکہ ربّ کائنات کے حکم کے مطابق ہے اس لئے اس میں وہ وہ خوبیاں پائی جاتی ہیں جن کو احاطہ تحریر میں لانا بہت مشکل ہے۔ ہمارے پیارے نبی علیہ السلام نے زندگی کے ہر ہر شعبے کے لئے کامل ھدایات مرحمت فرمائی ہیں الحمد للہ ہم بھی انہی مقدس فرامین اطہر کی شرح لکھنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، جامع ترمذی شریف کا یہ وہ باب ہے جس میں اس بات کا بیان فرمایا گیا ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا لازم ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ بھی عرض کیا گیا کہ بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو نہ کرو۔ اس باب میں حضرت جابر بن سَمُرہ اور حضرت اسید بن حضیر سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن سَمُرہ سے روایت کی ہے یہ روایت مشکوٰۃ میں منقول ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اونٹ کے گوشت کا تناول کرنا ناقض وضو جانتے تھے۔ اور آئمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے یا وضو سے مراد معنی لغوی ہے۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التھذیب ۱/ ۳۷۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

② علامہ سراج احمد حنفی سرھندی شرح سراج از مجموعہ شروح اربعہ ترمذی ۱/ ۱۰۸ مطبوعہ کانپور ہند

اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے اور نہ کرنے میں آئمہ اربعہ کا نقطہ نظر:

۱) حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا واجب ہے۔
۲) حضرت امام شافعی فرماتے ہیں اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔
۳) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا لازم نہیں۔
۴) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا واجب نہیں۔

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو واجب نہیں ہوتا۔

علامہ ابوطیب سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، یہ ایک باب ہے جامع ترمذی شریف میں اونٹ کا گوشت، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے اس پر آپ نے ارشاد فرمایا وضو کرنا ہوگا اس سے ظاہراً تو اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور یہ مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا ہے اسی طرح امام اسحٰق بن راھویہ، یحییٰ، ابی بکر بن المنذر، ابن حزیمہ بھی ان کے ہم نظریہ ہیں اور حافظ ابوبکر بیہقی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اس پر وہ روایات لائے ہیں انہوں نے حدیث الباب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قول سے استدلال کیا ہے۔ لیکن جمہور اس کے خلاف ہیں۔ وہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں آیا ہے۔

كان آخر الامرين من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ترك الوضوء مما مست النار۔ ①

ان دونوں احکام سے آخری حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہی ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

لیکن یہ حدیث عام ہے اور حدیث الوضوء من لحوم الابل یعنی اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو یہ حدیث خاص ہے اور خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔ یہ جو مسئلہ ہے آگ سے پکی ہوئی چیز عدم نقض ہے یعنی اس کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا خلفاء راشدین حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اسی طرف مائل ہیں۔ ایسے ہی حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ابو درداء، حضرت ابوطلحہ، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت ابواسامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام شافعی رضی اللہ عنہم اور ان کے اصحاب کا بھی یہی نقطہ نظر ہے۔ جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے حدیث باب سے بھی یہی ظاہر ہوتا

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۰۸ مطبوعہ کانپور ہند،

ہے اس سے مراد غسل یدین اور کلی ہی ہے۔

وہ جو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ظاہر حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا لازم ہے۔ اس کا جواب بھی پہلے دیا جا چکا ہے۔①

درسِ حدیث

بلا شبہ ساری انسانیت کے سب سے بڑے محسن حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ آپ نے بلا امتیاز رنگ و نسل انسانوں کے حقوق کو بیان فرمایا چونکہ آپ رحمت عالم ہیں اس لئے اس کائنات کی کوئی شی آپ کی رحمت سے مستغنی نہیں ہے بلکہ یوں کہوں تو ہرگز بے جا نہ ہوگا کہ انبیاء کرام علیھم السلام بھی آپ کی نظر رحمت کے تمنائی ہیں۔ شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان حنفی قدس سرّہ العزیز فرماتے ہیں:

ما و شما تو کیا کہ خلیلِ جلیل کو
کل دیکھنا ان سے تمنا نظر کی ہے

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے امتیوں کے لئے زندگی گذارنے کا ایک لازوال قانون عطا فرمایا اور ان کے تمام مسائل کا حل آسان اور عام فہم انداز میں عطا فرمایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

> حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سوال کیا گیا کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا چاہئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرو اسی طرح یہ سوال بھی پوچھا گیا کہ بکری کا گوشت کھانے کے بعد بھی وضو کرنا ہوگا تو فرمایا نہیں بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۸۱)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اونٹ کے گوشت کا تناول کرنا ناقض وضو جانتے تھے اور آئمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے یا وضو سے مُراد معنی لغوی ہے (ہاتھ دھونا) حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کو لازم نہیں جانتے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا ضروری نہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اونٹ کا گوشت تناول کرنے کے بعد وضو کرنا واجب نہیں ہوتا۔ لہٰذا تحقیق مسئلہ یہی ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۰۸ مطبوعہ کانپور ہند،

آیئے ہم بھی درسِ حدیث کا اہتمام کریں اہل ایمان کو جمع کر کے ان کو ان کے آقا ان کے مولیٰ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیاری پیاری احادیث مبارکہ سنائیں تا کہ ان کے دل شاد ہوں اور ان کو بھی سنت مطہرہ پر عمل کی حلاوت محسوس ہونے لگے اس طرح وہ بھی دین کے مبلغ بن جائیں اور دین کی دعوت کا کام آگے بڑھے اس امت میں بیداری کی ایک لہر تیزی سے دوڑے اور ساری امت احساس ذمہ داری کا پاس کرنے لگ جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے امین بجاسید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل

ہزار تہنیت ان نفوسِ قدسیہ کیلئے جنہوں نے دن رات محنتِ شاقہ کر کے امام الانبیاء علیہ السلام کے فرامینِ اقدس کو جمع فرمایا اور پھر احتیاط کے ساتھ ان کو امت تک پہنچانے کا فریضہ ادا کیا۔ وہی لوگ دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی بھلائیاں لوٹ کر لے گئے جنہوں نے اپنی زندگیاں اپنے دین کی ترویج و اشاعت پر صرف فرما دیں۔ سب سے مشکل کام احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہے اس سے مشکل کام روئے زمین پر کوئی نہیں یہی وجہ ہے کہ اس کام کو سرانجام دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس گروہ حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے اس فریضے کو کمال ذمہ داری سے ادا فرمایا اور اس میں وہ کامیاب رہے۔ سب سے مشکل اور سنگ لاکھ مرحلہ وہ ہے جو اس راہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش آیا اور آپ نے اس مرحلے کو کمال دانائی اور حکمت سے طے فرمایا اور کامرانی کی دولتِ لازوال سے ہمکنار ہوئے۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۶۱

بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ۔

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ عضو مخصوصہ کو چھونے کے بعد وضو کا کیا حکم ہے؟

اس باب میں تین احادیث آئی ہیں جو انتہائی ضروری ہیں اور ان کی اہمیت خوب ہے آپ بھی ان کا مطالعہ فرمائیں اسلامی زندگی بیّن ہوگی اور مسائل شرعیہ خوب خوب روشن ہونگے۔

حدیث نمبر ۸۲

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَرْوَى ابْنَةِ أُنَيْسٍ، وَعَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِثْلَ هٰذَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بُسْرَةَ۔

حضرت بُسرۃ بنت صفوان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے عضو مخصوصہ کو مس کیا تو وہ نماز نہ پڑھے جب تک وضو نہ کرے۔

اس باب میں حضرت ام حبیبہ، حضرت ابوایوب، حضرت ابوھریرہ، اُروٰی ابنۃ انیس، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت جابر، حضرت زید بن خالد، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے! اس کو اور بھی کئی بزرگوں نے روایت کیا ہے۔ جن میں یہ نام بھی ہیں (۱) ھشام بن عُروہ نے بھی اپنے والد گرامی کے واسطہ سے حضرت بسرہ بنت صفوان سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۸۲ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} اسحٰق بن منصور رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے اسحٰق بن منصور بن بہرام الکوسج ابو یعقوب التمیمی المروزی نزیل نیشاپور۔

اسحٰق بن منصور، ابن عُیَینہ، ابوداود طیالسی، قطان اور خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں۔

امام مسلم کہتے ہیں اسحٰق بن منصور ثقہ مامون ہیں اصحاب احادیث میں سے ایک امام ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اسحٰق بن منصور ثقہ ثبت ہیں۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں اسحٰق بن منصور صدوق ہیں۔ خطیب کا کہنا یہ ہے کہ وہ فقیہ ہیں اور عالم ہیں امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ ابن شاھین نے ان کا تذکرہ مضبوط راویوں میں کیا ہے۔

اسحٰق بن منصور کی وفات:

امام بخاری کا کہنا یہ ہے کہ اسحٰق بن منصور کی وفات ۲۵۱ھ کو ہوئی تاریخ ۱۰ جمادی الاولیٰ کی تھی پیر کے دن وصال فرمایا اور منگل کو دفن ہوئے۔ ①

۲} یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۴ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} ھشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے آئمہ کرام نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ کرلیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/۲۱۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ ھشام بن عروہ بن زبیر بن عوّام اسدی ابو المنذر اور ایسے بھی کہا گیا ہے کہ ابو عبداللہ۔

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر کی زیارت کی تھی اور آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور ان کے لئے دعا بھی کی تھی۔ ھشام بن عروہ اپنے والد گرامی سے عبداللہ بن زبیر اپنے چچا سے، اپنے دونوں بھائیوں جناب عبداللہ اور جناب عثمان سے اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ایوب سختیانی وہ ان سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے۔ عبیداللہ بن عمر، معمر، یحییٰ بن سعید قطان اور ایک خلقِ کثیر روایت کرتی ہے۔

ابن سعد اور عجیلی کا کہنا ہے کہ ھشام بن عروہ ثقہ ہیں، ابن سعد نے یوں بھی کہا کہ ثبت ہیں کثیر الحدیث ہیں اور حُجت ہیں۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ عروہ ثقہ ہیں اور امام فی الحدیث ہیں۔ قُلتُ کہہ کر امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں، امام ابن حبّان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ ھشام بن عُروہ علوم وفنون کے ماہر تھے عالمِ فاضل ،حافظ تھے۔ ابن شاھین نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔

ھشام بن عروہ کی وفات:

عمرو بن علی الفلاس عبداللہ بن داود کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ھشام بن عروہ کی ولادت سنہ ۶۱ھ کو ہوئی یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہادت کے دن اور ان کی وفات کے بارے میں حربی کا قول یہ ہے ۱۴۵ سنہ ۱۴۲ھ کو ہوئی۔ ①

۴} بُسرۃ بنت صفوان رضی اللہ عنھا:

یہ صحابیہ ہیں، انہوں نے نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیعت کی تھی یہ مہاجرات میں سے ہیں۔ اور بڑے رتبے کی صحابیہ ہیں ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ بُسرَۃ بنت صفوان بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی بن قصی القرشیہ الاسدیہ۔ رضی اللہ عنھما۔

---

① امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی م سنہ ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/ ۴۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

عقبہ بن ابی معیط کی ماں جائی بہن ہیں۔ یہ بی بی معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص کی والدہ ہیں اور عبد الملک بن مروان کی جدہ ہیں اس لئے کہ عبد الملک کی والدہ عائشہ بنت معاویہ ہیں۔ حضرت بُسْرَ ۃ بنت صفوان نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتی ہیں اسی طرح ان سے امّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط، عبد اللہ بن عمرو بن عاص، مروان بن حکم، عُروہ بن زبیر اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ بُسْرَ ۃ بنت صفوان کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ان کے والد گرامی کی سیدہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کی پھوپھی تھیں۔ یہ بی بی مہاجرات میں سے ہیں۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ بی بی ان صحابیات میں سے ایک ہیں جنہوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیعت کی تھی امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سابقات صحابیات سے ہیں اور انہوں نے ہجرت بھی کی یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد تک زندہ رہیں۔ ①

① امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲ / ۳۲۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

حدیث نمبر ۸۳

وَرَوٰی، أَبُو أُسَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَرْوَانَ عَنْ بُسْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ بِهٰذَا۔

حضرت بُسرہ بنت صفوان بیان کرتی ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا حدیث شریف وہی ہے جو پہلے ذکر ہو چکی یہاں صرف رواۃ کا فرق آیا ہے۔

حدیث نمبر ۸۳ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ابواسامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ٦٦ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} ھشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات احوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۳} ابیہ یعنی عروہ بن زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۴} مروان:

مروان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے آپ بھی پڑھ لیں مروان کے بارے میں میری رائے بھی وہی ہے جو بڑے بڑے بزرگوں کی ہے اس کے بارے میں مَیں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مروان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔مروان بن حکم بن ابی العاص بن اُمیّہ بن عبدالشمس ابن عبد مناف بن قصی الاقوی ابوعبدالملک، اس کو یوں بھی کہا گیا ہے۔ابوالقاسم اور ایسے بھی ہے ابوالحکم، مروان کی والدہ آمنہ بنت علقمہ بن صفوان کنانی ہیں۔ان کی کنیّت امّ عثمان ہے۔مروان ہجرت کے دو سال بعد یا چار سال بعد پیدا ہوا۔یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتا ہے مگر اس کا سماع امام الانبیاء علیہ السلام سے نہیں ہے۔اسی طرح یہ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو ہریرہ اور بُسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنھم سے روایت کرتا ہے۔ اسی طرح اس سے اس کا بیٹا عبدالملک، سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن ابی حارث اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

مروان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کاتب رہا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں مدینہ منورہ کا گورنر رہا۔معاویہ بن یزید بن معاویہ کی موت کے بعد مروان نے جابیہ کے مقام پر اپنی بیعت لی۔اس سے قبل ضحاک بن قیس دمشق پر غلبہ حاصل کر چکا تھا اس نے ابتداً تو حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنھما کے لئے بیعت لینی شروع کی پھر لوگوں کو اپنی ذات کی طرف مائل کرنے لگا۔مروان نے ضحاک کے گروہ سے مقابلہ کیا۔اس لڑائی میں ضحاک بن قیس مارا گیا۔مروان نے دمشق پر قبضہ کر لیا اس کے بعد مصر پر بھی قابض ہو گیا۔ماہ رمضان ۶۵ ھ کو مروان مر گیا۔اس کی حکومت کا دورانیہ ۹ ماہ رہا۔

امام ابن حجر قلت کہہ کر لکھتے ہیں۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مروان نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت نہیں کی۔(جو یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتا ہے وہ ارسال کے درجہ میں ہے۔محمد ارشد القادری)

ابن عبدالبر کہتے، مروان ایام خندق میں پیدا ہوا اس بات کا ذکر انہوں نے الاستیعاب میں کیا ہے۔امام مالک رضی اللہ عنہ کا کہنا یہ ہے کہ مروان یومِ احد میں پیدا ہوا۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں مروان پر روایتِ حدیث کے حوالے سے کوئی تہمت نہیں ہے۔①

مروان کے کردار کی ایک جھلک:

جن دنوں یزیدی فوجوں نے بیت اللہ شریف کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اندر محصور تھے مروان مکہ مکرمہ ہی میں تھا۔جب یزید اچانک بڑی بُری موت مر گیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حجاز مقدس میں اپنی خلافت کا اعلان کیا اور اہل حجاز نے آپکی بیعت کر لی پھر اہل شام نے بھی بیعت کر لی مروان کا معاملہ زیر بحث آیا تو اکثر بزرگوں کا مؤقف یہ تھا کہ اس سے نرمی نہ کی جائے لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۰/ ۸۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

نے فرمایا کہ وہ معافی کا طلب گار ہے لہٰذا اس کو معاف کر دیا ان دنوں اس کا لڑکا عبدالملک بیمار تھا اس کو چیچک نکلی ہوئی تھی مروان نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو درخواست دی کہ میرا بیٹا بیمار ہے لہذا اس کے علاج کے لئے شام جانے کی اجازت دے دی جائے اس موقعہ پر بزرگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے اس کو معاف تو کر دیا ہے مگر اب مکہ مکرمہ سے ان کو شام جانے کی اجازت نہ دی جائے اس لئے کہ اس کا ذہن سازشی ہے۔ لیکن آپ نے اس کو شام جانے کی اجازت دے دی یہ اپنے لڑکے کو لیکر شام چلا گیا وہاں جا کر اس نے ایسا تانا بانا بنا کہ چھ ماہ کے اندر اندر اس نے یزید کی بیوہ سے نکاح کر لیا اور معاویہ بن یزید بن معاویہ کی موت کے بعد اس نے لوگوں سے اپنی بعیت لے لی اس طرح یہ شام جا کر حضرت عبداللہ ابن زبیر کے مقابلے میں آ گیا اور وہاں ایک بڑا طوفان کھڑا کر دیا اگر چہ اس کا دور حکومت تو صرف ۹ نو ماہ ہے۔ ① مگر اختلاف امت کی ایسی بنیاد ڈال گیا کہ آگے چل کے اس کے بیٹے عبدالملک بن مروان نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا اور پھر خود خلیفہ بن بیٹھا۔

میں نے مختصراً اس کا کردار تحریر کیا ہے ورنہ مجھے بہت کچھ مستحضر ہے۔

۵} بُسْرَۃ یعنی بُسْرَۃ بنت صفوان رضی اللہ عنہا:

ان کے فضائل اور مناقب کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۲ کے تحت ہو چکا ہے آپ وہاں سے ضرور پڑھ لیں۔ معلومات میں اضافہ ہوگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا مقام و مرتبہ دل میں جاگزیں ہوگا۔

① محمد عبداللہ ملک ایم۔اے صدر شعبہ تاریخ، اسلامیہ کالج روڈ لاہور، تاریخِ اسلام ص ۵۱۸ مطبوعہ قریشی برادرز چوک اردو بازار لاہور

حدیث نمبر ۸۴

وَرَوٰی هٰذَا الحَدِیثَ أَبُو الزِّنَادِ عَن عُرْوَةَ عَنْ بُسْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ،حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِیُّ بنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ أَبِی الزِّنَادِ عَنْ أَبِیهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بُسْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

وَهُوَ قَوْلُ غَیْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِینَ، وَبِهٖ یَقُولُ الأَوْزَاعِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَأَحمَدُ وَإِسْحٰقُ،

قَالَ مُحَمَّدٌ، أَصَحُّ شَیْءٍ فِی هٰذَا البَابِ حَدِیثُ بُسْرَةَ۔

وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ حَدِیثُ أُمِّ حَبِیبَةَ فِی هٰذَا البَابِ أَصَحُّ، وَهُوَ حَدِیثُ العَلَاءِ بنِ الحَارِثِ عَنْ مَکْحُولٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بنِ أَبِی سُفْیَانَ عَنْ أُمِّ حَبِیبَةَ،وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَمْ یَسْمَعْ مَکْحُولٌ مِنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِی سُفْیَانَ، وَرَوٰی مَکْحُولٌ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَنْبَسَةَ غَیْرَ هٰذَا الحَدِیثِ، وَکَأَنَّهُ لَمْ یَرَ هٰذَا الحَدِیثَ صَحِیحًا ۔

حضرت بُسْرَہ بنت صفوان رضی اللہ عنھا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتی ہیں حدیث شریف وہی ہے جو پہلے ہی بیان ہو چکی ہے۔

اس حدیث شریف کو بہت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور تابعین کرام نے روایت کیا ہے امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد، امام اسحٰق رضی اللہ عنھم کا قول بھی اس کی تائید میں ہے قال محمد! یعنی امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری فرماتے ہیں اس باب میں حضرت بُسْرَہ بنت صفوان والی حدیث بہت ہی صحیح واقع ہوئی ہے۔

ابوزرعہ کا کہنا یہ ہے کہ اس باب میں حضرت امّ حبیبہ والی حدیث زیادہ صحیح ہے اس حدیث کی سندیوں ہے علا بن حارث، مکحول، عنبسہ بن ابی سفیان عن امّ حبیبہ رضی اللہ عنھا، امام بخاری فرماتے ہیں مکحول کا عنبسہ بن ابی سفیان سماع ثابت نہیں ہے مکحول نے نام لئے بغیر ایک مرد کہہ کر اس کے علاوہ ایک حدیث کو عنبسہ سے روایت کیا۔ اس اعتبار سے امام بخاری کے نزدیک یہ حدیث صحیح کے درجے میں نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۸۴ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ابوزناد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمائیں۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔عبداللہ بن ذکوان القرشی ابوعبدالرحمٰن المدنی المعروف ابی الزناد مولی رملۃ اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ عائشہ بنت شیبہ بن ربیعہ اور یوں بھی آیا ہے کہ مولیٰ عائشہ بنت عثمان ہیں اور ایسے بھی ملتا ہے کہ یہ مولیٰ الِ عثمان ہیں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ابوزناد کا باپ ابی لؤلؤہ کا بھائی تھا اور ابی لؤلؤہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے۔ابن عیینہ کا بیان یہ ہے ابوزناد سے زیادہ غضب زدہ کون ہوگا۔

ابوزناد، حضرت انس بن مالک، حضرت عائشہ بنت سعد، حضرت ابی امامہ بن سہل بن حنیف، حضرت عروہ بن زبیر وغیرھم رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں۔اسی طرح ان سے ان کے صاحبزدے عبدالرحمٰن، ابوقاسم، صالح بن کیان وغیرھم روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن احمد عن ربیعہ کر کے کہتے ہیں ابوزناد ثقہ روای ہیں۔ جناب حرب محترم احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں سفیان کہتے ہیں کہ ابوزناد کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہا جاتا ہے ابن مریم نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا ابی زناد ثقہ اور حجت ہے۔عجلی مدنی تابعی کہتے ہیں ابوزناد ثقہ ہیں امام ابوحاتم کہتے ابوزناد ثقہ ہیں، فقیہہ ہیں صالح، صاحب السنہ ہیں۔ابن سعد نے یوں بھی کہا ہے ابوزناد ثقہ کثیر الحدیث ہیں عربی لغت کو فصاحت و بلاغت سے جانتے ہیں سمجھ دار عالم ہیں۔امام ابن حجر عسقلانی کی ذاتی رائے یوں ہے۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابوزناد ثقہ ہیں اسی طرح عجلی ساجی، اور ابوجعفر طبری کا کہنا ہے کہ ابوزناد ثقہ ہیں۔امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا اور کہا کہ وہ فقیہہ ہیں اور صاحب تصنیف ہیں۔

ابوزناد کی وفات:

خلیفہ وغیرہ کہتے ہیں کہ ابوزناد کی وفات سنہ ۱۳۰ھ کو ہوئی یہ ماہ رمضان تھا۔ بوقت وصال ان کی عمر چھیاسٹھ ۶۶ سال تھی۔ ابن معین وغیرہ کا کہنا یہ ہے کہ ان کی وفات سنہ ۱۳۱ھ کو ہوئی اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ ان کی وفات سنہ ۱۳۲ھ کو ہوئی۔ ①

۲} عروہ رحمتہ اللہ علیہ یعنی عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنھم:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۳ میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۳} بُسرَ ۃ رضی اللہ عنھا:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۲ کے ضمن میں ہوا ہے وہاں ان کے محاسن جلیلہ، مناقب حمیدہ، فضائل عظیمہ کا ذکر کر دیا گیا ہے آپ وہاں سے مطالعہ فرمالیں ان کی خدمات کا خوب اندازہ ہوگا۔

شرح حدیث نمبر ۸۲، ۸۳، ۸۴

زندگی اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک بہت بڑا انعام ہے اور ہے بھی مختصر، اس کو گذارنے کا طریقہ وہی قابل التفات ہوگا جو زندگی بنانے والا حیات کا خالق عطا فرمائے گا اور وہ طریقہ معتبر ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام بیان فرمائیں گے۔ وہ قوانین کس قدر برکت سے لبریز ہیں جو سرور عالم علیہ السلام نے ہمیں عطا فرمائے ہیں اسی شخص کی زندگی قابل رشک بنتی ہے جو اپنی زندگی کو سنت مطہرہ کے سانچے میں ڈھال لے حدیث شریف میں آیا ہے۔ مس ذکر کے بعد وضو کرنا چاہیے اس مبارک حدیث کی ہم شرح لکھتے ہیں۔

کیا عضو مخصوصہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ جامع ترمذی کے ابواب الطہارہ کا یہ وہ باب ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر مرد اپنے عضو مخصوصہ کو چھوئے تو وضو کرنا لازم ہو جاتا ہے بُسرَ ۃ بنت صفوان بیان کرتی ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی بھی اپنے عضو مخصوصہ کو مس کرلے تو وہ اس وقت تک نماز نہ پڑھے جب تک وضو نہ کرے یعنی مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ امام ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م سنہ ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۱۷۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

نے بھی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا والی حدیث شریف کو وارد کیا مگر انہوں نے اس کو علا بن حارث، مکحول، عنبسہ بن ابی سفیان کے طریق سے بیان کیا ہے اور اس کے رجال ثقات ہیں۔ اسی طرح امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث روایت کی ہے مگر اس کی اسناد میں اسحٰق بن ابی فروہ بھی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف امام شافعی امام احمد، امام طبرانی، امام ابن حبان رحمتہ اللہ علیہ نے وارد کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے امام دارقطنی نے حدیث وارد فرمائی ہے امام شافعی فرماتے ہیں امام دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث وارد کی ہے۔

ایما رجل مسّ فرجه فلیتوضأ ایما امرأة مست فرجها فلیتوضأ۔ ①

کوئی بھی مرد جب اپنی شرمگاہ کو مس کرے تو اس کے بعد وہ وضو کرے اسی طرح جب کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو وہ بھی وضو کرے۔

مَس ذکر ناقض وضو نہیں ہے:

علامہ ابوطیب سندھی لکھتے ہیں، یہ جو حدیث شریف ہے جس میں آیا ہے کہ جس نے اپنی شرمگاہ کو چھوا تو وضو کئے بغیر نماز نہ پڑھے یہ ان کی دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے یہ قید لگائی ہے کہ وضو اس وقت ٹوٹے گا جب مس بلا حجاب ہاتھ کے ساتھ ہو۔ لیکن امام مالک امام نسائی، امام احمد، امام ابوداود اور امام ابن ماجہ نے اس کے بالکل مخالف حدیث وارد فرمائی اور اس سے اگلے باب میں آ رہی ہے۔ جناب طلق بن علی والی حدیث کو امام ابوداؤد اور امام نسائی نے وارد کیا ابن ھمام الحق نے کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں درجہ حسن سے ساقط نہیں ہوتیں۔ لیکن ان دونوں میں سے ترجیح اس حدیث شریف کو دی جائی گی جس کے راوی طلق بن علی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد علم کے حفظ وضبط میں زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ اسی لئے تو جہاں ایک مرد گواہ ہوگا وہاں اس کے مقابل دو عورتوں کی گواہی ہوگی یعنی ایک مرد کی گواہی دو عورتوں کے برابر ہے۔ امام طحاوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک لمبی بحث فرمائی اور ثابت کیا ہے کہ حدیث بُسرَہ بن صفوان رضی اللہ عنہا ضعیف ہے۔ اسی طرح حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی ضعیف ہے۔ اس پر حدیث کے علوم کی معرفت رکھنے والوں نے بہت کچھ کلام کیا ہے۔ بعض علما نے علامہ خطابی کے حوالے سے اسی طرح حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مختلف زاویوں سے گفتگو نقل کی ہے۔ اور آخر کار ان دونوں امور میں اتفاق اس پر ہوا ہے کہ حدیث بُسرَہ وطلق پر

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۰۱ مطبوعہ کانپور ہند،

بحث وتکرار کو بند کر دیا جائے اور معرفت نسخ ومنسوخ کے طریقہ پر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ اگر کوئی یہ بات کہتا ہے اس سے یعنی مس ذکر سے وضو نہیں ٹوٹتا تو اسی کو اصلاً مان لیا جائے۔ ①

اقول!

ہم بھی یہ عرض کریں گے کہ مس ذکر والی حدیث کی راویہ ایک صحابیہ ہیں اور ظاہر ہے یہ مسئلہ عورت سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ مرد سے متعلقہ ہے اس لئے اس موضوع پر وہ بات زیادہ اہمیت کی حامل ہوگی جو مرد سے مروی ہو۔ قرائن بھی یہی بتاتے ہیں کہ مس ذکر سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر کوئی حالت وضو میں اپنے عضو مخصوصہ کو چھو لیتا ہے تو اس سے وضو ساقط نہیں ہوتا اور نماز پڑھنے کے لئے نیا وضو بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

درسِ حدیث

مسلمان دنیا کی سب سے اعلیٰ قوم ہیں۔ ان کا دین اعلیٰ، ان کا علم اعلیٰ، ان کا عمل اعلیٰ، ان کا کردار اعلیٰ، ان کا طرز زندگی اعلیٰ، ان کا طریق معاملات اعلیٰ ان کا طرز تکلم اعلیٰ ان کا انداز حیات اعلیٰ، ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مثالی ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

> حضرت بُسرَہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عضوِ مخصوصہ کو مس کیا تو وہ نماز نہ پڑھے جب تک وضو نہ کرے۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۸۲)

یہ حدیث شریف اگرچہ درجہ حسن میں ہے مگر اس کے معارض جو حدیث آئی ہے وہ بھی درجہ حسن میں ہے اور پھر دوسری حدیث شریف جس میں مذکور ہے کہ اگر کوئی مرد اپنے عضو مخصوصہ کو چھوئے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا اس کے راوی مرد ہیں یعنی طلق بن علی اور یہ حدیث شریف جو ابھی آپ نے پڑھی ہے اس کی راویہ حضرت بُسرَہ بنت صفوان ہیں لہٰذا مرد والی روایت زیادہ معتبر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد حفظ وضبط میں عورتوں سے زیادہ اعلیٰ ہوتے ہیں۔

ایک ضروری مسئلہ:

اب مسئلہ یہی ہے کہ اگر کوئی مرد حالت وضو میں اپنے عضو مخصوصہ کو مس کر لیتا ہے۔ تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ وضو قائم ہی رہتا ہے اور وہ اس حالت میں بھی نماز ادا کرسکتا ہے۔ اتنا ہی کافی ہے کہ ایک ضروری مسئلہ آپ کو یاد ہو جائے اور اگر کوئی تفصیل دیکھنا چاہئے تو ہماری اسی حدیث شریف کی تفصیل شرح میں دیکھ لے انشاء اللہ دل مطمئن ہو جائے گا۔

---

① علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۰۹ مطبوعہ کانپور ہند،

آیئے ہم بھی درسِ حدیث شریف کا انتظام کریں وہ آفاقی پیغام جو آقا علیہ السلام نے ساری انسانیت کو دیا ہے وہ آسان اور عام فہم انداز میں سید عالم علیہ السلام کی امّت تک بالخصوص اور ساری انسانیت تک بالعموم پہنچا دیں اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

باب نمبر ۶۲

بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ مس ذکر کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آرہی ہے جو ہماری روزمرہ زندگی سے متعلق ہے۔ اس تعلق سے اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے اس حدیث شریف میں اھل ایمان کی نہایت ہی پیارے انداز میں رہنمائی کی گئی ہے۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے اور اپنی عملی زندگی کو موافق قرآن وحدیث بنا لیجیے انشاء اللہ دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں سرخروئی ہوگی۔

حدیث نمبر ۸۵

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيِّ الْحَنَفِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ؟ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْهُ؟

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبَعْضِ التَّابِعِينَ أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوُا الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَابْنِ الْمُبَارَكِ

وَهٰذَا الْحَدِيثُ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ، وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ، وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ وَأَيُّوبَ بْنِ عُتْبَةَ، وَحَدِيثُ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ أَصَحُّ وَأَحْسَنُ۔

جناب قیس بن طلق بن علی اپنے والد گرامی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ (عضو مخصوصہ) بھی تو ایک مُضغہ گوشت کا لوتھڑا یا ایک بضعہ یعنی اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے۔

اس باب میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مروی ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث شریف کو بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور بعض تابعین عظام رضی اللہ عنھم نے روایت کیا ہے وہ سارے اسی طرف گئے ہیں کہ مس ذکر کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہی قول اھل کوفہ (حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مقلدین کا ہے) اور امام ابن مبارک بھی اسی طرح فرماتے ہیں۔

اس باب میں جو کچھ روایت کیا گیا ہے اس میں سے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث شریف کو ایوب بن عتبہ، محمد بن

جابر، قیس بن طلق عن ابیہ کر کے بھی روایت کیا گیا ہے۔البتہ بعض ماہرین علم حدیث نے محمد بن جابر، ایوب بن عتبہ والی اس سند پر کلام کیا ہے۔اور جو حدیث ملازم بن عمرو، عبداللہ بن بدر کے واسطہ سے روایت کی گئی ہے وہ زیادہ صحیح بھی ہے اور احسن بھی۔

حدیث نمبر ۸۵ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} ملازم بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی بڑے بڑے آئمہ فن نے توثیق کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ملازم بن عمرو بن عبداللہ بن بدر السحیمی ابوعمرو الیمانی یلقب بلزیم۔ ملازم بن عمرو، عبداللہ بن بدر، عبداللہ بن نعمان، موسیٰ بن نجدہ، ھوذہ بن قیس بن طلق اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے عمر بن یونس، سلیمان بن حرب، علی بن مدینی، ھناد بن السّری اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ ان کے والد ماجد فرماتے تھے ملازم ثقہ ہے۔امام عثمان دارمی ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ملازم بن عمرو ثقہ راوی ہیں۔ابوزرعہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس طرح فرمایا ہے۔امام ابوحاتم فرماتے ہیں ملازم ثقہ ہے صدوق ہے اس کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔امام ابوداود فرماتے ہیں اس کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔عمرو بن علی کا کہنا یہ ہے کہ ملازم بن عمرو فصیح تھے۔ [1]

۳} عبداللہ بن بدر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ کرلیں۔

---

[1] امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۰/ ۳۴۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عبداللہ بن بدر بن عمیرہ بن حارث بن شہر اور یوں بھی کہا گیا ہے۔ سمرہ حنفی سحیمی یمانی۔

عبداللہ بن بدر، حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبدالرحمن بن عمر شیبانی طلق بن علی، قیس بن طلق اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ملازم بن عمرو، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا پوتا، اور اس طرح ان کا نواسا، ایوب بن عتبہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین ابوزرعہ اور عجلی کہتے ہیں عبداللہ بن بدر ثقہ راوی ہیں۔

امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ ①

۴} قیس بن طلق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں علماء نے ان کی توثیق کی ہے۔ آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ قیس بن طلق بن علی بن المنذر الحنفی الیمانی قیس بن طلق اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کے بیٹے ھوذہ، ابن اخیہ یعنی ان کے بھتیجے عجیبہ بن عبدالحمید بن عقبہ بن طلق بن علی، عبداللہ بن نعمان سحیمی، عبداللہ بن بدر، محمد بن جابر اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عثمان دارمی کہتے ہیں میں نے ابن معین سے پوچھا تھا اگر اس طرح روایت ملے کہ اس کو عبداللہ بن نعمان نے قیس بن طلق کے حوالے سے بیان کیا ہے تو یہ کیسا ہے۔ اس پر ابن معین نے فرمایا شیوخ یمانیہ ثقات ہی ہوتے ہیں جناب عجلی تابعی یمانی فرماتے ہیں کہ قیس بن طلق ثقہ راوی ہیں۔ ان کے والد گرامی صحابی ہیں۔ امام ابن حبان نے قیس بن طلق کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ②

۵} ابیہ یعنی طلق بن علی رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ امام ابن حجر عسقلانی نے کیا ہے۔ یہ صحابی ہیں اور صحابی ہونا اتنا بڑا اعزاز ہے کہ اس سے بڑھ کر انبیاء کرام کے بعد کوئی اور مرتبہ کیا ہوگا۔

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۱۳۵ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۳۵۶ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

امام شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔طلق بن علی بن المنذر بن قیس بن عمرو بن عبداللہ بن عمرو الحنفی السحیمی ابوعلی الیمامی۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے اور بنائے مسجد شریف میں سید عالم علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا ساتھ دیا یہ حضرت یعنی طلق بن علی نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اس طرح ان سے ان کا بیٹا قیس اوران کی بیٹی خالدہ، عبداللہ بن بدر، عبدالرحمن بن علی بن شیبان روایت کرتے ہیں۔امام ابن حجر قُلتُ کہہ کر لکھتے ہیں ابن سکن نے اسی طرح ہی ذکر کیا ہے اوران کا نام طلق بن علی کی بجائے طلق بن ثمامہ ذکر کیا ہے۔ [1]

شرح حدیث نمبر ۸۵

ساری انسانیت کا بھلا چاہنے والا مذہب دین اسلام ہے یہ وہ دین ہے جو دین فطرت ہے۔اللہ گواہ ہے انسانیت اسی وقت امن پائے گی جب اس نظام حیات کو اپنائے گی جو نظام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لائے ہیں۔اس نظام حیات میں پوری دنیا کے انسانوں کے لئے تحفظ ہے عافیت ہے۔عزت ہے عظمت ہے رفعت ہے اور سربلندی ہے اسی دین کی برکات سے پہلے انسانیت کو وقار ملا تھا اور آئندہ بھی اسی قانون زندگی کو اپنانے سے وقار ملے گا۔صفائی، پاکیزگی اور طہارت اس دین کا خاصا ہے اسی وجہ سے امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی جامع ترمذی کا پہلا باب ہی ابواب الطہارہ کے نام سے لکھا اور اس میں اس موضوع کی احادیث مبارکہ لائے میں بھی ابواب الطہارہ ہی کی شرح لکھ رہا ہوں۔

جس حدیث شریف میں مس ذکر کے بعد وضو کرنے کا ذکر آیا ہے وہ منسوخ الحکم ہے:

علامہ سراج احمد حنفی لکھتے ہیں عضو مخصوصہ کو مس کرنے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔یہ روای کا شک ہے کہ اس مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لفظ، مضغہ ارشاد فرمایا یا "بِضْعَة" بہرحال مطلب تقریباً ایک ہی ہے طلق بن علی رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے یوں فرمایا کہ عضو مخصوصہ بھی تو آدمی کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے تو پھر اس کو چھونے سے وضو کیونکر لازم ہوگا۔اور یہ حدیث شریف اس حدیث مبارک کی ناسخ ہے جو اس سے قبل آئی ہے اس موضوع پر حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔کہ مس ذکر کے بعد وضو کرنے کی حاجت نہیں ہوتی اس حدیث شریف کو امام ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ نے وادر کیا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ

[1] امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵/ ۲۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

اور دیگر بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں ان تمام احادیث میں یہی آیا ہے کہ،

اِنَّمَا ھُوَ بَضْعَةٌ مِّنْهُ۔ ①

بے شک عضو مخصوصہ بھی تو آدمی کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔

اس لئے اس کو مس کرنے کے بعد وضو کرنا واجب نہیں ہوتا۔ حدیث گذشتہ میں جو یہ بیان ہوا ہے کہ مس ذکر کے بعد وضو کرنا ضروری ہے اس میں احتمال ہے کہ وہاں مراد وضوءِ لغوی ہے یعنی ہاتھ کو دھونا اور اگر وہاں بھی مراد وضوء شرعی ہی ہو تو وہ حکم اس حدیث شریف سے منسوخ ہو گیا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث شریف بہت سارے صحابہ کرام تابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ یہ تمام بزرگ یہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ مس ذکر کے بعد وضو کرنا ضروری ہے اور یہ قول اھل کوفہ (امام اعظم ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں رضی اللہ عنہم) کا ہے اور اس طرح امام عبداللہ بن مبارک کا قول بھی۔

یہ جو الفاظ ہیں اھل الکوفہ ان سے حضرت امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ حدیث احسن چیز ہے اس میں سے اس موضوع پر جو کچھ بھی روایت کیا گیا یعنی مس ذکر کے بعد وضو نہ کرنے کے حوالے سے جو کچھ روایت ہوا ہے اس میں سب سے زیادہ اچھی روایت یہی ہے۔ اس حدیث شریف کو ایوب بن عتبہ، محمد بن جابر، قیس بن طلق عن ابیہ کر کے بھی روایت کیا گیا ہے۔ لیکن بعض ماہرین علم حدیث نے محمد بن جابر اور ایوب بن عتبہ پر کلام کیا ہے۔ یعنی اس سند پر اعتراض کیا ہے۔ دوسری حدیث شریف کی نسبت ملازم ابن عمرو، عبداللہ بن بدر والی حدیث مبارک زیادہ صحیح اور احسن ہے۔

اِتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّ مَنْ مَّسَّ فَرْجَهٗ بِعُضْوٍ مِّنْ اَعْضَاءِهٖ غَیْرِ یَدِهٖ لَا یَنْقُضُ وُضُوْءَهٗ اِخْتَلَفُوْا فِیْمَنْ مَّسَّ ذَکَرَهٗ بِیَدِهٖ۔ ②

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ شرمگاہ بھی دیگر اعضا کی طرح ایک عضو ہی ہے اگر اس کو ڈائریکٹ مس نہ کیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا اختلاف تو اس امر میں ہے کہ ہاتھ سے ڈائریکٹ مس کرنے سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں۔

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۱۰ مطبوعہ کانپور ہند،

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۱۱ مطبوعہ کانپور ہند،

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا:

فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَنْقُضُ وُضُوْءُهُ عَلٰى اَيِّ وَجْهٍ كَانَ۔ ①

مس ذکر کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَنْتَقِضُ بِالْمَسِّ بِبَاطِنِ الْكَفِّ دُوْنَ الظَّاهِرِ مِنْ غَيْرِ حَائِلٍ سِوَاءً كَانَ بِشَهْوَةٍ اَوْ بِغَيْرِهَا۔ ②

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسی صورت میں کہ جب مس ذکر باطن کف سے ہو اور درمیان میں کوئی شی حائل بھی نہ ہو نہ ہی الٹے ہاتھ سے ہو شہوت ہو یا نہ ہو بہر حال وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

وَعَنْ اَحْمَدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلْمَسُّ بِبَاطِنِ الْكَفِّ وَظَاهِرِهٖ يَنْتَقِضُ وُضُوْءُهُ۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مس ذکر باطن کف سے ہو یا ظاہر کف سے دونوں صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

وَالرَّاجِحُ مِنْ مَذْهَبِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّهٗ اِنْ كَانَ مِنَ الشَّهْوَةِ اِنْتَقَضَ وَاِلَّا فَلَا وَاَمَّا مَنْ مَسَّ فَرْجَ غَيْرِهٖ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَحْمَدُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَنْتَقِضُ وُضُوْءُ الْمَاسِّ صَغِيْرًا كَانَ الْمَمْسُوْسُ اَوْ كَبِيْرًا حَيًّا كَانَ اَوْ مَيِّتًا وَقَالَ مَالِكٌ لَا يَنْتَقِضُ بِمَسِّ الصَّغِيْرِ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يَنْتَقِضُ بِحَالٍ وَهَلْ يَنْتَقِضُ وُضُوْءُ الْمَمْسُوْسِ اَمْ لَا قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْتَقِضُ وَقَالَ شَافِعِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَنْتَقِضُ وَاَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّهٗ لَا وُضُوْءَ عَلٰى مَنْ مَسَّ

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۱۱ مطبوعہ کانپور ہند،

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۱۱ مطبوعہ کانپور ہند،

النشییہ وَلَوْمِنْ غَیْرِ حَائِلٍ اَنْقَضَ الثَّلَاثَۃَ عَلٰی اَنَّہٗ لَا وُضُوْءَ عَلٰی مَنْ مَّسَّ الْاَمْرَدَ وَلَوْ بِشَھْوَۃٍ۔ ①

امام مالک رضی اللہ عنہ کا راجح مذہب یہ ہے کہ اگر مس ذکر کے وقت شہوت ہو تو وضو ٹوٹے گا ورنہ نہیں۔ اور رہا مسئلہ کہ کسی غیر کی فرج (شرمگاہ) کو ٹچ (TOUCH) کرنا تو اس میں امام شافعی رضی اللہ عنہ اور امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے ممسوس زندہ ہو یا مردہ اسی طرح یہ مس صغیر ہو یا کبیر۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مس صغیر سے وضو نہیں ٹوٹے گا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں مس صغیر سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اور اب سوال یہ ہے کہ ممسوس کا وضو ٹوٹے گا یا نہیں تو اس میں تین آئمہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک او امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم بھی اس کے قائل ہیں ممسوس کا وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا۔ اس پر اجماع ہے کہ خصیہ تین کو مس کرنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا اگرچہ یہ مس بغیر کسی کپڑے وغیرہ کے حائل کے ہو یعنی ڈائریکٹ بھی ہو جائے تو بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔

تین آئمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے امرد کو مس کرنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا خواہ وہ شہوت ہی سے کیوں نہ ہو۔

اگر آپ غور نہیں فرمائیں گے تو کون غور کرے گا؟

میں نے تیس ۳۰ سال کتب بینی کی ہے، اس دوران میں نے شدت سے محسوس کیا ہے کہ فقہہ اسلامی کو ایک بار پھر از سرِ نو مدون کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ اصول تو وہی رہیں گے جو کتب میں موجود ہیں لیکن ان کے متعلقات پر دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق تحقیق کی جائے اور پھر ان سے ایک نتیجہ اخذ کر کے اس کو ساری امّت مسلمہ کے سامنے رکھا جائے تا کہ ان کے لئے زندگی گذارنے کی راہیں آسان ہو جائیں۔ اس زمانے میں (۲۰۱۰ء ۱۴۳۱ھ) لوگوں کو اسلامی زندگی کی طرف لانے کی اشد ضرورت ہے ہوا یہ ہے کہ بعض علماء نے بھی مسائل میں کچھ لچک پیدا کر دی اگرچہ ان کی نیت تو نیک ہی تھی مگر اس نرمی کا نتیجہ اچھا برآمد نہیں ہوا بلکہ اس طرز عمل کی وجہ سے مسلم امہ قوانینِ اسلام کی پابند ہونے کی بجائے اس سے پرے ہو گئی دوسری وجہ یہ ہوئی مسلمانوں نے خود بھی اپنا سارا زور حصولِ مال وزر کی طرف لگا دیا اور اپنی ترقی کا راز اپنے دین کی سربلندی میں جاننے کی بجائے دنیوی مالِ وزر اور اعلیٰ عہدوں کے حصول سے وابستہ کر دیا۔ ہمارا انداز تفکر بدل گیا ہماری زندگی میں قرآن وحدیث، جو معیار تھا اس سے دوری ہو گئی

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۱۱ مطبوعہ کانپور ہند،

اور ہم نے قرآن وحدیث کے علوم کو وہ اہمیت نہیں دی جو دینی چاہئے تھی۔ میں اگر چہ .G.C اس وقت کا گورنمنٹ کالج اور آج کی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، میں پڑھا پھر پنجاب یونیورسٹی میں پڑھتا رہا اس کے باوجود میری فکر میں کوئی تبدیلی نہ آئی وہاں کے ماحول نے مجھ پر اپنا اثر نہ چھوڑا اس کی وجہ صرف اور صرف یہ تھی کہ مجھے ان بزرگوں کی صحبت نصیب ہوگئی تھی جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ موافق سنت گذر رہا تھا۔ اللہ گواہ ہے اگر ان لوگوں کی زیارت وملاقات سے مشرف نہ ہوتا تو یہ رنگ جو آج زندگی میں ہے کبھی بھی نظر نہ آتا یہ سب فیض ہے میرے شیخ کریم حضرت مولانا ابو محمد عبدالرشید القادری رضوی کا اور میرے استاد گرامی حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہما کا۔

آج بھی اگر کوئی نوجوان اپنی زندگی میں اسلامی طرز فکر وعمل کو اپنانا چاہتا ہے تو وہ کسی ایسے بندہ حق آگاہ کی صحبت اختیار کرے جو خود قرآن وحدیث کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہو اور اس کی صحبت آپ کو بھی بدل دے گی مگر رابطہ شرط ہوگا اگر آپ اپنے شیخ سے رابطہ رکھیں تو آپ کی زندگی میں نکھار آئے گا استقامت نصیب ہوگی اور آپ کی زندگی دوسروں کے لئے بھی مشعل راہ بن جائے گی۔ آپ کو پوری طرح احساس ہوگا۔

کہ احادیث نبویہ کا مطالعہ کتنا ضروری ہے۔ اور احادیث کو جانے بغیر زندگی کس قدر ادھوری رہ جاتی ہے۔ اگر آپ میں احساس پیدا ہو جاتا ہے تو یقینا آپ صرف اپنے لئے ہی جینا پسند نہیں کریں گے بلکہ آپ کی زندگی کا مقصد خدمت خلق ہوگا جو بندہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا خیال رکھتا ہے اور ان کی ضروریات کی فکر کرنے لگ جاتا ہے اس کی تمام ضروریات کو اللہ تعالیٰ پورا فرما دیتا ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے کام آتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت دائمی فرماتا ہے اور اس کو کبھی بھی کسی کا محتاج نہیں ہونے دیتا۔

ہر مسلمان کو اپنی عملی زندگی میں دین کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہئے:

ہماری سوچ یہ بن گئی ہے کہ شاید دین ومذہب کوئی چیز نہیں ہے زندگی گذارنے کے لئے اس کے بتائے ہوئے قوانین پر غور وخوض کی کوئی خاص ضرورت نہیں وہ جیسے بھی گذرتی ہے گذر جائے ہاں جب بچہ پیدا ہو تو دین کو اہمیت دیں گے اس کے کان میں اذان پڑھیں گے اور بچے جوان ہوں گے بوقت نکاح علم دین جاننے والے کو ذرا اہمیت دے دی جائے گی اور پھر جب قصہ ختم ہوگا تو کسی عالم دین کو بلا کر جنازہ پڑھوا دیں گے اور بس دین اتنا ہی تو ضروری ہے ہائے افسوس اس انداز فکر پر وائے حسرت ایسی کج فہمی پر، تائے ندامت ایسی تعلیم کے حصول پر جو بندے کو اس کا اصل مقام ومرتبہ ہی یاد نہ دلا سکے۔ آیئے لوٹ آیئے جس راہ کی طرف آپ تشریف لے گئے ہیں وہ پُر خطر ہے۔ وہ راستہ بھیانک ہے۔ وہ سبیل ناکامی ونامرادی کا اشارہ ہے اور وہ راہ جس کو راہِ سنت کہا جاتا ہے وہ راستہ جس کو صراط مستقیم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے وہی برحق ہے وہی کامرانی کی علامت ہے وہی کامیابی کی ضمانت ہے یہ دنیوی زندگی یقینا عارضی ہے اس جہاں کی کل متاع عارضی ہے فانی ہے۔ ختم ہو جانے والی ہے۔ آخرت کی زندگی جو مرنے کے بعد شروع ہوگی وہ ہمیشہ والی زندگی، وہ کامرانی کی دلیل ہے اگر اس میں سرخروئی مل گئی تو یوں سمجھیے کہ متاع دو جہاں

مل گئی۔ اگر اللہ نہ کرے وہاں ناکامی نامرادی کا سامنا کرنا پڑا تو پھر حسرت ہی حسرت ہوگی۔ ناکامی ہی ناکامی ہوگی۔ ندامت ہی ندامت ہوگی۔ ذلت ہی ذلت ہوگی۔ رسوائی ہی رسوائی ہوگی اس رسوائی سے بچنے کا ساماں کیجیے، اس ذلت سے بچنے کا اہتمام کیجیے۔ اس نامرادی سے بچنے کی سبیل کیجیے۔ وہ کیسے ہووہ ایسے ہے کہ آپ آج ہی سے اپنا کلمہ درست کیجیے کہ جو آپ پڑھ کر مسلمان کہلاتے ہیں وہ آپ کو آتا بھی ہے اگر آتا ہے تو سبحان اللہ! اور اگر بالفرض نہیں آتا تو اس کو صحیح پڑھنے کے لئے کسی صاحب علم سے رابطہ کیجیے شرمایئے گا نہیں اگر کہیں نہیں جانا پسند کرتے تو تعلیم و تربیت اسلامی کے ماحول میں قدم رکھیے انشاء اللہ بہت برکات ملیں گی۔ کلمہ درست کرنے کے بعد یعنی،

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔

مسائل طہارت سے آگاہی بہت ضروری ہے:

اب آپ نماز سیکھیں اور نماز کی پابندی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے تو زکوٰۃ پوری دیانتداری سے ادا فرمائیں روزہ رکھیں جو سال میں ایک ماہ فرض ہے اور اگر اللہ تعالیٰ مال عطا کرے تو حج بیت اللہ کو جایئے اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب آپ نماز کی پابندی کرنے لگیں تو آپ کو نماز کے ضروری مسائل بھی جاننے کی ضرورت پیش آئے گی ان مسائل کو ہم ابواب الصلوٰۃ میں ذکر کریں گے یہاں طہارت سے متعلقہ احکام و مسائل کا تذکرہ ہوگا۔ اب آپ نے نماز پڑھنا شروع کر دی ہے تو نماز سے پہلے طہارت کا ہونا شرط ہے لہٰذا طہارت کے مسائل کا جاننا بہت ضروری ہوا پھر اس کے مختلف پہلو ہیں اس لئے وقت نکالنا پڑے گا اور ان تمام پہلوؤں سے مسائل طہارت کو جاننا ہوگا جن جن زاویوں سے اس کو جاننا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں نہایت ادب کے ساتھ:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کی عادتِ مبارک یہ ہے کہ وہ جب فقہی مسائل بیان کرتے ہیں تو آئمہ کرام کا نقطۂ نظر نام لے کر بیان فرماتے ہیں۔ مثلاً جب ضرورت پڑے تو وہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا نام لے لیتے ہیں، اسی طرح وہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا بھی نام ذکر فرماتے ہیں۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے تو وہ مقلد ہیں اس لئے ان کا نام تو ذکر کرنا ہی ہوتا ہے۔ لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام لینے کی بجائے اھل الکوفہ'' یا بعض اھل الکوفہ'' کے الفاظ سے کام چلا لیتے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک ذکر نہیں کرتے بہر نوع میں نہایت ادب سے حضرت کی بارگاہ میں عرض کروں گا حضور آپ بہت بڑے محدث ہیں اور اگر آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام لیتے تو آپ کی عزت کو اور چار چاند لگتے۔

درسِ حدیث

مبارک بادی کے مستحق ہیں اھلِ اسلام کہ ان کو ربّ کائنات نے وہ عظیم و جلیل پیغمبر عطا فرمائے کہ جن کی مثال جماعت انبیاء کرام میں بھی نہیں پائی جاتی اللہ گواہ ہے حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ساری انسانیت کے خیرخواہ ہیں آپ سے بڑا انسانوں کا کوئی ہمدرد آج تک دنیا میں نہیں آیا اور نہ ہی آئے گا اوّلین وآخرین میں آپ کی مثال ملنا محال ہے آپ نے اپنے ماننے والوں کو زندگی گذارنے کا وہ طریقہ مبارکہ عطا فرمایا جو تمام نظام ہائے حیات سے افضل واعلیٰ ہے حدیث شریف میں آتا ہے۔

جناب قیس بن طلق بن علی اپنے والد گرامی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ (عضو مخصوصہ) بھی تو ایک مُضغہ، گوشت کا لوتھڑا یا ایک بِضعۃ یعنی اس کے جسم کا ایک حصہ ہی تو ہے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے عضو مخصوصہ کو مس کرے تو اس پر وضو واجب نہیں ہوتا مطلب یہ ہے کہ مس ذکر ناقصِ وضو نہیں ہے وہ حدیث شریف جس میں بی بی بُسرَہ بنت صفوان رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز پڑھنے والے کو اس حالت میں وضو کرنا لازم ہے۔ اس حدیث شریف سے منسوخ ہے جو ابھی حضرت طلق بن علی کے واسطہ سے آپ نے پڑھی ہے۔ لہٰذا یہ نقطۂ نظر ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے اور دیگر آئمہ بھی آپ کے ہم نظریہ ہیں کہ مس ذکر سے وضو نہیں ٹوٹتا کیسا کامل دین ہے جس نے زندگی کے ہر ہر شعبے میں کامل ھدایات مرحمت فرمائی ہیں اور اپنے ماننے والوں کو کسی میدان میں بھی تنہا نہیں چھوڑا۔ اس اکملیت کی وجہ سے اسلام کو مکمل ضابطہ حیات کہا جاتا ہے اور یقیناً ہے بھی ایسا ہی۔

آیئے ہم بھی درس حدیث کا اہتمام کریں اور یہ جوھر پارے اھل اسلام تک پہنچائیں تا کہ ان کو راحتِ قلبی میسر آئے اور زندگی موافق سنت گذارنا آسان ہو جائے اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ التفات

ایک شکستہ دل کیا لکھے اور کیا نہ لکھے، سمجھ میں نہیں آتا لکھتا رہوں یا چھوڑ دوں، رہ رہ کر خیال دامن گیر ہوتا ہے۔ اگر میرے لکھتے رہنے کے باوجود بھی اس ملّت میں کوئی انقلاب نہ آیا تو کیا ہوگا۔ میرا لکھا کس کھاتے میں جائے گا۔ واللہ! دل ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے۔ بلکہ بے قابو ہو کے رہتا ہے۔ میں اسکو کیسے کنٹرول کروں کہ یہ خود مجھے کنٹرول کرتا ہے۔ یہاں معاملہ ہے میرے اور دلِ ناتواں کے درمیان، اب دیکھنا یہ ہے یہ میری طرف التفات کرتا ہے یا مجھے اس کی طرف ملتفت ہونا پڑتا ہے۔ اگر یہ سوئے مدینہ جھک گیا تو میں اس کی طرف ملتفت ہو جاؤں گا اور اگر یہ کسی اَور سمت مائل ہوا تو میں قطعًا اس کی طرف التفات نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ بھی اسی کو پسند فرماتا ہے جو دل۔۔۔۔ اس کے محبوب علیہ السلام کا ہو جائے جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں ہوتا وہ ہرگز اللہ کا نہیں ہوتا۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۶۳

بَابُ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْقُبْلَةِ۔

اس باب میں اس بات کا ذکر ہے کہ بوسہ لینے کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے اس میں ایک ضروری مسئلہ بیان ہوا ہے۔ جس کا تعلق ایک مومن کی روزمرہ زندگی کے ساتھ ہے۔
آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے ایمان کو جلا ملے گی علم وعمل کی درست راہیں متعین ہوں گی۔

حدیث نمبر ۸۶

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، وَأَبُو عَمَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه واله وسلم قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، قَالَ قُلْتُ مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ؟ قَالَ فَضَحِكَتْ

قَالَ أَبُو عِيسَى وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ،

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ، قَالُوا لَيْسَ فِي الْقُبْلَةِ وُضُوءٌ، وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحٰقُ فِي الْقُبْلَةِ وُضُوءٌ، وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ، وَإِنَّمَا تَرَكَ أَصْحَابُنَا حَدِيثَ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا لِأَنَّهُ لَا يَصِحُّ عِنْدَهُمْ لِحَالِ الْإِسْنَادِ.

قَالَ وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الْعَطَّارَ الْبَصْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ قَالَ ضَعَّفَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ هٰذَا الْحَدِيثَ، وَقَالَ

هُوَ شِبْهُ لَا شَيْءَ، قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَهٰذَا لَا يَصِحُّ أَيْضًا، وَلَا نَعْرِفُ لِإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ سَمَاعًا مِنْ عَائِشَةَ، وَلَيْسَ يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی ازواج میں سے کسی ایک کا بوسہ لیا اس کے بعد نماز کے لئے تشریف لے گئے اور وضو نہ فرمایا حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے (اپنی خالہ جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے) عرض کیا وہ تو آپ ہی ہوسکتی ہیں؟ اس سوال پر آپ مسکرا پڑیں۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی قدس سرّہ العزیز فرماتے ہیں اسی طرح کی احادیث بہت سارے اھل علم صحابہ کرام اور تابعین عظام سے مروی ہیں۔

امام سفیان ثوری اور اھل کوفہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما اور ان کے مقلدین کا نقطہ نظر یہی ہے کہ بوسہ زوجہ سے وضو لازم نہیں ہوتا۔ امام مالک بن انس، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق کا قول یہ ہے کہ بوسہ لینے سے وضو کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ یہ قول بھی بہت سارے اھل علم صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنھم کا ہے ہمارے اصحاب نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا کو اس لئے چھوڑ دیا کہ ان کے نزدیک وہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں میں نے ابوبکر عطار بصری سے سنا وہ علی بن مدینی کے حوالے سے بات کررہے تھے کہ یحییٰ بن سعید نے اس حدیث شریف کو ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں چونکہ یہ روایت مُشتَبہ ہے اس لئے حجت نہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ بھی اس حدیث شریف کو ضعیف ہی قرار دیتے تھے بطور دلیل فرمایا کرتے تھے۔ کہ حبیب بن ابی ثابت کا عروہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ اور یہ جو روایت کیا گیا کہ ابراھیم تیمی نے بیان کیا ہے وہ سیدہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا بوسہ لیا اور اس کے بعد وضو نہ فرمایا یہ بات صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ابراھیم تیمی کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے سماع ثابت نہیں اور اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کوئی شی ثبوت کے درجہ کو نہیں پہنچی۔

حدیث نمبر ۸۶ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ رواۃ}

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامع ترمذی شریف کی حدیث نمبر ۸۶ کی سند میں، قتیبہ، ھناد، ابو کریب، احمد بن منیع، محمود بن غیلان اور ابو عمار کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ سب کے سب بھی کہتے ہیں ہم سے وکیع نے بیان کیا اور اس کے بعد پوری سند ذکر فرمائی ہے۔

۱} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} اعمش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۳} حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق میں بڑے بڑے علماء نے کلماتِ خیر کہے ہیں۔ آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے، حبیب ابن ابی ثابت، قیس بن دینار ویقال یعنی یوں بھی کہا گیا ہے قیس بن ھند۔ یوں کہا جاتا ہے کہ ان کا اسم گرامی ابی ثابت ھند اسدی ہے۔ یہ ابو یحیٰی کوفی کے غلام ہیں۔
یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم، حضرت ابو طفیل، ابراھیم بن سعد بن ابی وقاص، نافع بن جبیر بن مطعم، مجاہد، عطا، طاؤس، سعید بن جبیر...... عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام اعمش، ابو اسحٰق شیبانی، حصین بن عبد الرحمٰن اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ عجلی تابعی کوفی کہتے ہیں کہ حبیب بن ابی ثابت ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن معین اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ حبیب بن ابی ثابت ثقہ راوی ہیں۔

ابن ابی مریم نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا کہ حبیب بن ابی ثابت ثقہ ہیں اور حُجّت ہیں۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں صدوق ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ لیکن وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حبیب بن ابی

ثابت تدلیس کرتے ہیں۔ ازدی کہتے ہیں حبیب ثقہ صدوق ہیں۔

حبیب بن ابی ثابت کی وفات:

ابوبکر عیاش وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ حبیب بن ابی ثابت کی وفات ۱۱۹ھ کو ہوئی۔ ①

۴} عروہ رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل ومحاسن کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} عائشہ یعنی امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا:

ان کے فضائل، کمالات، محاسن، محامد، مناقب اور مقامات کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ آنکھیں ٹھنڈی ہونگی دل راحت محسوس کرے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر بوقت نکاح ورخصتی کیا تھی یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو عرصہ دراز سے اختلافی چلا آرہا ہے۔ بہرحال اکثر بزرگوں نے بخاری شریف ہی کی روایت پر اعتماد کیا ہے کہ اس میں بوقت نکاح آپ کی عمر چھ سال اور بوقت رخصتی آپ کی عمر نو سال ذکر ہوئی ہے۔ آئیں ایک جائزہ تحقیقی انداز میں لیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بڑی بہن حضرت اسما بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے دس سال چھوٹی تھیں اور حضرت اسماء تہتر ۷۳ ھجری تک زندہ تھیں اور اس وقت ان کی عمر ۱۰۰ سو سال تھی اس طرح بوقت ہجرت بی بی اسما رضی اللہ عنہا کی عمر ۲۷ سال بنتی ہے۔

اس طرح اگر غور کیا جائے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر بوقت نکاح سولہ ۱۶ سال اور بوقت رخصتی یعنی ہجرت مدینہ سے تین سال قبل نکاح اور بعد از ہجرت رخصتی لہٰذا بوقت رخصتی عمر شریف انیس ۱۹ سال تھی۔

---

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/۱۵۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور،

شرح حدیث نمبر ۸۶

کون نہیں جانتا، اس کائنات میں انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے تمام انسانوں میں سب سے بلند مقام ومرتبے کے مالک اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سید عالم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ ساری انسانیت کے لئے آپ کا ایک ایک قول وفعل بالعموم خیر وبرکت کا حامل ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص برکات سے لبریز ہے۔ حدیث شریف اھل اسلام کے پاس اتنا بڑا خزانہ ہے جو قیام قیامت تک ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ مطالعہ احادیث مبارکہ کی طرف توجہ ضروری ہے ہماری عملی زندگی میں ایسا انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔ جو ساری امت مسلمہ کے لئے باعثِ راحت جاں ہوگا۔ اس وقت دنیا بھر کے انسانوں کو امن کی ضرورت ہے اللہ گواہ ہے امن توصرف اور صرف دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وابستگی ہی سے ملے گا صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ نہایت ضروری ہے تا کہ ہمیں اپنی زندگی کا رخ تو متعین کرنا آجائے جب ہمیں اپنی زندگی کو درست زاویے پر چلانا آگیا تو پھر ہماری ملت میں عظیم انقلاب برپا ہوگا ساری دنیا اس قوم کو پھر اپنا رہبر ورہنما بنا لے گی۔ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس کو اپنے خالق ہی کے حکم کے مطابق گذارنا چاہئے۔ اسی فکر کو اجاگر کرنے کے لئے ہم ترمذی شریف کی شرح لکھ رہے ہیں آیئے آپ بھی حدیث شریف کی شرح پڑھ لیں آپ کو احساس ہوگا کہ واقعی ان فرامین اقدس میں زندگی گزارنے کا مکمل نظام موجود ہے۔

بوسۂ زوجہ کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رقم طراز ہیں۔ جامع ترمذی شریف کا یہ وہ باب ہے جس میں بوسہ لینے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کا ذکر آیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے اور اس کے بعد نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور وضو نہ فرماتے اس حدیث شریف میں حضرت سیدہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا نے اپنی جانب کنایہ فرمایا اور کہہ یوں دیا کہ بعض ازواج مطہرات کا بوسہ لیتے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔

قَالَ قُلْتُ مَنْ هِيَ اِلَّا اَنْتِ

گفت عروہ گفتم من عائشہ را نبود آن بعض از ازواج مگر تو۔ ①

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۱۱۲ مطبوعہ کانپور ہند،

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا بعض ازواج مطہرات سے مراد تو آپ ہی کی ذات ہوسکتی ہے اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرا پڑیں یعنی فَضَحِکَتْ، پس خندید عائشہ از ان رضی اللہ عنہا، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا یہ ہے کہ یہ حدیث واحد نہیں ہے بلکہ بہت سارے اھل علم صحابہ کرام تابعین کا اس پر عمل ہے یہی قول امام سفیان ثوری اور اھل کوفہ کا ہے۔ یہاں کنایت ہے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے احناف کا نقطہ نظر یہی ہے کہ وہ بوسہ زوجہ کے بعد وضو کرنے کو ضروری نہیں سمجھتے۔

لَیْسَ فِی الْقُبْلَۃِ وُضُوْءٌ،

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اس طرح امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنی زوجہ کا بوسہ لینے کے بعد وضو کرنا لازم نہیں ہوتا۔

گفتند امام ابوحنیفہ وسفیان نیست در بوسہ کردن زن لازم وضو:

حضرت امام مالک بن انس، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحق رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں بوسہ زوجہ کے بعد وضو کرنا لازم ہے۔ یہ قول بہت سارے اھل علم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام اور تابعین کا ہے۔ بعض اھل علم نے جو علوم حدیث میں مہارت رکھنے والے ہیں انہوں نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا پر عمل کو ترک کرنے کی بات کی ہے ان کا مؤقف یہ ہے کہ حضرت سیدہ والی حدیث سند کے اعتبار سے معتبر نہیں ہے۔

این حدیث نزد محدثین از جہت خلل در اسناد وی۔

یہ حدیث شریف محدثین کے نزدیک سند کے اعتبار سے خلل یافتہ ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے ابو بکر عطار بصری کو علی بن مدینی کے حوالے سے یوں بیان کرتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن سعید قطان نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے یعنی ضعیف قرار دیا ہے۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث مشتبہ ہے اس کی کوئی حیثیت نظر نہیں آتی اور اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام بخاری سے سنا وہ اس حدیث شریف کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

علامہ امام بدالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اصحاب حنفیہ کے نزدیک ان کی تحقیقات کے مطابق بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس طرح معانقہ بھی کرنا جائز ہی ہے جبکہ یہ عمل کرنے والا اپنے نفس پر پوری طرح کنٹرول (Control) قابو رکھنے والا ہو۔ یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ وہ شخص بڑی عمر کا ہو چکا ہو البتہ مس فرج تو اس کے لئے بھی مکروہ ہی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک معانقہ، مصافحہ اور مباشرہ فاحشہ مکروہ ہی ہے۔ یہ اس صورت میں کہ جب درمیان میں کپڑا

حائل نہ ہو اور اس طرح بوس و کنار میں حد سے بڑھنا اور اس میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہی ہے۔ ①

چونکہ بعض محدثین نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحت کا انکار کیا ہے اور اس پر مختلف زاویوں سے گفتگو فرمائی ہے اس وجہ سے اس حدیث شریف کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس ۲۰ طرائق سے وارد کیا ہے۔ علامہ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں۔

اما حدیث عائشۃ فروی من طرق عدیدۃ حتّٰی ان الطحاوی اخرجہ من عشرین طریقًا۔ ②

رہا معاملہ حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا والی حدیث شریف کا تو وہ طرق عدیدہ سے مروی ہے حتیٰ کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس حدیث شریف کو بیس ۲۰ مختلف زاویوں سے تخریج کیا ہے۔

میری گذارشات:

میں نہایت ادب سے عرض کروں گا حدیث مذکورہ کی شرح لکھنے سے پہلے میں نے عمدۃ القاری، فتح الباری، شرح ابی طیب، شرح سراج احمد اور دیگر شروح کا مطالعہ کیا۔ جو کچھ اس حدیث شریف کے ماتحت مرقوم ہے وہ سب کچھ اس دور میں اس انداز میں لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر دور کا اپنا تقاضا ہوتا ہے جب تک اس کی نزاکتوں کو سامنے نہ رکھا جائے اس وقت تک امت کی اصلاح و فلاح کا صحیح راستہ متعین نہیں ہوتا مختصراً جتنا ضروری سمجھتا تھا وہ لکھ دیا ہے۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر بھی تحریر کر دیا ہے اور میں اپنے امام ہی کے ساتھ ہوں۔ جو کچھ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھا اور جو کچھ احناف نے آگے نشر کیا وہ واقعی امت مسلمہ کی ضرورت تھی۔ لیکن ابحاث اس طرح کی بھی بڑے بڑے بزرگوں کی کتابوں میں چھڑ گیں جن کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ شاید انہی کی وجہ سے بعض لوگوں نے حدیث شریف کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر دیا اور پھر نہ صرف یہ کہ حدیث شریف کو نا قابل عمل قرار دینے لگے بلکہ الٹا اس کا انکار ہی کر دیا اور وہ لوگ منکرین حدیث کے زمرے میں چلے گئے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کے قوانین کو سادہ عام فہم انداز میں اس امت تک پہنچایا جائے تاکہ عوام الناس کو عمل صالح میں کوئی مشکل پیش نہ آئے اور نہ ہی وہ کسی پریشانی کا شکار ہوں۔ الجھاؤ انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا اس ناپسندیدہ روش کی وجہ سے امت میں وحدت پیدا ہونا بہت مشکل نظر آرہا ہے لیکن ہم

① علامہ امام بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۱۱ / ۱۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان

② علامہ امام بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۱۱ / ۱۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان

پوری کوشش کریں گے کہ اس امت میں پھر وحدت پیدا ہو جائے اور اتحاد امت وہ لازوال قوت بن کر ابھرے کہ رہتی دنیا تک اھل اسلام کا غلبہ رہے اور ان کی عزتوں کو چار چاند لگ جائیں باقی رہا یہ مسئلہ کہ احادیث مبارکہ کو پڑھنا اور ان کو سمجھنا یہ صرف اور صرف علماء کا کام ہے عوام کو اس سے کیا تعلق تو اس نقطۂ نظر کی وجہ سے منکرین حدیث پیدا ہوئے اور پھر ان لوگوں نے اپنی غلط سلط باتوں کو تحقیق کا نام دیکر میدان میں اتار دیا عوام چونکہ علم حدیث شریف سے واقف نہ تھے وہ ان گمراہ لوگوں کے جھانسے میں آگئے اور انہی کی بولی بولنے لگے ظاہر ہے اس طرح علماء کی مشکلات میں اضافہ ہوا۔ وہ صاحبانِ علم وفن جن کی قدر عوام کی نظر میں بڑھنی چاہئے تھی الٹا کم ہوگئی شاید آپ نے بھی کبھی غور فرمایا ہوگا کہ عوام میں علماء اسلام کا وہ وقار نظر نہیں آتا جو ہونا چاہئے تھا اس میں قصور کس کا ہے اگر یہ کہا جائے کہ عوام ہی قصور وار ہیں وہی بے علم ہیں، وہی بے مروت ہیں، وہی بے لحاظ ہیں، وہی قدر داں نہیں تو ایک حد تک یہ بات درست مانی جاسکتی ہے مگر کیا سارا قصور عوام الناس کا ہے سارا قصور عامتہ المسلمین کا ہے یا کچھ کچھ قصور ہمارا بھی ہے۔ اے علماء کرام آپ کو بھی تو کبھی اپنا جائزہ لینا چاہئے نقص کہاں واقع ہوا ہے جو آج علماء کا وقار خاک بوس ہوا جاتا ہے جن کو دیکھ کر لوگ کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ جن کی جوتیاں اٹھانے کو لوگ سعادت سمجھتے تھے آج وہی ان پر بلا روک ٹوک تنقید کرتے ہیں بلکہ نازیبا کلمات تک کہہ دیتے ہیں آخر کیوں ہوا؟

منکرین حدیث علمی یتیم ہیں:

کون ذی شعور نہیں جانتا کہ اسلام دین کامل ہے۔ اس کی اکملیت کا اعلان ربّ کائنات نے خود فرمایا ہوا ہے۔ لہذا یہ لازم ہے کہ یہ دین زندگی کے تمام شعبوں میں ھدایات دے اور وہ ھدایات ایسی بین واضح اور غیر مبہم ہوں کہ ہر خاص وعام کو اس کی تفہیم ہوتی جائے۔ ظاہر ہے انسان کی زندگی میں مختلف حالات واحوال آتے رہتے ہیں اور ان تمام حالات میں اس کو زندگی گذارنے کے لئے رہنمائی کی ضرورت پڑتی رہتی ہے یہ تو کوئی بات نہ ہوئی جب بندے کو کوئی بات پسند آجائے تو وہ اس کو قبول کرلے اور جب اس کی اپنی خواہش نفس کے کوئی بات خلاف پڑ جائے تو وہ اس کا انکار کردے اور اگر کبھی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اھل علم، کس مرض کی دوا ہیں ان سے رابطہ کرلیا جائے وہ خوب سمجھا دیں گے۔ مجھے بڑی اچھی طرح یاد ہے میں حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا تو منکرین حدیث کی بات چل نکلی حضرت مجھے فرمانے لگے اصلاً ہوا یوں ہے کہ عبداللہ چکڑالوی وغیرہ اپنے آپ کو اھلِ حدیث کہتے تھے مگر جب مختلف اطراف سے احادیث مبارکہ پر اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوا تو بجائے اس کے کہ یہ لوگ احادیث مبارکہ کے تعارض کو دور کرتے اور مخالف کا دلائل سے منہ بند کرتے اپنی کم علمی کج فہمی پر پردہ ڈالنے کے لئے الٹا احادیث مبارکہ ہی کا انکار کردیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب بندے کو کوئی بات سمجھ میں نہ آتی ہو تو

اس کو کسی صاحب علم وفن سے اپنی مشکل حل کروالینی چاہئے اسی میں بھلا ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کو اپنے نجی معاملات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے سامنے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یاد رہے اعتراض کرنا بڑا آسان ہوتا ہے مگر اس کا جواب دینا بڑا مشکل کام ہے اگر اعتراض کرنے سے پہلے تھوڑی سی تحری کرلی جائے تو کسی بھی عقل مند کو اعتراض کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی حدیث مذکورہ ہی کو لے لیجیے اس کے راوی حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما ہیں اس طرح حضرت عروہ، حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے سگے بھانجے ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے اَلْخَالَۃُ بِمَنْزِلَۃِ الْاُمِّ خالہ ماں ہی کی طرح ہوتی ہے میرا خیال ہے اب تو اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں باقی ماں کے پاس بیٹا بیٹھ سکتا ہے ماں کو بیٹا دیکھ سکتا ہے لہٰذا اعتراض سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے ورنہ رسوائی کا خطرہ ہوتا ہے۔

درسِ حدیث

ساری کائنات میں سب سے زیادہ مقام ومرتبے کے حامل حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ آپ کی ایک ایک ادا ساری انسانیت کے لئے باعث راحت وفرحت ہے مسلمان کے لئے تو یقینا دنیا وآخرت کی کامیابی مضمر ہی اس میں ہے کہ وہ اپنے آقا مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرامین اقدس پر عمل پیرا ہوں۔ اگر امّت میں پھر سے سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے تو یہ ملت پھر سے ساری دنیا میں معزز ترین ملت بن کر ابھر پڑے گی۔ مؤمن کی زندگی چونکہ فانی ہوتی ہے اس لئے اس کو اپنی زندگی کو بڑے ہی محتاط انداز سے گذارنا ہوتا ہے۔ جب بھی وہ کوئی عمل کرتا ہے تو اس کو فوراً خیال آتا ہے میرے اس عمل کو میرے آقا علیہ السلام کے عمل سے موافقت حاصل ہے اگر موافقت حاصل ہوجائے تو وہ بندۂ مؤمن بڑا ہی خوش ہوتا ہے اور اگر اسے یہ معلوم ہوجائے کہ اس کا یہ عمل خلاف سنت ہے تو وہ فوراً توبہ کرتا ہے اور آئندہ اپنا عمل موافق سنت بنانے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔ اگر یہ سوچ کسی بندہ ربّ میں پیدا ہوجائے تو اس کی بہت بڑی کامیابی ہوتی ہے۔ اس کے لئے بہت بڑی کامرانی کا مژدہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں زندگی کے چھوٹے چھوٹے مسائل کا حل بھی بڑے ہی احسن طریقے سے بیان کیا گیا ہے ایک حدیث مبارک میں آتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی ازواج میں سے کسی ایک کا بوسہ لیا اس کے بعد نماز کے لئے تشریف لے گئے اور وضونہ فرمایا۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنھما کہتے ہیں میں نے عرض کیا وہ تو آپ ہی ہوسکتی ہیں؟ اس سوال پر آپ مسکرا پڑیں۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۸۶)

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے حضرت امام سفیان ثوری اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں اگر کوئی مسلمان ایسا عمل کرے تو اس کو وضو کرنے کی ضرورت نہیں یعنی بوسہ زوجہ سے وضو کرنا واجب نہیں ہوتا۔ دیگر آئمہ کرام کو اس سے اختلاف بھی ہے مگر ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے۔ کہ زوجہ کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہاں البتہ بعض صورتوں کا ذکر ہمارے اکابر نے فرمایا ہے وہ یہ ہیں احناف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر کوئی بڑی عمر کا مرد یہ عمل کرتا ہے تو بالکل جائز ہے اسی طرح اگر وہ مرد ایسا عمل کرتا ہے جو آمِن ہے یعنی وہ اپنے اوپر پورا پورا کنٹرول (Control) رکھتا ہے اور تقوٰی کی اعلیٰ اقدار کا حامل ہے تو وہ بھی ایسا کرسکتا ہے ہاں البتہ ایسا مرد جس کو اپنی ذات پر کنٹرول حاصل نہ ہو وہ اس سے احتراز کرے یہی اس کے لئے افضل وبہتر ہے۔

آیئے ہم بھی حدیث شریف کے درس کا اہتمام کریں اور یہ گوہر پارے سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سارے امتیوں تک پہنچانے کا انتظام کردیں اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ تڑپ

میری کیا پوچھتے ہیں میرا حال تو عجب ہے۔ نہ فکر میں ثبات، نہ علم میں استحکام، نہ عمل میں استقرار، نہ خلوص قابلِ داد، نہ اندازِ بیان ایسا کہ کوئی پڑھ کر ہی متاثر ہو جائے، تقریر و تحریر دونوں ہی بے اثر لگتی ہیں۔ اثر کیسے پیدا ہوگا، کب پیدا ہوگا یہ میں نہیں جانتا، اس سوال کا جواب مجھے نہیں آتا اگر جواب مل جاتا تو میں مطمئن ہو جاتا مگر نہ جواب ملا نہ مجھے اطمینان آیا۔ اللہ کرے اس سوال کا جواب مل جائے اور جلد مل جائے تا کہ مجھے قرار آئے۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۶۴

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْقَيْئِ وَالرُّعَافِ

قے آنے اور نکسیر پھوٹ پڑنے کی صورت میں وضو واجب ہوتا ہے۔

اس بات میں ایک ہی حدیث شریف آئی جو روزمرہ زندگی کے معمولات سے متعلق ہے لہٰذا اس کو خوب یاد رکھنا چاہیے اس سے اسلامی زندگی بہتر ہو جاتی ہے اور اطمینان بھی نصیب ہوتا ہے۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمالیجئے راحتِ قلب و روح نصیب ہو گی۔

حدیث نمبر ۸۷

حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ، حَدَّثَنَا، وَقَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّأَ، فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ صَدَقَ، أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوءَهُ

وَقَالَ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ "مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ" قَالَ أَبُو عِيسٰى وَ "اِبْنُ أَبِي طَلْحَةَ" أَصَحُّ۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى وَقَدْ رَأٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِينَ الْوُضُوءَ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ فِي الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ وُضُوءٌ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ۔ وَقَدْ جَوَّدَ حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ هٰذَا الْحَدِيثَ۔ وَحَدِيثُ حُسَيْنٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ۔

وَرَوٰى مَعْمَرٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فَأَخْطَأَ فِيهِ فَقَالَ عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْأَوْزَاعِيَّ وَقَالَ "عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ"، إِنَّمَا هُوَ "مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ"

حضرت معدان بن ابی طلحہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان فرماتے ہیں رسول اکرم

تاجدار عرب وعجم سیدِ دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قے آئی تو آپ نے وضو فرمایا۔ معدان بیان کرتے ہیں میری ملاقات مسجد دمشق میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے اس بات کا تذکرہ اس کے سامنے کیا اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا سچ ہے حضرت ابودرداء نے بالکل صحیح کہا وضو کرانے پر ہی مامور تھا۔

اسحٰق بن منصور کا کہنا یہ ہے کہ راوی کا نام "معدان بن طلحہ" ہے امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ فرماتے ہیں "ابن ابی طلحہ" زیادہ صحیح ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک نہیں بہت سارے اھل علم، صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کا نقطۂ نظر یہی ہے قے آنے اور نکسیر پھوٹ جانے کے بعد وضو کرنا ضروری ہے۔ یہی قول امام سُفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل امام اسحٰق رضی اللہ عنہم کا ہے۔ بعض اہل علم کا کہنا یہ ہے کہ قے آنے اور نکسیر پھوٹ پڑے سے وضو واجب نہیں ہوتا۔ یہ قول امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا ہے۔ اس حدیث کو حسین المعلم نے نفاست سے بیان کیا، حدیثِ حسین اس باب میں نہایت صحیح ہے۔ معمر نے اس حدیث شریف کو یحییٰ بن ابی کثیر کے حوالہ سے روایت کیا ہے مگر اس میں ان سے خطا واقع ہوگئی وہ یوں کہ انہوں نے اس کو یعیش بن ولید، خالد بن معدان اور حضرت ابودرداء سے روایت کیا اور اس میں امام اوزاعی ذکر نہیں کیا بلکہ یوں کہہ دیا کہ یہ روایت خالد بن معدان سے مروی ہے حالانکہ وہ معدان بن ابی طلحہ ہیں نہ کہ خالد بن معدان۔

حدیث نمبر ۸۷ کی فنی حیثیت

(تذکرۂ رواۃ)

۱} عبدالصمد بن عبدالوارث رحمۃ اللہ علیہ

ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے علماء فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید بن ذکوان تمیمی عنبری مولاھم التنوری ابوسہل بصری۔

عبدالصمد بن عبدالوارث اپنے والد گرامی عکرمہ بن عمار، حرب بن شداد اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کے بیٹے عبدالوارث، احمر، اسحٰق اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابو احمد کہتے ہیں عبدالصمد بن عبدالوارث صدوق ہیں اور صالح الحدیث ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ابن سعد کا کہنا یہ ہے کہ عبدالصمد بن عبدالوارث ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔ امام حاکم کہتے ہیں عبدالصمد بن عبدالوارث ثقہ مأمون ہیں۔ ابن قانع کا کہنا یہ ہے کہ عبدالصمد بن عبدالوارث ہیں تو ثقہ لیکن کبھی کبھی خطا بھی کرتے ہیں۔ ابن خلفون نے ابن نمیر کے حوالے سے عبدالصمد بن عبدالوارث کی توثیق نقل کی ہے ابن مدینی کا کہنا یہ ہے کہ عبدالصمد بن عبدالوارث شُعبہ سے روایت کرنے میں ثبت ہیں۔

عبدالصمد بن عبدالوارث کی وفات

ابن حبان کہتے ہیں عبدالصمد بن عبدالوارث کی وفات ۲۰۶ھ کو ہوئی ان کے بیٹے عبدالوارث کہتے ہیں کہ میرے والد کی وفات ۲۰۷ھ کو ہوئی (۱)

۲} ابی ! یعنی عبدالوارث بن سعید بن ذکوان تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عبدالوارث بن سعید بن ذکوان تمیمی عنبری مولاھم التنوری ابوعبیدہ بصری یہ بڑے علماء میں سے ایک ہیں۔ عبدالوارث بن سعید، عبدالعزیز بن صہیب، شعیب بن الطحاب حسین معلم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے امام سفیان ثوری حالانکہ وہ عمر میں ان سے بڑے ہیں، ان کے بیٹے عبدالصمد، عبدالرحمٰن بن مبارک رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

جناب احمد نے کہا کہ عبدالوارث حسین معلم سے حدیث نقل کرنے میں اصح یعنی زیادہ عمدہ ہیں وہ صالح الحدیث ہیں۔ معاویہ بن صالح کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا آپ کے نزدیک شیوخ بصرہ میں سے سب سے زیادہ مضبوط وثبت کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا عبدالوارث اور وہ جماعت جو ان سے سماع کرے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ عبدالوارث ثقہ ہیں امام ابو حاتم کہتے ہیں عبدالوارث صدوق ہیں امام ابن حبان نے ان کو ثقات راویوں میں شمار کیا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ، تھے تو یہ قدری لیکن حدیث کے علم میں مہارت رکھتے تھے۔ ساجی کا کہنا یہ ہے کہ عبدالوارث قدری تو ہیں لیکن ہیں صدوق اور ماہر علم حدیث بھی ہیں۔ ابن معین کہتے ہیں کہ عبدالوارث ثقہ ہیں۔

---

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۶/ ۲۹۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

عبدالوارث بن سعید کی وفات

ابن سعد کہتے ہیں، عبدالوارث کی وفات ۱۸۵ھ کو بصرہ میں ہوئی یہ محرم الحرام کا مہینہ تھا عبید اللہ کہتے ہیں عبدالوارث بن سعید کی وفات آخر ذوالحج ۱۷۹ھ میں ہوئی۔ ①

۳} حسین المعلم رحمۃ اللہ علیہ

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے علماء فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ حسین بن ذکوان المعلم العوذی البصری المکتب حسین معلم، عطاء، نافع، قتادہ، یحییٰ بن کثیر اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ابراہیم بن طہمان، عبداللہ بن مبارک، عبدالوارث بن سعید اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن ابی خیثمہ ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں حسین معلم ثقہ ہیں۔ اسی طرح امام ابوحاتم اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما نے ذکر فرمایا ہے ابوزرعہ کا کہنا یہ ہے کہ ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ثقات میں شمار فرمایا ہے۔ ابن سعد، عجلی اور ابوبکر بزار بصری کہتے ہیں کہ ہیں حسین بن معلم ثقہ ہے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ان پر ہلکی سی جرح بھی کی گئی ہے۔

حسین المعلم کی وفات:

حسین المعلم کی وفات بقول ابن قانع ۱۴۵ھ کو ہوئی۔ ②

۴} یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۵ میں ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں معلومات میں اضافہ ہوگا دینی جذبہ ترقی کرے گا اور تبلیغ دین کے لئے رغبت ہوگی۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۶ / ۳۹۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲ / ۲۹۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۵} عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ ہیں ان کے حالات سے آگاہی باعثِ اطمینان قلب ہوگی۔

٦} یعیش بن الولید المخذومی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں کیا گیا ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے محدثین عظام نے فرمائی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے یعیش بن الولید بن ھشام بن معاویہ بن ھشام بن عقبہ بن ابی معیط الاموی الدمشقی نزیل قرقیسیا۔

یعیش بن الولید اپنے باپ سے، معاویہ، مولیٰ زبیر، اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے یحییٰ بن ابی کثیر، عکرمہ بن عمار، امام اوزاعی اور اسمٰعیل بن رافع مدنی روایت کرتے ہیں۔

عجلی اور امام نسائی فرماتے ہیں کہ یعیش بن الولید ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ابومسہر سعید بن عبدالعزیز کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ یعیش بن الولید نے مکحول کے ہاں قیام کیا تھا انہی کے ہاں سے ان کے لئے کھانا آیا کرتا تھا۔ ①

۷} ابیہ! یعنی ولید بن ھشام بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے: ولید بن ھشام بن معاویہ بن ھشام بن عقبہ بن ابی معیط الاموی ابو یعیش المعیطی۔

ولید بن ھشام! عمر بن عبدالعزیز ابان بن ولید، معدان بن ابی طلحہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بیٹے یعیش، امام اوزاعی، ولید بن سلمان اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/۳۵٦ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

ابن معین اور عجلی کہتے ہیں کہ ولید بن ھشام ثقہ ہیں۔ یعقوب بن سفیان کہتے ہیں جب ولید اس سند سے روایت کرتے ہیں جس میں دحیم، ولید، اوزاعی ہوں تو وہ یقیناً ثقہ ہیں اور عادل ہیں امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ابوعساکر کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ولید بن ھشام مروان بن محمد کے زمانہ امارت تک زندہ تھے۔①

۸} معدان بن ابی طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمۂ فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے معدان بن ابی طلحہ اور یوں بھی کہا گیا ہے ابن طلحہ کنانی البصری الشامی۔

معدان بن ابی طلحہ، حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابی درداء اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے یعیش بن ولید سالم بن ابی الجعد، سائب بن جیش اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین کہتے ہیں اہل شام تو ان کا نام اس طرح لیتے ہیں یعنی ''ابن طلحہ'' لیکن قتادہ اور کچھ اور لوگوں نے ان کو ''ابن ابی طلحہ'' کہا ہے اہل شام میں سے یہ مضبوط راوی ہیں۔ ابن سعد اور عجلی کا کہنا یہ ہے کہ معدان بن ابی طلحہ ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ قلت کہہ کر ارقام فرماتے ہیں۔ ابن سعد۔ مسلم اور خلیفہ نے ان کا ذکر اہل شام کے طبقۂ اولیٰ میں کیا ہے۔②

۹} ابو درداء رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ عظیم المرتبت صحابی رسول علیہ السلام ہیں ان کے حالات احوال اور خصائل آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ عویمر بن مالک اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے ابن عامر اور یوں بھی جاتا ہے ابن ثعلبہ اور ایسے بھی کہا جاتا ہے ابن عبداللہ اور یہ بھی کہا جاتا ہے ابن زید بن قیس بن اُمیہ بن عامر بن عدی بن کعب بن

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱ / ۱۳۷ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۰ / ۲۰۵ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

الخزرج الانصاری ابودرداء الخزرجی، قدیمی نے اصمعی کے واسطہ سے بیان کیا ہے۔ ان کا نام عامر ہے اور انہی کو لوگ عویمر کہتے ہیں۔

ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ایسے ہی ان سے ان کے بیٹے بلال، ان کی زوجہ امّ درداء، فضالہ بن عبید معدان بن ابی طلحہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابومسہر نے حضرت سعید بن عبد العزیز کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ غزوہ بدر والے دن ایمان لائے اور غزوہ احد میں شریک ہوئے رنج اٹھایا۔ امام اعمش نے جناب خیثمہ کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں تاجر تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیعت سے بھی قبل تجارت کرتا تھا اس کے بعد میں نے تجارت اور عبادت دونوں کو جاری رکھنا چاہا لیکن ان دونوں کو بیک وقت نبھا نہ سکا اس لئے میں نے عبادت کو تو اختیار کرلیا اور تجارت کو خیرباد کہہ دیا۔ [1]

فَلَمْ يَجْتَمِعَا فَأَخَذْتُ الْعِبَادَةَ وَتَرَكْتُ التِّجَارَةَ [2]

دونوں کا اجتماع ممکن نہیں لہٰذا میں نے عبادت کو اختیار کرلیا اور تجارت کو موقوف کردیا۔

صفوان بن عمرو نے شریح بن عبید کے حوالے سے بیان کیا ہے غزوۂ احد والے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی بابت یوں فرمایا:

نعم الفارس عویمر وقال حکیم امتی و مناقبه و فضائله کثیرة جدا [3]

عویمر نعم الفارس ہے اور میری امت کے حکیم ہیں ان کے مناقب فضائل کثیرہ جداً ہیں۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابودرداء اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت معاویہ کے دورِ گورنری میں دمشق کے قاضی رہے۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/۱۵۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/۱۵۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

③ امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/۱۵۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابومسہر سعید بن عبدالعزیز کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ ابودرداء اور کعب احبار کا وصال حضرت عثمان امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا جب کہ ان کی خلافت کے دو سال باقی تھے یعنی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۳ھ کو ہوئی علامہ واقدی اور دوسرے اور بہت سارے حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۲ھ کو ہوئی۔

ابن عبداللہ کہتے ہیں مورخین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ حضرت ابودرداءؓ کی وفات صفین کے بعد ہوئی۔ ① زیادہ صحیح یہی ہے ان کی وفات عہد عثمانی ہی میں ہوگئی تھی۔

شرح حدیث نمبر ۸۷

کُتب احادیث، امتِ مسلمہ کا وہ بے مثل خزانہ ہے جس کی مثال کسی دوسری جگہ ملنا محال ہے نبیؐ اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو قیام قیامت تک کیلئے ہدایات عطا فرمائی ہیں زندگی گزارنے کا سب سے اعلیٰ وارفع نظام وہی ہے جو رب کائنات نے دین اسلام کی صورت میں عطا فرمایا ہے۔ قرآن حکیم قانون اصلی ہے اور اس قانون کی تصریحات وہی سب سے افضل ہیں جو خود سرور عالم نور مجسم دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمائی ہیں۔ انسان کو بالغ ہونے سے لے کر اس دنیا فانی سے رخصتی تک ان گنت مسائل درپیش رہتے ہیں ان تمام مسائل کا حل الحمدللہ دین اسلام کے سنہری اصولوں میں موجود ہے احادیث طیبات میں ان چھوٹے بڑے تمام مسائل کا حل ذکر فرمایا گیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کمال دیانت داری کے ساتھ اپنے آقا علیہ السلام کے ارشاداتِ عالیہ کو جمع فرمایا یاد رکھا اور ان کو امتِ مسلمہ کے حوالے کیا۔ ایک انسان کو زندگی میں قے بھی آسکتی ہے اور اسی طرح نکسیر بھی پھوٹ سکتی ہے ظاہر ہے ایک مسلمان کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اگر اس کو قے آجائے یا نکسیر پھوٹ پڑے تو اس کا وضو قائم رہے گا یا ٹوٹ جائے گا۔ حدیث شریف میں اس مسئلہ کا حل بطریق احسن ذکر کردیا گیا ہے۔ آپ بھی حدیث شریف کی شرح کا مطالعہ فرمائیں علم وعمل میں پختگی آئے گی۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۱۵۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

قے آنے یا نکسیر پھوٹنے پر وضو قائم رہے گا یا ٹوٹ جائے گا:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں ایک باب قائم فرمایا ہے جس میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ قے کرنے یا نکسیر جاری ہونے سے وضو کرنا لازم آتا ہے رسول اکرم رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو قے آجائے تو اس کو چاہیے اس کے بعد وضو کرے۔ معدان بیان کرتے ہیں میری ملاقات مسجد دمشق میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے اس بات کا تذکرہ ان کے سامنے کیا اگر قے آجائے تو وضو کرنا ضروری ہے۔ اس سوال کے جواب میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچ ہے ابو درداء نے سچ کہا، ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ہی رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وضو کرانے پر مامور تھا۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زیادہ صحیح یہی ہے کہ یہ لفظ ابی طلحہ ہے۔ امام ترمذی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ایک نہیں بہت سارے اھل علم صحابہ کرام اور تابعین کا نقطۂ نظر یہی ہے کہ قے آجانے اور نکسیر پھوٹ پڑنے سے وضو کرنا لازم ہوجاتا ہے۔ یہی قول حضرت سفیان ثوری، حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت امام احمد بن حنبل، امام اسحٰق رضی اللہ عنہم کا ہے اسی طرح ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اگر قے منہ بھر کر آجائے اور نکسیر پھوٹ پڑے تو وضو کرنا واجب ہوجاتا ہے بعض اہل علم کا کہنا یہ ہے کہ قے آنے اور ناک سے خون بہہ نکلنے سے وضو کرنا واجب نہیں ہوتا۔ یہ قول امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ تحقیق ہے کہ حسین معلم کا کہا ہوا قوی اور محکم ہے امام ابوعیسیٰ ترمذی کا کہنا یہ ہے کہ اس باب میں صحیح ترین حدیث وہ ہے جو حسین معلم سے مروی ہے اس باب میں جو حدیث معمر بواسطہ یحییٰ بن ابی کثیر وارد ہوئی ہے وہ مبنی بر خطا ہے اس لیے کہ انہوں نے اس میں امام اوزاعی کا تذکرہ نہیں کیا اور انہوں نے یوں کہہ دیا کہ عن خالد بن معدان حالانکہ وہ خالد بن معدان نہیں بلکہ وہ معدان بن ابی طلحہ ہیں حافظ امام زیلعی کہتے ہیں۔ یہ جو حدیث ہے کہ ''نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قے کی اور اس کے بعد وضو نہ فرمایا'' یہ حدیث مجھے نہیں ملی۔ البتہ یہ حدیث شریف امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے وارد فرمائی ہے اور اس کی راویہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ وہ فرماتی ہیں جس نے قے کی یا نکسیر پھوٹ پڑی دوران نماز اسے چاہیے کہ وہ وہاں سے نکلے اور وضو کرے اور اگر اس نے کوئی کلام نہیں کیا تو اسی سابقہ نماز کو آگے مکمل کرے امام دارقطنی نے حدیث وارد کی ہے اور اس میں وہ تنہا ہیں اور اس روایت کی سند میں اسمٰعیل بن عیاش بھی ہے۔ اس حدیث شریف میں یوں آیا ہے جس کو قے آئے، نکسیر پھوٹ پڑے، قلس نکلے یا مذی خارج ہو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے اور اپنی نماز کو مکمل کرے لیکن شرط یہ ہے کہ اس نے اس دوران کلام وغیرہ نہ کیا ہو امام بیہقی نے اپنی سنن میں حدیث وارد فرمائی ہے اور اس کی تضعیف بھی کی ہے۔ اس حدیث شریف کی عبارت یہ ہے۔

وضو سات چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔

۱) پیشاب کے قطرے آنے سے

۲) جاری خون کی وجہ سے

۳) قے آنے سے جب کہ وہ اتنی زیادہ ہو کہ اس سے منہ بھر جائے

۴) چت لیٹنے سے اگر نیند آجائے۔ اور اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں۔

۵) نماز کے اندر اگر کوئی مرد قہقہہ لگائے تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

۶) خون نکلنے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

۷) خروج قلس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔[1]

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے طرز استدلال سے نفاست ٹپکتی ہے:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر یہی ہے کہ اگر منہ بھر کر قے آجائے اور نکسیر پھوٹ پڑے یعنی ناک سے خون جاری ہوجائے تو ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کتنا نفیس نقطۂ نظر ہے کتنی پاکیزگی پائی جاتی ہے اس طرزِ فکر میں کس قدر طہارت ہے اس انداز تفکر میں اور کتنی سادگی ہے۔ اس افہام وتفہیم میں۔ فطرتِ انسانی بھی یہی تقاضا کرتی ہے کہ اگر قے آجائے تو اب وضو تازہ کرنے سے ہی طبیعت میں ایک قرار آتا ہے ایک سکون محسوس ہوتا ہے وضو کرنے کے بعد انسان اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگتا ہے۔ طبع کا تکدّر دور ہوتا ہے۔ اس میں ایک نفاست آجاتی ہے لہٰذا یہی مذہب لائق صد احترام ہے اور یہی نقطۂ نظر ہزار تہنیتوں کا حامل ہے۔ انسان خود محسوس کرسکتا ہے کہ جب اس کی طبیعت میں نفاست آتی ہے تو اس کی روحانیت ترقی کرتی ہے اس کے باطن میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جو اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کے دل میں اپنے خالق و مالک کیلئے جذبات محبت مچل پڑتے ہیں اس کا دل عشقِ الٰہی سے معمور ہوجاتا ہے اس کے قلب میں ایک تازگی اور ایک پاکیزگی آتی ہے جسے وہ خود محسوس کرتا ہے نیک کاموں میں دل لگنے لگتا ہے اور برائی سے نفرت ہونے لگتی ہے بس نیکی کی محبت اور برائی کی نفرت ہی اصل چیز ہے یہی بندے کو کامرانی سے ہمکنار کرتی ہے اسی سے بندہ اپنے خالق کو راضی کرنے میں کامیاب ہوتا ہے اور اسی روحانی ترقی کے باعث بندہ سرور عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت میں غرقاب ہوکر دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی سعادتیں حاصل کرلیتا ہے۔

---

[1] علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۱۴ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

لوٹ آیئے پھر اسی طرزِ فکر کی طرف جو طرزِ فکر ہمارے بزرگوں کی تھی، اسی طرزِ فکر کی طرف لوٹنے میں ہمارا بھلا ہے ہم دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں اسی وقت کامرانی حاصل کر سکتے ہیں جب ہمارا سوچنے کا انداز پھر وہی بن جائے جو قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کا تھا۔ میں نے بار بار اسی طرف دعوت دی ہے بلکہ میرا تو سارا زور ہی شرحِ ترمذی میں اس نقطہ پر رہا ہے کہ کسی طریقے سے اس امت میں پھر سے وہ جذبہ بیدار کر دیا جائے جس جذبے کی بدولت یہ امت پوری دنیا میں سربلند ہوگئی تھی اور اس کا طرۂ امتیاز حق گوئی و بے باکی بن گیا تھا اگر آج پھر وہی حق گوئی و بے باکی لوٹ آئے تو پھر یہ ملت پوری دنیا میں صاحب عزت وعظمت قرار پائے آج نہیں تو کل جب بھی اس امت کو پھر عروج ملا وہ اسی وقت ملے گا جب یہ امت پھر وحدت کی طرف آئے گی اس میں اتحاد پیدا ہوگا فرقہ واریت نے اس ملت کی کمر توڑ دی ہے اتنی کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود پوری دنیا میں مسلمان پٹ رہے ہیں دل خون کے آنسو روتا ہے مگر کیا کروں کوئی طاقت نہیں جس کے ذریعے اس ملت کی نیّا کو بھنور سے نکال دوں ہاں اگر اہل ایمان میری بات مان لیں وہ پھر دنیا اور اس کی تمام آسائشوں کو نمبر ۲ پر لے جائیں اور اپنے دین وایمان کو نمبر 1 پر لے آئیں آخرت کی زندگی کو دنیوی زندگی پر ترجیح دے دیں اور اس نظریے کو سامنے رکھ کر سرگرم عمل ہو جائیں تو اس ملت کی نیّا بھنور سے نکلنے کے اسباب خود بخود پیدا ہو جائیں گے۔ مومن کو زندگی گزارنے کے لئے ہزار مسائل درپیش رہتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر کسی مسلمان کو قے آجائے تو ایسی صورت میں وضو کرنا لازم ہوگا یا نہیں اسی طرح اگر کسی مسلمان کی نکسیر پھوٹ پڑے یعنی ناک سے خون جاری ہو جائے تو ایسی صورت میں وضو کرنا واجب ہوگا یا نہیں؟ اسی سوال کا جواب اور اسی مسئلے کا حل حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت معدان بن ابی طلحہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان فرماتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم سید دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قے آئی تو آپ نے وضو فرمایا معدان بیان کرتے ہیں میری ملاقات مسجد دمشق میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے اس بات کا تذکرہ ان کے سامنے کیا اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا: سچ ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بالکل صحیح کہا وضو کروانے میں ہی مامور تھا۔

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۸۷)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر بھی یہی ہے کہ قے آنے سے اور اسی طرح نکعیر پھوٹ پڑنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے اور نیا وضو کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب انتہائی نفیس ہے طبع انسانی کے قریب تر ہے۔ فطرتِ انسانی نفاست کو پسند کرتی ہے اور طہارت سے چین پاتی ہے لہٰذا طہارت کے مسائل کو خوب اچھی طرح یادرکھ لینا چاہیے اسی میں ہم سب اہل ایمان کا بھلا ہے ہماری خیر اسی میں ہے کہ ہم سرور عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات عالیہ میں عمل پیرا ہوجائیں۔

آئیں ہم بھی درس حدیث شریف کا اہتمام کریں اپنی مجالس کو فرامین رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حلاوت سے معمور کردیں اور اپنی محافل کو رحمت العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیاری پیاری احادیث سے مذین کردیں اگر ہم نے ایسا کرلیا تو ہماری آنے والی نسلیں ان شاء اللہ نہایت دیندار متقی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل صالح کی توفیق مرحمت فرمائے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ خلوص

جس بندے نے اپنے آپکو بڑا جانا وہ بڑا نہیں ہوتا جس نے اپنے آپکو اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ سمجھا وہی مخلوقِ ربّ کی نظر میں بڑا ہو گیا، اسکی سطوت وعظمت کو سلام! زندگی میں تو وہ بڑا ہوتا ہی ہے بعد از وصال اسکی قبر بھی لائقِ احترام ٹھہرتی ہے۔ جو بندہ رضاءِ ربّ کیلئے کام کرتا ہے، اسکو کبھی محتاجی نہیں ہوتی اور جو بندہ اپنی خواہش کی تسکین کیلئے کام کرتا ہے۔ وہ کبھی مطمئن نہیں ہوتا اطمینانِ قلب کی دولت اسی بندے کو ملتی ہے جو اپنے اللہ تعالیٰ، اپنے خالق، اپنے مالک، اپنے رازق سے سچّا خلوص پیدا کرتا ہے، جو اپنے پیارے رسول ﷺ سے خلوص پیدا کر لیتا ہے۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے خلوص پیدا کر لیتا ہے، جو بندہ مسلمانوں کے بڑے بڑے ائمہ کرام کے ساتھ خلوص پیدا کر لیتا ہے اور جو بندہ عامۃ المسلمین سے خلوص پیدا کر لیتا ہے۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ٦٥

بَابُ الْوُضُوْءِ بِالنَّبِیْذِ

نبیذ سے وضو کرنا۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو روز مرّہ زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر کبھی پانی میسّر نہ آئے تو ایسی صورت میں وضو کا کیا حکم ہوگا اس مسئلہ کی صراحت اس حدیث مبارک میں کی گئی ہے۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے۔ علم وعمل میں برکت ہوگی۔

حدیث نمبر ۸۸

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي فَزَارَةَ عَنْ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا فِي إِدَاوَتِكَ؟ فَقُلْتُ نَبِيذٌ. فَقَالَ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ. قَالَ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ

قَالَ أَبُو عِيسَى وَإِنَّمَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَبُو زَيْدٍ رَجُلٌ مَجْهُولٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ لَا نَعْرِفُ لَهُ رِوَايَةً غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ

وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ بِالنَّبِيذِ مِنْهُمْ سُفْيَانُ وَغَيْرُهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُتَوَضَّأُ بِالنَّبِيذِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ وَقَالَ إِسْحٰقُ إِنِ ابْتُلِيَ رَجُلٌ بِهٰذَا فَتَوَضَّأَ بِالنَّبِيذِ وَتَيَمَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ أَبُو عِيسَى وَقَوْلُ مَنْ يَقُولُ

لَا يُتَوَضَّأُ بِالنَّبِيذِ أَقْرَبُ إِلَى الْكِتَابِ وَأَشْبَهُ لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تمہارے توشہ دان میں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا نبیذ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ پھل اور پاک پانی تو آپ نے اس سے وضو فرمایا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث شریف ابوزید پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی گئی ہے ابوزید ماہرین علم حدیث کے نزدیک مجہول ہے ہم اس کے حوالے سے صرف اسی ایک حدیث کو جانتے ہیں البتہ بعض اہل علم نے نبیذ کے ساتھ وضو کرنے کو جائز سمجھا ہے ان میں سے ایک حضرت سفیان ثوری

رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ اسی طرح بعض اہل علم کا کہنا یہ ہے کہ نبیذ سے وضو نہیں کرنا چاہیے۔ یہ قول امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق کا ہے۔ امام اسحٰق فرماتے ہیں اگر کوئی شخص حالت مجبوری میں نبیذ کے ساتھ وضو کرتا ہے تو اس کے بعد وہ تیمم بھی کرے یہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ فرماتے وہ قول جس میں یہ کہا گیا ہے نبیذ سے وضو نہیں کرنا چاہیے کتاب اللہ کے زیادہ قریب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا، اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔

حدیث نمبر ۸۸ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھناد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} شریک رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} ابی فزّارہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ راشد بن کیسان العبسی ابوفزارہ الکوفی، راشد بن کیسان یعنی ابوفزارہ، حضرت انس، ابی زید مولی عمرو بن حُریث سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام سفیان ثوری، جریر بن حازم، شریک اور ایک جماعت روایت کرتی ہے اسحٰق بن منصور نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا کہ ابوفزارہ ثقہ راوی ہیں امام ابوحاتم بیان کرتے ہیں کہ ابوفزارہ صالح ہیں امام دارقطنی کہتے ہیں کہ ابوفزارہ ثقہ ہیں بعض لوگوں نے ان پر جرح بھی کی ہے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک حدیث ان سے روایت کی ہے اور وہ ہے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ام

المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے کیسے شادی فرمائی۔ امام ابن حبان نے ان کو مستقیم الحدیث قرار دیا ہے۔ ①

۴} ابی زید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ جب ہم نے سند حدیث میں ان کو دیکھا تو ان کے حالات واحوال جاننے کے لئے تہذیب کی فہرس دیکھنی شروع کی۔ اس میں ابوزید نام کے سترہ راوی ہیں جو تہذیب کی مختلف جلدوں میں پھیلے ہوئے ہیں یاد رہے میرے پاس جو تہذیب التہذیب ہے وہ نشر السنہ کی مطبوعہ ہے اور اس کی چودہ جلدیں ہیں آخری دو جلدیں صرف فہرس ہیں۔ بہت سارا وقت صرف کرنے کے بعد آخر ہم نے ان کو (ابوزید) کو تلاش کر لیا اور اب ان کے حالات واحوال آپ کی نذر کر رہا ہوں۔ لیجیے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ ابوزید المخذ ومی مولی عمرو بن حریث اور اس طرح یہ بھی کہا گیا ہے ابوزائد یا ابوزید یہ شک کی بنا پر ہے۔ ابوزید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی حدیث وہی ہے جو لیلۃ الجن کے موقعہ پر سرور عالم علیہ السلام نے نبیذ سے وضو فرمایا تھا۔ اسی طرح ان سے ابوزرّارہ یعنی راشد بن کیسان روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں ان کی روایت کردہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی ان کو مجہول قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابوزید علماء حدیث کے نزدیک مجہول ہے۔ ②

۵} عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل، کمالات، مناقب، محاسن اور محامد کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۸ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں ان کے حالات پڑھنے سے ایمان کو جلا ملے گی۔ دل راحت پائے گا خدمت دین کا جذبہ تازہ ہو گا۔ نیز وظائف بھی ملیں گے آپ ہی نے بیان فرمایا ہوا ہے جو شخص رات کو سورہ واقعہ پڑھا کرے گا وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا اس کو مالی کمی کبھی نہ آئے گی۔ سورہ واقعہ میں اللہ نے یہ کمال رکھا ہے اس کی تلاوت کرنے والا مالی طور پر خوشحال ہو جاتا ہے۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۱۹۶ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲/ ۱۱۳ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۸۸

ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم عطا فرمائی ہوئی ہے خوب جانتا ہے انسان کو زندگی گذارنے کے لئے قدم قدم پر رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اہل ایمان چونکہ کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد ایک نظام حیات کے پابند ہو جاتے ہیں اس نظام حیات کا نام اسلام ہے اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

ISLAM IS A COMPLETE CODE OF LIFE IT IS THE FACT, IT IS OUR FAITH, IT IS OUR BELIEVE, IT IS OUR RELIGION. WE ALL ARE THE MUSLIMS AND WE ALL ARE THE PURELY SLAVES OF BELOVED PROPHET (S.A.W) IT IS OUR IDENTIFICATION, AND WE ARE PROUD OF IT.

جب یہ بات طے شدہ ہے کہ ہر مسلمان کو اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے اس ضابطے کا پابند رہنا ہوگا جس پر وہ ایمان لایا ہے تو کسی مسلمان کے لئے ہرگز یہ درست نہیں کہ وہ اپنی زندگی کے لئے کسی اور ضابطے کا طلبگار ہو کلمہ پڑھنے کا یہ مطلب تھوڑا ہے کہ ہم نے ایک عربی کا جملہ پڑھا ہوا ہے بلکہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کا مطلب یقیناً یہ ہے کہ ہم نے ایک ایسے نظام زندگی کو تسلیم کر لیا ہے جو انسانوں کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ وہ اس کا عطا کردہ ہے جس نے ساری کائنات کو تخلیق فرمایا ہے۔ جو رب العالمین ہے اسی رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے نظام زندگی عطا فرمایا ہے اسی نظام زندگی کو اپنایا جائے گا تو کہیں جا کر اہل اسلام کو کامیابی نصیب ہوگی۔ اقرار توحید ورسالت کے بعد سب سے اہم فریضہ صلوٰۃ ہے اور نماز ادا کرنے کے لئے طہارت شرط ہے وضو کرنا نماز کے لئے شرط ہے اگر پانی میسر نہ ہو تو تیمم کرنا ہوگا اور اگر اعضاء انسانی مختل ہوں اور انسان معذور ہو تو اس کو فاقد طہارت کہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے احکام عام طرز سے ہٹ کر ہیں۔ بہرنوع وضو کرنا نماز کے لئے ضروری ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں اسی کی وضاحت حدیث شریف میں کی گئی ہے چنانچہ امام ترمذی کی جامع کی ایک حدیث مبارک کی شرح ہم لکھ رہے ہیں۔

نبیذ سے وضو کرنا کیسا ہے اس کی وضاحت:

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں ایک باب قائم کیا ہے اس میں اس مسئلہ کا بیان ہے کہ نبیذ خرما کے ساتھ وضو کیا جا سکتا ہے۔ اسی مسئلہ کی صراحت محدثین نے خوب فرمائی ہے علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے مجھ سے پوچھا تمہارے آوند یعنی توشہ دان میں کیا ہے تو میں نے عرض کیا افشردہ خرما ہے نبیذ ایسی چیز کو کہتے ہیں جو خرما، انگور اور شہد کو پانی میں ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خرما خوش مزہ ہے اور پاک ہے اسی طرح اس کا پانی بھی پاک ہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس پانی یعنی نبیذ سے وضو فرمایا امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث شریف کو ابوزید کے علاوہ کسی نے بھی روایت نہیں کیا صرف ابوزید ہی نے اس کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک عمل ذکر کیا ہے۔ ابوزید رَجُلٌ مَّجْھُوْلٌ۔

ابوزید شاگرد عبداللہ بن مسعود راوی مجہول است نزد محدثین۔①

ابوزید جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں وہ مجہول راوی ہیں۔ محدثین کے نزدیک۔

اس کے علاوہ ابوزید سے اور کوئی حدیث مروی نہیں ہماری معلومات میں تو ایسا ہی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ بعض اہل علم نبیذ سے وضو کرنے کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبیذ خرما سے وضو کرنا جائز ہے انہی حضرات میں سے ایک تو حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ نبیذ سے وضو کرنا جائز نہیں۔ یہ قول امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق کا ہے ہاں امام اسحٰق فرماتے ہیں اگر نبیذ سے وضو کرنے کی مجبوری ہو تو وضو کے ساتھ تیمّم کرنا زیادہ محبوب ہے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ نبیذ کے ساتھ وضو نہ کرنا کتاب اللہ کے حکم کے قریب تر ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا۔②

پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

اس آیت کریمہ میں تو اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ اگر کبھی پانی بالکل میسر نہ ہو تو اس صورت فاقد آب میں پاک مٹی سے تیمّم کر لینا چاہیے جہاں تک نبیذ کا تعلق ہے تو ہم اس کو مائے مفید تو نہیں کہہ سکتے۔ اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے نبیذ سے وضو کرنا ماثور ہے اور اس کا تذکرہ احادیث میں آیا ہے اس مقام پر قیاس و مداخلت کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔③

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۱۴ مطبوعہ کانپورہ ہند

② سورہ مائدہ آیت نمبر ۶

③ علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۱۴ مطبوعہ کانپور ہند

حدیث کا نسخ آیت سے ہو جاتا ہے البتہ مجتہد اگر چاہے تو استدلال کر سکتا ہے:

علامہ ابوطیب سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ جہاں تک اس قول کا تعلق ہے کہ ابوزید مجہول راوی ہیں تو اس سلسلے میں محقق ابن ہمام کہتے ہیں قاضی ابوبکر عربی نے شرح ترمذی میں ذکر کیا ہے کہ ابوزید مولی عمرو بن حریث ہے ان سے راشد بن کیسان عبسی کوفی اور ابوروق (ہمدانی کوفی صاحب تفسیر صدوق ہیں ان کا نام عتیبہ بن حارث ہے) روایت کرتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ مجہول راوی سے تو روایت نہیں کرتے۔ رہا یہ قول کہ نبیذ سے وضو نہ کرنا قرآن حکیم کی آیت کے حکم کے زیادہ قریب ہے اور اس سے اسی کا ثبوت ملتا ہے یعنی نبیذ اپنے اسم کے اعتبار سے ماءِ مطلق نہیں رہا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا۔ ①

پانی نہ پایا تو تیمّم کرو۔

اس لحاظ سے نبیذ کا موجود ہونا پانی کے میسّر ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ اس وجہ سے تیمّم کو واجب قرار دیا ہے۔ یہ نص مطلق قرآن وحدیث ہی کے مطابق ہے۔ جو کچھ احادیث میں آیا ہے وہ معارض کتاب نہیں ہے۔ اور اگر ان کو معارض کتاب مانا جائے تو پھر صاف بات یہ ہے کہ ان روایات کو قرآن حکیم سے منسوخ مانا جائے گا اور قرآن کریم کی آیت ان کی ناسخ قرار پائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث مکّی دور سے تعلق رکھتی ہے اور آیت مبارک کا تعلق مدنی دور سے ہے۔ جیسا کہ بعض فضلاء نے تحریر فرمایا۔ محقق ابن ہمام فرماتے ہیں رہا اس بات کا تعلق کہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں لیلۃ جن کے موقعہ پر ان سے سوال فرمایا امام الانبیاء علیہ السلام نے کہ ان کے توشہ دان میں کیا ہے تو ہم اس سے استشہاد نہیں کرتے اس لئے کہ اس کی معارض احادیث بھی موجود ہیں جیسے ابن ابی شیبہ والی حدیث اور اسی طرح ابوحفص بن شاھین نے بھی انہی سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ لیلۃ الجن کے موقعہ پر میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ اور پھر سارا واقعہ ذکر کیا۔ اس میں انہوں نے نبیذ والے واقعہ کا ذکر نہیں کیا لہٰذا اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے بہر حال آخر میں یہ ہے کہ میں کہتا ہوں دعویٰ نسخ جو ہے وہ آیت کے حوالے سے منظور ہے۔ البتہ صحیح معنی حدیث کا وہی ہوگا جو فقہا بیان کریں اور مجتہد اس سے اگر استدلال کرے تو کر سکتا ہے۔ ②

---

① سورہ مائدہ آیت نمبر ۶

② علامہ ابوطیب سندھی شرح ابی الطیب۔ از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۱۵ مطبوعہ کانپور ہند

اقول و باللہ التوفیق:

جس حدیث میں نبیذ سے وضو کرنے کا ذکر آیا ہے اس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبیذ تیار کرنے کے لئے ابھی تازہ تازہ کھجوریں پانی میں ملائی ہوں گی اور ابھی وہ پوری طرح پھول کر پانی میں حل نہیں ہوئی ہوں گی اور پانی میں ان کی مٹھاس کا اثر ملا نہیں ہوگا اور چکناہٹ اس میں ابھی نہیں آئی ہوگی اور اگر انگور بھی اس میں ملے ہوں گے تو وہ بھی ابھی تازہ تازہ ہی ہوں گے پانی میں اگر کھجوریں ملا دی جائیں اور اسی طرح اگر انگور بھی ملا دیئے جائیں تو وہ بھی بہت دیر کے بعد اس پانی میں ملتے ہیں ورنہ ایک طویل وقت تک وہ اس فطری حالت میں رہتے ہیں اس وجہ سے پانی میں ان کے رس کا اثر نہیں جاتا اور مجھے اغلب گمان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے توشہ دان میں پانی انگور اور خرمے اسی حالت میں ہوں گے۔ پانی بالکل الگ ہوگا اور صاف خرما الگ ہوں گے اور انگور علیحدہ ان سب چیزوں کو ملانے پر نبیذ کا اطلاق تو آجاتا ہے اس وجہ سے عُرفاً ہی اس کو خرما، انگور، اور پانی کے ملانے پر نبیذ کا اطلاق آ گیا ورنہ اگر رس نکل کر پانی میں مل گیا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو کہ طبعاً انتہائی نفیس ہیں بلکہ پوری انسانیت میں آپ کی نفاست کی مثال نہیں ملتی۔ بھلا کس طرح اس سے وضو فرما سکتے ہیں۔ یہی ایک صورت سمجھ میں آتی ہے اس کو میں نے احتیاط کے ساتھ تحریر کر دیا ہے پانی تو توشہ دان میں تھا خرما بھی اس میں ہوں گے اور انگور بھی ممکن ہے ہوں مگر ابھی پانی کھجوروں کے اثر سے پرے تھا اور انگوروں کا اثر یعنی ان کا رس بھی پانی میں ابھی مِلا نہیں تھا جب توشہ دان سے نبیذ نکالا گیا تو وہ اسی صورت میں ہوگا پانی بالکل پاک صاف الگ ہوگا اور خرما وغیرہ بالکل صاف الگ ہوں گے۔ پھر اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضو فرما لیا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

درس حدیث

خوش نصیب ہیں ہم کہ ہمیں امام الانبیاء علیہ السلام کی غلامی نصیب ہوگئی اللہ تعالیٰ اس کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آقا مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کا حق ادا کیا اللہ تعالیٰ کے دین کو اس انداز سے انسانوں تک پہنچایا کہ انہوں نے اس کو قبول کرنے میں اپنی سعادت جانی اور اس پر عمل کرنا اپنی دنیا و آخرت کی کامرانی سمجھی اس جذبہ صادقہ کے ساتھ دین کا کام کیا کہ دنیا دیکھتی رہ گئی اور مسلمان پوری دنیا پر چھا گئے۔ آج بھی اگر وہی طرز فکر لوٹ آئے اور وہی طرز عمل اپنا لیا جائے تو کامیابی اہل اسلام کے قدم چوم لے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے دین کو ایک نمبر پر رکھا تھا اور دنیا کو دو نمبر پر رکھ کر کام کیا نتیجہ سو فیصدی ان کے حق میں آیا آج

ہمارا نقطۂ نظر اس کے برعکس ہے دنیا ہم نے ایک نمبر پر رکھی ہے اور دین دو نمبر پر آخرت کے بارے میں ایمان تو ہے کہ مرنے کے بعد زندگی ہوگی اپنے خالق کی بارگاہ اقدس میں پیش ہونا پڑے گا مگر آخرت والا عقیدہ دھندلا یا ہوا نظر آتا ہے اس سے غبار کو صاف کرنا ہوگا اور دھندلاہٹ کی بجائے بڑا صاف وشفاف نظر آنا چاہیے کہ آخرت ہی قریب ہے اور مرنے کے بعد والی زندگی اس دینوی زندگی کے مقابلے میں کہیں بہتر کہیں افضل اور کہیں اعلیٰ ہے۔ احکام دین پر عمل کرنے کے لئے سب سے پہلے عقیدے کا درست ہونا ضروری ہے جب عقیدہ صحیح ہو جائے تو عمل کی طرف پہلا قدم نماز کی پابندی ہے نماز پڑھنے کے لیے وضو کرنا ضروری ہے حدیث شریف میں آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تمھارے توشہ دان میں کیا ہے میں نے عرض کیا نبیذ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ پھل اور پاک پانی تو آپ نے اس سے وضو فرمایا۔

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۸۸)

پانی اگر مطلقاً نہ پایا جائے تو ایسی صورت میں نبیذ سے وضو کرنا جائز ہے مگر یادر ہے یہاں نبیذ ابھی ابتدائی سٹیج پر تھا یعنی پانی الگ ہی تھا اور پھل کھجوریں وغیرہ علیحدہ تھے ایسی صورت میں ہی آپ نے نبیذ سے وضو فرمایا ہوگا۔ آیئے ہم بھی درس حدیث شریف کا اہتمام کریں تا کہ امت مسلمہ میں پھر وہ جذبہ پیدا ہو جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں تھا ہم بھی اپنی زندگی کے حسین ترین لمحات ضائع کرنے کی بجائے تبلیغ دین میں صرف کریں خود نیکی کریں اور دوسروں کو نیکی کی دعوت دیں امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ نظم وضبط

میں خالی بڑھکیں مارنے کا قائل نہیں بلکہ کام کرنے کا قائل ہوں، میں کسی ایسے شخص یا جماعت سے متاثر نہیں ہوتا، جو بڑھکیں تو خوب ماریں لیکن عمل کے میدان میں انکی حالت انتہائی ناقص ہو۔ جب تک محنت اور لگن سے کام نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی انقلاب برپا نہیں ہوسکتا۔ فرد، خاندان اور قوم میں انقلاب اس وقت برپا ہوتا ہے جب وہ ایک نظم میں کام کرنے لگ جائیں بے نظم کام، کبھی بھی رنگ نہیں لاتا رنگ وہی کام لاتا ہے جسکو نظم سے کیا جائے۔ آپ بغیر نظم کے دن رات محنت کریں، نتیجہ آپ کے حق میں نہیں آئے گا لیکن جب آپ کام نظم میں کریں گے تو تھوڑی محنت بھی آپکو بہتر نتائج فراہم کر دے گی۔

(ملفوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ٦٦

بَابُ الْمَضْمَضَةِ مِنَ اللَّبَنِ

دودھ نوش کرنے کے بعد کلی کرنا

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو یقیناً باعث برکت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک عمل مبارک ہے جس کا تذکرہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے۔

آئیں آپ بھی مطالعہ فرمائیں دل وجان مسرور ہوں گے۔

حدیث نمبر ۸۹

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ، وَقَالَ "إِنَّ لَهُ دَسَمًا"

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ قَالَ أَبُو عِيسَى وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمَضْمَضَةَ مِنَ اللَّبَنِ وَهَذَا عِنْدَنَا عَلَى الِاسْتِحْبَابِ وَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمُ الْمَضْمَضَةَ مِنَ اللَّبَنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا پھر پانی منگوا کر کلی فرمائی اور ارشاد فرمایا اس میں چکنائی ہے۔

اس باب میں حضرت سہل بن سعد، حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایات آئی ہیں امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بیشک بعض اہل علم دودھ پینے کے بعد کلی کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور یہ عمل ہمارے نزدیک مبنی بر استحباب ہے اور بعض کے نزدیک دودھ پینے کے بعد کلی کرنا ضروری نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۸۹ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ روایان}

۱} قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} لیث رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں۔ بڑے بڑے علماء نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ لیث بن سعد بن عبد الرحمٰن اللیثی ابوالحارث الامام المصری۔ ان کے گھر والوں کا کہنا یہ ہے کہ فارس کے شہر اصفہان کے رہنے والے ہیں۔

لیث! نافع، امام زہری، ھشام بن عروہ، عقیل اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے محمد بن عجلان، ھشام بن سعد، قتیبہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے ابن سعد کہتے ہیں لیث اپنے زمانے میں فتوی نویسی میں مشغول رہے وہ ثقہ ہیں کثیر الحدیث صحیح تھے۔ لیث بہت عزت وعظمت والے شخص تھے وہ بہت بڑے عالم تھے نیز سخی بھی تھے۔ احمد بن سعد زہری کہتے ہیں احمد بیان کرتے ہیں لیث ثقہ ثبت ہیں ابوداود کہتے ہیں محمد بن حسین نے بیان کیا کہ میں نے سنا لیث ثقہ راوی ہیں۔ ابوطالب کہتے ہیں اور ان کا یہ کہنا جناب احمد کے حوالے سے ہے کہ لیث کثیر العلم صحیح الحدیث ہیں۔ عجلی مصری کہتے ہیں لیث ثقہ راوی ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لیث ثقہ راوی ہیں۔ ابوزرعہ کا کہنا یہ ہے کہ لیث صدوق ہیں۔ ابن خراش کا کہنا اس طرح ہے کہ صدوق ہیں صحیح الحدیث ہیں۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں لیث ثقہ راوی ہیں عمرو بن علی کا کہنا یوں ہے کہ لیث ثقہ صدوق ہیں۔

لیث کی وفات:

متفق میں خطیب نے بیان کیا ہے کہ لیث کی وفات ۲۳۹ھ کو ہوئی۔ ①

۳} عقیل رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں۔ ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ کرلیں۔

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عقیل بالضم ابن خالد بن عقیل الایلی ابو خالد الاموی مولی عثمان۔

عقیل! اپنے والد ماجد، اپنے چچا زاد، نافع مولی ابن عمر، امام زہری رضی اللہ عنہم وغیرھم سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کے بیٹے ابراھیم، ان کے پوتے سلامہ بن روح، مفضل بن فضالہ، لیث بن سعد اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۴۱۲ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

امام احمد، محمد بن سعد اور امام نسائی فرماتے ہیں عقیل ثقہ راوی ہیں ابوزرعہ کہتے ہیں صدوق ہیں ثقہ ہیں۔ امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے ابی عقیل سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک امّ یونس زیادہ قوی ہیں یا عقیل تو انہوں نے جواباً فرمایا عقیل مجھے زیادہ محبوب ہے اور اس کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا۔

عقیل کی وفات:

یہ اہل مدینہ سے تھے لیکن ان کی وفات مصر میں ہوئی ان کی وفات کے سن میں اختلاف ہے کسی نے ۱۴۱ھ لکھا ہے کسی نے ۱۴۲ھ تحریر کیا ہے کسی نے ۱۴۴ھ رقم کیا ہے۔ ①

۴} زہری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ یعنی (عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ):

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۷ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۶} ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ان کے فضائل کمالات، محاسن، محامد اور خدمات دین کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۹ میں ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں دل شاد ہوگا روح سکون پائے گی خدمتِ دین متین کا جذبہ تازہ ہوگا۔

شرح حدیث نمبر ۸۹

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ساری کائنات کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اب قیامت تک کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا انسانوں کی رہنمائی دین اسلام ہی کے ذریعے سے ہوگی وہ تمام قوانین جن پر عمل پیرا ہو کر ایک انسان پُرسکون طریقے سے اپنی حیات گذار سکتا ہے وہ صرف اور صرف دامن محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وابستہ ہونے سے ہی سمجھ میں آسکتے ہیں حدیث شریف میں کھانے پینے پہننے سونے جاگنے الغرض ہر ہر مقام پر کیسے عمل کرنا ہے سب کچھ مذکور ہے۔ یہاں تک بھی صحابہ کرام نے آقا علیہ السلام کے اقوال و اعمال کو محفوظ کیا کہ آپ نے اگر کبھی دودھ نوش فرمایا تو بعد میں کلی فرمائی یا نہیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ / ۲۲۸ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

دودھ نوش کرنے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے:

علامہ سراج احمد حنفی لکھتے ہیں جامع ترمذی شریف میں ایک باب ایسا بھی ہے جس میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ دودھ پینے کے بعد پانی سے کلی کرنا چاہیے تا کہ دودھ کی چکنائی منہ سے زائل ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اور کلی فرمائی اور ارشاد فرمایا دودھ میں چکنائی ہے۔ دودھ نوش کرنے کے بعد کلی کرنے سے متعلق حضرت سہل بن سعد ساعدی اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئیں ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بعض اہل علم دودھ پینے کے بعد کلی کرنے کا کہتے ہیں اور یہ عمل ہمارے نزدیک استحباب کے درجے میں ہے۔ اسی طرح بعض علماء کا یہ اعتقاد ہے کہ دودھ پینے کے بعد کلی نہیں کرنی چاہیے۔

یعنی واجب نیست بلکه مستحب است ①

واجب نہیں ہے بلکہ صرف مستحب ہے۔

کلی اس لئے کی جاتی ہے کہ ایک تو چکناہٹ دور ہو جائے اور دوسرا منہ سے دودھ کا ذائقہ ختم ہو جائے اگر دودھ کا ذائقہ منہ کے اندر رہے گا تو نماز میں وہ اپنی جانب مشغول کرے گا۔ ②

درس حدیث

ہم کتنے خوش بخت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمان بنایا مسلمان ہی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم ہیں وہ خود فرماتا ہے میں نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے۔ اتنا بڑا اعزاز اہل ایمان ہی کا حصہ تھا انہی کو مل گیا۔ سرور دو عالم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک عمل اہل ایمان کے لئے لعل و جواہر سے کہیں بڑھ کے ہے۔ واللہ ہمارے نزدیک عنبر وعبیر کی وہ حیثیت کہاں جو حیثیت رسول اکرم شافع محشر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک پسینے کی ہے۔ سر تا پا آپ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہیں۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی ایک ایسی دولت لازوال ہے جو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ہمارے کام آئے گی۔ اس محبت کا کچھ تقاضا بھی تو ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا ایک ایک عمل موافق سنت ہو جائے اور ہمارے کھانے پینے، سونے جاگنے، اٹھنے بیٹھنے کا انداز عین سنت کے مطابق ہو جائے حدیث شریف میں آیا ہے:

> ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا پھر پانی منگوا کر کلی فرمائی اور ارشاد فرمایا اس میں چکنائی ہے۔''

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۸۹)

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح ۱/ ۱۱۵ اربعہ جامع ترمذی شریف مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح ۱/ ۱۱۵ اربعہ جامع ترمذی شریف مطبوعہ کانپور ہند

علماء فرماتے ہیں دودھ پینے کے بعد اگر چہ کلی کرنا واجب تو نہیں مگر مستحب ضرور ہے لہٰذا دودھ پینے کے بعد کلی کر لینی چاہیے کہ اس سے دودھ کی چکنائی زائل ہو جاتی ہے اور نماز پڑھتے وقت وہ اثر جو منہ کے اندر رہ جاتا ہے اپنی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ ظاہر ہے کہ دودھ پینے کے بعد کلی کر لینی چاہیے کہ کہیں دودھ کا ذائقہ نماز میں اپنی جانب متوجہ نہ کرے تو منہ میں گولی ٹافی رکھ کر نماز پڑھنا کب درست ہوگا اسی طرح بعض لوگ پان کھاتے ہیں تو وہ کئی مرتبہ پان کو منہ کے ایک جانب لگا کر نماز پڑھنے کا پوچھتے ہیں کہ کیا اس طرح نماز ہو جائے گی تو ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب منہ میں کوئی کھانے کی چیز ہوگی تو اس کا ذائقہ اپنی طرف متوجہ کرے گا جس سے نماز میں خشوع وخضوع نہ رہے گا اس لئے ان تمام امور سے بچنا ہی اچھا ہے۔ آیئے ہم بھی درس حدیث کا آغاز کریں انشاء اللہ اس طرز عمل سے معاشرے میں صالح انقلاب برپا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے امین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

باب نمبر ٦٧

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِّ السَّلَامِ غَيْرَ مُتَوَضِّئٍ

پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے۔ جو بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ تمام اہل اسلام کے لئے باعث مسرت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امّت کو زندگی کے ہر ہر شعبے کے لئے ہدایات عطا فرمائی ہیں۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے قلب وروح مسرور ہوں گے۔ زندگی آساں ہوگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جلّ وعلا وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ بیدار ہوگا۔

حدیث نمبر ۹۰

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ

قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَإِنَّمَا يُكْرَهُ هٰذَا عِنْدَنَا إِذَا كَانَ عَلَى الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ ذٰلِكَ وَهٰذَا أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ الشَّفْوَاءِ وَجَابِرٍ وَالْبَرَاءِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سلام کیا اس وقت آپ پیشاب فرما رہے تھے تو آپ نے اسی وقت اس کو سلام کا جواب نہ دیا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ہمارے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ کوئی بول و براز کے وقت سلام کا جواب دے۔ بعض اہل علم نے اس کی یہی وضاحت فرمائی ہے اس باب میں جو کچھ روایت کیا گیا ہے اس میں یہ سب سے عمدہ چیز ہے۔

اس موضوع سے متعلق مہاجر بن قنفذ، عبد اللہ بن حنظلہ، علقمہ بن الشَّفْوَاء، جابر اور براء رضی اللہ عنہم سے روایات وارد ہوئی ہیں۔

حدیث نمبر ۹۰ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} نصر بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۲} محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} ابواحمد رحمۃ اللہ علیہ یعنی محمد بن عبداللہ بن زبیر اسدی:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں۔ بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے یہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق کے پوتے ہیں بڑی عظمت والے بزرگ ہیں آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ محمد بن عبداللہ بن الزبیر بن عمر بن درھم الاسدی مولاھم ابواحمد۔

ابواحمد، ایمن بن نابل، یحییٰ بن ابی الھیثم العطار، عیسیٰ بن طہمان، فطر بن خلیفہ سفیان ثوری اور ایک جماعت سے روایات کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بیٹے، امام احمد حنبل اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن نمیر کا بیان ہے کہ ابواحمد زبیری صدوق ہیں طبقہ ثالثہ میں اصحاب ثوری میں شمار ہوتے ہیں میں ان کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا یہ مشہور ثقہ ہیں اور صحیح الکتاب ہیں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ابواحمد کثیر الخطاء ہے ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ امام عثمان دارمی کہتے ہیں ابن معین بیان کرتے تھے کہ ابواحمد کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عجلی کہتے ہیں ابواحمد ثقہ راوی ہیں۔ یتشیع اس لفظ کا ترجمہ کیا کروں چلو پھر یونہی سہی شیعیت کی طرف مائل تھے۔ بندار کہتے ہیں میں نے ان سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔ ابوزرعہ اور ابن خراش کہتے ہیں ابواحمد صدوق ہیں۔

امام ابوحاتم کہتے ہیں ابواحمد عابد، مجتہد اور حافظ الحدیث ہیں ان کے بارے میں کچھ اوھام پائے جاتے ہیں امام نسائی فرماتے ہیں ان کی روایات لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن ابی خیثمہ محمد بن یزید کی وساطت سے بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد صائم الدھر تھے۔ ابن سعید کا بیان ہے کہ ابواحمد صدوق کثیر الحدیث ہیں ابن نافع کا قول یہ ہے وہ ثقہ ہیں۔

ابواحمد کی وفات:

امام احمد بن حنبل وغیرہ فرماتے ہیں ابواحمد کی وفات اھواز میں ۲۰۳ھ میں ہوئی۔ ابن سعد نے بھی یہی تحریر کیا ہے۔①

۴} سفیان رحمۃ اللہ علیہ یعنی سفیان بن سعید بن مسروق ثوری:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} ضحاک بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التھذیب میں ہے ان کی توثیق بھی ملتی ہے اور ان پر جرح بھی کی گئی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ الضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام الاسدی الحزامی ابوعثمان المدنی القرشی۔

ضحاک بن عثمان، نافع مولی ابن عمر، ابراھیم بن عبداللہ، ایوب ابن موسیٰ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بیٹے عثمان، ان کے پوتے ضحاک بن عثمان، ثوری اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

احمد ابن معین اور مصعب زبیری کہتے ہیں ضحاک ثقہ راوی ہیں امام ابوداؤد کہتے ہیں ضحاک ثقہ ہیں لیکن ان کے بیٹے عثمان ضعیف راوی ہیں ابوزرعہ کا کہنا یہ ہے ضحاک قوی نہیں ہے۔ امام حاتم کہتے ہیں وہ اگر حدیث صرف لکھ دے اور اس کو حجت نہ بنائے تو ایسی صورت میں وہ صدوق ہے۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ضحاک ثبت ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں اگرچہ ان پر جرح ہوئی ہے مگر اس کے باوجود وہ ثقہ کثیر الحدیث ہیں ابن بکیر کہتے ہیں ضحاک ثقہ ہے۔

ضحاک کی وفات:

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ضحاک کی وفات ۱۵۳ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التھذیب ۹ / ۲۲۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور۔

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التھذیب ۴ / ۳۹۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور۔

۶} نافع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے علماء نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ نافع الفقیہ مولی ابن عمر رضی اللہ عنہ ابوعبداللہ المدنی نافع نے بعض مغازی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ شرکت کی۔ نافع اپنے آقا، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابولبابہ ابن عبد، زید، اولاد عبداللہ بن عمر، ابراھیم بن عبداللہ بن حسنین رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کی اولاد، ابوعمر، عمر، عبداللہ بن دینار، ضحاک اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں نافع ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمام اسانید میں سے سب سے بہتر سند وہ ہے جس میں مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہم ہو۔ عثمان دارمی بیان کرتے ہیں میں نے ابن معین سے پوچھا آپ کے نزدیک نافع جب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرے وہ زیادہ محبوب ہے یا جب سالم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرے وہ زیادہ محبوب ہے پھر میں نے کہا نافع والی سند یا عبداللہ بن دینار والی تو اس پر انہوں نے فرمایا یہ ثقات ہیں اور ان میں ایک دوسرے پر کسی کو کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ عجیلی مدنی کہتے ہیں نافع ثقہ راوی ہیں۔ ابن خراش کہتے ہیں کہ نافع بہت بڑے عالم ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں نافع ثقہ ہیں اور ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا اصحاب بہت مضبوط راوی ہیں امام ابن حجر عسقلانی کی رائے یہ ہے کہ نافع کا شمار ثقات راویوں میں ہوتا ہے۔

ابن شاھین نے نافع کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ عجیلی کہتے ہیں نافع تابعین میں سے امام العلم ہیں اہل علم اس بات پر متفق تھے۔

نافع کی وفات:

یحییٰ بن بکیر اور دوسرے بہت سارے حضرات کا کہنا یہ ہے کہ نافع کی وفات ۱۱۷ھ کو ہوئی۔ اس طرح بھی کہا گیا ہے کہ نافع کی وفات ۱۲۰ھ کو ہوئی۔ ابن عیینہ اور امام احمد حنبل کہتے ہیں نافع کی وفات ۱۱۹ھ کو ہوئی۔ ①

۷} ابن عمر رضی اللہ عنہما:

ان کے فضائل، کمالات، محاسن، محامد اور خدمات دین کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۰/ ۳۶۹ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

سے مطالعہ فرمالیں۔ان کے حالات و احوال پڑھنے سے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت جاگزیں ہوگی۔تبلیغ دین کا جذبہ بیدار ہوگا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف دھیان جائے گا۔راہ حق میں تکالیف برداشت کرنے کا ملکہ پیدا ہوگا حق گوئی بے باکی کا سلیقہ آئے گا علم و آگہی سے خوب لگاؤ ہوگا۔خیر کی دولت ہاتھ آئے گی دینوی زندگی گذارنے کا وہ طریقہ ملے گا جو کہیں اور سے شاید نہ مل سکے۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمات دین کا جائزہ لینے کے بعد احساس ہوگا ہمیں کیا کرنا چاہیے تھا اور ہم کیا کر رہے ہیں۔

شرح حدیث نمبر ۹۰

اللہ تعالیٰ کا کلام سب سے افضل ہے قرآن حکیم قانون اصلی ہے حدیث شریف اگرچہ قانون اصلی تو نہیں مگر تابع قانون اصلی ضرور ہے کلام اللہ کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ ہے رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کلام ہے اس مبارک کلام میں ہزارہا حکمتیں ہیں لاتعداد فوائد ہیں ساری انسانیت کی راحت اسی کلام میں مضمر ہے اس کو پڑھنا سمجھنا اس پر عمل کرنا ہی ہماری دنیا و آخرت کو سنوارنے کا باعث ہے جب تک یہ امت اپنی عملی زندگی میں تابع سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم رہی اس امت کا گراف بلند ہوتا رہا اس کو ترقی پر ترقی ملتی رہی اور جب یہ امت اپنی اصل سے دور ہوئی یعنی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک سنت سے دور ہوئی تو اس پر انحطاط آیا اس کا گراف گرنے لگا تنزلی اس کا مقدر بننے لگی ہے۔آج بھی اگر یہ امت واپس آئے اور اپنی متاع بے بہا کو پھر سے سینے لگالے تو آج بھی اس کو دوبارہ ترقی مل سکتی ہے۔نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی واقعی اہل ایمان کے لئے عملی نمونہ ہے آپ نے زندگی گذارنے کے لئے آسان عام فہم اور فوائد سے بھری ہدایات عطا فرمائی ہیں حدیث شریف مسلمانوں کے پاس ایک بہت عظیم ذخیرہ ہے تمام مسلمانوں کو ان کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے۔

بول و غائط سے فراغت کے بعد بے وضو بھی سلام کا جواب دینا جائز ہے:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں ایک باب قائم کیا ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ سلام کا جواب کس وقت نہیں دینا چاہیے۔علامہ سراج احمد حنفی لکھتے ہیں جامع ترمذی کا یہ وہ باب ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے بے وضو سلام کا جواب دینے میں کراہت ہے۔ایک شخص نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سلام عرض کیا اس وقت آپ بول فرما رہے تھے اس وقت آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ نے تیمم فرمایا اور اس کے بعد سلام کا جواب مرحمت فرمایا۔اس حدیث شریف سے یہ مستفاد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم کرتے ہوئے بول و غائط کے

وقت سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے جب آپ فراغت حاصل کرلیں تو سلام کا جواب دے دیں۔امام ترمذی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک سلام کا جواب دینا صرف اس وقت مکروہ ہے جب کوئی بول و براز (پیشاب اور پاخانہ) کررہا ہو اور جب وہ فارغ ہوجائے تو پھر کوئی رکاوٹ نہیں جواب دے سکتا ہے چاہے وضو کرے یا بے وضو ہی جواب دے دے۔بعض اہل علم نے اس کی تفسیر یہی کی ہے کہ صرف حالت بول و براز ہی کے وقت مکروہ ہے جیسا کہ حضرات شافعیہ کا نقطہ نظر ہے۔اور یہ حدیث احسن ہے جو سلام کا جواب دینے کی کراہت کو بیان کرتی ہے اس موضوع پر اس سے بہتر حدیث موجود نہیں ہے۔ ①

بول و براز کرتے وقت ہی سلام کا جواب دینا مکروہ ہے:

علامہ ابوطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی کمال وضاحت فرمائی ہے انہوں نے خوب مطلب بیّن کیا ہے لکھتے ہیں یہ جو ارشاد گرامی ہے فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ اس کا مفہوم ہے کہ حالت بول میں سلام کا جواب دینا مکروہ ہے ابوداؤد شریف میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب بول و غائط سے فارغ ہوکر تشریف لائے تو آپ نے سلام کرنے والے کو جواب دیا۔

وَفِیْ اَبُوْدَاوُدَ بِرِوَایَةِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ۔ ②

ابوداؤد شریف میں ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب بول یا براز سے فارغ ہوئے تو سلام کرنے والے کے سلام کا جواب عنایت فرمایا۔

اقول بفضل اللہ العظیم ان ربی علیم وحکیم:

صحیح یہی لگتا ہے کہ جب کوئی بول و براز کے لئے بیٹھا ہوا ہو یا فارغ ہونے کے بعد اسی جگہ موجود ہو اور استبراء کررہا ہو تو ایسی حالت میں سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے بصورت دیگر سلام کا جواب دے دینا چاہیے اور اس کا خلاف تو میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔اس لئے کہ جو باب امام ترمذی نے قائم فرمایا ہے اس میں وضو سے مراد عدم طہارۃ ہے یعنی وہ خاص طہارت جو بول و براز کے وقت حاصل کی جاتی ہے۔یہی مراد لینا زیادہ درست معلوم ہوتا ہے اور جب وہ طہارت حاصل ہوجائے تو سلام کا جواب دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ہاں اگر کسی وقت بطور خاص وضو بھی کرلیا جائے اور پھر سلام کا جواب دیا جائے تو زیادہ افضل واعلیٰ ہوگا۔

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد،از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۱۶ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ ابوطب سندھی شرح ابی الطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۱۷ کانپور ہند

بس یہی ایک تاویل ہے جو فہم فقیر میں آئی ہے میں نے اس کو سپرد قلم کر دیا ہے اگر اس کو قانون مان لیا جائے کہ سلام کا جواب مطلقاً دینا ہی نہیں چاہیے تو خاصی مشکل پیش آئے گی اور ایک بڑی واضح حدیث موجود ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامع میں لائے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ والہ و سلم کونسا اسلام سب سے بہتر و افضل ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا لوگوں کو روٹی کھلانا اور سلام خوب پھیلانا یعنی اس کو بھی سلام کر جس کو تو جانتا ہے اور اس کو بھی سلام کر جس کو تو نہیں جانتا۔

تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقْرَاءُ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَ مَنْ لَمْ تَعْرِفْ①

کھانا کھلانا اور سلام کرنا اس کو بھی جس کو تو جانتا ہے اور اس کو بھی جس کو تو نہیں جانتا ہے۔ یہ افضل و بہتر اسلام ہے۔

یہ حدیث شریف بتا رہی ہے معاشرے میں چلتے پھرتے سر راہ بھی آنے جانے والوں کو سلام کرنا چاہیے ان مواقعوں پر باوضو ہونے کو سلام کا جواب دینے کے لئے شرط قرار دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اگر انسان باوضو رہے اور ہر سلام کرنے والے کو باوضو ہی اس کے سلام کا جواب دے تو یہ بہت بڑی نیکی ہے یہ بہت بڑی سعادت مندی ہے لیکن اگر بندہ بے وضو ہو تو سلام کا جواب دینا جائز ہے۔ مومن کو چاہیے وہ اپنے آقا علیہ السلام کے دین کی ترویج و اشاعت میں مصروف رہے اور اہل ایمان کو ان کے دین و ایمان کی یاددھانی کرواتا رہے یہی وہ عظیم خدمت ہے جس کی وجہ سے بندہ مومن کا وقار اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑھ جاتا ہے اس کو بڑی بڑی کامیابیاں ملتی ہیں وہ بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیتا ہے وہ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہو جاتا ہے۔ اسلام اصلاً اپنے ماننے والوں میں یہی جذبہ پیدا کرنا چاہتا ہے کہ وہ باہم اس انداز سے ملیں کہ ان کا ایمان و اسلام ان کو ذرا بھی اجنبیت محسوس نہ ہونے دے یہی وہ خاصہ ہے جو مسلمانوں کو ساری انسانیت میں بلند کرتا ہے اسی کمال کے باعث وہ ساری دنیا میں اعلیٰ مقام و مرتبے کے حامل ہو گئے تھے اگر آج بھی اس روش کو پھر اپنا لیا جائے تو پھر ساری دنیا کی اقوام سے معزز مسلمان ہی ہیں۔

---

① امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری م ۲۵۶ھ صحیح البخاری ۱/۶ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

درس حدیث

دل بے چین کو قرار اسی وقت ملتا ہے جب وہ یاد محبوب سے سرشار ہوتا ہے۔ یقیناً یاد محبوب بندے کی تکلیف میں کمی کا باعث بنتی ہے اس کو نعمت عظمیٰ جاننا چاہیے اور اسی سے استفادہ کرنا چاہیے اہل ایمان کی باہمی ملاقات ایک دوسرے کے غموں کا مداوا ہوتی ہے نظام صلوٰۃ جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے وہاں اہل ایمان کی باہمی خبر گیری کا سبب ہوتی ہے۔ اسلام دراصل اپنے ماننے والوں کو کسی تکلیف میں دیکھنا نہیں چاہتا بلکہ ان کو ہر حال میں خوش خرم ہی رکھنا چاہتا ہے ان کے ملاقات کے وقت سلامتی کے کلمات زبان سے ادا کرنا کتنا بڑا انعام ہے اور کتنی بڑی سعادت ہے اگر ایک مومن دوسرے کو کہتا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللہِ دوسرا کہتا ہے وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَۃُ اللہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔ یعنی اوّل الذکر کہتا ہے تم پر سلامتی ہو اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی اسی وقت دوسرا کہتا ہے آپ پر بھی سلامتی ہو ساتھ ہی اللہ کی رحمت بھی آپ کو میسّر آئے اور برکت بھی۔ بعض لوگ السلام علیکم کی بجاءے السام علیکم کہتے ہیں یاد رہے سام کے معنی موت ہے اس طرح ہرگز نہیں کہنا چاہیے بلکہ السلام علیکم ہی کہنا چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

> حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سلام کیا آپ اس وقت پیشاب فرما رہے تھے تو آپ نے اس کو سلام کا جواب نہ دیا۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۹۰)

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ کوئی بول و براز کے وقت سلام کا جواب دے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ بول و براز (پیشاب کرتے ہوئے اور پاخانہ کرتے ہوئے) کے وقت سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ فارغ ہونے کے بعد سلام کا جواب دے دینا چاہیے۔ حدیث شریف میں سب سے افضل اسلام وہ ہے جس میں لوگوں کو روٹی کھلائی جائے اور سلام کیا جائے اس کو سلام کرو جس کو تم جانتے ہو اور اس کو بھی سلام کو جس کو تم نہیں جانتے۔ آیئے ہم بھی درس حدیث شریف کا اہتمام کریں تاکہ سنت پر عمل کی راہیں متعین ہوں اور معاشرے میں صالح انقلاب برپا ہو جائے آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ توکّل

میں اپنی محنت پر کم اور اللہ تعالیٰ پر زیادہ بھروسہ کرتا ہوں، مجھے معلوم ہے ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ امام الانبیاء حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی سُنت پر عمل بندے کو ہزارہا تکالیف سے نجات دے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے بہتر طرزِ زندگی نبیٔ آخر الزّماں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کا ہے لہٰذا اسی طرزِ حیات کو اپنا کر کامرانی سے ہمکنار ہوا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہر انسان کی اپنی بے شمار مصروفیات ہوتی ہیں، اپنی زندگی کے مسائل حل کرنا ضروری ہے۔ مگر اس پر ایسی توجہ نہ دی جائے کہ مقصودِ حیات ہی کو بھلا دیا جائے۔ مقصودِ حیات۔۔۔ کیا ہے؟ (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت (۲) نماز پڑھنے کے بعد، دین کی باقاعدہ تبلیغ سے لوگوں کو نیکی کی ترغیب دینا (۳) تبلیغ سے فراغت کے بعد دعا کرنا فارغ بالکل نہیں بیٹھنا چاہئے فارغ رہنا منع ہے۔

(ملفوظاتِ ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۶۸

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سُؤْرِ الْكَلْبِ۔

کتے کا جھوٹا کیا حکم رکھتا ہے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو اپنی نظیر آپ ہے زندگی میں پیش آنے والے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ہے جس کا حل بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عطا ہوا ہے۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے۔ دل خوش ہوگا آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

حدیث نمبر ۹۱

حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُغْسَلُ الْإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ، أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ. وَإِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً

قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ إِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈالے یعنی زبان سے اس کو چاٹے جس طرح اس کی عادت ہے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے پہلی یا آخری بار اس برتن کو مٹی سے صاف کرنا ہوگا اور اگر بلی کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو ایک ہی مرتبہ دھونا کافی ہوگا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہی قول امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق رضی اللہ عنھم کا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی طرق سے اس حدیث شریف کو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں یہ مذکور نہیں کہ بلی کے جھوٹے برتن کو ایک ہی مرتبہ دھونا چاہیے۔ اس موضوع پر حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

حدیث نمبر ۹۱ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} سوّار بن عبداللہ عنبری رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ سوّار بن عبداللہ بن سوّار بن عبداللہ بن قدامہ بن عنزہ تمیمی العنزی ابوعبداللہ البصری القاضی۔

بغداد تشریف لے گئے تھے اور رصافہ کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔ سوار اپنے والد گرامی، عبدالوارث بن سعید، یزید بن زریع، معتمر بن سلیمان اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام ابوداوًد، امام ترمذی، امام نسائی، عبداللہ بن احمد بن حنبل اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں مجھے ان کے بارے میں خیر کے سوا کوئی بات معلوم نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی بات مجھ تک پہنچی جو خلاف خیر ہو۔ امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں سوار بن عبداللہ ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا شمار مضبوط وثقات راویوں میں کیا ہے۔ ابوالعباس سراج نے رقم کیا ہے کہ احمد بن کامل نے کہا سوار بن عبداللہ، فقیہ ہیں، قاضی ہیں، ادیب ہیں اور شاعر ہیں ان کے شیوخ میں بعض نام وہ بھی ہیں جو مدینۃ السلام کے قاضی رہ چکے ہیں۔

سوّار بن عبداللہ کی وفات:

امام ابن حبان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں سوار بن عبداللہ کی وفات، میرے سامنے تہذیب کی یہ عبارت ہے، خمسین واربعین ومائتین سمجھ نہیں آ رہی کیا ترجمہ کروں اس طرح تو ترجمہ یہ بنتا ہے کہ سوار کی وفات ۲۵۰ - ۲۴۰ھ میں ہوئی مجھے یوں لگتا ہے جیسے عبارت یوں تھی۔ خمسہ واربعین ومائتین اس طرح اس کا ترجمہ سمجھ میں آتا ہے کہ سوار کی وفات ۲۴۵ھ کو ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۰/ ۲۳۶ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

۲} معتمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے علماء نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ معتمر بن سلیمان بن طرخان التیمی ابو محمد البصری، اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا لقب طفیل ہے۔

معتمر بن سلیمان اپنے والد گرامی، حمید الطویل، اسماعیل بن ابی خالد، عبید اللہ بن عمر العمری، کہمس بن الحسن، ایوب اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام ثوری امام ابن مبارک اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

اسحق بن منصور ابن معین کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ معتمر بن سلیمان ثقہ ہیں۔ امام ابو حاتم فرماتے ہیں معتمر بن سلیمان ثقہ راوی ہیں وہ صدوق ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں معتمر ثقہ ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں ابن خراش کہتے ہیں، ہیں تو وہ صدوق مگر خطا بھی کرتے ہیں حفظ کی وجہ سے اور جب وہ اپنی کتاب سے روایت کریں تو ایسی صورت میں یقیناً ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات راویوں میں کیا ہے۔ عجلی بصری کہتے ہیں معتمر ثقہ راوی ہیں۔

معتمر بن سلیمان کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں معتمر بن سلیمان کی پیدائش ۱۰۰ھ میں ہوئی اور ان کی وفات ۱۸۷ھ میں ہوئی اس بات کو ایک نہیں کئی مورخین نے رقم کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ان کی ولادت اور وفات کی تاریخیں درج ہیں۔ ①

۳} ایوب رحمۃ اللہ علیہ،

ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے۔ ایوب کی پہچان روی عن اور روی عنہ سے نہیں ہوتی البتہ علامہ سراج احمد حنفی فرماتے ہیں ایوب یہی ہیں جنکا تذکرہ ذیل میں آرہا ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے ایوب بن ابی تمیمہ کیسان السختیانی ابو بکر البصری۔

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۰/ ۲۰۴ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

ابن سعد کہتے ہیں ایوب ثقہ راوی ہیں علمِ حدیث میں بہت مضبوط تھے جمع حدیث میں وہ حجت کا درجہ رکھتے ہیں عادل تھے اور کثیر العلم ہیں امام ابو حاتم کہتے ہیں خالد الحداء کی نسبت وہ مجھے ہر اعتبار سے زیادہ محبوب ہیں وہ ثقہ ہیں ان کی مثال کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ سلیمان سے بڑے ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایوب ثقہ ثبت ہیں۔ امام مالک کا کہنا ہے وہ ایسے علماء میں شمار ہوتے تھے جو باعمل ہیں اور خاشعین ہیں۔

ایوب کی وفات:

ابن علَیہ کا کہنا ہے ایوب کی پیدائش سنہ ۶۶ھ کو ہوئی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مدینی کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ ایوب کی وفات سنہ ۱۳۱ھ کو ہوئی۔ [1]

۴} محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے یہ امام المعبرین ہیں یعنی تعبیر رویا میں ان کو ایک خاص ملکہ حاصل تھا علم تعبیر میں امام مانے گئے ہیں میں نے ان کی تعبیر الرویا پڑھی ہے عمدہ کتاب ہے آپ بھی ان کے بارے میں پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ محمد بن سیرین الانصاری، مولاھم ابوبکر بن ابی عمرہ البصری اپنے زمانے کے امام گذرے ہیں۔

محمد بن سیرین اپنے آقا حضرت انس بن مالک، زید بن ثابت، حسن بن علی بن ابی طالب، جناب ابن عبداللہ البجلی، حذیفہ بن یمان، رافع بن خدیج، سلیمان بن عامر، سمرہ بن جندب، ابن عمر، ابن عباس، عثمان بن ابی العاص، عمران بن حصین، کعب بن عجزہ، معاویہ ابی درداء، ابی سعید، ابی قتادہ، ابی ھریرہ رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے شعبی، ثابت، خالد الحداء، داؤد بن ابی ھند، ابن عون، یونس بن عبید جریر بن حازم، ایوب اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے تو انہوں نے سماع کیا ہے مگر ابن عباس رضی اللہ عنھما سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے انہوں نے ایام مختار میں عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی امام بخاری فرماتے ہیں محمد بن سیرین نے حضرت عبداللہ ابن زبیر کے زمانے میں حج کیا تھا اور اسی دوران حضرت عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے سماع بھی کیا۔ جناب ابو طالب نے احمد کے واسطہ سے بیان کیا کہ محمد بن سیرین ثقات میں سے

---

[1] امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۳۴۸ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

ہیں امام ابن معین کہتے ہیں محمد بن سیرین ثقہ راوی ہیں۔ جناب دوری ابن معین ہی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ابن سیرین نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صرف ایک حدیث سنی تھی۔ عجلی بصری تابعی کہتے ہیں ابن سیرین ثقہ ہیں ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ہیں، مامون ہیں، عالی مرتبت ہیں، بلند پایہ عالم ہیں، اپنے وقت کے امام ہیں کثیر العلم ہیں انتہائی متقی ہیں ان کی وجہ سے لوگوں کے ارادے بہت مضبوط ہو جاتے ہیں اور بلند ہمتی تو ان کا طرہ امتیاز تھی، ابن مدینی کہتے ہیں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب چھے ۶ ہیں۔ ①

۱۔ ابن مسیّب رضی اللہ عنہ

۲۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ

۳۔ الاعرج رضی اللہ عنہ

۴۔ ابو صالح رضی اللہ عنہ

۵۔ ابن سیرین رضی اللہ عنہ

۶۔ طاؤس رضی اللہ عنہ

حماد بن زید بیان کرتے ہیں میں نے محمد بن سیرین سے بڑا فقیہہ، پرہیز گار، علم فقہہ میں مہارت تامہ رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ ابو قلابہ کا بیان ہے یہ حضرات ایسے تھے جن کو اپنے نفسوں پر مکمل کنٹرول حاصل تھا کہ جیسے چاہتے تھے ان کو چلا لیتے تھے۔ ابن حبان بیان کرتے ہیں محمد بن سیرین اھل بصرہ میں سے سب سے زیادہ صاحب ورع تھے۔ وہ فقیہہ تھے۔ بہت بڑے فاضل تھے، وہ حافظ تھے، علم تعبیر کے بہت بڑے ماہر تھے۔

محمد بن سیرین کی وفات:

حماد بن زید کا بیان ہے کہ حضرت حسن کا وصال یکم رجب سنہ ۱۱۰ھ کو ہوا میں نے ان پر نماز پڑھی اور محمد بن سیرین کی وفات ۹ شوال سنہ ۱۱۰ھ کو ہوئی ان کی عمر بوقت انتقال ۷۷ برس تھی۔ ②

۵} حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ:

ان کے مناقب، محاسن، محامد، فضائل اور کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ ان کے حالات واحوال کا مطالعہ دل میں نور ایمان کو جلا بخشے گا۔ دین کا کام کرنے کے لئے حوصلہ بلند ہوگا۔ دعوتِ الی اللہ کی ترغیب ہوگی اور راہ حق میں آنے والے مصائب وآلام کو برداشت کرنے کا ملکہ پیدا ہوگا۔

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹ / ۱۹۲ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹ / ۱۹۲ طبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

عنایاتِ حبیب الہ کا روشن پہلو سامنے آئے گا دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم موجزن ہوگی۔ راہ حق پر چلنے کے لئے استقامت نصیب ہوگی۔ اس راستے میں آنے والی مصیبتوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت پیدا ہوگی۔ مخالفین حق کے اعتراضات کا جواب دینے کی جرأت پیدا ہوگی۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا ہوا اس پر ایمان مزید پختہ ہوگا۔ دل وجاں سے بندہ دین متین کی خدمت کو اپنا شعار بنائے گا اور اس راہ پر چلنے میں اپنی سعادت محسوس کرنے لگے گا یہی وہ کمال ہے جو ایک بندہ مومن کا طرہ امتیاز ہے۔ اسی کی وجہ سے اس کو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں کامرانی نصیب ہوگی۔

شرح حدیث نمبر ۹۱

قوم مسلم اپنا ضابطہ حیات رکھتی ہے زندگی گذارنے کا جو سلیقہ اھل ایمان کو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عطا فرمایا ہے وہ واقعی لائق صد ستائش ہے پوری انسانیت میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ تمام قوانین ہائے زندگی سے بہتر قانون زندگی اسلام ہی ہے زندگی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا شعبہ بھی ایسا نہیں جس کے لئے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ھدایات نہ دی ہوں مثلاً اگر کتا برتن میں منہ ڈال دیتا ہے تو اس برتن کو کس طرح صاف کرنا چاہئے کہ اس کے مضر اثرات زائل ہوجائیں اس کے لئے بھی باقاعدہ ایک ضابطہ ارشاد فرمایا ہم اس موضوع پر وارد ہونے والی حدیث شریف کی شرح لکھ رہے ہیں آپ اس کا مطالعہ فرمائیں اور اپنی زندگی کو آسان بنائیں یقیناً ہمارا بھلا اسی میں ہے کہ ہم سرور دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکام پر عمل پیرا ہوجائیں۔

اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو کیا کرنا چاہئے:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں ایک باب قائم کیا ہے جس میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اگر کتا کسی برتن وغیرہ میں منہ ڈال دے تو اس کے جھوٹے کا کیا حکم ہے۔ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو سات بار دھونا چاہئے پہلی مرتبہ یا آخری مرتبہ اس برتن کو مٹی سے صاف کرنا چاہئے۔ اگر بلی کس برتن وغیرہ میں منہ ڈال دے تو اس کو ایک مرتبہ دھونا ہی کافی ہوگا۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک کتا پلید ہے۔ اگر وہ برتن میں منہ ڈالے تو اس کی نجاست کے حوالے سے برتن کو سات بار دھونا چاہئے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک کتا پاک ہے اگر وہ کسی برتن وغیرہ میں منہ ڈال دے تو وہ برتن ناپاک نہیں ہوتا لیکن برتن کو اس لئے دھویا جائے گا اس کو استعمال کرنے والے نے عبادت کرنا ہوتی ہے۔ اگر کتا برتن میں

اپنا اگلا یا پچھلا پاؤں ڈال دے تو ایسی صورت میں برتن کا دھونا واجب ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس برتن کو سات بار دھویا جائے گا کیونکہ کتے کا جھوٹا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کا یہ قول خلاف مذہب مالک رضی اللہ عنہ ہے اور یہ کتے کے جھوٹے کے ساتھ مختص ہے۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا یہ ہے یہ حدیث فنی اعتبار سے حسن صحیح کے درجے میں ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق رضی اللہ عنہم کا نقطہ نظر یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اور طرق سے بھی یہی حدیث شریف حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن ان میں یہ مذکور نہیں اگر بلی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو ایک مرتبہ دھونا چاہئے اس موضوع پر حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے وارد فرمایا ہے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اس حدیث شریف کو امام احمد، امام ابودود امام نسائی، امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عبداللہ بن مغفل ہی سے روایت کیا ہے نیز امام دارقطنی نے اسی حدیث شریف کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (1)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

آپ کا نقطہ نظر آئمہ ثلاثہ سے ذرا ہٹ کر ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ تو کتے کو نجس قرار ہی نہیں دیتے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھونے کے قائل ہیں لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے برتن کو نجاست سے پاک ہونا چاہئے اگرچہ ایک ہی مرتبہ دھونے سے ہو جائے یا سات سے بھی زیادہ مرتبہ دھونا پڑے علامہ سراج احمد حنفی کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

> واما م ساابو حنیفه رضی الله عنه قائل نجاست رو است لیکن غسل آوند از ولوغ آن درحکم تمام نجاسات ست یعنی چوں غالب گمان او را بزوال نجاست شود اگرچه بیک بار شستن حاصل شود والا لا بدست غسل آن تاآنکه غالب شود گمان بزوال نجاست اگرچه به بیست بار شود۔ (2)

ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کتے کے جھوٹے کی نجاست کے تو قائل ہیں لیکن وہ کتے کے جھوٹے کے حکم کو عام نجاسات ہی کی طرح سمجھتے ہیں یعنی جب گمان غالب یہ

---

(1) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۱۱۸ مطبوعہ کانپور ہند

(2) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۱۱۷ مطبوعہ کانپور ہند

بتا دے کہ برتن صاف ہو گیا ہے تو وہ صاف ہے اگر چہ وہ ایک ہی بار دھونے سے ہو جائے یا اس سے زیادہ مرتبہ دھونے سے ہو بس ضروری تو یہی ہے کہ انسان کا گمان و یقین اس کو بتا دے کہ برتن نجاست سے پاک ہو گیا ہے۔

ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک کتے کے جھوٹے برتن کو دھونے کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے بس اتنی ہی مرتبہ دھونا چاہئے جس سے نجاست اچھی طرح دھل جائے۔ اور انسان کا دل مطمئن ہو جائے کہ اب نجاست باقی نہیں رہی اسی گمان سے برتن پاک ہو جائے گا۔

علامہ ابوطیب سندھی کیا خوب لکھتے ہیں، انہوں نے کتے کے جھوٹے پر عمدہ تحریر فرمائی، فرماتے ہیں یہ جو کتے کا کسی برتن وغیرہ میں منہ ڈالنا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اھل لغت کے حوالے سے نقل کیا ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس مقام پر جو لفظ آیا ہے وہ ہے "**وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ**" یہ بفتح اللام ہے اس سے مراد یہ ہے جب کوئی جانور زبان کے کنارے سے پیئے اور یہ بھی حکایت کی گئی ہے کہ یہاں کسر فی المضارع ہے۔ امام شافعی امام احمد اور امام اسحٰق کا قول تو وہی ہے جو پہلے آپ نے پڑھ لیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں شیخان نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت وارد کی ہے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب کتا برتن میں سے پی لے تو تم اپنے برتن کو سات مرتبہ دھولیا کرو۔ روایت مسلم میں اس طرح آیا ہے جب کتا تمہارے برتن میں منہ ڈال دے تو تم اس کو سات بار دھویا کرو اولاً اس کو مٹی کے ساتھ صاف کیا کرو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کتا برتن میں سے زبان کے ساتھ کچھ پی لے تو اس برتن کو تین بار دھونا چاہئے۔ محقق امام ھمام کہتے ہیں۔ دارقطنی نے جناب عراج اور پھر ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث وارد کی ہے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اگر کتا برتن میں منہ ڈالے تو اس کو تین بار، پانچ بار یا سات بار دھونا چاہئے۔ ابن عربی نے مرفوعاً حدیث وارد فرمائی ہے اگر کتا تمہارے برتن میں منہ ڈال دے یا وہ پانی چاٹ لے اپنے طریقے سے اس کو تین بار دھولیا کرو۔ امام دارقطنی نے بسند صحیح حضرت عطا سے موقوفاً حدیث وارد کی ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے برتن میں کتے نے منہ ڈالا تو آپ نے اس کو تین بار دھویا۔ یہاں ان دونوں حدیثوں میں تعارض آیا ہے اوّل الذکر حدیث میں کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا ذکر ہے اور ثانی الذکر میں تین مرتبہ دھونے کا تذکرہ ہے۔

جس حدیث شریف میں سات مرتبہ دھونے کا ذکر آیا ہے وہ تقدیم علم پر دلالت کرتی ہے اور وہ اس وقت کی حدیث ہے جب کتے کے بارے میں حکم انتہائی سخت تھا یہاں تک کہ اس کے قتل کرنے کا حکم تھا اس وجہ سے اس کے جھوٹے کا حکم بھی شدید تھا۔ اس مناسبت سے اوّل حکم تھا اب بات یوں ہے کہ سات بار دھونے کا حکم ابتداً تھا اسی پر اس کو محمول کیا جائے گا بعد میں وہ حکم منسوخ ہو گیا اس کی تائید وہ حدیث شریف کرتی ہے جو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے

مروی ہے جس میں آپ نے برتن کو تین بار دھونے پر فتوی دیا خود راوی کا اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف فتوٰی دینا یہ حدیث سابق کے نسخ کی دلیل ہے۔ ①

تعلیمات اسلام کا تو کہنا ہی کیا ہے:

میری گفتگو بعض ماہرین فن سے ہوئی یعنی ڈاکٹرز حضرات کے ساتھ تو انہوں نے بتایا کہ ایک برتن میں کتے نے منہ ڈالا اور زبان سے اس میں سے پیا جس طرح کنارہ زبان سے اس کو چاٹنے کی عادت ہے تو اس برتن کو ہم نے کئی قیمتی لیکوڈز (LIQUIDES) سے دھویا مگر اس کے باوجود جراثیم باقی رہے لیکن جب ہم نے مٹی سے اس کو صاف کیا اور دھویا تو کوئی جرثومہ باقی نہ رہا۔ سبحان اللہ امام الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالی شان کس قدر اعلیٰ ہے کہ جہاں بڑی بڑی قیمتی دوائیاں اثر انداز نہ ہوں وہاں سادہ مٹی بڑا کام کر دکھاتی ہے یہی وہ کمال خداداد ہے جس کا امت مسلمہ تذکرہ کرتی تھی کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔

لہٰذا آج بھی یہ یقین رکھنا چاہئے کہ سب سے بہتر اور لازوال وہی اصول زندگی ہیں جو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائے ہیں۔ اگر ان کو یقین کامل کے ساتھ اپنایا جائے اور ان کی اشاعت کی جائے تو ساری انسانیت کا بھلا ہوگا۔ میں تو قسماً کہہ سکتا ہوں قانون زندگی ہے ہی وہ جو سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دہنِ اطہر سے نکلا ہے اگرچہ دنیا میں نت نئی تحقیقات ہوتی رہتی ہیں اور ہوتی رہیں گی مگر جو تعلیمات اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دے دی ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ جو دین اپنے ماننے والوں کو چھوٹی چھوٹی ضروری ھدایات دینے سے بھی گریز نہیں کرتا وہ دین کتنا کامل ہے اس کی کل برکات کا عالم کیا ہوگا۔ نبی رحمت نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات عالیہ پر عمل پیرا ہونا ہی ہماری کامیابی کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق دے۔

---

① علامہ ابوطیب سندھی شرح ابی الطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۱۸ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

خوشخبری ہے اھل اسلام کے لئے کہ ان کو ربّ کائنات نے اپنے محبوب دانائے کل غیوب عالم ما کان و ما یکون حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا امّتی بنایا ہے۔اس نعمت عظمیٰ پر ہزار بار تہنیت اور کروڑ بار مژدہ ہے غلامان محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے زندگی ربّ کائنات کی عطا کردہ ایک بہت بڑی نعمت ہے اس نعمت کی قدر کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے وہ ربّ جس نے ساری کائنات کو تخلیق فرمایا ہے اسی رب نے اپنے بندوں کو زندگی گذارنے کے لئے قوانین بھی عطا فرمائے ہیں مختلف ادوار میں مختلف انبیاء کرام علیھم السلام کے ذریعے وہ اپنے بندوں کو اپنے احکام سے آگاہ کرتا رہا یہاں تک کہ دور رسالت و نبوت ختم ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خاتم النبین بنا کر بھیجا گیا اب آپ کے بعد حشر تک کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا دین مکمل ہوا اور اس کی اکملیت کی گواہی قرآن نے دے دی پھر یہی نہیں صرف یہ مکمل ہی ہوا بلکہ اس پر ربّ کائنات نے اپنی رضا کی مہر بھی لگا دی لہٰذا اب قیام قیامت تک وہی قوانین زندگی سب سے اعلیٰ وارفع ہوں گے جو اسلام کے عطا کردہ ہیں آپ غور فرمائیں ہمارے پیارے آقا علیہ السلام نے یہاں تک بھی بیان فرمایا کہ اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو کیسے پاک کرنا چاہئے، حدیث شریف میں آیا ہے۔

> حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈالے یعنی زبان سے اس کو چاٹے جس طرح اس کی عادت ہے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہئے پہلی یا آخری بار اس برتن کو مٹی سے صاف کرنا ہوگا اگر بلی کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو ایک ہی مرتبہ دھونا کافی ہوگا۔
>
> (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۹۱)

آج بھی یہی قانون ہے کہ اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو مٹی کے ساتھ دھولیا جائے یعنی سب سے پہلی مرتبہ مٹی سے دھویا جائے یا آخری مرتبہ مٹی سے صاف کرلیا جائے البتہ اس حدیث شریف کے مطابق برتن سات بار دھونا چاہئے۔ایک دوسری حدیث شریف جس کے راوی بھی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں اس میں ہے کہ آپ نے تین بار دھونے پر فتوٰی دیا اور یہ اصول ہے کہ جب راوی اپنی ہی بیان کردہ حدیث شریف کے خلاف فتوٰی دے دے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوتا ہے کہ اوّل الذکر حدیث منسوخ ہے اور ثانی الذکر حدیث اس کی ناسخ ہے لہٰذا عمل

ہمیشہ ناسخ پر ہوگا نہ کہ منسوخ پر ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس برتن میں کتا منہ ڈالے اس کو تین مرتبہ دھونا چاہئے لہٰذا اب اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو تین بار دھونا ہی کافی ہوگا۔

حدیث شریف کی برکت سے ہمیں چھوٹے چھوٹے ضروری مسائل بھی بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ آجاتے ہیں۔ عملی زندگی میں اس قسم کے مسائل کا حل مل جانا بہت بڑی کامرانی ہے اور ہمارے آقا مولیٰ علیہ السلام نے زندگی کے تمام شعبوں میں کامل ھدایات عطا فرمائی ہیں۔ آیئے ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں۔ انتظار کیوں آج ہی ارادہ فرمائیں اور اس کار خیر کا آغاز فرما دیں انشاءاللہ کامرانی تمہارے قدم چومے گی زندگی کی راحتیں تمہارے قدموں میں ہوں گی تمہاری زندگی مثالی بن جائے گی لوگ آپ کو دیکھ دیکھ کر راہِ حق کی طرف مائل ہوں گے اور ایسے مائل ہوں گے کہ ان کی زندگیاں بھی مثالی بن جائیں گی۔ یہی کامیابی کی دلیل بین ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا جس کو پیش کیا جائے تو آپ اپنا وقت دین کے لئے نکالیں وقت کبھی بھی نکلا نہیں کرتا بلکہ وقت تو نکالنا پڑتا ہے آپ کو خود فیصلہ کرنا ہے کہ آپ نے کس طرح کی زندگی گذارنی ہے۔ بے اصول زندگی یا بااصول زندگی اگر آپ بااصول زندگی گذارنے کے خواہاں ہیں تو آیئے اس روش کو اپنایئے جو اولیاء اللہ کی روش تھی آیئے اس طرز زندگی کو اپنایئے جو اولیاء اللہ کا طرز زندگی تھا اگر آپ کو میری اس دعوت کے ساتھ اتفاق ہے تو پھر تاخیر نہ فرمایئے گا جلدی کیجیے بلکہ ابھی فیصلہ کر لیجیے کہ میں نے اپنی زندگی سرور دو عالم نور مجسم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت مطہرہ کے رنگ میں رنگ کر گذارنی ہے یہ طرز فکر و عمل آپ کو ایسی پرسکون اور قابل رشک زندگی عطا کرے گا جس پر آپ کو انشاءاللہ ناز ہوگا۔

ناز تجھ کو ہے کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

باب نمبر ۶۹

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُؤْرِ الْهِرَّةِ۔

بلی کے جوٹھے کا حکم کیا ہے۔

اس باب کے تحت ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو بہت ہی پیاری حدیث پاک ہے۔

آیئے آپ بھی اس کا مطالعہ فرمایئے۔ دل مسرور ہوگا۔

حدیث نمبر ۹۲

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحٰقَ بنِ عَبدِ اللهِ بنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدَةَ ابنة عُبَيدِ بنِ رِفَاعَةَ عَنْ كَبْشَةَ ابنَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَتْ عِندَ ابنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيهَا، قَالَتْ فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءً، قَالَتْ فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ، فَأَصْغٰى لَهَا الإِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِي أَنْظُرُ إِلَيهِ فَقَالَ أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ فَقُلْتُ نَعَمْ، فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ

وَفِي البَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ العُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعدَهُمْ مِثْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ لَمْ يَرَوْا بِسُؤْرِ الهِرَّةِ بَأْسًا۔ وَهٰذَا أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا البَابِ۔ وَقَدْ جَوَّدَ مَالِكٌ هٰذَا الحَدِيثَ عَنْ إِسْحٰقَ بنِ عَبدِ اللهِ بنِ أَبِي طَلْحَةَ وَلَمْ يَأْتِ بِهٖ أَحَدٌ أَتَمَّ مِنْ مَالِكٍ۔

حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک روایت کرتی ہیں کہ میں ابن ابی قتادہ کے گھر تھی تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے میں نے ان کو وضو کے لئے پانی پیش کیا۔ بی بی کبشہ بیان کرتی ہیں کہ اتنے میں ایک بلی آئی اور اس نے اس میں سے پینا شروع کر دیا اس پر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن کا رخ بلی کی طرف ٹیڑھا کر دیا یہاں تک کہ اس نے خوب پی لیا حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے حیران کن نظروں سے دیکھا تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میری بھتیجی تو مجھے حیران کن نظروں سے دیکھ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ اس پر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلی ناپاک نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ تمہارے گھروں کا چکر کاٹتی رہتی ہے۔ (یہاں طوافین اور طوافات کی وجہ سے بلی اور بلا دونوں ہی مراد ہیں.......ارشد القادری)

اس باب میں حضرت عائشہ اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنھما سے بھی روایات آئی ہیں امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے یہی قول اکثر علماء صحابہ کرام تابعین اور ان کے بعد والے بزرگوں کا ہے مثلاً امام شافعی امام احمد اور امام اسحٰق یہ سب بزرگ بلی کے جوٹھے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے اور یہ حدیث اس باب میں احسن ہے۔ امام مالک نے اس حدیث کو بہت عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے انہوں نے اس حدیث شریف کو اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کے واسطہ سے بیان کیا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے بہتر اور مکمل روایت کسی نے نقل نہیں کی۔

حدیث نمبر ۹۲ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} اسحٰق بن موسیٰ انصاری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} معْن رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرما لیں۔

۳} مالک بن انس رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرما لیں۔

۴} اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے فرمائی ہے آپ بھی مطالعہ فرما لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ زید بن سہل الانصاری البخاری المدنی۔

اسحٰق بن عبداللہ، اپنے والد گرامی، حضرت انس بن مالک، حضرت عبدالرحمن بن ابی عمرہ، اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے یحییٰ بن سعید انصاری، امام اوزاعی، ابن جریج، امام مالک رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین کہتے ہیں اسحٰق بن عبداللہ ثقہ ہیں اور حجت ہیں۔ ابوزرعہ، امام ابوحاتم اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیھم فرماتے ہیں اسحٰق بن عبداللہ ثقہ راوی ہیں۔ ابوزرعہ نے مزید کہا کہ وہ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ شہرت رکھتے تھے اور ان سب سے زیادہ احادیث کے عالم تھے۔ محمد بن سعد نے واقدی کے حوالے سے بیان کیا کہ مالک علم حدیث میں اسحٰق بن عبداللہ سے آگے نہ تھے۔ وہ ثقہ کثیر الحدیث ہیں امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقہ راویوں میں کیا ہے۔

اسحٰق بن عبداللہ کی وفات:

علامہ واقدی نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن عبداللہ کی وفات ۱۳۲ھ میں ہوئی عمرو بن علی کا کہنا ہے کہ اسحٰق کی وفات ۱۳۴ھ میں ہوئی۔ ①

۵} حُمَیدہ ابنۃ عبید بن رفاعہ رحمۃ اللہ علیھا:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ حمیدہ بنت رفاعہ اپنی خالہ جان کبشہ بنت کعب بن مالک سے روایت کرتی ہیں اور وہ اپنے شوہر اسحٰق بن عبداللہ ابن ابی طلحہ سے روایت کرتی ہیں اسی طرح وہ اپنے بیٹے یحییٰ بن اسحٰق سے بھی روایت کرتی ہیں۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا شمار ثقات راویوں میں کیا ہے۔ قُلتُ کہہ کر امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذاتی رائے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں یحییٰ بن اسحٰق جو روایت اپنی والدہ کے واسطہ سے کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہوتا اس بات کا تذکرہ امام ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ میں کیا ہے۔ ②

۶} کبشہ ابنۃ کعب بن مالک رضی اللہ عنھم:

کبشہ بنت کعب بن مالک انصاریہ اپنے سسر ابی قتادہ سے روایت کرتی ہیں بی بی کبشہ عبداللہ بن ابی قتادہ کی زوجہ ہیں۔ یہ بی بی بلی کے جوٹھے کے حوالے سے روایت کرتی ہیں اگر بلی پانی میں منہ ڈال دے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ بی بی کبشہ سے ان کی بھانجی بی بی حمیدہ بنت عبید بن رفاعہ اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کی زوجہ یعنی اپنی خالہ جان سے روایت کرتی ہیں۔ ③

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب ۱/ ۲۱۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب ۱۲/ ۴۴۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

③ امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب ۱۲/ ۴۷۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۷} ابن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں وہاں میں نے علامہ سراج حنفی کے حوالے سے مختصراً لکھ دیا تھا اب تہذیب بھی میرے سامنے ہے۔ علامہ سراج کی تحقیق یہ تھی ان حضرت کا وصال ۹۵ھ کو ہوا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابن ابی قتادہ کی وفات ۹۹ھ کو ہوئی۔ ①

۸} ابوقتادہ رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل، کمالات، محاسن، محامد اور مناقب کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۰ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ ان کی ضائع شدہ آنکھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے درست فرمادی تھی۔

شرح حدیث نمبر ۹۲

کون نہیں جانتا انسانوں کا سب سے بڑا ہمدرد اسلام ہے۔ یہ مبارک دین لے کر آنے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ آپ ساری انسانیت کے خیر خواہ ہیں آپ نے جو نظام زندگی اپنے ماننے والوں کو عطا فرمایا وہ ایسا نظامِ حیات ہے جو تمام ادیان پر فوقیت رکھتا ہے اور یہ دین غالب ہونے آیا ہے۔ کبھی مغلوب نہ ہوگا حجۃ الوداع کے موقع پر سرور عالم نور مجسم نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَایُعَلیٰ عَلَیْہِ اسلام غالب ہونے آیا ہے مغلوب ہونے نہیں آیا۔ لہٰذا حشر تک اسلام کبھی بھی مغلوب نہیں ہوگا۔ ایسا عظیم و جلیل دین ہے جو ساری انسانیت کے لئے راحت و شادمانی کا سامان بن کر آیا ہے اور اس کی برکات ایسی ہیں جو ہر کوئی محسوس کر سکتا ہے تھوڑی سی دانش رکھنے والا جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لایا ہوا دین ہر لحاظ سے کامل ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ بلی جیسا جانور اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کا کیا حکم ہے اس کو بھی حدیث شریف میں بیان کر دیا گیا ہے۔

بلی بذات خود نجس نہیں ہے:

علامہ ابوطیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جامع ترمذی شریف میں یہ جو باب قائم کیا گیا ہے۔ جس میں بلی کے جوٹھے کا حکم بیان ہوا ہے۔ یہ جو ابن ابی قتادہ ہیں دراصل یہ حارث بن ربعی انصاری ہیں۔

ان کے بیٹے کا نام عبداللہ ہے مطلب یہ ہے کہ کبشہ ابوقتادہ کی بہو ہیں۔ یہ بی بی کبشہ بیان کرتی ہیں میں نے ابوقتادہ کو وضو کرنے کے لئے پانی پیش کیا، اس مقام پر فَسَکَبْتُ لَہٗ وضوءً یہاں یہ لفظ فَسَکَبْتُ تا کے ضمہ کے ساتھ

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵/ ۳۱۵ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

ہے جو صیغہ متکلم پر دلالت کرتا ہے اور لفظ وَضُوء واؤ کے فتحہ یعنی زبر کے ساتھ ہے مراد اس سے وضو کرنے کا پانی ہے وضاحت اس ساری عبارت کی یہ ہے کہ میں نے برتن میں پانی ڈالکر پیش کیا تا کہ اس سے وضو کر لیں۔ اس طرح بھی روایت میں مذکور ہے میں نے برتن میں پانی ڈالکر وضو کی غرض سے پیش کیا۔ بلی آئی اور اس نے اس برتن میں سے پانی پینا شروع کر دیا تو ابو قتادہ نے برتن کو اس کی طرف جھکا دیا قاموس میں تو اس طرح مذکور ہے۔ (میں نے ذرا حیران کن نظروں سے دیکھا تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا) اے میری بھتیجی تو مجھے حیران کن نظروں سے دیکھ رہی ہے تو انہوں نے کہا جی، اہل عرب کی یہ عادت ہے کہ وہ ایک دوسرے کو یا ابن اخی کہتے ہیں اگر چہ وہ ان کے بھتیجے نہ بھی ہوں اور اس طرح تعارف کرانا شرع شریف میں جائز ہے کہ تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

یہ جو فرمایا گیا کہ بلی نجس نہیں ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ پانی میں اس کی نجاست اثر انداز نہیں ہوتی اور یہ مصدر ہے جس میں مذکر مؤنث برابر ہوتا ہے اور یوں کہا جائے کہ یہ تو بِکَسْرِ الجیم ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اس طرح نجاست بلی کی صفت قرار پائے گی۔ اور بعض نے تو اس لفظ کو جیم کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے اس طور پر مراد یہ ہوگی بلی بذات خود نجس نہیں ہے۔ اسی طرح یہ جو دو لفظ حدیث شریف میں مذکور ہیں (۱) من الطوافین (۲) او الطوافات ان کے بارے میں ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ راوی کے شک کی بنا پر آئے ہیں لیکن امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا رد کیا ہے اور یوں فرمایا ہے کہ دوسری روایات میں یہ واؤ کے ساتھ مذکور ہے (یعنی من الطوافین والطوافات) اسی طرح دوسری روایات میں یہ الفاظ دو الگ الگ اصناف کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے مذکر اور مؤنث دو الگ الگ صنفیں ہیں۔ اس عبارت میں اس بات کو بڑے واضح اشارہ کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اس میں علت حکم یہ ہے کہ بلی میں نجاست نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ ہمارے گھروں میں چکر لگاتی رہتی ہے۔ ①

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

علامہ سراج احمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بلی کے جوٹھے کے حوالے سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بلی کے جوٹھے میں کراہت ہے۔ امام اوزاعی اور امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہما کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا وہ نجس ہے سوائے آدمی کے۔ امام ابو یوسف اور دیگر آئمہ کرام کے نزدیک طاہر ہے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول اس کی کراہت پر ہے اس قول کی وجہ حدیث شریف ہے جس میں بلی کو درندوں میں شمار کیا گیا ہے۔ اور درندے کا جوٹھا نجس ہوتا ہے لیکن حدیث طوافین بلی کے جوٹھے کی کراہت کا رد کرتی ہے۔ ②

---

① علامہ ابوطیب سندھی شرح ابی الطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۱۹ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۲۰ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

مژدہ باد اے اھل ایمان مژدہ باد۔ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں ربّ کائنات نے اپنے پیارے محبوب دانائے کل غیوب عالمِ ما کان وما یکون حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امّت میں پیدا فرمایا یہ اتنا بڑا اعزاز ہے کہ اس کی قدر سرِ حشر ہی معلوم ہوگی اس زندگی میں بھی اس کا احساس ہو ہی جاتا ہے۔ اگر بندہ اپنے خالق کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش میں لگ جائے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت صرف اور صرف اسی صورت میں میسر آسکتی ہے کہ ہمیں اس کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معرفت حاصل ہوجائے زندگی کے وہی لمحات قابل قدر قرار پائیں گے جن میں بندہ اپنے رب کو یاد کرے گا اور جن میں اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یاد کرے گا صحابہ کرام رضوان اللہ کا تذکرہ کرے گا اور اولیاء اللہ کی سیرت وکردار کو اظہر من الشمس کرے گا۔ کامیاب زندگی وہی ہے جو موافقتِ سنت میں گذر جائے اور جو دعوت اِلی اللہ میں گذر جائے۔ اسلام کامل دین ہے اس نے زندگی گذارنے کے لئے کامل ھدایات عطا فرمائی ہیں یہاں تک کہ اگر بلی کسی برتن میں منہ ڈالے یا اس میں سے کچھ پی لے تو ایسی صورتِ حال میں کیا کرنا چاہئے اس بارے میں بھی سیّد عالم علیہ السلام نے ہمیں بے خبر نہیں رکھا بلکہ بتا دیا کہ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے حدیث شریف میں آتا ہے۔

> حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں ابن ابی قتادہ کے گھر تھی تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے میں نے ان کو وضو کے لئے پانی پیش کیا بی بی کبشہ بیان کرتی ہیں کہ اتنے میں ایک بلی آئی اور اس نے اس میں سے پینا شروع کر دیا اس پر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن کا رخ بلی کی طرف ٹیڑھا کر دیا یہاں تک کہ اس نے خوب پی لیا حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے حیران کن نظروں سے دیکھا تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میری بھتیجی تم مجھے حیران کن نظروں سے دیکھ رہی ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ اس پر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلی ناپاک نہیں ہوتی کہ یہ تمہارے گھروں کا چکر کاٹتی رہتی ہے۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۹۲)

آیئے ہم بھی درس حدیث شریف کا اہتمام کریں اور امت مسلمہ کو احکامات سے روشناس کرائیں اس امّت کا جمود ٹوٹے اور ان میں دین کا کام کرنے کا جذبہ پھر بیدار ہو اور اس عظیم کام کی بدولت اللہ تعالیٰ ہماری اجتماعی قوت کو بحال فرمائے اور پوری دنیا میں ہمارا چرچا پھر عزت وعظمت سے ہونے لگے یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب ہمارا کردار سنت مطہرہ کے مطابق ہوجائے اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ پہچان

میں نے بے سروسامانی کے عالم میں کام کا آغاز کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے تصدق میری مدد فرمائی اور خوب سروساماں پیدا فرمایا، اب کام کرنے میں وہ مشکلات نہیں ہیں جو آج سے بیس سال پہلے تھیں۔ میں نے جس دن دینی مسائل بیان کرنے کا آغاز کیا، اس دن چند احباب میری نشست میں آئے تھے، پھر میرا باقاعدگی کے ساتھ کام کرنا اور نہایت احتیاط کے ساتھ سوالوں کا جواب دینا، میرے لئے حوصلہ افزائی کا ساماں بنا، میری کامیابی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کام کا آغاز حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد سے کیا، پھر وہی کام میری پہچان بن گیا۔سب نعمتیں برکتیں اور کامرانیاں اسی بارگاہ کی حاضری سے مل گئیں۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۷۰

بَابُ المَسْحِ عَلَی الخُفَّینِ۔

موزوں پر مسح۔

اس باب میں دو احادیثِ شریفہ آئی ہیں جن میں موزوں پر مسح کرنے کا بیان ہوا ہے۔ اپنی افادیت میں بڑی ہی بے مثال ہیں لہٰذا آپ بھی ان کا مطالعہ فرمائیں دونوں جہانوں کی راحتیں میسر آئیں گی۔

حدیث نمبر ۹۳

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الحَارِثِ قَالَ بَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقِيلَ لَهُ أَتَفْعَلُ هٰذَا؟ قَالَ وَمَا يَمْنَعُنِي، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ حَدِيثُ جَرِيرٍ، لِأَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ المَائِدَةِ۔

وَفِي البَابِ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَحُذَيْفَةَ، وَالمُغِيرَةِ، وَبِلَالٍ، وَسَعْدٍ وَأَبِي أَيُّوبَ، وَسَلْمَانَ، وَبُرَيْدَةَ، وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، وَأَنَسٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَيَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَأُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ وَأَبِي أُمَامَةَ، وَجَابِرٍ، وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔ قَالَ أَبُو عِيسٰى حَدِيثُ جَرِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

ھمام بن حارث بیان کرتے ہیں حضرت جریر بن عبداللہ نے پیشاب کیا پھر وضوفرمایا اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ نے ایسا کیا؟ اس سوال کے جواب میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کونسی چیز مانع ہے جبکہ میں نے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔ ھمام بن حارث کہتے ہیں حضرت جریر کا یہ عمل جو حدیث میں مذکور ہوا ہے سب کو پسند تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سورہ مائدہ کے نزول کے بعد اسلام لائے تھے۔

اس باب میں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت حذیفہ، حضرت مغیرہ، حضرت بلال، حضرت سعد، حضرت ابی ایوب، حضرت سلمان، حضرت بریدہ، حضرت عمرو بن امیہ، حضرت انس، حضرت سہل بن سعد، حضرت یعلی بن مرہ، حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت اسامہ بن شریک، حضرت ابوامامہ، حضرت جابر، حضرت اسامہ بن زید، رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حدیث جریر بن عبداللہ فنی اعتبار سے حسن صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۹۳ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھَنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} اعمش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ (یعنی ابراھیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابراھیم کے احوال کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں لکھا ہے۔

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ ابراھیم بن سوید النخعی الکوفی الاعور۔

ابراھیم! اسود بن یزید، عبد الرحمن بن یزید، علقمہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے حسن ابن عبداللہ النخعی، زید بن حارث یامی اور سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہیں۔ امام ابن معین کہتے ہیں کہ ابراھیم نخعی مشہور ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابراھیم نخعی ثقہ ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلتُ کہہ کر لکھتے ہیں کہ صاحب میزان نے ان کو تبعاً ابن جوزی کی طرح قرار دیا ہے عجلی کہتے ہیں ثقہ راوی ہیں امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ①

۵} ھمام بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا پورا نام ونسب یوں رقم فرمایا ہے۔ ھمام بن الحارث النخعی الکوفی العابد۔

ھمام بن حارث! حضرت عمر، حضرت حذیفہ، حضرت مقداد بن اسود، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عمار بن یاسر، حضرت عدی بن حاتم، حضرت جریر، حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ابراھیم نخعی، عبد الرحمن، سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں۔

اسحٰق بن منظور ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ھمام بن حارث ثقہ راوی ہیں۔ ابن مدینی نے ان کا ذکر

① امام حافظ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۱۱۰ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

اہل کوفہ کے عبادت گذار لوگوں میں کیا ہے۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے عجلی تابعی کہتے ہیں ہمام بن حارث ثقہ راوی ہیں۔

ھمام بن حارث کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں ہمام بن حارث کی وفات حجاج بن یوسف کی امارت کے زمانہ میں ہوئی امام ابن حبان نے کہا ہمام بن حارث کی وفات ۶۵ھ کو ہوئی اسی طرح ایک قول کے مطابق ان کا وصال ۶۳ھ کو ہوا۔ ①

۶} جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ صحابی ہیں، بڑے کمال مرتبے کے مالک ہیں ان کا حسن و جمال بام عروج پر تھا ان کے فضائل کثیرہ ہیں ان کے محاسن جلیلہ ہیں آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ جریر بن عبداللہ بن جابر اور یہ وہی ہیں جن کو سلیل بن مالک بن نضر بن ثعلبہ بن جشم بن عویف البجلی القسری ابوعمرو اور یوں بھی کہا جاتا ہے کہ ابوعبداللہ یمانی۔

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ! نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حضرت عمرو، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کی اولاد، منذر، عبید اللہ، ابراھیم، ان کے پوتے ابوزرعہ بن عمرو، ہمام بن حارث رضی اللہ عنہم وغیرھم روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں جریر بن عبداللہ اسی سال ایمان لائے جس سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وصال فرمایا۔ جریر بن عبداللہ کوفہ تشریف لے گئے تھے ابن برقی کہتے ہیں کہ جریر بن عبداللہ کوفہ سے قرقیسیا چلے گئے تھے۔

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں جب میں ایمان لے آیا تو امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ السلام مجھ سے حجاب نہ فرماتے اور جب بھی دیکھتے تو تبسم فرماتے۔ اس حدیث شریف کو امام بخاری ومسلم اور بہت سارے دوسرے محدثین نے نقل وذکر فرمایا ہے۔ عبدالملک بن عمیر کا کہنا یہ ہے کہ میں نے جریر بن عبداللہ کی زیارت کی ان کا چہرہ مثل چاند کے روشن تھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت جریر بن عبداللہ کو فرمایا کرتے تھے تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو تو جب زمانہ جاہلیت میں تھا تو ایک اچھا سردار تھا پھر اسلام لانے کے بعد بھی تو ایک عمدہ اور بہترین سردار ہے۔ بخاری ومسلم میں ابراھیم کے حوالے سے روایت ہے کہ جریر بن عبداللہ سورہ مائدہ کے نزول کے بعد ایمان لائے امام ابوداود نے اس طرح روایت کیا کہ حضرت جریر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سورہ مائدہ کے نزول کے

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/ ۵۸ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

بعد ایمان لایا امام بغوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جریر بن عبداللہ ۱۰ھ کو ماہ رمضان میں ایمان لائے امام ابن حبان اور حزم ابن عبدالبر نے بیان کیا کہ جریر بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات سے چالیس دن قبل ایمان لائے اور یہ بات درست نہیں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جمتہ الوداع کے موقعہ پر جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لئے لوگوں سے کہہ کر یعنی تکریم کروائی تھی ابو اسحٰق جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہوگیا ہے تو آ‌ؤ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کریں۔ (۱)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

خلیفہ وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ کی وفات ۵۱ھ کو ہوئی۔

حدیث نمبر ۹۴

وَيُرْوٰى عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ. فَقُلْتُ لَهُ أَقَبْلَ الْمَائِدَةِ أَوْ بَعْدَ الْمَائِدَةِ. فَقَالَ مَا أَسْلَمْتُ إِلَّا بَعْدَ الْمَائِدَةِ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ جَرِيرٍ. قَالَ وَرَوٰى بَقِيَّةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ جَرِيرٍ. وَهٰذَا حَدِيثٌ مُفَسَّرٌ لِأَنَّ بَعْضَ مَنْ أَنْكَرَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ تَأَوَّلَ أَنَّ مَسْحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ كَانَ قَبْلَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ، وَذَكَرَ جَرِيرٌ فِيْ حَدِيثِهٖ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ.

---

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲ / ۶۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نوّر اللہ مرقدہ فرماتے ہیں شہر بن حوشب سے بھی حدیث آئی ہے۔ انہوں نے حضرت جریر بن عبداللہ کو دیکھا کہ حضرت نے وضو فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا تو میں نے عرض کیا اس کی وضاحت؟ اس پر حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دونوں موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔ چنانچہ میں نے عرض کیا سورہ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے یا بعد؟ اس سوال کے جواب میں حضرت جریر بن عبداللہ کہنے لگے میں تو اسلام ہی اس وقت لایا جب سورہ مائدہ نازل ہو چکی تھی۔ اس حدیث شریف کو اسی طرح ہم سے قتیبہ نے بیان کیا۔ ایسے ہی خالد بن زیاد ترمذی، مقاتل بن حیان نے شہر بن حوشب کے حوالے سے جریر بن عبداللہ سے روایت کیا۔ اسی طرح دوسرے (علماء ومحدثین) ابراہیم بن ادھم، مقاتل بن حیان اور شہر بن حوشب کے واسطہ سے حضرت جریر بن عبداللہ سے حدیث لائے ہیں۔ یہ حدیث شریف اس لئے وارد کی گئی ہے کہ یہ وضاحت کرتی ہے مسئلۂ مسح کی کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم موزوں پر مسح کرتے تھے مگر یہ عمل سورہ مائدہ کے نزول سے پہلے تھا۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ خوب وضاحت ہے انہوں نے سورہ مائدہ کے نزول کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

حدیث نمبر ۹۴ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۷ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل، کمالات، محاسن، محامد، اور مناقب کا تذکرہ حدیث نمبر ۷۲ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے پڑھ لیں دلی راحت ملے گی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یقین بڑھے گا۔ خدمتِ دین کا جذبہ بیدار ہوگا صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسن و جمال کے مطالعہ سے ایک عجیب سا لطف محسوس ہوگا۔ یہ صحابی ہیں جن کو دیکھ کر ہمیشہ سرورِ عالم علیہ السلام مسکرایا کرتے تھے سبحان اللہ کیا مرتبہ ہوگا کیا حسن ہوگا، کیا جمال ہوگا جس کو دیکھ کر امام الانبیاء حسینوں کے شاہ بھی تبسم فرمایا کرتے تھے۔

شرح حدیث نمبر ۹۳، ۹۴

ایک انسان کو مختصر سی زندگی گذارنے کے لئے بے شمار مشکلات کا سامنا رہتا ہے اس کو زندگی کے ہر ہر موڑ پر رہنمائی کی ضرورت رہتی ہے کئی بار تو یہ بیچارہ اسقدر پریشان ہو جاتا ہے کہ اپنی زندگی ہی سے مایوس ہو کے رہ جاتا ہے اس کی خواہشات چونکہ کثیر ہیں اور ان کی تکمیل ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے لیکن ایک مومن کی زندگی میں وہ تمام مسائل درپیش ہوتے ہیں جو ایک انسان کو درپیش آسکتے ہیں لیکن اس کا ایمان اور اس کی اپنے دین کے ساتھ وابستگی اس کو عدم توازن کا شکار نہیں ہونے دیتی بلکہ اس کی زندگی میں اعتدال کے باعث توازن قائم رہتا ہے۔ اور یہ توازن سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات سے آگاہی اور ان پر عمل پیرا ہونے کی برکت سے ہوتا ہے ایک مسلمان کو اپنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہوتی ہے اور عبادت کا مطلب ہی یہ ہے کہ اپنے خالق و مالک کے ساتھ تعارف پیدا کرنے کی کوشش کرنا، امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں لکھا ہے۔ یہ جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ [1]

اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی بنائے کہ میری بندگی کریں

اس مقام پر یَعْبُدُوْنَ ای یَعْرِفُوْنَ ہے مطلب یہ بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ میں نے انسان اور جن کو پیدا ہی صرف اس لئے کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں تو عبادت کا معنی ہے اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا یا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنے کے لئے کوشش میں لگ جانا اب عبادت کے مختلف طریقے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ و ارفع طریقہ نماز پڑھنا ہے اور نماز پڑھنے کے لئے وضو شرط ہے اگر پانی میسر نہ ہو تو تیمم کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر موسم سرد ہو تو ایسی صورت حال میں موزوں پر مسح بھی کیا جا سکتا ہے۔ موزوں پر مسح کرنے کے حوالے سے جو حدیث جامع ترمذی میں آئی ہے ہم اس کی شرح لکھ رہے ہیں آپ بھی پڑھ لیں حدیث نمبر ۹۱ کی شرح میں اس موضوع پر ہم خوب تفصیل سے لکھ آئے ہیں وہاں سے بھی مطالعہ فرمالیں۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

اس حدیث شریف میں موزوں پر مسح کرنے کا جواز مذکور ہوا ہے مسح کا انکار کرنے والا بدعتی گمراہ ہی ہو سکتا ہے۔ خوارج مسح یعنی موزوں پر مسح کرنے کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔ اور صاحب البدائع کا کہنا یوں ہے عامۃ الفقہا

[1] سورہ ذاریات، آیت نمبر ۵۶

کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ عامۃ الصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی جائز ہے ہاں صرف حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے جواز کے عدم پر ایک قول ملتا ہے اور وہ قول ان کی طرف رافضیہ نے منسوب کیا ہوا ہے پھر وہ فرماتے ہیں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے وہ سب کے سب موزوں پر مسح کرنے کے قائل تھے چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے شرائط اہلسنت کو یوں بیان فرمایا۔

نَحْنُ نَفْضُلُ الشَّيْخَيْنِ وَنُحِبُّ الْخَتَنَيْنِ، وَنَرَى الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَلَا نُحَرِّمُ نَبِيْذَ الْجَرِّ۔ ①

ہم فضیلت شیخین کے قائل ہیں۔ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حسب ترتیب افضل سمجھتے ہیں ہم حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے ہیں۔ ہم موزوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور ہم نبیذ جر کو حرام نہیں کہتے۔

جو کوئی موزوں پر مسح کو جھٹلائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صحابہ کبار کی طرف خطا کی نسبت کر رہا ہے اور ان کا رد کر رہا ہے۔ اس طرح تو وہ بدعتی ہو جائے گا۔ ایسا عمل ارتکابِ بدعت ہے اس لئے تو حضرت کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص موزوں پر مسح کرنے کا انکار کرتا ہے مجھے اس کے کافر ہو جانے کا خوف ہے۔ امت کو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیے کہ موزوں پر مسح کرنا چاہئے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں موزوں پر مسح کرنے کی کراہت حضرت ابن عباس، حضرت علی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ والی روایت پہلے درج کر دی ہے جس میں موزوں پر مسح کرنے کا بیان ہے۔ لیکن اس کو اسناد کے ساتھ موصول ثبوت کا درجہ حاصل نہیں۔ اور جہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا تعلق ہے تو وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی طرز کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صرف اسی وقت تک موزوں کے مسح کی کراہت کے قائل تھے جب تک ان کے نزدیک سورہ مائدہ کے نزول کے بعد موزوں پر مسح کرنا ثابت نہ تھا جب یہ ثابت ہو گیا تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔ جناب جوزقانی اپنی کتاب ''الموضوعات'' میں رقم طراز ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ کاشانی کہتے ہیں، رہا حضرت عبداللہ بن عباس والی روایت کا معاملہ تو وہ صحیح نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مدار عکرمہ پر ہے جب کوئی روایت ان سے عطا کے حوالے سے ملے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کذب ہے وہ روایت جس

① امام علامہ بدرالدین ابی محمود العینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۱۴۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان

میں موزوں پر مسح کرنے کی مخالفت ہے وہ بھی عطا ہی سے مروی ہے۔ ابن قدامہ اپنی کتاب المغنی میں لکھتے ہیں امام احمد فرماتے ہیں میرے دل میں مسح کے حوالے سے کوئی بات نہیں ہے اس لئے کہ اس موضوع پر چالیس احادیث آئی ہیں جن میں بعض مرفوع ہیں اور بعض موقوف کے درجہ میں ہیں اس میں یہی روایت کیا گیا ہے کہ مسح کرنا افضل ہے یعنی مِنَ الْغَسْلِ اس دھونے سے اس کی وجہ یہ ہے کہ خود نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام نے اسی کو فضیلت جانا ہے۔ یہ مذہب جناب شعبی، حکم اور امام اسحٰق کا ہے اس مسئلہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ سے چند اقوال ملتے ہیں۔

۱) اصلاً مسح جائز نہیں۔
۲) مسح کرنا جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے۔
۳) زیادہ مشہور یہ ہے کہ یہ جائز ہے اور وقت کی کوئی قید نہیں۔
۴) مسح کرنا جائز تو ہے مگر اس کا وقت مقرر ہے۔
۵) مسح کرنا مسافر کے لئے تو جائز ہے لیکن حاضر (مقیم) کے لئے جائز نہیں۔
۶) عَکْسُہٗ

جناب میمونی امام احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ موزوں پر مسح کے حوالے سے سینتیس ۳۷ صحابہ کرام سے احادیث آئی ہیں۔ حضرت حسن بن محمد کی روایت میں ہے جو کہ مسند بزار میں موجود ہے مسح کے حوالے سے چالیس صحابہ کرام سے روایات ملتی ہیں۔ ابن حاتم فرماتے ہیں اس موضوع پر ۴۱ صحابہ کرام سے احادیث وارد ہوئی ہیں اشراف میں مذکور ہے حضرت حسن بیان کرتے ہیں کہ موزوں پر مسح کے حوالے سے ستر ۷۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں۔ ابوعمر بن عبدالبر کا کہنا یہ ہے کہ تمام بدری صحابہ، تمام حدیبیہ والے صحابہ، مھاجرین وانصار صحابہ وتابعین اور فقہاء مسلمین سب کے سب موزوں پر مسح کرنے کے قائل ہیں جیسا کہ ہماری شرح معانی الآثار للطحاوی میں چھپن ۵۶ صحابہ کرام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ①

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماءِ گرامی جن سے موزوں پر مسح کرنے کی احادیث مروی ہیں:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی لکھتے ہیں۔ موزوں پر مسح کرنے کی حدیث کو قریباً چالیس صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کیا ہے ان میں سے ایک جریر بن عبداللہ ہیں جن سے امام ترمذی نے

① امام علامہ بدرالدین ابی محمود العینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۱۴۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان

روایت کی ہے۔ان کے علاوہ یہ ہیں۔

۱) حضرت مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ:

ان کی روایت امام طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے وارد کی ہے۔

۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

ان سے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ حدیث لائے ہیں۔

۳) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ان سے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ حدیث لائے ہیں۔

۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ:

ان سے امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ حدیث لائے ہیں۔

۵) حضرت بلال رضی اللہ عنہ:

ان سے امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ حدیث لائے ہیں۔

۶) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما:

ان سے اور مزید چار صحابہ کرام سے امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ حدیث لائے ہیں۔

۷) حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ:

ان سے امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ حدیث لائے ہیں۔

۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ:

ان سے اور چار مزید صحابہ سے بھی ابن خزیمہ حدیث لائے ہیں۔

۹) حضرت صفوان بن عَسّال رضی اللہ عنہ:

ان سے اور چار مزید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ابن خزیمہ، ابن حبان، امام احمد اور امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔

۱۰) حضرت خُزَیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ:

اوپر والے چاروں محدث ان سے بھی حدیث لائے ہیں۔

۱۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ،

امام ابوداود امام حاکم اور امام احمد تینوں ان سے حدیث لائے ہیں۔

۱۲) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما:

بزار اور ابویعلیٰ دونوں ان سے حدیث لائے ہیں۔

۱۳) حضرت ابن ابی عمارہ رضی اللہ عنہ:

امام ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ ان سے حدیث لائے ہیں۔

۱۴) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ:

ان سے امام ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ حدیث لائے ہیں۔

۱۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

ان سے امام ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ حدیث لائے ہیں۔

۱۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ان سے امام نسائی اور امام دارقطنی دونوں حدیث لائے ہیں۔

۱۷) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما:

ان سے ابن حبان، امام احمد، امام اسحٰق، محدث بزار، ابن خزیمہ اور امام طبرانی رحمتہ اللہ علیہم حدیث لائے ہیں۔

۱۸) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

ان سے ابن حبان، امام احمد، امام اسحٰق، محدث بزار، ابن خزیمہ اور امام طبرانی رحمتہ اللہ علیہم حدیث لائے ہیں۔

۱۹) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ:

ان سے امام احمد، امام اسحٰق، محدث بزار، امام طبرانی اوسط میں حدیث لائے ہیں۔

۲۰) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ:

ان سے امام اسحٰق، امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔

۲۱) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ:

ان سے امام احمد اور امام بیہقی حدیث لائے ہیں۔

۲۲) حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ:

ان سے محدث بزار حدیث لائے ہیں۔

۲۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

ان سے محدث بزار حدیث لائے ہیں۔

۲۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ:

ان سے محدث بزار حدیث لائے ہیں۔

۲۵) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ:

ان سے امام ابن حبان حدیث لائے ہیں،

۲۶) حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ:

ان سے امام طبرانی اور عقیل حدیث لائے ہیں۔

۲۷) حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ:

ان سے ابویعلی حدیث لائے ہیں۔

۲۸) حضرت عوسجہ بن مسلم اپنے والد سے رضی اللہ عنہما:

ان سے محدث بزار حدیث لائے ہیں۔

۲۹) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ:

امام طبرانی صغیر میں ان سے حدیث لائے ہیں۔

۳۰) حضرت عبداللہ بن مسلم بن یسار:

(اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے والد گرامی سے) جناب عقیل ان سے حدیث لائے ہیں۔

۳۱) حضرت یعلی بن عطاء رضی اللہ عنہ اور یہ اوس بن اوس سے:

ان سے ابن ابی شیبہ حدیث لائے ہیں۔

۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ان سے ابن عدی، محدث بزار، امام طبرانی اوسط میں حدیث لائے ہیں۔

۳۳) حضرت ام سعد انصاریہ رضی اللہ عنہا:

ان سے ابن عدی حدیث لائے ہیں۔

۳۴) حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ:

ان سے اسلم بن سہیل تاریخ اوسط میں حدیث لائے ہیں۔

۳۵) حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ:

ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔

۳۶) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ:

ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔

۳۷) عمرو بن الزبید رضی اللہ عنہ (اپنے والد سے):
ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔
۳۸) حضرت عبدالرحمٰن ابن بلال رضی اللہ عنہ:
ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔
۳۹) حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ:
ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔
۴۰) حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ:
ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔
۴۱) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:
ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔
۴۲) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ:
ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔
۴۳) حضرت مالک بن سعد رضی اللہ عنہ:
ان سے امام ابونعیم حدیث لائے ہیں۔
۴۴) حضرت یزید بن مریم رضی اللہ عنہ (اپنے والد گرامی سے):
ان سے امام ابونعیم حدیث لائے ہیں۔
۴۵) حضرت سالم رضی اللہ عنہ (اپنے والد گرامی سے)
ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔
۴۶) حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (سے)
ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔
۴۷) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:
ان سے امام طبرانی حدیث لائے ہیں۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی موزوں پر مسح کا انکار نہیں کرتا مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور چند صحابہ کرام سے انکار کی روایات ملتی ہیں۔ (۱)

---

(۱) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی ۱/۱۲۱ مطبوعہ کانپور ہند

امام ابن حجر عسقلانی نوّرَ اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں تحقیق چاہی تو حضرت امیر المؤمنین نے ہاں کہہ کر تصدیق کردی اور ساتھ ہی یہ فرمایا جب کوئی مسئلہ نبی کریم علیہ السلام سے حضرت سعد بیان کریں تو پھر تجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ ①

موزوں پر مسح کرنے کی صراحت:

فتح الباری میں ہے، ابن منذر نے حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اس لئے وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن سے انکار کی روایات آئی ہیں انہی تمام صحابہ کرام سے موزوں پر مسح کرنے کے اثبات پر روایات وارد ہوئی ہیں۔ ابن البر کا کہنا یہ ہے کہ فقہاء سلف میں سے کسی ایک نے بھی مسح علی الخفین کا انکار کیا ہو یہ میرے علم میں نہیں ہے ہاں البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک قول انکار کا ملتا ہے۔ جبکہ بہت ساری روایات صحیحہ انہی کے حوالے سے ملتی ہیں جن میں موزوں پر مسح کرنے کے حق میں صراحت موجود ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ "اَلْاُمْ" میں مالکیہ کی طرف سے انکار کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور معروف یہ ہے ان کے اب اس مسئلہ میں دو متفرق قول ہیں (۱) مطلق جواز کا (۲) مسافر کے لئے جائز ہے مقیم کے لئے نہیں۔ ②

بہت سارے حفاظ نے اس کی صراحت کی ہے کہ موزوں پر مسح کرنا متواتر ہے۔ اور بعض علماء نے جو روایات جمع کی ہیں وہ اسی ۸۰ سے زائد ہیں ان میں سے دس تو وہ ہیں جن کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے وارد کیا ہے۔ ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے موزوں پر مسح کرنے کی احادیث مروی ہیں۔ ③

ابن خزیمہ نے بھی اس طرح کی ایک حدیث طریق ایوب، نافع پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے روایت کی ہے اس میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اپنے پیارے نبی علیہ السلام کے ہمراہ تھے اس وقت ہم اپنے موزوں پر مسح کرتے تھے اور ہم اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔ ④

---

① امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح البخاری ۱/ ۴۰۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی
② امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح البخاری ۱/ ۴۰۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی
③ امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح البخاری ۱/ ۴۰۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی
④ امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح البخاری ۱/ ۴۰۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

درسِ حدیث

حقائق ومعارف یہی بتاتے ہیں کہ روئے زمین پر اسلام سے بہتر مذہب موجود نہیں ہے۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے، اس میں کوئی شک نہیں اسلام اپنے ماننے والوں میں آفاقی سوچ پیدا کرتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو ایسا آفاقی قانون عطا کرتا ہے جو ان کو دوسرے تمام انسانوں سے سربلند کر دیتا ہے۔ وہ اسلام انسانوں کو چھوٹی چھوٹی اور محدود سوچوں سے نجات دلا کر ایک بڑی اور آزاد مگر تابع اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ والہ وسلم سوچ عطا کرتا ہے۔

جب ایک مسلمان کی مکمل تربیت ہو جاتی ہے اور وہ اپنے دین کو دلائل سے سمجھ لیتا ہے تو اس کا یقین دوسرے لوگوں سے کہیں اگلے درجے پر ہوتا ہے۔ اگر آج بھی ہمارا انداز سوچ، ہمارا طرز تکلم اور ہمارا طرز عمل موافق قرآن وحدیث ہو جائے تو ایک بار پھر دنیا میں ہم سربلندی حاصل کر سکتے ہیں مگر اس کے لئے سخت محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہے اگر ہم یہ خیال کریں کہ یہ تو علماء کا کام ہے اور وہ کر رہے ہیں تو اس طرح کی سوچ سے ہمارا نقصان ہوا ہے اور اگر ہم نے اب بھی اس انداز سوچ کو نہ بدلا تو مزید نقصان ہو جانے کا ڈر ہے لہٰذا فوراً انداز تفکر کو تبدیل کر کے آج ہی ارادہ وقصد کر کے خود راہ حق میں نکل پڑیں بلکہ دوسروں کو فلاح کی طرف بلائیں ان کو نیکی کی دعوت دیں ان کو خیر کی طرف بلائیں جب نقطہ نظر تمہارا ہی برحق ہے تو پھر اس کی دعوت دینے میں کیا رکاوٹ ہے تمام تر پابندیاں توڑ کر اپنے دل ودماغ کو خالص اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کریں اور اپنا عمل فقط رضائے رب کے لئے سرانجام دیں پھر دیکھیں کامیابیاں کس طرح آپ کے قدم نہیں چومتیں یقیناً کامرانیاں آپ کے قدم چوم لیں گی مگر شرط یہی ہے کہ آپ استقامت کے ساتھ راہ حق پر ڈٹ جائیں اور دنیا کی کوئی طاقت آپ لوگوں کو راہ حق سے ایک انچ بھی آگے پیچھے یا دائیں بائیں نہ کر سکے۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک عمل امّت کے لئے باعث رحمت وبرکت ہے وضو کرتے وقت اگر موسم سرما ہو تو موزوں پر مسح کیا جا سکتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

> ھمام بن حارث بیان کرتے ہیں حضرت جریر بن عبداللہ نے پیشاب کیا پھر وضو فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ نے ایسا کیا؟ اس سوال کے جواب میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کونسی چیز مانع ہے جبکہ میں نے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔ ھمام بن حارث کہتے ہیں حضرت جریر کا یہ عمل جو حدیث میں مذکور ہوا ہے سب کو پسند تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سورہ مائدہ کے نزول کے بعد اسلام لائے تھے۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۹۳)

موزوں پر مسح کرنا اہلسنت کی پہچان ہے۔لہذا جہاد کے موقع پر اس طرح سردی کے موسم میں وضو کرتے ہوئے کامل وضو کر کے پھر پاؤں پر موزے پہن لینے چاہئے اور پھر اس کے بعد اگر مسافر ہو تو تین دن اور تین رات تک بوقت وضو اب موزوں پر مسح ہی کرتا رہے اور اگر مقیم ہے تو ایک دن اور ایک رات پاؤں پر مسح کرے تو درست ہوگا۔

آیئے ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں اور اس مبارک درس کے ذریعے نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی پیاری پیاری سنتوں کو سیکھنے کا ماحول بنائیں تا کہ ہماری عملی زندگی تابع اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ و الہ وسلم ہو جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

باب نمبر ۷۱

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ وَالْمُقِيمِ۔

مسافر اور مقیم کے لئے موزوں پر مسح کرنے کی مدت۔

اس باب میں دو مبارک حدیثیں آئی ہیں۔ آپ بھی پڑھ لیں نافع ہوں گی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک ایک حدیث شریف اپنے اندر اَن گنت فضائل رکھتی ہے۔

حدیث نمبر ۹۵

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. فَقَالَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةٌ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ

وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَجَرِيرٍ.

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں موزوں پر مسح کرنے کی بابت سوال کیا گیا اس سوال کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مسافر کے لئے تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور رات مدت ہے۔

جو حضرت ابو عبداللہ جدلی ہیں ان کا اسم گرامی عبد بن عبد ہے۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس باب میں حضرت علی، حضرت ابی بکرہ، حضرت ابی ھریرہ، حضرت صفوان بن عسال، حضرت عوف بن مالک، حضرت ابن عمر اور جریر رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

حدیث نمبر ۹۵ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} قُتَیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے ضمن میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} سعید بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ:

اس کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے، امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا پورا نام ونسب یوں لکھا۔
سعید بن مسروق ثوری کوفی۔

سعید بن مسروق، ابراھیم تیمی خیثمہ بن عبدالرحمٰن، سعید بن عمرو اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام اعمش، سفیان، مبارک، ابوعوانہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔
ابن معین، ابوحاتم اور امام نسائی کہتے ہیں کہ سعید بن مسروق ثقہ ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ابن خلدون نے بھی ابن مدینی سے ان کی توثیق نقل کی ہے۔

سعید بن مسروق کی وفات:

ابن ابی عاصم کہتے ہیں سعید بن مسروق کا انتقال ۱۲۶ھ کو ہوا، احمد کا کہنا یہ ہے کہ ان کی وفات ۱۲۸ھ کو ہوئی۔ ابن نافع نے ۱۲۷ھ لکھا ہے امام ابن حبان نے بھی ۱۲۸ھ ہی رقم کیا ہے۔ ①

۴} ابراھیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب میں فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں عمرو بن میمون کا پورا نام

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/ ۷۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

ونسب اس طرح ہے۔عمرو بن میمون الادری ابو عبداللہ اور یوں بھی کہا جاتا ہے ابو یحیی کوفی۔

انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا تھا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شرف صحبت نہ ہوا۔

عمرو بن میمون، حضرت عمرو ابن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی ذر، حضرت ابی مسعود بدری، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت معقل ابن یسار، حضرت عائشہ، حضرت ابوھریرہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔اسی طرح ان سے سعید بن جبیر، ربیع بن خثیم، ابو اسحق سبیعی، عبدالملک بن عمیر، زیاد بن علاقہ، ھلال بن یساف، ابراھیم بن یزید تیمی، عامر شعبی، عمرو ابن مرۃ، عطا بن السائب اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عجیل کوفی تابعی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔عمرو بن عیاس نے ابو اسحق کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ عمرو بن میمون اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں شمار ہیں۔یہ حضرت عمرو بن میمون، یونس بن ابی اسحق اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں جب عمرو بن میمون مسجد میں داخل ہوتے تو خوب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا۔امام اوزاعی نے حسان بن عطیہ، عبدالرحمن بن سابطہ کے حوالے سے بیان کیا کہ عمرو بن میمون نے ساٹھ حج کئے اور اسی طرح یوں بھی ہے انہوں نے ۱۰۰ کے قریب حج وعمرہ کئے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو عمرو بن میمون اس موقعہ پر اپنی سحر انگیز آواز میں بلند تکبیر کہتے تھے۔امام ابن معین اور امام نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

عمرو بن میمون کی وفات:

امام ابونعیم اور دوسرے بہت سارے علماء نے لکھا ہے کہ عمرو بن میمون کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی بعض نے ۷۵ھ بھی لکھا ہے۔ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ملاقات کا شرف پایا تھا ان کی تصدیق کی تھی۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔①

۶} ابی عبداللہ الجدلی رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے ان پر کچھ حرج بھی گئی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/ ۹۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا نام ونسب یوں ہے ابوعبداللہ الجدلی الکوفی، ان کا نام عبد بن عبد ہے اور یوں بھی کہا جاتا ہے عبدالرحمٰن بن عبد! ابی عبداللہ، خزیمہ بن ثابت، سلمان فارسی، معاویہ، ابی مسعود انصاری، سلیمان بن صرد، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے اسحٰق سبیعی، ابراھیم نخعی، عمرو بن میمون الاودی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ حرب بن اسمٰعیل بیان کرتے ہیں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ابوعبداللہ جدلی معروف ہیں تو انہوں نے فرمایا ہاں اور اس طرح ان کی توثیق کردی۔ ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں کہ ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ میں کہتا ہوں امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات راویوں میں کیا ہے۔ حکم بن عتیبہ بیان کرتے ہیں عجلی بصری تابعی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ابن سعد نے ان کو اھل کوفہ میں طبقہ اولیٰ میں شمار کیا۔ اس کے بعد ان کا سلسلہ نسب عجلان بن مضر تک ذکر کیا۔ اس کے بعد ان کی حدیث کے ضعف کا تذکرہ کیا پھر ان کو اھل تشیع قرار دیا۔ ①

۷} خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ:

یہ صحابی ہیں اور صحابی ہونا ہی اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ قیام قیامت تک اب اور کوئی صحابی نہیں ہوسکتا ان کے فضائل وکمالات بیان کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ ان کا نام ونسب یوں ہے۔ خزیمہ بن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ الانصاری الخطمی، ابوعمارہ المدنی ذوالشھادتین یعنی یہ حضرت ایک ہی دو گواہوں کے برابر قرار دیئے گئے تھے۔ بدر میں حاضر تھے اور اس کے بعد بھی تمام غزوات میں حاضر تھے۔

یہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بیٹے عمارہ، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری، عمارہ بن عثمان بن حنیف، عمرو بن میمون الاودی، ابراھیم بن سعد بن ابی وقاص، ابو عبداللہ الجدلی، عبداللہ بن یزید الخطمی، وغیرھم روایت کرتے ہیں، ابومعشر مدنی بیان کرتے ہیں محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کے حوالے سے کہ میرے جدامجد نے جنگ صفین والے دن ہتھیار پہنے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمار شہید ہوگئے ہیں تو ان کی استعمال شدہ تلوار لے لی اور مصروف جہاد ہوگئے یہاں تک کہ انہوں نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ یہ واقعہ ۳۷ھ کا ہے۔ ان کو ذوشھادتین اس لئے کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو دو گواہوں کے برابر قرار دے دیا تھا اس بات کا تذکرہ ابوداود میں ہے انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ جس جگہ جبین رکھ کر امام الانبیاء علیہ السلام نے سجدہ فرمایا اسی جگہ حضرت خزیمہ انصاری نے سجدہ کیا۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲ / ۱۶۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳ / ۱۲۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حدیث نمبر ۹۶

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ

قَالَ أَبُو عِيْسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ وَقَدْ رَوٰى الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ وَحَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ۔ وَلا يَصِحُّ۔ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيٰى قَالَ شُعْبَةُ لَمْ يَسْمَعْ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ حَدِيثَ الْمَسْحِ۔

وَقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، كُنَّا فِي حُجْرَةِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، وَمَعَنَا إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، فَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، قَالَ مُحَمَّدٌ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ۔

قَالَ أَبُو عِيْسٰى وَهُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ، مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحٰقَ قَالُوا يَمْسَحُ الْمُقِيْمُ يَوماً وَلَيْلَةً، وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ۔ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ لَمْ يُوَقِّتُوا فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ۔ وَالتَّوْقِيْتُ أَصَحُّ۔

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سفر میں ہمیں حکم دیتے کہ ہم تین دن اور تین راتیں موزے نہ اتاریں ہاں البتہ حالت جنابت میں تو اتارنے کا حکم ہوتا مگر بول وبراز اور نیند کی وجہ سے موزے اتارنے کا حکم نہ ہوتا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اور یہ حدیث جو حکم بن عُتیبہ، حماد، ابراھیم نخعی، ابوعبداللہ جدلی، اور خزیمہ بن ثابت والی سند سے روایت کی گئی ہے یہ صحیح نہیں۔علی بن مدینی بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ کہتے ہیں شُعبہ نے بیان کیا تھا کہ حدیث مسح کا سماع ابراھیم نخعی نے ابوعبداللہ جدلی سے نہیں کیا۔ یعنی ابراھیم نخعی کا ابوعبداللہ جدلی سے سماع ثابت نہیں۔

زائدہ نے منصور کے حوالے سے بیان کیا ہے ہم ابراھیم تیمی کے حجرہ میں تھے اور ہمارے ساتھ ابراھیم نخعی بھی تھے چنانچہ ابراھیم تیمی نے عمرو بن میمون ابوعبداللہ جدلی، خزیمہ بن ثابت کے واسطہ سے حدیث مسح بیان کی امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس باب میں صفوان بن عسال والی حدیث احسن ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔یہ قول علماء کا ہے جن کا تعلق اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، تابعین اور بعد کے فقہا سے ہے جیسے حضرت سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحق رضی اللہ عنھم، فرماتے ہیں کہ مقیم کے لئے مدتِ مسح ایک دن رات اور مسافر کے لئے مدتِ مسح تین دن اور تین رات ہے۔اور بعض اہل علم سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ موزوں پر مسح کرنے کا وقت مقرر نہیں ہے یہ قول حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا ہے اور مدت کا مقرر ہونا ہی زیادہ اچھا ہے۔

حدیث نمبر ۹۶ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھَنّاد رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} ابوالاحوص رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۴ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ کرام نے کی ہے۔آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔عاصم بن بہدلہ وہ ابن ابی النجود اسدی ہیں مولاھم کوفی ابوبکر المقری۔

عاصم بن ابی النجود، زر بن جبیش ابی عبدالرحمٰن سلمی، ابی وائل وابی صالح السمان، ابی رزین، والمسیب بن رافع اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام اعمش، منصور، شعبہ، سفیان اور ایک جماعت روایت کرتی ہے ابن سعد کہتے ہیں عاصم بن ابی النجود ثقہ راوی ہیں۔لیکن وہ اپنی حدیث میں کثیر الخطاء واقع ہوئے ہیں حضرت عبداللہ بن احمد اپنے والد گرامی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں عاصم بن ابی النجود صالح آدمی ہیں قاری قرآن ہیں اھل کوفہ نے ان کی قرأت کو اختیار کیا اور میں نے بھی ان کی قرأت کو اپنایا ہے وہ صاحب خیر ہیں ثقہ ہیں۔

امام اعمش ان سے زیادہ حافظہ والے ہیں شعبہ بیان کرتے ہیں کہ امام اعمش حدیث میں عاصم سے زیادہ مضبوط ہیں انہوں نے اسی طرح یہ بھی کہا کہ عاصم صاحب قرآن یعنی قرآن پڑھنے کے ماہر ہیں اور حماد صاحب فقہ ہیں یعنی فقہ کے ماہر ہیں عاصم سے ہم سب پیار کرتے ہیں امام ابن معین کا کہنا ہے کہ عاصم کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عجلی کا بیان ہے کہ عاصم صاحب سنت وقرأت ہیں اور ثقہ ہیں لیکن قرأت میں تو بڑا بلند مقام رکھتے ہیں، امام نسائی فرماتے ہیں عاصم کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عاصم بن ابی النجود کی وفات:

خلیفہ اور ابن بکیر کہتے ہیں عاصم کی وفات ۱۲۷ھ کو ہوئی۔ابن سعد کا قول یہ ہے کہ ان کی وفات ۱۲۸ھ کو ہوئی۔①

۴} زر بن حُبَیش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے علماء نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۳۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ زر بن حُبیش بن حباشہ بن اوس بن بلال اور یوں بھی کہا گیا ہے ھلال اسدی ابومریم اور ایسے بھی کہتے ہیں ابومطرف الکوفی۔

زر بن حبیش، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابو ذر، حضرت ابن مسعود، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عباس، حضرت سعید بن زید، حضرت خدیفہ، حضرت ابی بن کعب حضرت صفوان بن عسال، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ابراھیم نخعی، عاصم بن بہدلہ، منہال بن عمرو، عیسیٰ بن عاصم، عدی بن ثابت اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین کہتے ہیں زر بن حبیش ثقہ راوی ہیں۔ ابن سعد کا کہنا یہ ہے کہ زر بن حبیش ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔

زر بن حبیش کی وفات:

ابوعبید القاسم بن سلام بیان کرتے ہیں کہ زر بن حبیش کی وفات سنہ ۸۱ھ میں ہوئی عمرو بن علی کہتے ہیں کہ ان کی وفات سنہ ۸۲ھ میں ہوئی ایک اور روایت کے مطابق سنہ ۸۳ھ کو ان کی وفات ہوئی ابونعیم بیان کرتے ہیں زر بن حبیش کی عمر بوقت وصال ۱۲۷ برس تھی۔ (۱)

۵} صفوان بن عسّال رضی اللہ عنہ:

یہ مرتبہ صحابیت پر فائز ہیں۔ نبوت کے بعد یہ سب سے بڑا منصب ہے۔ ان کی عزت دائمی ہے اور تاحشر ان کی عظمتوں کے چرچے ہوتے رہیں گے امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ان کا پورا نام صفوان بن عسال المرادی الجملی ہے۔ انہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ بارہ غزوات میں شرکت کی اور یہ حضرت خود رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ صحابی کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ان سے زر بن حبیش، عبداللہ بن سلمہ المرادی خدیفہ بن ابی حذیفہ، ابو الغریف عبیداللہ ابن خلیفہ وغیرھم روایت کرتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م سنہ ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/۲۷۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

(۲) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م سنہ ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/۳۷۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۹۶،۹۵

اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک ارشاد مبارک امت کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔

حدیث نمبر ۹۶،۹۵ کی شرح وہی ہے جو اس سے قبل حدیث نمبر ۹۳، ۹۴ میں لکھ دی گئی ہے وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

البتہ اس حدیث شریف میں اتنا اضافہ ہے کہ مسافر کے لئے تین دن رات مسح کی مدت ہے اور مقیم کے لئے ایک دن رات اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ حالت جنابت میں تو موزوں کو اتارنا ہی ہوگا۔ اس لئے کہ اب غسل فرض ہو چکا ہے ہاں اگر پیشاب کیا یا پاخانہ پھر تو موزوں پر مسح ہی کیا جائے گا اسی طرح اگر نیند سے بیدار ہوا تو بھی مسح ہی کرنا ہوگا۔ مدت کا آغاز اس وقت سے ہوگا جب مسح کرنے کے بعد پہلی مرتبہ حدث لاحق ہوگا۔ حدث لاحق ہونے کے بعد سے مسافر تین دن رات موزوں پر مسح کرے اور مقیم ایک دن رات موزوں پر مسح کرے گا اور یہی قول اصح ہے۔

مسافر اور مقیم کے لئے مسح کا آغاز اس وقت سے ہوگا جب کوئی مسافر یا مقیم وضو تازہ کر کے موزے پہنے گا۔ نیا وضو کرنے کے بعد موزے پہننے سے لے کر تین دن رات مسافر موزوں پر مسح کرے اور ایک دن رات مقیم موزوں پر مسح کرے۔

باب نمبر ۷۲

بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ۔

موزوں پر اوپر اور نیچے دونوں طرف مسح کرنا۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو فنی اعتبار سے معلول ہے۔
آپ بھی مطالعہ فرمالیں انشاءاللہ علم میں اضافہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۹۷

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ أَخْبَرَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَسَحَ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلَهُ

قَالَ أَبُو عِيسَى وَهٰذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَبِهٖ يَقُولُ مَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَإِسْحٰقُ۔ وَهٰذَا حَدِيثٌ مَعْلُولٌ، لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ غَيْرُ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ۔

وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ وَمُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَا لَيْسَ بِصَحِيحٍ، لِأَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ رَوٰى هٰذَا عَنْ ثَوْرٍ عَنْ رَجَاءٍ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ مُرْسَلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ الْمُغِيرَةُ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے موزوں پر اوپر کی طرف اور اس کی نچلی جانب مسح فرمایا امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ قول بہت سارے صحابہ کرام وتابعین کا ہے ایسا ہی قول امام مالک، امام شافعی اور اسحٰق کا ہے۔ اور یہ حدیث معلول ہے۔ یہ حدیث درجہ صحت پر نہیں ہے اس کی علت یہ ہے کہ اس کو ثور بن یزید سے صرف ولید بن مسلم نے ہی روایت کیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے ابوزرعہ اور امام محمد یعنی امام بخاری سے اس حدیث شریف کی بابت دریافت کیا تھا ان دونوں اماموں نے یہی فرمایا تھا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ابن مبارک نے اس کو ثور، رجاء نے کاتب مغیرہ سے روایت کیا اور یہ روایت مرسل ہے اس لئے کہ اس میں مغیرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۹۷ کی فنی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ابوالولید الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۴ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} الولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۴ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} ثور بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ ثور بن یزید بن زیاد الکاعی اور یوں بھی کہا جاتا ہے الرجی ابو خالد الحمصی۔

ثور بن یزید مکحول رجاء بن حیوۃ، صالح بن یحییٰ بن مقدام، عطا، عکرمہ، زہری اور خلق سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے صفوان بن عیسیٰ، سفیانان، عیسیٰ بن یونس الولید بن مسلم، عبداللہ بن مبارک اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں ثور بن یزید ثقہ فی الحدیث ہیں۔ ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ قدری تھے ان کے دادا جنگ صفین میں حضرت معاویہ کی طرف داری کرتے ہوئے قتل ہوئے۔ ثور بن یزید کے سامنے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو اس نے کہا ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جس نے میرے دادا کو قتل کیا ہو۔ بہت سارے علماء کا بیان ہے کہ ابن یزید کلاعی ثقہ راوی ہے۔ ابواسامہ کا کہنا یہ ہے کہ ثور کے لئے عمدہ کلمات ہی کہے گئے ہیں ثور ان لوگوں میں سے ہے جو سب ثقہ تھے اور یہ صاحب ان میں سب سے اعلیٰ ہیں یہ بات یعقوب بن سفیان نے کہی۔ امام عثمان دارمی نے کہا کہ دحیم نے ثور بن یزید کو ثقہ قرار دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس پر قدری ہونے کا شبہ ہو اور صحیح الحدیث ہو۔ احمد بن صالح کا بیان ہے کہ مردانِ شام میں ثور ثقہ راوی ہے البتہ اس کی بابت یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ قدری تھا عمرو ابن علی نے یحییٰ بن سعید کے واسطہ سے بیان کیا کہ میں نے شامیوں میں ثور بن یزید سے ثقہ راوی نہیں دیکھا۔

ثور بن یزید کی وفات:

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ثور بن یزید کی وفات ۱۵۰ھ کو ہوئی، ابن سعد، خلیفہ اور ایک

جماعت کا کہنا یہ ہے کہ ثور کی وفات ۱۵۳ھ کو ہوئی یحییٰ بن بکیر وغیرہ کا کہنا ہے کہ ثور کی وفات ۱۵۵ھ کو ہوئی۔ ①

۴} رجاء بن حَیوٰہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ کرلیں۔

امام ابن حجر عسقلانی نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ رجاء بن حیوہ بن جرول اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے جندل بن الاحنف بن السمط بن امرئ القیس بن عمرو الکندی ابن مقدام اور یوں بھی کہا جاتا ہے ابونصر الفلسطینی۔

رجاء بن حیوہ! عبداللہ بن عمرو بن عاص، عدی عمیرہ، عبادہ بن صامت، عبدالرحمن بن غنم، وراد کاتب مغیرہ اور ایک خلق سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے عدی بن عدی بن عمیرہ الکندی، ابن عجلان، ثور بن یزید امام زہری وغیرھم روایت کرتے ہیں۔

ابوسہر کہتے ہیں رجاء مدینہ منورہ میں تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیسان میں تھے وہاں سے فلسطین منتقل ہو گئے تھے۔ ابن سعد کہتے ہیں رجاء ثقہ ہیں فاضل ہیں کثیر العلم ہیں۔ عجلی اور امام نسائی شامی کہتے ہیں کہ رجا ثقہ ہے۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے اور یوں کہا ہے کہ وہ اھلِ شام میں سے ایک فقیہہ ہیں اور بڑے زاہد ہیں۔

سلیمان بن عبدالملک کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ کرنے کا مشورہ انہوں نے ہی دیا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا کارنامہ تھا جو انہوں نے سرانجام دیا اس وقت یہ قاضی کے منصب پر فائز تھے۔ (ارشد القادری)

رَجاء بن حیوہ کی وفات:

خلیفہ بن خیاط اور سلیمان بن عبدالرحمٰن اور بہت سارے اور علماء کہتے ہیں کہ رجاء کی وفات ۱۱۲ھ کو ہوئی۔ ②

کاتب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا نام ونسب یوں ہے۔ وراد الثقفی ابوسعید اور یوں بھی کہا جاتا ہے ابوورد الکوفی کاتب مغیرہ ومولاہ۔

کاتب مغیرہ یعنی وراد خود حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ایک جماعت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے عبدالملک بن عمیر مسیب بن رافع، رجاء بن حیوہ وغیرھم روایت کرتے ہیں۔

امام ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔ ③

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/ ۳۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۲۲۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

③ امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/ ۱۰۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۹۷

اھل ایمان کی خوش بختی ہے کہ ان کو وہ عظیم الشان دین ملا جو ربّ کائنات کا پسندیدہ دین ہے۔اس کا ایک ایک حکم حکمتوں سے لبریز ہے اس کا ایک ایک فرمان راحتوں کی برسات رکھتا ہے۔اس میں چین ہی چین ہے اس میں سکون ہی سکون ہے اس میں سکینہ ہی سکینہ ہے اس میں راحت ہی راحت ہے اس میں فرحت ہی فرحت ہے۔اس میں عزت ہی عزت ہے۔اس میں عظمت ہی عظمت ہے اس میں وقار ہی وقار ہے۔اس میں شرافت ہی شرافت ہے۔اس میں عدالت ہی عدالت ہے۔اس میں دیانت ہی دیانت ہے۔اس میں شجاعت ہی شجاعت ہے۔اس میں برکت ہی برکت ہے۔اس میں رحمت ہی رحمت ہے اور اس میں اپنے ربّ کی طرف دعوت ہی دعوت ہے۔یہ وہی دعوت ہے جو بندوں کو مغفرت کی طرف بلاتی ہے اور نار جہنم سے بچاتی ہے اسی میں ہماری بھلائی ہے اسی میں ہماری کامرانی ہے اسی میں ہماری کامیابی ہے اس میں ہمارا بھلا ہے۔علم حدیث یقیناً نافع ہے ہم بھی حدیث شریف کی شرح لکھ رہے ہیں۔

یہ حدیث معلول اور قادح صحت ہے:

علامہ سراج احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ خود یہ فرماتے ہیں یہ حدیث معلول ہے۔یہ حدیث درجہ صحت پر نہیں ہے اس کی علت یہ ہے کہ اس کو ثور بن یزید سے صرف ولید بن مسلم نے ہی روایت کیا ہے۔اس کے معلول ہونے کے دیگر اسباب یہ ہیں کہ یہ حدیث قادح ہے باعتبار صحت اس کی سند اس معیار کی نہیں ہے جو ہونی چاہیے۔ایک اعتبار سے یہ حدیث مرسل بھی ہے۔اس کو ابن مبارک نے جب وارد کیا تو ثور بن یزید کا تذکرہ کر کے ورّاد کا ذکر کیا اور پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ کا تذکرہ نہ کیا۔①

تفصیل حدیث نمبر ۱۴۱ پھر ۹۳، ۹۴ میں دیکھ لیں۔

اتنا لکھ دینا ہی کافی سمجھتا ہوں اس کے علاوہ اور بہت کچھ اس مسئلہ پر سابقہ احادیث میں رقم کر چکا ہوں اگر تفصیل درکار ہو تو وہاں سے یعنی حدیث نمبر ۹۳، ۹۴ کی شرح دیکھ لیں۔اسی طرح اس مسئلہ پر بڑی تفصیلی بحث حدیث نمبر ۱۴۱ میں بھی کر چکا ہوں آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے بھی پڑھ لیں۔

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۲۵ مطبوعہ کانپور ہند،

معیارِ خوشنودی

میں نے اپنے آقا علیہ السلام کی امت کو انکے مسائل کا حل انتہائی عام فہم انداز میں بتایا اس طرزِ عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت اپنے مسائل کا حل جاننے کے لئے اس احقر العباد کی طرف رجوع کرتی ہے۔ میں نے یہ کام فقط اپنے ربّ کی رضا اور محمد عربی جل وعلا و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کیلئے کیا ہے میرا دل مطمئن ہے۔ اس وقت مجھے سخت اذیت ہوتی ہے، جب یہ سنتا ہوں کہ بس لوگ اسکی طرف کیوں جاتے ہیں، اسکو کیوں پوچھتے ہیں۔ میں نے کبھی کسی صاحبِ علم کی بابت ایسی بات نہیں کہی، کہ لوگ اس کی طرف کیوں مائل ہیں۔ مجھے دُکھ ہوتا ہے جب میں اس قسم کے جملے سُنتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو وسعتِ ظرفی عطا فرمائے آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۷۳

بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ظَاهِرِهِمَا۔

موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح کرنا چاہئے۔

اس باب کے تحت ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو بڑی برکت ورحمت والی ہے آپ بھی اس کا مطالعہ فرمائیں راحتِ قلبی ہوگی۔

حدیث نمبر ۹۸

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا

قَالَ أَبُو عِيسٰى حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَهُوَ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ۔ وَلَا نَعْلَمُ أَحَداً يَذْكُرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا غَيْرَهُ۔ وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهٖ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَحْمَدُ۔ قَالَ مُحَمَّدٌ وَكَانَ مَالِكٌ يُشِيرُ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ۔

حضرت مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح فرمایا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت مغیرہ بن شُعبہ والی حدیث حدیثِ حسن کا درجہ رکھتی ہے۔ وہ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی زناد عن ابیہ، اور پھر حضرت مغیرہ بن شُعبہ سے مروی ہے۔ ہم عروہ عن مغیرہ کر کے کوئی دوسری روایت نہیں جانتے جس میں یہ مذکور ہو کہ آپ نے موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح فرمایا تھا اور یہ قول بہت سارے اھلِ علم کا ہے جن میں سفیان ثوری اور امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں (امام اعظم ابوحنفیہ **رضی اللہ عنہ** کا مذہب بھی یہی ہے) امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی عبدالرحمٰن بن ابی زناد کے (ضعف) کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۹۸ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} علی بن حُجر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} عبدالرحمٰن بن ابی زناد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۳} ابیہ یعنی (عبداللہ بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ)

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۴ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۴} عُروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۵} مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات، احوال، مناقب، محاسن، محامد اور فضائل کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۰ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں آپ کے علم میں برکت ہوگی ان کے حالات کا مطالعہ آپ کو دین کا کام کرنے میں معاون ہوگا۔ اور دنیوی زندگی میں معاملات کو نمٹانے کا ملکہ حاصل ہوگا نیز فی الفور فیصلے کرنے میں بھی آپ کو بہت رہنمائی ملے گی چونکہ ان کی زندگی بہت ہی ولولہ انگیز تھی اس لئے آپ کو بھی بیٹھ رہنے سے روکے گی اور جدو جہد کا جذبہ پیدا ہوگا۔

شرح حدیث نمبر ۹۸

ہر ذی شعور پر واضح ہے کہ مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دین کامل ہے۔ اس میں زندگی گذارنے کے لئے مکمل ھدایات موجود ہیں یہ زندگی کے کسی پہلو کو بھی فراموش نہیں کرتا۔ ہم نے اس شرح میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث وارد کی ہے کہ مخالفین اسلام نے ان کو بطور اعتراض کہا تھا کہ کیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمہیں پیشاب کرنے کا طریقہ بھی بتاتے ہیں تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بڑی شان کے ساتھ جواب دیا ہاں ایسا ہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے آقا علیہ السلام نے ہمیں زندگی کے کسی شعبے میں بھی ادھورا نہیں چھوڑا۔ اسی طرح آپ نے موزوں پر مسح کرنے کا بھی مکمل طریقہ ارشاد فرمایا بلکہ عمل کر کے دکھایا۔

مسح موزوں کے اوپر والے حصے پر کرنا چاہیے:

علامہ ابوطیب سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ دونوں موزوں کے ظاہر پر مسح کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ نے ان کے اوپر والے حصے پر مسح فرمایا۔ یقیناً یہی مراد درست ہے کہ آپ نے دونوں موزوں کے اوپر والے حصہ پر ہی مسح فرمایا تھا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اسی معنی پر دلالت کرتی ہے۔ ①

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ اَسْفَلُ الْخُفِّ اَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔ ②

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر دین میں اپنی رائے کو دخل ہوتا تو (میں موزے کے نیچے والے حصے کا مسح کرنے کو کہتا) اوپر والے حصے کی بجائے نیچے والے حصے کا مسح اولیٰ قرار دیتا لیکن میں نے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا انہوں نے موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح فرمایا۔

---

① علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۲۵ مطبوعہ کانپور ہند

② امام حافظ ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحٰق الازدی السجستانی م ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۲ مطبوعہ دار السلام ریاض

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی لکھتے ہیں کو موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح کرنا چاہئے۔امام سفیان ثوری، امام احمد اسی کے قائل ہیں۔اسی طرح ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ مسح موزوں کے اوپر والے حصے کا کرنا چاہئے۔①

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ کا نقطۂ نظر:

ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ فطرت کے قریب قریب فتویٰ دیتے ہیں۔اسلام دین فطرت ہے اس میں کوئی شک نہیں اپنی عقل پر اعتماد کرنے کی بجائے شریعت مطہرہ کے حکم پر عمل کرنا ہزار گنا افضل ہے۔ایک طرف اپنی عقل شریف ہو اور دوسری طرف حکم رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہو تو عمل اپنی عقل کے فتویٰ پر ہرگز نہیں کرنا چاہئے بلکہ عمل رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک حکم پر کرنا چاہئے یہی معیار حق ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں اگر دین کے معاملہ میں اپنی رائے کو دخل ہوتا تو میں یہ فتویٰ دیتا کہ مسح موزوں کے نچلے حصوں پر کرنا چاہئے لیکن فرمان رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی حجت ہے میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خود دیکھا کہ آپ نے موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح فرمایا۔اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ میرا نقطہ نظر بھی وہی ہے جس کی طرف امام الانبیاء علیہ السلام کے عمل نے اشارہ کیا ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ مسح موزوں کے اوپر والے حصے کا کرنا چاہئے۔علامہ سرہندی کے الفاظ یہ ہیں۔

باین قائل گشته است سفیان ثوری وامام احمد وہمیں است مذہب امام مابی حنیفه رضی اللہ عنہم۔

امام سفیان ثوری اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما دونوں اسی کے قائل ہیں کہ مسح موزوں کے اوپر والے حصّے کا ہونا چاہئے اور اسی طرح ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ موزوں کے اوپر والے حصّے ہی کا مسح کرنا چاہئے۔②

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۲۵ مطبوعہ کانپور ہند،

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۲۵ مطبوعہ کانپور ہند،

درسِ حدیث

عرصہ دراز سے یہ خواہش تھی کہ درسِ حدیث شریف کا کوئی ایسا اہتمام ہو جائے کہ جس سے ہمارے مسلمان بھائی بآسانی استفادہ کر سکیں الحمد للہ یہ خواہش اس طرح پوری ہوگئی کہ میں نے شرح جامع ترمذی شریف لکھنے کا آغاز کیا اس دوران دل میں آیا کہ کیوں نہ اس کے آخر میں یعنی ہر حدیث شریف کی شرح مکمل کرنے کے بعد اس کے ساتھ درسِ حدیث کا اضافہ کر دیا جائے تاکہ جہاں اہل علم اس شرح سے استفادہ فرمائیں وہاں عامۃ المسلمین بھی اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں سو الحمد للہ یہ کام بھی ہو گیا۔ جہاں میں حدیث شریف کی شرح لکھتا ہوں وہیں اس کے آخر میں درسِ حدیث کے عنوان سے کچھ نہ کچھ رقم کر دیتا ہوں اب یہ فیصلہ تو قارئین ہی فرمائیں گے کہ اس سے کس قدر نفع ہوا۔ میں نے تو پوری توجہ کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر ہم نے اب بھی اتنے بڑے ذخیرے کو صرف مدارس تک محدود رکھا اور ایک خاص طبقہ تک ہی اس کو محصور کر دیا تو ملت کو وہ فائدہ نہیں پہنچ سکتا جو پہنچنا چاہئے لہذا ضرورت ہے کہ ان مبارک احادیث کو نہایت شستہ زبان کے ساتھ نہایت پاکیزہ جذبات واحساسات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بندوں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلاموں تک پہنچا دیا جائے تاکہ علم وعمل دونوں میدانوں میں اہل ایمان راسخ ہو جائیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح فرمایا۔

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۹۸)

ہمیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب ہم سفر میں یا سردی کے موسم میں موزے پہنیں تو ان کے اوپر والے حصے پر ہی مسح کرنا چاہئے نیز یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ موزوں کے اوپر والے حصہ پر مسح کرنا ہی بہتر ہے یہی نظریہ امام سفیان ثوری کا ہے اور یہی مذہب امام احمد بن حنبل کا ہے رضی اللہ عنہما۔ اسی طرح ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ مسح موزوں کے اوپر والے حصے پر ہی کرنا چاہئے یہی مراد حدیث شریف ہے۔

مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں جبکہ مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے اسی طرح مسح کی مدت کا آغاز اس وقت سے ہوگا جب آپ وضو کر کے پاؤں کو دھو کر پہنیں گے اس کے بعد جب پہلی مرتبہ حدث لاحق ہوگا اس حدث سے مدت شروع ہوگی۔ دیکھئے احادیث مبارک کی برکت سے کتنے پیارے مسائل سمجھ میں آئے ہیں اور کس قدر دل باغ باغ ہوا ہے۔ قلب وروح میں کیسی تازگی آئی ہے۔ بس تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ آپ بھی مبلغ بن سکتے ہیں۔ آیئے ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں اور تمام برادران اسلام تک احکام شریعت پہنچانے کا انتظام کریں۔ کسی کو ایک مسئلہ سکھا دینا ہی بہت بڑا ثواب ہے۔

باب نمبر ۴۷

بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ۔

جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنا۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو بڑی ہی باعثِ برکت ہے آپ بھی اس کا مطالعہ فرمائیں باعثِ راحتِ جاں ہوگی۔ حقائق سے آگاہی ہوگی اور ایک اہم مسئلہ کی تحقیق بھی ہوگی۔

حدیث نمبر ۹۹

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ۔

قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ۔ وَبِهٖ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَاسْحٰقُ، قَالُوْا يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا نَعْلَيْنِ، إِذَا كَانَا ثَخِيْنَيْنِ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسٰى۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضوفرمایا تو جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے یہ بہت سارے اہلِ علم کا قول ہے۔اسی طرح امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ جرابوں پر مسح درست ہے اگر چہ وہ نعلین کی طرح نہ ہوں مگر وہ بہت ثخینین یعنی موٹی ہوں (جن کے اندر نہ تو گرد داخل ہو سکے اور نہ پانی) اور اس باب میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔

حدیث نمبر ۹۹ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۴} سفیان رحمۃ اللہ علیہ (یعنی سفیان بن سعید بن مسروق ثوری رحمۃ اللہ علیہ)

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} ابی قیس رضی اللہ عنہ ورحمۃ اللہ علیہ (یعنی طلق بن علی بن منظر حنفی رحمۃ اللہ علیہ)

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۶} ھزیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے ھزیل بن شرحبیل الاودی الکوفی الاعمی یہ ارقم بن شرحبیل کے بھائی ہیں۔

ھزیل بن شرحبیل، ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں جن میں حضرت عثمانؓ، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت سعد، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سعد بن عبادہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھم شامل ہیں۔ اسی طرح ان سے بھی ایک جماعت روایت کرتی ہے جن میں ابواسحٰق سبیعی، ابوقیس حر بن میکس شامل ہیں۔

امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ کوفین کے طبقہ اولیٰ سے ہیں اور ثقہ ہیں عجیلی کہتے ہیں کہ ہزیل بن شرحبیل ثقہ راوی ہیں۔

دارقطنی کہتے ہیں کہ ھزیل بن شرحبیل ثقہ ہیں۔ ①

۷} مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۰ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے پڑھ لیں۔ برکت ہوگی۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/ ۳۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۹۹

اقرار توحید ورسالت کے بعد سب سے اہم فریضہ نماز ہے اور نماز پڑھنے کے لئے طہارت شرط ہے۔ وضو کے ذریعے طہارت حاصل ہوتی ہے۔ کئی بار انسان سردی کے باعث یا میدان کارزار میں ہوتا ہے تو موزوں پر مسح کرتا ہے موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا کیا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے یہ بھی ایک مسلمان کے لئے جاننا ضروری ہے اس سے آگاہی ہوگی تو عملی زندگی میں فائدہ ہوگا لہذا ہم اسی مسئلہ کے حل کے لئے ایک نہایت مبارک حدیث شریف کی شرح لکھ رہے ہیں جو اطمنان قلب کا باعث ہوگی۔

موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کی تحقیق:

علامہ سراج احمد حنفی لکھتے ہیں، یہ باب جس میں دونوں پاؤں کی جرابوں پر مسح کرنے کا تذکرہ ہوا ہے اس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضو فرمایا تو آپ نے دونوں پاؤں کی جرابوں پر اور موزوں پر مسح فرمایا۔ ترجمہ مشکوۃ میں یوں بیان کیا گیا ہے جراب اس کو کہتے ہیں جو اوپر والے موزہ کے اندر پوشیدہ ہو جائے اس کو جراب کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس طرح اس کو جرموق بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ہمام شرح میں جوہری سے نقل کرتے ہیں جرموق ایک چھوٹا موزہ ہوتا ہے جو بڑے موزے کے اندر چھپ جاتا ہے۔ اور شرح کتاب خرقی میں یوں مذکور ہے جو جرموق موزہ کشادہ کو کہتے ہیں جو موزہ کے اوپر چڑھالیا جاتا ہے۔ ہاں اگر جراب کو موزہ بالا رہتے ہوئے اندر چھپالے تو اب اس کے اوپر مسح کرنا جائز ہوگا۔ جراب پر مسح کرنا امام ابو یوسف وامام احمد رحمتہ اللہ علیھما کے نزدیک تو مطلقاً جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک جراب پر اس صورت میں مسح جائز ہے کہ وہ ثخینین ومجلّا ومنعّل یعنی ایسے موٹے کپڑے وغیرہ کی بنی ہوئی ہوں جن میں گرد اور پانی داخل نہ ہو سکے۔

اس طرح حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی جراب پر مسح جائز ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جوراب پر مسح جائز نہیں اگرچہ وہ موٹی ہی کیوں نہ ہو یہ حدیث حجّت ہے کہ کتب فقہ اور لغت میں یوں مذکور ہے جراب اور ہے اور جرموق اور۔ جرموق وہ ہے جو موزہ کے اوپر پہنا جائے موزہ کی جو تفسیر شیخ نے بیان فرمائی ہے وہ اس کے مخالف ہے۔ ہاں بعض نسخوں میں یوں بھی آیا ہے کہ جراب اگرچہ منعّل نہ ہو مگر وہ سخت ہو تو اس پر بھی مسح کرنا جائز ہے اس باب میں یعنی جراب پر مسح کرنے کے باب میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث

مروی ہے اس حدیث شریف کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے وارد فرمایا ہے اور اس کی اسناد میں ضعف وانقطاع واقع ہوا ہے۔ چنانچہ اس حدیث شریف کو امام ابوداؤد نے بھی ذکر کیا ہے۔①

اقول وباللہ العظیم ان ربی علیم حکیم:

اس حدیث شریف کی شرح کو مختلف علماء کے ہاں پڑھنے کے بعد جو کچھ فہم فقیر میں آیا وہ یہ ہے۔ جراب وہی ہے جس کو موزہ کے اندر پہنا جاتا ہے اور موزہ اس کے اوپر ہوتا ہے اور پوری طرح جراب کو ڈھانپ لیتا ہے ایسی صورت میں اس پر مسح کرنا بالکل درست ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ موزہ تو اندر ہو اور اس کے اوپر علیحدہ جراب پہنی جائے جو خود موزے کو بھی چھپا لے۔ میں نے خود آج سے پچیس تیس سال پہلے مشاہدہ کیا تھا کہ موزہ پہن کر بارش وغیرہ میں اس کے اوپر پلاسٹک یا ربڑ کی ایک جراب پہن لی جاتی تھی اس پر مسح اگر کیا جائے تو یہ جائز ہوگا اس لئے کہ وہ بھی خاصی مضبوط ہوتی تھی نام تو مجھے اس کا وقت یاد نہیں رہا البتہ یہ پکی طرح یاد ہے کہ جوتے کے اوپر سے اس کو پہنتے تھے۔ یا پھر ایک صورت یہ ہے کہ جراب ایسی موٹی اور سخت کپڑے کی ہو جس کے اندر پانی اور گرد وغبار داخل نہ ہو سکے تو اس پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔

آج کل بھی بعض جرابیں اس قسم کی مل جاتی ہیں اگر ان پر مسح کر لیا جائے تو جائز ہی ہوگا مگر عام جرابیں جو آجکل ہمارے استعمال میں ہیں ان پر اگر پانی ڈالا جائے وہ ان کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور کئی بار کا مشاہدہ بتاتا ہے کہ گرد وغبار بھی ان میں داخل ہو ہی جاتا ہے لہٰذا ان پر مسح کرنا درست نہیں ہے ایسی جرابیں اتار کر پاؤں کو دھونا ہی صحیح ہوگا۔

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی ۱/ ۱۲۶ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

اھل ایمان کو مبارک ہو کہ انہیں ربّ کائنات نے ایسا عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا جو تمام انبیاء کرام علیھم السلام کا بھی امام ہے۔ آپ نے سارے انسانوں کو جینے کا ڈھنگ سکھایا انہیں زندگی گزارنے کا سلیقہ بتایا اور ان کو راہِ ثبت ویقین کی طرف بلایا وہ لوگ خوش نصیب ٹھہرے جنہوں نے اللہ کے رسول جل وعلا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی بات مان لی اور ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے یقیناً وہی لوگ دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں سرخرو ہونگے جو اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دولت سے مال مال ہونگے۔ ایمان لانے کے بعد سب سے اہم فریضہ نماز ہے اور نماز پڑھنے کے لئے طہارت شرط ہے۔ وضو کرنا نماز کے لئے ضروری ہے اور کبھی کبھی انسان موزے پہن لیتا ہے اور ان پر مسح کرتا ہے یہ سنت سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضو فرمایا تو جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۹۹)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہر ہر سنت باعثِ برکت ہے۔ جہاں وضو کرتے وقت پاؤں کا دھونا سنت ہے وہاں موزوں پر مسح کرنا بھی سنت ہے۔ اس طرح جرابوں پر مسح بھی سنت ہے مگر یاد رہے جرابوں پر مسح کرنے کا جہاں تک تعلق ہے تو مسح انہی جرابوں پر ہوتا ہے جو نہایت سخت ہوں یعنی ایسے کپڑے کی بنی ہوئی ہوں جن کے اندر پانی اور گرد وغبار داخل نہ ہو سکے ایسی جرابیں جن میں پانی داخل ہو جائے اور گرد وغبار بھی داخل ہو ان جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں۔ یہ جرابیں جو ہم آجکل استعمال کرتے ہیں ان میں چونکہ پانی داخل ہو جاتا ہے اور گرد وغبار بھی ان کے اندر گھس جاتا ہے لہٰذا ان پر مسح کرنا جائز نہیں۔ تفصیل ہم نے حدیث نمبر ۹۹ کی شرح میں لکھ دی ہے۔

آیئے ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں تا کہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک احادیث کا علم عامۃ الناس تک پہنچے اور ان کی زندگیوں میں صالح انقلاب آجائے اللہ تعالیٰ ہمیں اس فریضہ کو بطریق احسن انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ والہ اصحابہ اجمعین۔

باب نمبر ۷۵

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالْعِمَامَةِ۔

عمامہ اور جرابوں پر مسح۔

اس باب میں تین احادیثِ مبارکہ آئی ہیں جو بڑی ہی بابرکت ہیں۔ طہارت کے مسائل میں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے قلب وروح مسرور ہونگے علم وآگہی میں برکت ہوگی۔ دین سیکھنے کی طرف دھیان لگے گا اور دنیوی بہت ساری علتوں سے چھٹکارا ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۰۰

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِمَامَةِ۔

قَالَ بَكْرٌ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ ابْنِ الْمُغِيرَةِ۔ وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهٖ وَعِمَامَتِهٖ۔

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَذَكَرَ بَعْضُهُمُ الْمَسْحَ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ، وَلَمْ يَذْكُرْ بَعْضُهُمُ النَّاصِيَةَ۔

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ بِعَيْنَيَّ مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، وَسَلْمَانَ، وَثَوْبَانَ، وَأَبِي أُمَامَةَ۔ قَالَ أَبُو عِيسٰى حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَأَنَسٌ۔ وَبِهٖ يَقُولُ الْأَوْزَاعِيُّ، وَأَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ، قَالُوا يَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ۔

قَالَ وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَقُولُ إِنْ مَسَحَ عَلَى الْعِمَامَةِ يُجْزِئُهُ لِلْأَثَرِ۔

ابن مغیرہ بن شُعبہ اپنے والدگرامی سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم تاجدارِعرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضوفرمایا۔تو موزوں اور عمامہ پر مسح کیا۔

جناب بکر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن مغیرہ سے سنا محمد بن بشار نے اس حدیث میں ایک دوسرے موقعہ پر ذکر کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی پیشانی اور عمامہ شریف پر مسح کیا اس حدیث کو کئی طُرق سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا بعض نے تو پیشانی اور عمامہ پر مسح کا ذکر کیا اور بعض نے پیشانی کا تذکرہ نہیں کیا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے احمد بن حسن کو فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا وہ کہہ رہے تھے۔میری آنکھوں نے یحییٰ بن سعید کی مثل کسی کو نہیں دیکھا ہے۔

اس باب میں،عمرو بن امیہ،سلمان،ثوبان،ابوامامہ سے بھی احادیث وارد ہوئی ہیں۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حسن صحیح ہے۔

بہت سارے اھل علم کا یہ قول ہے اور یہ صاحبان علم صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ہیں ان بابرکت نفوس میں حضرت ابوبکر،حضرت عمر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنھم شامل ہیں اسی طرح امام اوزاعی،امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق رضی اللہ عنھم ان بزرگوں کا بھی یہی قول ہے کہ عمامہ پر مسح کرنا چاہئے۔جارود بن معاذ کہتے ہیں میں نے وکیع بن جراح کو بیان فرماتے ہوئے سنا اس حدیث پاک کی وجہ سے عمامے پر مسح کرنے کو جائز سمجھنا چاہئے۔

حدیث نمبر ۱۰۰ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۲} یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳﴾ سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۶۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند کریں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۴﴾ بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں نیز مستجاب الدعوات ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ کر لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ بکر بن عبداللہ بن عمرو المزنی، ابوعبداللہ البصری امام ابوحاتم کہتے ہیں کہ بکر بن عبداللہ، علقمہ بن عبداللہ مزنی کے بھائی ہیں ان کے علاوہ علماء کا کہنا ہے کہ وہ علقمہ بن عبداللہ کے بھائی نہیں ہیں۔

بکر بن عبداللہ! حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابورافع اصائغ، حضرت حسن بصری وغیرھم رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ثابت بنانی، سلیمان تیمی، قتادہ عاصم الاحول، اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں بکر بن عبداللہ ثقہ ہیں، ابوزرعہ کہتے ہیں بکر بن عبداللہ ثقہ مامون ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں بکر بن عبداللہ ثقہ ثبت ہیں مامون ہیں، حجت ہیں اور فقیہہ ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن حلال مزنی کہتے ہیں بکر بن عبداللہ عابد ہیں، فاضل ہیں اور وہ بکر بن عبداللہ کے والد ہیں۔ حمید الطویل کہتے بکر بن عبداللہ مستجاب الدعوۃ ہیں۔ عجلی بصری تابعی کہتے ہیں کہ بکر بن عبداللہ ثقہ ہے۔

بکر بن عبداللہ کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں بکر بن عبداللہ کی وفات سنہ ۱۰۸ھ میں ہوئی ابن مدینی وغیرہ نے کہا ہے کہ بکر بن عبداللہ کی وفات سنہ ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ ①

۵﴾ الحسن رحمۃ اللہ علیہ، یعنی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۴۲۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۶} ابن مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ یعنی عروہ بن مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ عروہ بن مغیرہ بن شُعبہ ثقفی ابو یعفور کوفی۔

عروہ بن مغیرہ! اپنے والد گرامی سے، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے شعبی، عباد بن زیاد، حسن بصری وغیرھم روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری نے جناب شعبی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں سب سے بہتر ہیں عجلی کوفی تابعی کہتے ہیں۔ عروہ بن مغیرہ ثقہ ہیں۔ خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے ۷۵ھ میں ان کو کوفہ کی ولایت سونپی تھی۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ اپنے خاندان میں سب سے بڑے فاضل تھے۔ ①

۷} ابیہ یعنی حضرت مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۰ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے پڑھ لیں ان کے حالات کا مطالعہ یقیناً نفع بخش ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۰۱

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ بِلَالٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ

حضرت کعب بن عجزہ رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے موزوں پر اور چادر پر مسح فرمایا۔ (یہاں چادر سے مراد وہی پگڑی ہے جس کو پیچ دے کر عمامہ بنایا جاتا ہے)

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷/ ۱۷۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حدیث نمبر ۱۰۱ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ رواۃ}

۱} ھنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۲} علی بن مسہر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں۔ بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے آپ بھی مطالعہ کرلیں۔

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے علی بن مسہر القرشی ابوالحسن الکوفی الحافظ قاضی الموصل۔

علی بن مسہر، یحییٰ بن سعید انصاری، ھشام بن عروہ، عبیداللہ بن عمرو، موسیٰ الجھنی، اسماعیل بن ابی خالد، اعمش اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ابوبکر، عثمان ابوشیبہ کے بیٹے روایت کرتے ہیں اور خالد بن مخلد، اسمٰعیل بن خلیل، بشر بن آدم، ھناد بن السّری اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عبداللہ بن احمد اپنے والد گرامی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ علی بن مسہر صالح الحدیث ہیں نیز ابومعاویہ سے زیادہ مضبوط راوی ہیں امام عثمان دارمی کہتے ہیں میں نے ابن معین سے کہا آپ کو ابوخالد الاحمر زیادہ پیارے لگتے ہیں یا علی بن مسہر تو انہوں نے جواباً کہا علی بن مسہر زیادہ محبوب ہیں۔ میں نے کہا ابن مسہر یا اسحٰق بن ارزق اس پر بھی انہوں نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا یعنی ابن مسہر، میں نے اس پر بھی بس نہ کی بلکہ کہا کہ ابن مسہر یا یحییٰ بن ابی زائدہ اس سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ یہ دونوں ہی ثقہ راوی ہیں۔ یحییٰ بن معین ابن نمیر کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابن مسہر کی کتب ضائع ہوگئی تھیں۔ یحییٰ کا کہنا یہ ہے کہ علی بن مسہر ابن نمیر سے زیادہ مضبوط راوی ہیں۔ عجلی کہتے ہیں یہ حدیث کے جمع کرنے میں اور میدان فقہ میں ثقہ ہی تھے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ ابن مسہر ثقہ ہیں اسی طرح امام نسائی فرماتے ہیں کہ علی بن مسہر ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ علی بن مسہر آرمینیہ کے قاضی بھی رہے کسی طبیب نے آرمینیہ میں ان کی آنکھوں میں سرمہ لگایا جس کے باعث ان کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی اس پر یہ کوفہ واپس آگئے اور پھر نابینا ہوگئے۔ قُلتُ کہہ کر امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں عجلی نے کہا ہے کہ وہ صاحب سنت ثقہ راوی ہیں۔ علم حدیث میں مہارت رکھتے ہیں۔

وہ صالح الکتاب ہیں کوفیوں کے حوالے سے کثیر الروایات ہیں ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ہیں اور کثیر الحدیث ہیں۔

علی بن مسہر کی وفات:

امام ابن حبان لکھتے ہیں کہ علی بن مسہر کی وفات ۱۸۹ھ کو ہوئی۔①

۳} اعمش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} حکم رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حکم کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ حکم بن عبداللہ النصری بالنون۔

حکم بن عبداللہ، ابی اسحٰق سبیعی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلی اور حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے سفیانان اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات راویوں میں شمار کیا ہے۔②

۵} عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۶} کعب بن عجرۃ رحمۃ اللہ علیہ، رضی اللہ عنہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، کعب بن عجرۃ کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔

کعب بن عجرۃ الانصاری المدنی ابو محمد اور یوں بھی کہا جاتا ہے ابو عبداللہ اور ایسے بھی کہتے ہیں ابو اسحٰق مِن بنی سالم بن عوف اور یوں بھی کہا گیا ہے مِن بنی سالم بن بنی حلیف بنی الخزرج اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے فی نسبہ غیر ذلک، کعب بن عجرۃ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت عمر بن خطاب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی محمد بن سیرین ابو عبیدہ ابن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

علامہ واقدی کا کہنا ہے یہ حضرت ذرا تاخیر سے اسلام لائے حدیبیہ کے مقام پر حاضر ہوئے اور اس کے بعد غزوات میں شرکت کی انہوں نے حدیبیہ کے مقام پر سروں کا حلق کیا تھا۔ حلق کا مطلب بالوں کو مونڈنا ہے۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷/ ۳۳۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/ ۳۷۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ کی وفات:

خلیفہ کا بیان یہ ہے کہ کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۱ھ کو ہوئی واقدی اور دوسرے کئی علماء فرماتے ہیں کہ ان کی وفات سنہ ۵۲ ھ کو ہوئی۔ بعض نے کہا ان کی عمر ۷۵ سال تھی اور بعض کے نزدیک ان کی عمر ۷۷ سال تھی۔①

۷} بلال رضی اللہ عنہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے بلال بن رباح تیمی مولاھم مؤذن ابوعبداللہ اور ایسے بھی کہتے ہیں ابوعبدالرحمن اس کے علاوہ بھی ان کی کنیت ہے ان کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حمامہ رضی اللہ عنھا ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں۔ اللہ کی راہ میں ان کو بہت ستایا گیا غزوہ بدر میں شرکت کی اور اس کے بعد تمام غزوات میں ہی شریک رہے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد) دمشق چلے گئے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، اسی طرح ان سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت اسامہ بن زید، حضرت کعب بن عجرۃ، حضرت براء بن عازب اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنھم روایت کرتی ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی خالد ہیں اور ان کی بہن غفرہ ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام میں فوت ہوئے عمرو بن علی کہتے ہیں کہ ان کی وفات سنہ ۲۵ ھ کو ہوئی (یہ درست معلوم نہیں ہوتا شاید ۲۰ بیس ہوگا) بوقت وصال ان کی عمر ساٹھ ۶۰ سے ستر ۷۰ سال کے درمیان تھی۔ ذھلی نے یحییٰ بن بکیر کے واسطہ سے بیان کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا وصال طاعونِ عمواس میں بمقام دمشق ہوا یہ سنہ ۱۷ ھ یا ۱۸ سنہ ھ کا سن تھا۔ ان کو باب کیسان میں دفن کیا گیا، یوں بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو باب صغیر میں دفن کیا گیا۔ ابن مندہ نے معرفہ میں ذکر کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حلب میں دفن کیا گیا۔②

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی لکھتے ہیں:

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ یہ موذن اسلام ہیں ان کو موذن رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی کہا جاتا ہے ان کو ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں اسی طرح ان کو ابوعبداللہ بھی کہا جاتا ہے ابوعبدالکریم بھی انہی کو کہتے ہیں ایسے ہی ان کو ابوعمرو

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/۳۹۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/۴۴۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

کہتے ہیں ان کی والدہ ماجدہ کا نام حمامہ رضی اللہ عنھا ہے حضرت بلال قدیم الاسلام ہیں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ میں اپنے اسلام کا اظہار کیا اور اس پر ان کو راہ حق میں سخت تکالیف اٹھانی پڑیں جب ان کو ان کا آقا امیہ بن خلف بد بخت پیٹتا تھا تو یہ احد احد کے نعرے لگاتے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات اوقیہ میں خرید کر آزاد کیا اور پھر آنحضرت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا یا بلال مجھے اپنا وہ عمل بتا جس کی وجہ سے میں نے تیرے جوتوں کی آواز جنت میں سنی حضرت بلال عرض کرتے ہیں۔

قَالَ مَا تَطَهَّرْتُ اِلَّا صَلَّيْتُ مَا كُتِبَ لِيْ۔

یعنی جب بھی میں نے وضو کیا تو نماز (صلوٰۃ الوضوء) ادا کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ وَبِلَالٌ سَابِقُ الْجَنَّةِ۔

فتح مکہ والے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ کعبہ شریف کے اوپر کھڑے ہو کر اذان دیں حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عبداللہ ابن محمد نے بیان کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ کی وفات شریف کے بعد اور تدفین سے پہلے اذان پڑھی اور اس کے بعد اذان نہ پڑھی انہوں نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کر دیا یہی روایات میں آیا ہے حضرت بلال کو شام گئے ہوئے جب چھ ماہ ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے بلال یہ کیا بے وفائی ہے ہم سے دور چلے گئے ہو تو حضرت بلال مدینہ طیبہ آئے آپ نے حضرت فاطمہ زہرہ کے بارے میں پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے تو صحابہ نے کہا کہ وہ تو دنیا سے رخصت ہو گئیں تو حضرت بلال دھاڑیں مار مار کر روئے پھر آپ نے حسن وحسین کے بارے میں پوچھا تو صحابہ نے کہا کہ وہ دونوں خیریت سے ہیں لوگوں نے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں اذان پڑھ کر سنائیں فرمایا میرے لئے اذان پڑھنا ممکن نہیں جب تک ان دونوں شہزادوں میں سے کوئی حکم نہ دے تو حضرت حسین آئے اور انہوں نے کہا کہ بلال اذان پڑھو جب انہوں نے اذان پڑھنا شروع کی تو ان پر عجیب آہ و بکا کا غلبہ ہوا جب وہ اس کلمہ پر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر پہنچے تو ان پر آہ و بکا کا اور گریہ کا غلبہ ہوا اور ایسا ہی غلبہ صحابہ پر ہوا کہ پورا مدینہ طیبہ لرزہ براندام ہو گیا گویا کہ پورا مدینہ طیبہ عالم وجد میں آ گیا پس وہ ان سے اذان مکمل نہ ہو پائی وہ دوبارہ شام چلے گئے اور بیس ہجری کو شام کے شہر دمشق میں انتقال فرمایا۔ [1] اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

---

[1] علامہ سراج احمد حنفی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۲۸ مطبوعہ کانپور ہند

حدیث نمبر ۱۰۲

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ فَقَالَ السُّنَّةُ يَا ابْنَ أَخِي. قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ؟ فَقَالَ أَمِسَّ الشَّعْرَ الْمَاءَ.

وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ لَا يَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ إِلَّا أَنْ يَمْسَحَ بِرَأْسِهِ مَعَ الْعِمَامَةِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پوتے بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ موزوں پر مسح کرنا چاہیے؟ میرے اس سوال کے جواب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے میرے بھتیجے یہ عمل سنت ہے اس کے بعد دوسرا سوال میں نے یہ کیا کہ عمامہ پر مسح کرنا چاہیے میرے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا بالوں کو پانی سے تر کرنا ہوگا یعنی پانی والا ہاتھ بالوں پر پھیر لے۔

بہت سارے اھل علم جن میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم شامل ہیں ان کا قول ہے صرف عمامہ پر ہی مسح نہیں کیا جائے گا ہاں البتہ عمامہ پر اگر اس طرح مسح کیا جائے کہ ساتھ ہی سر کا بھی مسح ہو جائے۔ یہی قول امام سفیان ثوری، امام مالک بن انس، امام عبداللہ بن مبارک اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا بھی ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۲ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} قُتَیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} بشر بن مفضل رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۳} عبدالرحمٰن بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے علماء نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے، عبدالرحمٰن بن اسحٰق بن عبداللہ بن الحارث بن کنانہ عامری قرشی مولاھم اور یوں بھی کہا جاتا ہے ثقفی المدنی اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عباد بن اسحٰق ہیں۔

ترک سکونت کر کے بصرہ آ گئے تھے۔ عبدالرحمٰن بن اسحٰق اپنے والد گرامی، سعید المقبر ی، ابی زناد، عبداللہ بن یزید، عبداللہ بن دینار، سہیل بن ابی صالح، صالح بن کیسان، صفوان بن سلیم، امام زھری، ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں، اسی طرح ان سے یزید بن زریع، بشر بن مفضل، حماد بن سلمہ، خالد الواسطی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن احمد اپنے والد گرامی یعنی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن اسحٰق صالح الحدیث ہیں، ایک دوسری مرتبہ کہا تھا کہ ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابو طالب احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن ابی زناد سے احادیث منا کرہ روایت کرتا ہے۔

یحیٰی کہتے ہیں یہ عجب نہیں کہ وہ صالح الحدیث ہیں۔ ابن جنید نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن ثقہ راوی ہے اور وہ مجھے صالح بن ابی الاخضر سے زیادہ محبوب ہے۔ عثمان دارمی ابن معین کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں عبدالرحمٰن صالح ہے پھر کہا کہ وہ ثقہ ہے۔

ابن خزیمہ کہتے ہیں ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ①
ان پر کچھ اقوال جرح کے بھی ہیں نیز ان پر قدری ہونے کا الزام بھی ہے۔

۴} ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رحمتہ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر عنسی اخو سلمہ بن محمد۔

ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، اپنے والد گرامی، جابر بن عبداللہ، ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کا بیٹا عبداللہ، سعد بن ابرھیم، عبدالرحمٰن بن اسحٰق مدنی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ ابن معین کہتے ہیں ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن ابی حاتم بیان کرتے ہیں جب وہ اپنے والد سے روایت کرے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اس لئے کہ ان کے والد کا نام متحقق نہیں ہے انہوں نے ہی ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ ابوعبیدہ صحیح الحدیث ہے۔ ایک اور مقام پر یوں کہا کہ اس کا نام سلمہ ہے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے جناب سلمہ کے حالات میں لکھا ہے میں نے دیکھا ہے کہ اس کا بھائی ابی عبدہ ہے امام حاکم نے ابواحمد ابا عبیدہ ذکر کیا ہے۔ اس سے بھی ان کا نام تو نہیں پہچانا جاتا۔ حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں ابوعبیدہ ثقہ راوی ہے۔ ②

۵} جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات واحوال، فضائل، مناقب، محاسن اور محامد کا تذکرہ حدیث نمبر ۹ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں ان شاء اللہ راحت ملے گی۔

شرح حدیث نمبر ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲

اس میں کوئی شک نہیں سرور عالم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک فرمانِ اقدس اپنے اندر ہزار ہا حکمتیں رکھتا ہے۔ انسانیت کا سب سے بڑا ہمدرد مذہب، دین اسلام ہے اس کی ایک ایک بات انسانیت کی فلاح و بہبود کے ذخائر اپنے اندر پوشیدہ رکھتی ہے۔ اب ہمارا فرض منصبی ہے کہ ہم اپنے آقا علیہ السلام کے مبارک فرامین کو اس انداز سے سمجھنے کی کوشش کریں جس سے اھلِ ایمان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔ میں قسماً کہہ سکتا ہوں اگر آج بھی یہ امت اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہو جائے تو دنیا کی کوئی قوم اس کو کسی

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۶ / ۱۲۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲ / ۱۷۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

میدان میں بھی کبھی شکست نہیں دے سکتی مگر افسوس کہ ہمارا اندازِ تفکر اب وہ نہیں رہا جو قرون اولی کے مسلمانوں کا تھا اگر وہی اندازِ فکر پھر لوٹ آئے تو ہم پھر سر بلند ہونگے وہ اندازِ فکر تھا کیا۔ وہ انداز فکر یہ تھا کہ دنیا چونکہ فانی ہے اس لئے اس کو نمبر ۲ پر رکھو اور آخرت چونکہ باقی ہے اس لئے اس کو نمبر ا پر رکھو آپ خود غور فرمالیں اس پر تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں آپ کا مشاہدہ ہی بتا دے گا کہ یہ زندگی جو آج ہم گذار رہے ہیں ایک دن ختم ہونے والی ہے اور یقیناً ختم ہو جائے گی جیسے ہمارے بزرگوں کی زندگیاں ختم ہوگئیں مگر اس زندگی کے بعد جو زندگی ملے گی وہ دائمی ہوگی مرنے کے بعد والی زندگی ابدی ہے جب وہ زندگی ابدی ہے تو پھر اس کو اولیت دینی چاہئے اس کے لئے تیاری کرنی چاہیے۔ تیاری کیا ہے؟ وہ تیاری یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تابع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ السلام کو راضی کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو قرآن وحدیث کے قوانین کے تابع کر دیں ایک مسلمان کی زندگی میں صالح انقلاب اسی وقت برپا ہوتا ہے جب وہ نماز قائم کرتا ہے یعنی نماز پنجگانہ باقائدگی کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کی عادت بنالیتا ہے۔ نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنا ضروری ہے اور وضو کرتے وقت مسح سر بھی کرنا ہوتا ہے لہٰذا ان احادیث مبارکہ میں مسح ہی کے متعلق احکام بیان ہوئے ہیں۔

عمامہ پر مسح اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

علامہ ابوطیب سندھی لکھتے ہیں یہ جو باب ہے جس میں عمامہ اور جرابوں پر مسح کرنے کا تذکرہ ہوا ہے۔ اس سے مراد پیشانی اور عمامہ پر مسح ہے اس مقام پر دونوں کو جمع کر کے بیان کیا گیا ہے۔ ناصیہ مقدم راس یعنی سر کے اگلے حصے کو کہتے ہیں اس میں یہ دلیل ہے پیشانی کا مسح جائز ہے اس سے کل کا مسح لازم نہیں آتا اس مسئلہ میں جو آئمہ کرام کا اختلاف ہے وہ رحمت امت کا مصداق ہے۔ سر کی بجائے صرف عمامے پر مسح کرنا بغیر کسی عذر کے یہ جائز نہیں ہے۔ یہ مذہب امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنھم کا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک جائز تو ہے مگر ان کی شرط یہ ہے کپڑا انتہائی نرم ہو (یعنی کپڑے کے اوپر ہاتھ پھیرنے سے سر کے بالوں تک پانی پہنچ جائے) یہ جو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے کسی کو یحییٰ بن سعید قطان کی مثل نہیں دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی روایت پر عمل کرنا واجب ہے۔ ان کی روایت پر عمل کرنا اولیٰ ہے مگر اس میں ناصیہ کا ذکر نہیں آیا۔ اس لئے اس روایت سے تو صرف عمامہ پر مسح کرنے کا جواز اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ اقتصار کیا جائے۔ امام محمد فرماتے ہیں عمامہ کا مسح منسوخ ہے۔ انہوں نے اپنے موطا میں ذکر کیا (یعنی مؤطا امام محمد میں ہے) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عمامے پر مسح کرنا کیسا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ صرف عمامے پر مسح نہیں کرنا چاہئے ہاں اگر پانی بالوں کو مس کر جائے تو جائز ہے۔ حضرت نافع کے

حوالے سے امام مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے حضرت صفیہ بنت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے وضوفرمایا اور اپنے ڈوپٹہ کو پرے ہٹا کر سر کا مسح کیا حضرت نافع کہتے ہیں ان دنوں میں ابھی چھوٹا ہی تھا امام محمد فرماتے ہیں ہمارے علم میں تو یہی ہے کہ عمامہ پر مسح متروک ہے۔ یہ جو مذکور ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے تو اس طرح یہ عمامہ پر مسح کرنے کا تقاضا کرتی ہے مگر یہ بھی یاد رہے کہ یہ اخبار احاد سے ہے۔ اسی طرح کتاب اللہ سے اس کا کوئی تعارض نہیں ہے اس لئے کہ قرآن تو مسح سر کو واجب کرتا ہے جب کہ یہاں تذکرہ مسح علی العمامہ کا ہے۔ ہاں عمامہ پر مسح صرف اس صورت میں جائز ہوسکتا ہے کہ وہ کپڑا انتہائی باریک ہو اور نرم ہو کہ پانی کی تری سر کے بالوں تک پہنچ جائے۔ اس نقطہ نظر کی تائید حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کرتی ہے۔ ①

علی العمامہ کی ایک اچھی وضاحت!

علامہ بدرالدین عینی نوراللہ مرقدہ نے بھی عمامہ پر مسح سے متعلق خوب بحث فرمائی ہے اور دلائل پیش کئے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نقطہ نظر کی وضاحت کی ہے کہ عمامہ پر مسح کرنا درست نہیں ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

بعض اھل علم کے نزدیک اسی طرح ہے کہ راوی چونکہ رسول اکرم سید عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دور تھے (اس لئے انہیں اندازہ نہ ہوا) حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسح سرِ انور پر ہی فرمایا تھا اور عمامہ اس وقت سر اقدس پر موجود تھا لیکن راوی کو گمان ہوا کہ شاید عمامہ شریف سرِ اقدس پر ہی ہے اور آپ نے عمامہ شریف پر ہی مسح فرمایا ہے۔ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کی صراحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہمارے علماء نے حدیث مسح علی العمامہ کو ایک اچھی وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ عین ممکن ہے اس وقت سرِ مبارک میں کوئی تکلیف ہو اور سرِ اطہر کا کھولنا اس وجہ سے منع ہو تو آپ نے سارا عمامہ شریف تو سر منور سے نہ ہٹایا ہو اور صرف اتنا ہی ہٹا لیا ہو جس سے مسح کی ضرورت پوری ہوگئی ہو۔ ②

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ فتح الباری میں رقم طراز ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر وہ ہے جو حدیث عطا سے معلوم ہوتا ہے اس میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضوفرمایا تو اس وقت عمامہ شریف کو سرِ اقدس سے کھول دیا اور مسح سر مبارک کے اگلے حصے پر فرمایا۔ ③

---

① علامہ ابوطیب سندھی، شرح ابوطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۱۲۷ مطبوعہ کانپور ہند

② امام علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳ / ۱۵۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان پاکستان

③ امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التھذیب ۱ / ۳۸۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

اس سے معلوم ہوا امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی عمامہ شریف پر مسح کرنے کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ تو حدیث شریف سے استدلال فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب وضوفرمایا تھا اس وقت عمامہ شریف کو کھول لیا تھا اور پھر سر کے اگلے حصے پر مسح کیا تھا ہم نے اوپر لکھ دیا ہے کہ عمامہ کا باریک کپڑا سر اقدس پر تھا اس پر مسح فرمایا تھا اور پانی کی تری سر مبارک تک چلی گئی تھی۔

اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم:

عمامہ پر مسح کرنے کا جو ذکر حدیث شریف میں آیا ہے۔اس کی صراحت جو سمجھ فقیر میں آئی ہے وہ یہ ہے۔
دراصل عمامہ پر مسح کرنے والی حدیث میں راوی،کوشک ہوا ہے وہ یہ سمجھے کہ سید عالم علیہ السلام نے عمامہ شریف پر مسح فرمایا ہے لگتا ہے وہ دور ہوں گے اصلاً جب آپ نے مسح فرمایا تھا اس وقت سر انور پر عمامہ بصورت پیچ نہ تھا بلکہ عمامہ شریف کا کپڑا بطور خمار یعنی چادر کی طرح سر انور پر رکھا ہوا تھا اس صورت میں آپ نے اس کپڑے کے پلو کے اوپر سے ہی ہاتھ پھیر دیا اور بالوں تک پانی کی تری پہنچ گئی اس کی تصدیق حدیث شریف کے الفاظ کرتے ہیں اگر چہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جو باب قائم کیا اس کے الفاظ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسح عمامہ شریف پر ہی تھا مگر یہ الفاظ امام ترمذی کے قائم کردہ باب کے ہیں حدیث شریف میں نہیں آپ خود پڑھ لیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالْعِمَامَةِ۔

اس باب میں جرابوں اور عمامہ پر مسح کا بیان ہوا ہے۔
پھر اس باب کے تحت جو پہلی حدیث شریف امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے وارد فرمائی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِمَامَةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضوفرمایا۔موزوں اور عمامہ شریف پر مسح فرمایا۔
حضرت کعب بن عجزہ رضی اللہ عنہ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے جو روایت کرتے ہیں اس میں ہے۔

مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَار

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضوفرمایا موزوں اور کپڑے کے پلو پر مسح فرمایا۔
ان دلائل نے ہمارے مؤقف کو بصراحت ثابت کر دیا کہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسح باریک کپڑے پر فرمایا تھا جو بصورت چادر تھا اور پانی کی تری پوری طرح بالوں کو تر کر گئی تھی۔اس طرح مسح کرنا بالکل درست تھا اور احادیث میں بظاہر آنے والا تعارض بھی دور ہو گیا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

درسِ حدیث

دنیا کا سب سے ستھرا، پاکیزہ اور نفیس دین اسلام ہے دنیا بھر کے انسانوں میں سب سے صاف ستھرے، پاکباز اور نفاست سے پُر انسان وہی ہیں جو صاحبانِ ایمان ہیں۔ اللہ گواہ ہے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت تمام امم سے اعلیٰ ہے اور ان کا مقام ومرتبہ تمام امتوں سے سربلند ہے ان کی اس سر بلندی کا راز صرف اور صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پیارے آقا مولیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اپنے نبی علیہ السلام کی محبت میں غرقاب رکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں ان مبارک اعمال کا ذکر ملتا ہے جو بظاہر چھوٹے چھوٹے ہیں لیکن ان پر جب نتیجہ مرتب ہوگا تو وہ بہت بڑا ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے غلاموں کو جب نوازے گا تو صلہ عظیم عطا فرمائے گا یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگوں نے بار بار سنت مطہرہ کے مطابق زندگی گذارنے کا درس دیا ہے حدیث شریف میں آیا ہے۔

ابن مغیرہ بن شعبہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضو فرمایا۔ موزوں اور عمامہ پر مسح کیا۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۰۰)

اسی طرح یہ بھی حدیث میں آیا ہے:

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے موزوں پر اور چادر پر مسح فرمایا (یہاں چادر سے مراد وہی پگڑی ہے جس کو پیچ دیکر باندھا جاتا اور عمامہ بنایا جاتا ہے)

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۰۱)

حدیث شریف میں یوں بھی آتا ہے:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پوتے بیان کرتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما سے سوال کیا کہ موزوں پر مسح کرنا چاہئے میرے اس سوال کے جواب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما نے فرمایا اے میرے بھتیجے یہ عمل سنت ہے اس کے بعد دوسرا سوال میں نے یہ کیا کہ عمامہ پر مسح کرنا چاہئے میرے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا بالوں کو پانی سے تر کرنا ہوگا یعنی پانی والا ہاتھ بالوں پر پھیرے۔

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۰۲)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عمامہ شریف پر مسح کرنا یہ راوی کا سہو ہے اصلاً بات یہ ہے کہ راوی امام الانبیاء علیہ السلام سے فاصلے پر تھے جس کی وجہ سے ان کو یہ مغالطہ لگا کہ شاید آپ نے عمامہ پر ہی مسح فرمایا ہے۔
حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا آپ نے مسح کرتے وقت عمامہ شریف کو سرانور سے ہٹایا ہوا تھا اور ڈائریکٹ سراطہر پر مسح فرمایا تھا ہاں البتہ ایک تاویل ہوتی ہے وہ یہ کہ اس کا پلو سرِ انور پر ہو اور آپ نے اس پلو کے اوپر سے مسح فرمالیا ہو اور ایسی صورت حال میں پانی کی تری کپڑے کے اندر سے گذر کر سر مبارک کے بالوں کو تر کر گئی ہو۔
کیسے پیارے پیارے اور خوبصورت ارشادات نبوی ہیں جن کو پڑھ پڑھ کر ایک تو مسلمان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور دوسرا عملی زندگی میں ایک تیقن آتا چلا جاتا ہے ربّ کائنات کمالِ محبت کے ساتھ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت مطہرہ پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیے (امین)
آیئے ہم سب مل کر درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں تا کہ یہ نور دوسروں تک بھی پہنچے اور ان کو بھی یہ روشنی خوب تاباں کرے۔ اگر آپ نے درس حدیث شریف کا انتظام کر دیا اور خود اس کار خیر میں سرگرم عمل ہو گئے تو آئندہ آنے والی زندگی سنور جائے گی انشاء اللہ ہماری دنیوی اور اخروی زندگی کو چار چاند لگ جائیں گے پس ہچکچاہٹ دور فرمایئے اپنے آپ کو میدان عمل میں لایئے اور نیکی کی دعوت کو عام فرمایئے۔ میں نے نیکی کی دعوت تحریر کر دی ہے وہ الگ چھپی ہوئی مل جاتی ہے وہ بھی حاصل کر کے یاد فرمالیں اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ والہ واصحابہ اجمعین۔

معیارِ حقیقت

اس میں کوئی شک نہیں، ہر چیز کا اپنا ایک معیار ہوتا ہے۔ جب تک اس کا معیار مقرر نہ کیا جائے اور پھر اس مقررہ معیار کا لحاظ نہ رکھا جائے، اس وقت تک عمل کی راہیں درست طور پر متعیّن نہیں ہوتیں۔ اگر کوئی شخص زندگی گذارنے کی صحیح راہیں متعیّن کرنا چاہے تو اسکو اس بات کا پورا پورا خیال رکھنا ہوگا کہ وہ مختلف حقیقتوں کے معیارات سے واقف ہے اور انکو انہیں پیمانوں پر پرکھنے کا قائل ہے جو ان کے اپنے معیارات ہیں۔ میں چاہوں گا، مختلف نقطہ ہائے نظر سے، مختلف دینی و علمی ضروریات کے معیار ذکر کردوں تاکہ کام کرنے والوں کیلئے آسان ہو اور انکو امورِ زندگی سرانجام دینے میں ایک آسان اور عام فہم قانون مل جائے۔

(ملفوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۷۶

بَابُ مَا جَاءَ فِي الغُسْلِ مِنَ الجَنَابَةِ۔

غسل جنابت کس طرح کرنا چاہیۓ۔

اس باب کے تحت دو ۲ مبارک حدیثیں آئی ہیں دونوں بہت ہی اہم ہیں ان میں روزمرہ زندگی کے اہم مسئلہ، غسل جنابت پر بات ہوئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ غسل جنابت کس طرح کرنا چاہیۓ۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کیجیے انشاء اللہ عمر بھر کے لئے نافع ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۰۳

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ غُسْلاً فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَأَكْفَأَ الْإِنَاءَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَأَفَاضَ عَلَى فَرْجِهِ، ثُمَّ دَلَكَ بِيَدِهِ الْحَائِطَ، أَوِ الْأَرْضَ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ فَأَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی خالہ جان ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ سیدہ فرماتی ہیں میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے پانی بھرا تا کہ آپ غسل جنابت فرمالیں۔ آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے برتن کو جھکا کر دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھوں کو دھویا پھر آپ نے ہاتھ کو برتن میں ڈالا استنجاء فرمایا اس کے بعد آپ نے ہاتھ دیوار یا زمین پر ملا۔ اسی طرح پھر کلی فرمائی ناک میں پانی چڑھایا۔ چہرہ انور کو دھویا اور دونوں کلائیوں کو کہنیوں سمیت دھویا اس کے بعد تین لپ پانی اپنے سراطہر پر ڈالا اس کے بعد سارے جسم مبارک پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے علیحدہ ہوئے اور دونوں پاؤں کو دھویا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس باب میں حضرت ام سلمہ، حضرت جابر، حضرت ابی سعید، حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۳ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ رواۃ}

۱} ھَنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۳} اعمش رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ائمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے سالم بن ابی الجعد رافع الاشجعی مولاھم الکوفی سالم بن ابی الجعد ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں جن میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں مگر سیدہ سے ان کا سماع ثابت نہیں۔ اسی طرح ان سے ان کے بیٹے حسن، حکم بن منبہ، عمرو بن دینار، عمرو بن مُرّہ، ابواسحٰق سبیعی، امام اعمش اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین ابوزرعہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ سالم بن ابی الجعد ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر اپنی رائے کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

امام ابن حبان نے ان کو ثقات راویوں میں شمار فرمایا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں سالم ابن ابی الجعد ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ عجلی تابعی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے امام ابوحاتم ابوزرعہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ سالم بن ابی الجعد حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنھم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔

سالم بن ابی الجعد کی وفات!

مطین بیان کرتے ہیں کہ سالم بن ابی الجعد کی وفات ۱۰۰ سنہ ھ کو ہوئی اور ایک قول یہ بھی ہے ان کی وفات ۱۰۱ سنہ ھ کو ہوئی۔ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی رائے بھی یہی ہے ابن زبر کا کہنا یہ ہے کہ ان کی وفات ۹۹ سنہ ھ کو ہوئی بوقت انتقال ان کی عمر ۱۱۵ سال تھی۔ ①

۵} کُرَیب رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ کریب بن ابی مسلم ھاشمی مولاھم ابورشدین۔

ان کی ملاقات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ یہ حضرت ابن عباس، ان کی والدہ ماجدہ ام فضل اور ان کی بہن ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث، حضرت سیدہ عائشہ ام المؤمنین، حضرت ام سلمہ ام المؤمنین، حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنھن وعنھم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح یہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنھما سے مرسلاً روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بیٹے محمد اور رشدین روایت کرتے ہیں ایسے ہی سلیمان بن یسار، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن، سالم بن ابی الجعد اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن سعد کہتے ہیں کریب ثقہ راوی ہیں، وہ حسن الحدیث ہیں۔ عثمان دارمی کا بیان ہے میں نے ابن معین سے عرض کیا آپ کے نزدیک کریب ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کرنے میں زیادہ محبوب ہیں یا جناب عکرمہ رضی اللہ عنہ سے تو انہوں نے جواب دیا دونوں سے ہی روایت کرنے میں میرے نزدیک ثقہ ہیں اور محبوب بھی۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کریب ثقہ راوی ہیں۔ زہیر بن معاویہ جناب موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کریب ہمارے پاس حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما کی کتب کا ایک اونٹ بھر کر لائے تھے امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔

کُرَیب کی وفات!

علامہ واقدی کہتے ہیں، اسی طرح ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے مورخین کا کہنا ہے کہ کریب کی وفات آخر دور سلیمان بن عبدالملک میں ہوئی مدینہ طیبہ میں ان کا انتقال ۹۸ سنہ ھ کو ہوا۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ سنہ ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۴۷۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ سنہ ھ تہذیب التہذیب ۸/ ۴۳۳ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ ہند

۶} ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ان کے فضائل، کمالات، محاسن، محامد اور مناقب جلیلہ کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۹ کے تحت ہو چکا ہے۔ آپ ضرور وہاں سے پڑھ لیں۔ ان شاء اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حالات واحوال کا مطالعہ کرنے سے اپنے دین وایمان پر استقامت نصیب ہوگی۔ تبلیغ دین کا جذبہ بیدار ہوگا۔ مخالف اسلام قوتوں کو زیر کرنے کا سلیقہ آئے گا۔ ظلم وجور کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ حق گوئی و بے باکی جیسی عظیم دولت ہاتھ آئے گی علم وفن سے خوب آگاہی ہوگی۔

۷} حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:

یعنی ام المؤمنین سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ جان ہیں۔

ان کے فضائل، مناقب، محاسن، محامد اور کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۶۲ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں راحتِ قلب وجاں نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش نظر آئے گی۔ علم وحکمت اپنے بام عروج پر دکھائی دے گا۔

حدیث نمبر ۱۰۴

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِغَسْلِ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الْإِنَاءَ. ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ، وَيَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ. ثُمَّ يُشَرِّبُ شَعْرَهُ الْمَاءَ. ثُمَّ يَحْثِي عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ أَنَّهُ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَالُوا إِنِ انْغَمَسَ الْجُنُبُ فِي الْمَاءِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ أَجْزَأَهُ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحٰقَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غسل جنابت کرنے کا ارادہ فرماتے تو ابتداء دونوں ہاتھوں کو دھونے سے فرماتے برتن میں داخل کرنے سے پہلے ہی دونوں ہاتھ دھو لیتے پھر اس کے بعد استنجاء فرماتے۔ سبیلین کو دھونے کے بعد بالکل اسی طرح وضو فرماتے جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے۔ پھر پانی سے اپنے بالوں کو تر فرماتے پھر تین مرتبہ سر پر پانی ڈالتے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ وہ حدیث شریف ہے جس کو غسلِ جنابت کے حوالے سے اہل علم نے اختیار کیا ہے یعنی غسل سے قبل نماز کا سا وضو کیا جائے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسا ہی کیا) وضو سے فارغ ہونے کے بعد سر پر تین مرتبہ پانی ڈالا جائے اس کے بعد سارے ہی جسم پر پانی بہایا جائے پھر دونوں پاؤں کو دھولیا جائے اسی پر اہل علم کا عمل رہا ہے۔ اہل علم کا کہنا یہ ہے کہ اگر کوئی جنبی پانی میں غوطہ لگائے اور وضو نہ بھی کرے تو بھی غسل ہو جائے گا۔ یہ قول حضرت امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق کا ہے۔ (امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے)۔

حدیث نمبر ۱۰۴ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ رواۃ}

۱} ابن ابی عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۹ کے تحت ہو چکا ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۲} سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرما لیں۔

۳} ھشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۴} ابیہ یعنی عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرما لیں۔

۵} عائشہ یعنی امّ المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما:

ان کے فضائل، محاسن، محامد، کمالات، مناقب اور دینی، علمی خدمات کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے۔ آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں سیدہ کے حالات کا مطالعہ کرنے سے ایمان کو جلا ملے گی دل راحت پائے گا حقائق شناسی کا ملکہ پیدا ہوگا دین کی اہمیت وصداقت کا یقین راسخ ہوگا۔ اپنی ماں کی محبت دل میں جاگزیں ہوگی اور دین کی دعوت وتبلیغ کا جذبہ ابھرے گا اور حق گوئی وبے باکی کی سعادت میسر آئے گی۔

شرح حدیث نمبر ۱۰۳، ۱۰۴

اللہ تعالیٰ کے بندوں کو مژدہ ہو کہ ان کو وہ رسول برحق ملے جن کو اوّلین و آخرین پر ہر طرح فضیلت حاصل ہے اور وہ ساری کائنات کے رسول ہیں اور رحمۃ للعالمین کے منصب جلیلہ پر فائز ہیں۔ ان کی رحمت نے ہماری مایوسیاں ختم کر دی ہیں اور ہمیں یقین کامل ہو گیا ہے کہ ہم اپنے ربّ کے حضور سرخرو ہو ہی جائیں گے اس لئے کہ ہمارے لئے سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ ظاہر ہے آپ بھی تو انہی کی شفاعت فرمائیں گے جنہوں نے سنت کی پیروی کی ہوگی یا جن لوگوں نے گناہوں سے سچی توبہ کر کے اعمالِ صالحہ کیے ہونگے اور ان کا عقیدہ درست ہوگا۔ ہر انسان پر کچھ احوال وارد ہوتے ہیں جو فطری تقاضا ہے دوسرے مذاہب میں بھی ان کے ماننے والوں کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی ان کے مسائل کا حل ہوگا مگر اسلام نے تو زندگی کے تمام شعبوں میں ھدایات عطا فرمائی ہیں۔ ہر مسلمان پر غسل جنابت فرض ہوتا ہے اس لئے اس کو یہ جاننے کی ضرورت پیش آتی ہے کہ غسل جنابت کس طرح کیا جائے۔ حدیث شریف میں اس کی صراحت آئی ہے اب اسی موضوع پر حدیث شریف کی شرح لکھ رہے ہیں۔

غسل جنابت کا سنت طریقہ:

علامہ عینی لکھتے ہیں اس حدیث شریف میں غسل کرنے کا جو طریقہ ذکر کیا گیا ہے وہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ غسل کرنے سے قبل دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح دھو لینا چاہئے اور یہ عمل استحباب کے درجے میں ہے۔ اور اگر دھونے کی جگہ پر کوئی غلاظت وغیرہ لگی ہوئی ہو تو ایسی صورت میں اس کا ازالہ کرنے کے لئے اس جگہ کا دھونا واجب ہو جائے گا۔ اسی طرح یہ بھی یاد رہے کہ غسل کرنے سے پہلے وضو کرنا سنت ہے ابھی ہم اس کے برعکس بھی ذکر کریں گے وہاں مراد قول ظاہر ہوگا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ وضو سے مراد وہ وضو ہوگا جو نماز پڑھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس میں پاؤں کے دھونے کو مؤخر نہیں کیا جائے گا بلکہ تمام اعضاءِ وضو کو ساتھ ساتھ ہی دھو یا جائے گا اس مقام پر یہ عمل درست ہوگا۔ اس معاملہ میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ایک دوسرا قول بھی ہے جو پاؤں کے دھونے کے مؤخر کرنے کو ثابت کرتا ہے یہ ظاہراً ہے۔ حدیث میمونہ رضی اللہ عنہا میں اس کا ذکر بھی آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک تیسرا قول یہ ہے کہ اگر جگہ صاف ستھری ہو تو وہاں پاؤں دھونے کو مؤخر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہاں اگر پانی ٹھہر جائے اور ہو بھی قلیل اور میلا۔ تو ایسی صورت میں پاؤں دھونے کو مؤخر کر دیا جائے۔ یہ احادیث مبارکہ کے درمیان ایک تطبیق ہے۔ ہمارے اصحاب کے

نزدیک یہ ہے کہ اگر تو پانی صاف نہیں تو مؤخر کر دیں ورنہ اس وقت دھولیں یہ مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ظاہر قول کے مطابق سر کے بالوں اور داڑھی کے بالوں کا خلال کرنا ضروری ہے۔ یہ ہمارے اکابر کے نزدیک واجب ہے مگر اس کا وجوب صرف غسل میں ہے وضو میں یہ واجب نہیں بلکہ فقط سنت ہے۔ شافعیہ کے نزدیک ایک قول کے تحت تو واجب ہے اور ایک قول کے تحت سنت ہے۔ اس طرح بھی کہا گیا ہے کہ سر اور داڑھی میں اس کا واجب ہونا ثابت ہے۔ مالکیہ کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں نمبر ۱ ابن قاسم سے جو کچھ مروی ہے اس میں تو اس کا عدم وجوب مذکور ہے اور جو اشھب سے روایت ہے اس میں وجوب ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح جو کچھ (علامہ) ابن بطال سے نقل کیا گیا ہے وہ یہی ہے سر کے بالوں کا خلال کرنا تو اجماع سے ثابت ہے اور داڑھی کو بھی اسی پر قیاس کر لیا گیا ہے۔ اس کی دلیل وہی حدیث پاک ہے جس میں آیا ہے کہ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے سرِ انور پر تین لپ پانی ڈالا کرتے تھے۔ شافعیہ کے نزدیک سر اور اسی طرح سارے جسم پر پانی ڈال کر ملنا استحباب کے درجے میں ہے۔ بعض مالکیہ قیاساً اس کے وجوب کی طرف گئے ہیں کہ جسم پر پانی ڈال کر ملنا چاہیے ابن بطال کہتے ہیں یہ لازم ہے (یہاں لازم بمعنی فرض ہے) میں کہتا ہوں لَیْسَ بِلَازِمٍ یہ فرض نہیں ہے، ہم تو وضو میں بھی ملنے کو واجب قرار نہیں دیتے۔ [1]

امام اعظم ابوحنیفہ اور دوسرے ائمہ کرام رضی اللہ عنھم کا نقطہ نظر:

اھل علم کا کہنا یہ ہے کہ اگر کوئی جنبی شخص پانی میں غوطہ لگائے اگرچہ وہ وضو نہ بھی کرے تو بھی غسل ہو ہی جائے گا۔ یہ قول امام شافعی، امام احمد، امام اسحٰق کا ہے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ [2]

اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم:

ظاہر ہے جب غسل کرتے وقت صرف پانی میں غوطہ لگانا ہی کافی ہے اور وہ بھی غسل جنابت کے لئے تو ایسی صورت میں غسلِ جنابت کرتے ہوئے پورے جسم کا ملنا فرض کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے لہذا ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی لائق سد ستائش ہے کہ غسل جنابت کے وقت جسم کا ملنا فرض وواجب نہیں ہے بعض اقوال فقہاء احناف کے مطابق جسم کا ملنا مستحب ہے اور بعض اقوال کے مطابق جسم کا ملنا سنت ہے۔

غسل جنابت کرنے کی وہ ترتیب بہت ہی اچھی ہے جو حدیث شریف میں مذکور ہوئی ہے۔

۱) دونوں ہاتھوں کو دھونا،

۲) استنجاء کرنا،

۳) ہاتھوں کو مٹی سے صاف کرنا یا پھر صابن سے خوب دھو کر صاف کرنا،

---

① علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۲۸۶ مطبوعہ مکتبہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

② علامہ سراج احمد حنفی سندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۳۰ مطبوعہ کانپور ہند

۴) کامل وضو کرنا،

۵) تین لپ پانی سر میں ڈالنا،

۶) سر کے بالوں کو خوب تر کرنا،

۷) سارے جسم کو مل بھی لینا، (یہ بعض ائمہ کرام کے نزدیک فرض ہے، بعض کے نزدیک مستحب ہمارے بعض ائمہ کے نزدیک مستحب ہے اور بعض کے نزدیک سنت)

ہم نے غسل جنابت کی وہ ترتیب ذکر کردی ہے جو تحقیق سے سامنے آئی ہے اور یہ بھی ذکر کردیا ہے کہ اگر پانی میں یعنی دریا یا نہر میں کوئی غوطہ زن ہی ہوجائے تو بھی غسل جنابت ہوجائے گا اسی طرح اگر تیز بارش ہورہی ہو اور پانی خوب خوب سر سے لے کر پاؤں تک بہہ رہا ہو تو بھی غسل ہوجائے اگر منہ کے اندر بھی پانی مقدار کلی تک چلا جائے اور ناک میں نرم ہڈی تک پہنچ جائے۔ اس صورت میں غسل ہوگیا۔

غسل جنابت کے بارے میں شافعیہ کا نقطہ نظر:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ رقم طراز ہیں، وہ اس قول مبارک کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ جو فرمان اقدس ہے جس کے آغاز پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب قائم فرمایا ہے۔ 'غسل سے قبل وضو' اس کی صراحت میں کہتے ہیں کہ اس سے غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ثابت ہوتا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس میں ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غسل کرنے کو فرض قرار دیا ہے اور یہ حکم مطلق ہے اس میں اس چیز کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ کس کو کس عمل پر مقدم کیا جائے۔ یہ کیسے ممکن ہے اعضاء بدن کو کب کب اور کیسے کیسے دھویا جائے بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ سارے بدن کو خوب دھویا جائے اور اس دھونے میں غسل کرنے والے کو اختیار ہے جس طرح چاہے دھوئے۔ جو کچھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بھی صحیح ہے ایک اور حدیث شریف بھی اس موضوع پر ملتی ہے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے اور وہ حدیث شریف امام مالک رضی اللہ عنہ کے مؤطا میں ہے۔ ابن عبدالبر کہتے وہ حدیث شریف اس عنوان پر احسن حدیث ہے میں کہتا ہوں جو روایت ھشام سے مروی ہے وہ ھشام بن عروہ ہیں اور وہ جماعت حفاظ میں سے ہیں امام مالک رضی اللہ عنہ سے جو حدیث شریف مروی ہے۔ وہ اور طرح کی ہے جیسا کہ ہم نے اس طرف اشارہ کردیا ہے۔ (امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک غسل جنابت کرتے وقت سارے جسم کو ملنا بھی ضروری ہے جبکہ ہمارے احناف کے نزدیک ملنا ضروری (فرض) نہیں بلکہ صرف سنت ہے۔ اور بعض احناف نے تو مستحب کہا ہے)۔

غسل جنابت سے قبل وضو کرنا سنت ہے اور یہ مستقل سنت ہے جن اعضاء کا وضو میں دھونا فرض ہے ان کا غسل

سے قبل دھونا سنت مستقلہ کے درجہ میں ہے ان کو دوسرے اعضا جسم کے ساتھ دھونا واجب ہے۔ یہی غسل سب اعضا کے دھونے کو کفایت کرے گا جیسا کہ یہ عادت ہے جب کوئی غسل جنابت کی نیت کرے تو وہ جب اپنے اعضاء وضو کو دھوئے گا اور پھر سارے جسم کو دھوئے گا تو اس طرح اس کو دونوں طرح کی طہارت میسر آئے گی۔ یعنی دونوں طہارتیں حاصل ہو جائیں گی۔ نمبر ا طہارت صغریٰ حاصل ہو گی نمبر ۲ طہارت کبریٰ میسر آئے گی۔

داوری جو کہ شافعیہ میں سے شارح محقق ہیں وہ اس طرف مائل ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ غسل سے پہلے اعضاء وضو کا ترتیب سے دھونا اس لئے ہے کہ اس (غسل کرنے والے) نے غسل جنابت کی نیت کر لی ہے۔ ابن بطال سے یہ منقول ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ غسل کے ساتھ وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ ①

درس حدیث

اھلِ ایمان ہزار تہنیت کے لائق ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا۔ ہماری کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہم اس رسول برحق علیہ السلام کی امت ہیں جن کو ربّ کائنات نے وجہ تخلیقِ کائنات بنایا اور ان کی طفیل ہم لوگوں کو امت وسط کا درجہ عطا فرمایا ہماری عزت کا سبب صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے والے ہیں اس کلمہ مبارک کی برکت یہ ہے کہ ہم ساری دنیا کے انسانوں سے اعلیٰ وارفع ہو گئے ہیں۔ اگر یہ حقیقت ہم اھل اسلام کو یاد رہتی تو ہم بھی اپنے دین سے بیگانہ نہ ہوتے۔ اصلاً ہمارا ذرا سا اپنے دین سے بے خبر ہونا اور پھر اپنی اولاد کو مغربی کلچر میں دھکیل دینا ہماری تنزلی کا سبب بنا ہے آیئے لوٹ آیئے اپنے دین کی طرف اپنی اصل کی طرف اپنی حقیقت کی طرف اپنی عزت وآبرو کی طرف ہاں ہاں سچ یہی ہے ہمارا وقار ہمارے دین کے سبب سے ہے ہماری عزت ہمارے دین ہی کی سر بلندی سے وابستہ ہے۔

مدینہ طیبہ اور مسجد نبوی کی یاد:

میں مدینہ شریف میں حاضر تھا بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضری انتہائی پر کیف تھی۔ میں مسجد نبوی شریف میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص جس کی عمر پچاس ۵۰ یا پچپن سال ہو گی وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گیا میری وضع قطع دیکھ کر نام پوچھا میں نے بتایا کہ میں محمد ارشد القادری رضوی ہوں۔ تب اس نے اپنی سرگزشت کہنی شروع کی اور رونے لگ گیا کہنے لگا میں پاکستانی ہوں ایک عرصہ ہوا میں روزی روٹی کے سلسلہ میں یورپ چلا گیا بچے وہیں پلے بڑھے اور جوان ہو گئے میرا ایک بیٹا یورپ کے ماحول سے بے حد متاثر ہو گیا حتی کہ اس کو اپنے دین وایمان میں بھی شک سا ہونے

---

① امام حافظ ابنِ حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/۲۷۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

لگا پھر اس نے یورپ کی کسی خفیہ ایجنسی میں باقاعدہ ٹریننگ لینی شروع کر دی اور انہی سے منسلک ہونے کا پکا پکا ارادہ بھی کر لیا اور اسلام کے بارے میں اس کی رائے اچھی نہ رہی میں نے بہت سمجھایا مگر میری کوئی بات اس پر اثر انداز نہ ہوئی۔ یہ میری کوتاہی کہ میں نے ابتداً اسے دین کی تعلیم کی طرف راغب نہ کیا بہر نوع آخر کار مجبور ہو کر میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ آؤ میں تمہیں اسلام کے مرکز مدینہ طیبہ تک لے چلتا ہوں وہاں جا کر دیکھ لو میرے آقا علیہ السلام کے دین میں کتنی صداقت ہے چنانچہ میں اس کو لے کر یہاں حاضر ہوں چند دن کے قیام کے بعد اس نے آج مجھے کہا ہے ابا یہاں (مدینہ منورہ) آ کر مجھے کچھ کچھ یقین ہوا ہے کہ تیرا کلمہ بھی سچا ہے۔ اب وہ روئے جا رہا تھا اور آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔ وہ مجھ سے رخصت ہوا اگلی ملاقات پھر مسجد نبوی شریف ہی میں ہوئی اب اس کا وہ بیٹا بھی ساتھ تھا جس کا وہ ذکر میرے ساتھ کر چکا تھا میں نے اس نوجوان سے گفتگو کا آغاز کیا انتہائی سنجیدہ تھا مگر اپنے دین کے اصولوں سے بے خبری کی وجہ سے بھٹکا ہوا تھا اصل میں تو وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حاضری کی برکت سے اندر سے یقین کامل کر چکا تھا کہ یہ دین جو محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لایا ہوا دین ہے سچا ہے جب میں نے حقانیت اسلام اس پر واضح کی اور اس کو سوالات کرنے کی مکمل اجازت دی تو وہ بہت متاثر ہوا تھوڑی تھوڑی اردو اس کو آتی تھی مگر انگریزی میں جلد تفہیم کرتا تھا میں بڑی متانت کے ساتھ اور انتہائی پیار سے اس کو اسلام کی صداقت بتائی الحمد للہ وہ اسلام کی حقانیت کا قائل ہو کر یورپ لوٹا اور اس کا باپ خوش تھا اور کہہ رہا تھا اب ہم یورپ میں رہ کر بھی اپنے علماء سے رابطہ رکھیں گے تا کہ ہمارے بچے اسلام کے سچے شیدائی بنیں اور انہیں اسلام کی حقانیت پر کبھی شک بھی نہ گذرنے پائے۔ ایک بات عرض کرنا چاہوں گا بغور سماعت فرمالیں وہ باپ تو پیسے والا تھا اپنے بیٹے کو مدینہ شریف تک لے آیا مگر ہر باپ تو ایسا نہیں ہوتا لہٰذا آپ اپنے بچوں کو علماءِ حق کی صحبت میں لے جایا کرو وہ حق پر قائم رہیں گے۔ انشاء اللہ میں درسِ حدیث پاک کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔ ہر مسلمان پر غسل فرض ہوتا ہے اس کو غسل جنابت کرنے کا طریقہ آنا بھی ضروری ہے لہذا وہ حدیث شریف میں مذکور ہوا ہے۔ ارشاد رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔

> حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غسل جنابت کرنے کا ارادہ فرماتے تو ابتداء دونوں ہاتھوں کو دھونے سے فرماتے برتن میں داخل کرنے سے پہلے ہی دونوں ہاتھ دھو لیتے پھر اس کے بعد استنجاء فرماتے۔ سبیلین کو دھونے کے بعد بالکل اسی طرح وضو فرماتے جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے۔ پھر پانی سے اپنے بالوں کو تر فرماتے پھر تین مرتبہ سر پر پانی ڈالتے۔
>
> (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۰۴)

یہ غسل جنابت کا وہ مبارک طریقہ ہے جو امام الانبیاء علیہ السلام کی سنت ہے لہذا ہمیں بھی اسی طرح غسل

جنابت کرنا چاہئے۔ترتیب یہ ہے۔

۱) دونوں ہاتھوں کو دھونا،

۲) استنجاء کرنا،

۳) ہاتھوں کو مٹی سے صاف کرنا یا صابن وغیرہ سے خوب دھو کر صاف کرنا،

۴) کامل وضو کرنا،

۵) تین لپ پانی سر پر ڈالنا،

۶) سر کے بالوں کو خوب تر کرنا،

یہ ہے وہ ترتیب غسل جنابت جس کا تذکرہ حدیث شریف میں آیا ہے کتنا مبارک طریقہ ہے غسل جنابت کا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان مبارک اطہر طریقوں کو سیکھنے اور دوسروں تک ان کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ والہ واصحابہ اجمعین۔

آیئے! ہم آج ہی سے درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں۔خود ان مبارک فرامین رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فیض یاب ہوں اور دوسروں کو ان سے مستفیض کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔اگر آپ اب بھی ہچکچاتے رہے کہ اگر ہم نے درسِ حدیث شریف کا اہتمام کیا اور لوگوں کو کہیں گے کہ آؤ درسِ حدیث سنیں تو وہ کیا کہیں گے بھائی وہ آپ کا شکریہ ادا کریں گے کہ آپ کی وساطت سے ان کو علم حدیث شریف ملنے لگا ہے لہٰذا گھبرانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں فکر مند نہ ہوں خوش ہوں آپ نے ایک نیک کام کا آغاز کیا ہے اس کے ذریعے آپ کو برکات ہی برکات ملیں گی کوئی تنگی نہیں آئے گی بلکہ میں تو یہ بھی پورے یقین سے کہتا ہوں جو درسِ حدیث شریف کا اہتمام کرے گا یعنی جو درسِ حدیث دے گا جو درسِ حدیث شریف کے لئے جگہ نشست گاہ فراہم کرے گا جو جو اس مبارک پروگرام میں تعاون کرے گا جو اس درسِ حدیث شریف میں شریک ہوگا سب کے مال میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا اسی طرح صحت،عزت،عظمت اور وقار میں اضافہ ہوگا۔

معیارِ نظم

میری زندگی الحمد للہ ایک نظم کی پابند رہی ہے۔ میں نے کبھی بھی بلا سوچے سمجھے دوڑ نہیں لگائی، اس طرح کی کاروائیوں سے وقت ضائع ہوتا ہے۔ کبھی بھی بلا سوچے سمجھے اور بلا تعیّنِ منزل دوڑ نہین لگانی چاہیئے۔ اگر کوئی فرد، خاندان یا قوم منزل کا تعیّن کیئے بغیر ہی دوڑنا شروع کر دے، تو اس کی انرجی ویسٹ (ENERGY WASTE) ہوگی مگر منزل کا پتہ نہیں چلے گا، میں اسی طرح کا طرزِ عمل اپنانے کا قائل ہوں جس سے قوّت بھی کم سے کم صرف ہو اور اپنے طے شدہ اہداف بھی زیادہ سے زیادہ سر ہوں۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۷۷

بَابُ هَلْ تَنْقُضُ الْمَرْأَةُ شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ؟

کیا عورت کو غسل کرتے وقت سر کے بالوں کو کھولنا ضروری ہے؟

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے۔ جو روز مرّہ زندگی سے متعلق ہے اس سے آگاہ رہنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے برکت ہی برکت ہے۔ ایک مسلمان کو معلوم ہونا چاہئے کہ غسل جنابت کرتے وقت کیا کرنا ضروری ہے۔

آیئے! آپ بھی اس حدیث شریف کا مطالعہ فرمایئے اسلامی زندگی گذارنے کی ترغیب ملے گی اور دینی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۰۵

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِيَ عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِيْ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِيْنَ. أَوْ قَالَ فَإِذَا أَنْتِ قَدْ تَطَهَّرْتِ.

قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَلَمْ تَنْقُضْ شَعْرَهَا إِنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُهَا بَعْدَ أَنْ تُفِيْضَ الْمَاءَ عَلٰى رَأْسِهَا.

حضرت امّ سلمہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ! میں ایک ایسی عورت ہوں جو اپنے بالوں کو بڑی مضبوطی سے باندھ رکھتی ہوں یعنی چٹیا بنالیتی ہوں۔ تو کیا میں ان کو غسل جنابت کے وقت کھولا کروں؟ امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ صرف پانی کے تین لپ ہی کافی ہیں جنہیں تو اپنے سر پر ڈال لیا کرے (اور اس سے بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں) اس کے بعد تو اپنے سارے جسم پر پانی بہادیا کر۔ بس ایسی صورت میں تو پاک ہے یا یوں ارشاد فرمایا جب تو ایسا کرلے گی تو یقیناً پاک ہو جائے گی۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اہل علم کا عمل اسی حدیث شریف کے موافق ہے۔ یہ کہ عورت کو غسل جنابت کرتے وقت بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے سر تک پانی پہنچادے۔

حدیث نمبر ۱۰۵ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ابن ابی عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۲} سُفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} ایوب بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن العاص بن سعید بن امیہ ابوموسیٰ المکی۔

ایوب بن موسیٰ! نافع، مکحول، حمید بن نافع، سعید المقبری، زہری اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے یحییٰ بن سعید، شعبہ، سفیان، اللیث، ابن جریج اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مدینی کے حوالے سے بیان کیا ہے ان سے چالیس کے قریب احادیث مروی ہیں۔ امام احمد، ابن معین، ابوزرعہ، امام نسائی، عجلی اور ابن سعد کا کہنا یہ ہے کہ ایوب بن موسیٰ ثقہ راوی ہیں۔ امام احمد نے یوں بھی کہا کہ ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں ایوب بن موسیٰ صالح الحدیث ہیں۔

امام دارقطنی کہتے ہیں ایوب اور ان کا چچازاد اسماعیل بن امیہ دونوں ثقہ ہیں ابن عیینہ کہتے ہیں ان دونوں میں سے ایوب بڑے فقیہ ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر رقم طراز ہیں کہ امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات راویوں میں کیا ہے۔ آجری نے جناب داؤد کے واسطہ سے بیان کیا کہ ایوب ثقہ راوی ہیں۔ ابن عبد البر نے کہا کہ ایوب بن موسیٰ ثقہ ہیں حافظ ہیں۔

ابوداؤد نے ان کو ثقہ قرار دیا اور ابن مدینی نے اصحاب نافع میں طبقہ الثالثہ میں شمار کیا۔

ایوب بن موسیٰ کی وفات!

خلیفہ کا بیان ہے کہ ایوب بن موسیٰ کی وفات ۱۳۲ھ کو ہوئی۔ ①

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۳۶۰ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۴} مقبری رحمۃ اللہ علیہ یعنی سعید بن ابی سعید ان کا نام کیسان ہے:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔ مقبری کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ سعید بن ابی سعید ان کا نام کیسان ہے المقبر ی ابوسعد المدنی ان کے والد بنی لیث کی ایک عورت کے مکاتب تھے مقبری ان کی نسبت مدینہ منورہ کے مقبرہ کی وجہ سے ہے یہ صاحب وہاں کی خدمات سرانجام دیتے تھے۔

مقبری! حضرت سعد، حضرت ابوھریرہ، حضرت ابوسعید، حضرت عائشہ ام المؤمنین، حضرت امّ سلمہ امّ المومنین ،معاویہ بن ابی سفیان، حضرت ابی شریح، حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن رافع مولیٰ ام سلمہ رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے امام مالک، ابن اسحٰق، یحییٰ بن سعید انصاری، ایوب بن موسیٰ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد ماجد امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مقبری کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جناب عثمان دارمی کہتے ہیں سعید اوثق ہیں۔ ابن مدینی، ابن سعد، عجیلی، ابوزرعہ، اور امام نسائی فرماتے ہیں کہ سعید ثقہ راوی ہیں۔ ابن خراش کا کہنا یہ ہے کہ مقبری ثقہ جلیل ہیں اور لیث بن سعد سے زیادہ مضبوط راوی ہیں۔ امام ابوحاتم نے ان کو صدوق کہا یعقوب ابن شیبہ نے کہا کہ یہ بڑی عمر میں جا کر اختلاط کرنے لگ گئے تھے اپنی موت سے کوئی چار ایک سال پہلے۔

مقبری کی وفات:

امام بخاری بیان کرتے ہیں، کہ مقبری کی وفات نافع کے بعد ہوئی، نوح بن حبیب کا کہنا یہ ہے کہ مقبری کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ ①

عبداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عبداللہ بن رافع مخزومی، ابورافع مدنی مولیٰ ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا، عبداللہ بن رافع، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا، حجاج بن عمرو بن غزیہ انصاری، ابی ھریرہ رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے، فلیح بن سعید قبائی، ایوب بن خالد بن صفوان، بکیر بن اشجع، ابوصخر حمید ابن زیاد، سعید بن ابی سعید مقبری اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

جناب عجیلی، ابوزرعہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیھم فرماتے ہیں عبداللہ بن رافع ثقہ راوی ہیں امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱ / ۳۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۱۸۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۶} امّ سلمہ رضی اللہ عنہا:

یہ امّ المؤمنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں، اسلام کے لئے ان کی بے پناہ خدمات ہیں تمام ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد ان کا انتقال ہوا۔ بڑے مرتبے کی بی بی ہیں اسلام لانے کے بعد اپنے پہلے شوہر ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی وہاں سے واپس آ کر مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت کی اور بڑے مصائب وآلام راہ حق میں برداشت کیے۔

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ رقم طراز ہیں:

سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ ھند بنت ابی امیہ حذیفہ اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے سہیل بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر ابن مخدوم مخزومیہ ام سلمہ زوج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

امّ المؤمنین سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے، ابو سلمہ بن عبد الاسد، فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتی ہیں، اسی طرح ان سے، ان کی صاحبزادی حضرت زینب، ان کے بیٹے جناب عمر اور دوسرے بیٹے جناب ابو سلمہ رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ واقدی کی روایت کے مطابق سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ماہ شوال سنہ ۵۹ ھ کو ہوا (یہ درست نہیں ہے۔ محمد ارشد القادری)

احمد بن ابی خیثمہ کا بیان ہے کہ سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال یزید کے زمانے میں ہوا اور یہ سنہ ۶۲ ھ کا سال تھا۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میری تحقیق یہ ہے کہ ان کا نکاح رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنہ ۴ھ کو ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد غزوہ اُحد میں شریک تھے۔ انہیں تیر لگا اور تیر لگنے کے بعد وہ پانچ یا سات ماہ تک زندہ رہے پھر وفات پائی۔ اس کے بعد عدت گذرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نکاح ہوا۔ امام ابن حبان بیان کرتے ہیں، حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آنے کے بعد سنہ ۶۱ ھ کو وصال فرمایا۔ [1]

---

[1] امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲ / ۸۳ ۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۰۵

علمِ حدیث سے شغف رکھنے والے ہر ذی شعور پر بین ہے کہ اھلِ اسلام کے پاس زندگی گذارنے کا اپنا قانون موجود ہے۔ اس قانونِ زندگی کو شریعت کا نام دیا گیا ہے قرآن حکیم میں جہاں یہ لفظ ارشاد ہوا ہے وہاں اس سے مراد دستور العمل ہے۔ لہذا شریعت مطہرہ کا مطلب قانونِ زندگی کیا جائے تو بھی صحیح اور اگر اس کو دستور العمل کے الفاظ سے تعبیر کیا جائے تو بھی درست اور اگر اس کا معنیٰ نصب العین کر لیا جائے تو اس طرح بھی بالکل صحیح قرار پائے گا۔ قرآن حکیم قانونِ اصلی ہے اور حدیث شریف اگرچہ قانونِ اصلی تو نہیں لیکن تابع قانونِ اصلی ضرور ہے۔ جو برکات اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ السلام کے مقدس کلام میں ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں ایک انسان اگر اپنی بے چین زندگی کو چین سے معمور کرنا چاہتا ہو تو اپنی زندگی کو سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت مطہرہ کے سانچے میں ڈھال لے انشاء اللہ زندگی سکون قلب کا مظہر بن جائے گی۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہماری روزمرہ زندگی موافقِ سنت اقدس ہو جائے۔

کیا غسل جنابت کے وقت عورت کا بالوں کو کھولنا ضروری ہے؟

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ یعنی ھند بنت ابی امیہ مخزومیہ بیان کرتی ہیں۔ میں نے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اپنے سر کے بالوں کا چٹلہ یا چٹیا بہت مضبوط باندھی ہوتی ہے تو کیا میں اپنے بالوں کو بوقت غسل جنابت کھولا کروں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سر کے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے اس کی صورت یہ ہے کہ تم دونوں ہاتھوں سے لپیں بھر بھر کر اپنے سر کے بالوں کو تر کرو اور یہ عمل تین مرتبہ کیا جائے۔ اس کے بعد اپنے سارے جسد پر پانی کو بہادو ایسی کیفیت میں تم پاک ہو جاؤ گی۔ یا اسطرح فرمایا کہ،

فَاِذَا اَنْتِ قَدْ تَطَهَّرْتِ۔

ایسی صورت میں تم یقینا پاک ہو جاؤ گی۔

اھل علم کا عمل اسی پر ہے کہ جب عورت غسل جنابت کرنے لگے تو اس کو بالوں کا کھولنا ضروری نہیں جبکہ وہ اپنے سر پر پانی بہا کر ان کو خوب تر کر دے اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔

اس حدیث شریف کو امام ابوداؤد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔امام احمد اور شیخین نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنھا سے روایت کیا۔خطابی اور سعید بن منصور نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔حدیث شریف کے الفاظ وہی ہیں جو مذکور ہو چکے ہیں مطلب یہ ہے حدیث شریف وہی ہے جس کی عبارت جامع ترمذی شریف کی حدیث نمبر 105 میں وارد ہوئی ہے۔①

علمی تحقیق کا ایک بے مثل انداز:

علامہ ابوطیب سندھی لکھتے ہیں، حدیث شریف میں جو چٹیا کو مضبوط باندھنے کا تذکرہ آیا ہے یہاں یہ لفظ "اَشُدُّ" ھمزہ کی زبر اور شین کی پیش کے ساتھ ہے۔اس کا مطلب ہے بہت مضبوطی کے ساتھ بندھا ہونا،نھایہ میں مذکور ہے یہاں مراد ہے بالوں کو بصورت چٹلہ بنا دینا۔ابن عربی کا کہنا یہ ہے کہ یہ جو لفظ ہے "ضَفَرَ" لوگ اس کی فا کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں حالانکہ وہ فتح یعنی زبر کے ساتھ ہے اس لئے کہ مسکن مصدر کے معنوں میں ہے اور اس جگہ وہ شیٔ مراد ہے جس سے بالوں کو باندھا جاتا ہے۔میں کہتا ہوں کہ اکثر مصدر کو مفعول کے معنوں میں استعمال کر لیا جاتا ہے۔اس کی مثال دیتے ہوئے علامہ فرماتے ہیں۔

کالخلق بمعنی المخلوق واللفظ بمعنی الملفوظ۔

جیسے خلق بمعنی مخلوق اور لفظ بمعنی ملفوظ۔

چنانچہ اس کو ساکن پڑھنا بھی جائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں مصدر بمعنی مضفور ہے اور مراد یہاں مصدری معنی کا ارادہ ہے۔②

جو کچھ فہم فقیر میں آیا ہے وہ یہی ہے کہ اگر کسی عورت نے اپنے بالوں کو مضبوطی کے ساتھ چٹلہ کی صورت باندھ رکھا ہو تو اس چٹیلے کو کھولنے کی ضرورت نہیں بلکہ پانی سر پر ڈال لیا جائے تا کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے اور سرتر ہو جائے تو غسل جنابت ہو جاتا ہے۔بس پانی کا بالوں کی جڑوں تک پہنچنا شرط ہے اگر ایسا ہو گیا تو غسل ہو گیا۔

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد،از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۳۱ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب سندھی،از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۳۱ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

یقین فرمائیں جب میں احادیث طیبہ کا مطالعہ کرتا ہوں ان کی شروح دیکھتا ہوں تو دل چاہتا ہے کاش ساری امت ہی اپنے آقا مولیٰ علیہ السلام کے ان فرامین کو پڑھتی ان سے فیوض و برکات حاصل کرتی اور پھر نہایت ذوق وشوق کے ساتھ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں تک ان کو پہنچانے کا اہتمام کرتی مگر ہمیں ہماری نجی مصروفیات نے اسقدر دنیا میں محو کر دیا کہ ہم اپنی متاع حیات سے بہت دور نکل گئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم پھر اسی نسخہ اکسیر کی طرف لوٹ آئیں تو کامیابی یقینی ہوگی کیا کروں بڑی درد سے کہنا پڑ رہا ہے ہمارا حال تو اس زمانے میں یہ ہے ایک نوجوان میرے پاس آیا اور نہایت بیقراری کے عالم میں کہتا ہے حضرت دعا کر دیں کوئی نوکری مل جائے کوئی کاروبار چل جائے آج کل حالات بہت خراب ہیں میں نے کہا بھائی ضروریات دین سیکھو ان پر عمل کرو اور دوسروں کو ان کی تبلیغ کرو انشاء اللہ برکت ہوگی۔ میرے مشورے پر وہ پھر گویا ہوئے بس نوکری کا بندوبست ہو جائے پھر وقت نکال لوں گا دل مطمئن ہوگا کہ روزی روٹی کا بندوبست ہو گیا ہے لیجیے صاحب ہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی اس کی بارگاہ اقدس میں اس کے پیارے محبوب دانائے کل غیوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا واسطہ پیش کیا سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر نامدار حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پیش کیا اللہ تعالیٰ نے کام کر دیا اچھا بندوبست ہو گیا اب رابطہ منقطع کبھی پھر کسی کام سے وہ صاحب تشریف لائے تو میں نے پوچھا بھائی اب تو نوکری مل گئی روزی روٹی کا انتظام ہو گیا اب کیا مجبوری ہے آپ اپنے دین کو دلائل سے سیکھنے کے لئے کیوں نہیں آتے تو جواب ملا اب کیا کروں نوکری کرتا ہوں مصروفیت بہت ہے بس واپس آکر تھک جاتا ہوں بس نکل ہی نہیں پاتا نوکری نے ایسا مصروف کر دیا ہے کہ دین کے ضروریات تک سیکھنے کا وقت نہیں نکلتا بتائیے ہم کیا کریں پہلے تو نوکری نہ ہونے کی مجبوری تھی اور وعدہ تھا اگر کاروبار مل گیا یا نوکری میسر آ گئی تو دین کا کام کروں گا پھر جب نوکری مل گئی تو اب عذر یہ ہے کہ نوکری کرنی ہے اس لئے دین سیکھنے کے لئے وقت نہیں آخر ہم کیا کریں ہم تو اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ میں نہایت ادب سے مشورہ دوں گا وقت نکلا نہیں کرتا بلکہ وقت نکالنا پڑتا ہے۔ نامِ خدا وقت نکالنے کی کوشش فرمائیں اور اس وقت کو غنیمت جانیں دین کی ضروریات تو سیکھ لیں انشاء اللہ دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں نافع ہونگے۔ یہاں عمل میں وہاں اجر میں۔ آیئے احادیث مبارکہ کو پڑھیں سمجھیں اور ان پر عمل کریں حدیث شریف میں آتا ہے۔

حضرت ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایک ایسی عورت ہوں جو اپنے بالوں کو بڑی

مضبوطی سے باندھ رکھتی ہوں یعنی چٹیا بنا لیتی ہوں۔ تو کیا میں ان کو غسل جنابت کے وقت کھولا کروں؟ امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ صرف پانی کے تین لپ ہی کافی ہیں جنہیں تو اپنے سر پر ڈال لیا کرے (اور اس سے بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں) اس کے بعد تو اپنے سارے جسم پر پانی بہا دیا کر۔ بس ایسی صورت میں تو پاک ہے یا یوں ارشاد فرمایا جب تو ایسا کرے گی تو یقیناً پاک ہو جائے گی۔

ہمت مرداں مدد خدا:

کس قدر بابرکت فرمانِ اقدس ہے ایک مسلمان عورت کے لئے ان مسائل کا جاننا کتنا ضروری ہے ان کو کون سمجھائے ہاں اگر ان کے شوہر احادیث مبارکہ کا درس سنیں بلکہ درس دیں تو مسلمان عورتوں کا بھی بہت بھلا ہو۔

آیئے ہم سب ملکر درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں۔ خود حدیث شریف سیکھیں اور دوسروں تک اس کو بذریعہ درسِ حدیث پہنچانے کا انتظام کریں۔ اپنی مساجد میں مدارس میں، گھروں میں دفاتر میں الغرض جہاں کہیں بھی موقعہ میسر آئے آپ درسِ حدیث شریف کا آغاز فرما دیں انشاء اللہ کامیابی آپ کی ہوگی بس آپ ہمت فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً آپ کی مدد فرمائے گا وہ بڑا کریم ہے آپ تھوڑی سی ہمت سے کام لیجیے اسباب اللہ تعالیٰ خود پیدا فرما دے گا آپ نے نیکی کے کام کا آغاز کر دینا ہے یہ نہیں سوچنا کہ لوگ کیا کہیں گے لوگوں کو خوش کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خوش کرنا مقصود اصلی ہے لہٰذا رضاءِ رب کے لئے اس کارِ خیر کا آغاز فرمایئے۔

ہمت مرداں مدد خدا۔

معیارِ کلام

اس میں کوئی شک نہیں بعض لوگوں کی زبان خاصی تیز ہوتی ہے، مگر زبان کی یہ تیزی انکو نافع نہیں ہوتی، زبان کا چلنا اور تیز چلنا صرف اسی وقت کسی فرد، خاندان اور قوم کیلئے نافع ہوتا ہے جب وہ ایک نظم کی پابند بھی ہو۔ پابندیِ نظم کے بغیر زبان کا چلنا یا چلانا ہرگز فائدہ مند نہیں ہوتا، بات کرنے کا سلیقہ آجانا بھی ایک کمال ہے، اس کا صحیح طور افادہ اسی وقت ہوتا ہے، جب سلیقۂ کلام کے ساتھ، اعتقاد بھی درست ہو اور ماحصلِ کلام اپنی امتیازی شان ہو اور عبارت میں ایسی پیچیدگی پائی جائے جو لکھنے والے کی علمیت پر تو دال ہو مگر اس کے مقصود کو بیان کرنے سے قاصر ہو اور بہت دقّت کے بعد مقصدِ کلام سمجھ میں آتا ہو۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۷۸

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً.

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہوا ہے کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو عمدہ ہے مگر اس کو امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے غریب قرار دیا ہے۔
آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

حدیث نمبر ۱۰۶

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ. فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَأَنْقُوا الْبَشَرَةَ

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسٰى حَدِيثُ الْحَارِثِ بْنِ وَجِيهٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهٖ.

وَهُوَ شَيْخٌ لَيْسَ بِذَالِكَ، وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ، وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ. وَيُقَالُ الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ، وَيُقَالُ ابْنُ وَجْبَةَ.

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر بال کے نیچے جنابت ہے لہٰذا بالوں کو دھویا کرو اور جلد وجسم کو خوب صاف کیا کرو۔

اس باب میں حضرت علی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنھما سے بھی روایات آئی ہیں امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں حدیث حارث بن وجیہ حدیثِ غریب کے درجہ میں ہے ہم اس حدیث کو صرف انہی کے حوالے سے جانتے ہیں یہ وہ شیخ ہیں جن سے بہت سارے ائمہ کرام نے حدیث لی ہے لیکن اس حدیث میں تفرد ہے کہ انہوں نے صرف مالک بن دینار ہی سے روایت کیا ہے ان کو حارث بن وجیہ بھی کہتے ہیں اور ابن وجیہ بھی انہی کو کہا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۶ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} نصر بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۲} حارث بن وجیہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ضعیف راوی ہیں امام ابن حجر عسقلانی کے ہاں ان پر صرف جرح ہی منقول ہے تعدیل میں کوئی ایک قول بھی موجود نہیں۔

۳} مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ نے ان کا پورا نام ونسب اس طرح رقم فرمایا ہے۔

مالک بن دینار، السامی، النساجي مولاھم ابویحییٰ البصری الزاھد۔

ان کے والد صاحب کا تعلق سجستان سے تھا۔ ایسے بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا تعلق کابل سے تھا۔ مالک بن دینار، حضرت انس بن مالک، احنف، شہر ابن حوشب، حضرت حسن، ابن سیرین سے اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بھائی عثمان، ابان بن یزید العطار، حارث بن وجیہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مالک بن دینا ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں مالک بن دینار ثقہ ہیں مگر قلیل الحدیث ہیں۔

مالک بن دینار کی وفات:

سری بن یحییٰ کا بیان ہے کہ مالک بن دینار کی وفات ۱۲۷ھ کو ہوئی اس کے علاوہ بھی روایت ملتی ہے اس کے مطابق ان کی وفات ۱۲۳ھ کو ہوئی خلیفہ بن خیاط نے ان کی وفات کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ۱۳۰ھ کو ہوئی امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ۱۳۰ھ والی روایت ہی معتبر ہے۔ [1]

۴} محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۰/ ۱۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۵} ابوھریرہ رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل، محاسن، کمالات، محامد، مناقب اور خدماتِ دین کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ ان کے حالات واحوال کو پڑھنے کے بعد دل باغ باغ ہو گا خدمت دین کا جذبہ ابھرے گا۔ راہِ حق میں سفر کرنے اس راستے میں مصائب وآلام برداشت کرنے اور غلبہ حق کے لئے جدوجہد کرنے کا وہ جوہر نایاب پیدا ہوگا۔ جو عمر بھر کے لئے اسلام کی ترویج واشاعت میں لگا دے گا۔

شرح حدیث نمبر ۱۰۶

اس میں کوئی شک نہیں سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک فرمان اقدس اپنے اندر ہزار ہا برکات رکھتا ہے۔ یہ حدیث شریف جس میں ذکر ہے کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔ اگرچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو غریب قرار دیا ہے پھر بھی غسل کرتے وقت بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا چاہئے تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب نمبر ۷۹

بَابٌ فِي الْوُضُوْءِ بَعْدَ الْغُسْلِ۔

غُسل کرنے کے بعد وضو کرنا۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے۔ جو روزمرہ زندگی سے متعلق ہے۔ انتہائی اہمیت کی حامل حدیث پاک ہے۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمائے۔ قلب و روح مسرور ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۰۷

حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الغُسْلِ۔ قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ أَنْ لَّا يَتَوَضَّأَ بَعْدَ الغُسْلِ۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غسل فرمانے کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں یہ قول بہت سارے صحابہ کرام اور تابعین عظام کا ہے کہ غسل کرنے کے بعد الگ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر ۱۰۷ کی فنی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} اسماعیل بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۲} شریک رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} ابی اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۷ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ الاسود کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ الاسود بن یزید بن قیس النخعی ابوعمرو اس طرح بھی کہا جاتا ہے ابوعبدالرحمٰن۔

جناب اسود، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت بلال، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن ان کا بھانجا ابراھیم بن یزید نخعی، عمارہ بن عمیر، ابواسحٰق سبیعی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اسود ثقہ ہیں اور اھل خیر سے ہیں، امام اسحٰق یحییٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اسود ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے نیز یہ بھی کہا ہے کہ ان کی احادیث صالحہ ہیں۔ ابن ابی خیثمہ کا کہنا ہے کہ اسود نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم کے ساتھ حج کیا تھا امام حاکم کہتے ہیں کہ اسود صائم الدھر تھے۔ عجیلی بیان کرتے ہیں کہ اسود ثقہ ہیں رجل صالح ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے اور وہ کہتے تھے اسود فقیہہ تھے اور زاہد تھے۔

اسود کی وفات:

ابواسحٰق کا کہنا ہے کہ اسود کی وفات ۷۵ھ میں بمقام کوفہ ہوئی۔ [1]

عائشہ رضی اللہ عنھا:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کے مناقب، محاسن، محامد، فضائل وکمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التھذیب ۱/ ۲۹۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۰۷

ہمارا قانون زندگی، ہمارا اصل قانون تو قرآن حکیم ہی ہے لیکن حدیث شریف تابع قانونِ اصلی ہے۔ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک فرمانِ اقدس امت کے لئے بالخصوص اور ساری انسانیت کے لئے بالعموم خیر ہی خیر ہے۔

حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث پاک بتا رہی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غسل فرمانے کے بعد علیحدہ وضو نہیں فرماتے تھے بلکہ غسل کے بعد بغیر وضو کیے ہی نماز پڑھ لیتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

غسل کے بعد بلا ضرورت نیا وضو کرنا سنت نہیں:

کئی بار ذہن میں خیال آتا تھا کہ اس حدیث شریف کو جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ الگ باب کے ضمن میں لائے ہیں آخر اس کی کیا ضرورت تھی یہ تو ایک عام فہم سی بات ہے کہ جب انسان غسل کرتا ہے تو اعضاء وضو خود بخود دھل جاتے ہیں۔

مجھے حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں کھڑے ہو کر سوالات کے جواب دیتے ہوئے بیس برس گذر گئے ہیں ایک دن ایک نوجوان نے سوال کیا کہ ایک مسلمان جب غسل کر لیتا ہے تو اس کو نماز کے لئے الگ وضو کرنا ضروری ہے یا نہیں تو میں نے فوراً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی یہی حدیث شریف سنا دی۔ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غسل کے بعد علیحدہ وضو نہیں فرماتے تھے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص غسل کر لیتا ہے تو اس کو نماز کے لئے علیحدہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں جب تک وضو ٹوٹ نہ جائے اور نیا وضو کرنے کی حاجت پیش آ جائے۔

غسل کے بعد بلا ضرورت نیا وضو کرنا اگرچہ نماز ہی کے لئے کیوں نہ ہو سنت نہیں ہے۔

درسِ حدیث

اسلام نے اپنے ماننے والوں کی زندگی کو آسان بنایا ہے۔ان کو زندگی کے ہر ہر شعبے میں ھدایات عطا فرمائی ہیں۔کوئی شعبہ زندگی ایسا نہیں جس میں اسلام نے اپنے ماننے والوں کو تشنہ چھوڑا ہو اللہ گواہ ہے ہمارا دین واقعی ساری انسانیت کے لئے رحمت ہے۔ ہمارے پیارے آقا علیہ السلام ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں قرآن حکیم میں ان کو رحمۃ للعالمین کے مبارک لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

آپ کا ایک ایک عمل ساری انسانیت کے لئے نفع بخش ہے اور اھل ایمان کی تو جان ہے۔ایک انسان غسل کرتا ہے تو اس کے دل میں خیال آتا ہے آیا اب میں نماز پڑھنے کے لئے نیا وضو کروں گا کہ نہیں؟ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث شریف ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں اس کو وارد فرمایا ہے۔

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غسل فرمانے کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۰۷)

اس مبارک حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ غسل کرنے کے بعد الگ وضو کرنے کی حاجت نہیں رہتی جب تک کہ وضو ٹوٹ نہ جائے۔ہاں اگر وضو ناقض ہو جائے تو نیا وضو بنانا چاہئے ورنہ نیا وضو بنانے کی ضرورت نہیں۔کیسے کیسے پیارے فرامین میسر آئے ہیں احادیث طیبہ کا مطالعہ کرنے سے آیئے ہم سب مل کر درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں اور خوب خوب ضروریات دین کو سیکھیں اور ان کو دوسروں تک پہنچانے کا بندوبست کریں۔

تاخیر نہ فرمائیں آج سے درسِ حدیث شروع کریں اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہوگا آسانیاں پیدا ہوں گی اور آخر کامرانی آپ کے قدم چومے گی ان شاء اللہ۔

معیارِ سرخروئی

اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص کا مطلب ہے، اللہ تعالیٰ کو دل سے پیار کرنا، اسکی محبّت سے سرشار ہونا۔ اسکی محبّت میں غرقاب ہونا، اسکو اسقدر چاہنا کہ کسی دوسرے کو اس طرح نہ چاہا جائے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اس کی عبادت صرف اسکو راضی کرنے کی غرض سے کرنا، اپنی ساری عزّت اسی کی عطا ماننا، اپنا سارا مقام و مرتبہ فقط اسی ایک اللہ، خالق و مالک کی عنایت سمجھنا۔ اپنی عبادت و ریاضت کو اپنی نجات کا سامانِ مطلقًا نہ جاننا بلکہ فرائض و واجبات کو امرِ ربّانی سمجھ کر ادا کرنا اور اسکی بارگاہِ اقدس میں ہمیشہ اپنی سرخروئی کی دعا کرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ کو اس انداز سے ماننا کہ اس کی محبّت کا غلبہ انسان کی ذات پر نظر آئے، وہ امور جہاں انسان بےبس سا ہو وہاں اپنے ربّ سے قوی امید رکھنا کہ نجات کی کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی دے گا۔

اپنے اللہ تعالیٰ کو تمام نقائص سے پاک ماننا، تمام عیوب سے اسکو منزّہ تسلیم کرنا اور یہ یقین رکھنا وہ اپنی مخلوق کے ساتھ پیار کرتا ہے۔ اس پر رحم کرتا ہے۔ اپنے محبوب ﷺ کو اتنا چاہتا ہے کہ جو انکو چاہے اللہ تعالیٰ اسکو چاہنے لگ جاتا ہے۔ بلکہ اسکا ہو ہی جاتا ہے۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۸۰

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَجَبَ الْغُسْلُ۔

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہوا ہے کہ جب مقامِ خاص مقامِ خاص سے چھو جائے (TOUCH) ٹچ کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

اس باب میں دو حدیثیں آ رہی ہیں جو اپنی افادیت میں نہایت اہم ہیں۔ ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے ان کا جاننا ضروری ہے۔ نفاست و شرافت کی آئینہ دار ہیں۔

آیئے آپ بھی ان کا مطالعہ فرمایئے اسلام کی نفاست و طہارت پر یقین کامل ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۰۸

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ۔

حضرت عائشہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، جب شرمگاہ سے شرمگاہ ملے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چنانچہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب فطرت کے مطابق اس مرحلے سے گذرتے تھے تو ہم بھی غسل کر لیتے تھے۔

اس باب میں حضرت ابوھریرہ، حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۸ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ابوموسیٰ محمد بن مُثنّیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات احوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے ائمہ کرام نے ان کی توثیق بیان فرمائی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے، محمد بن المثنّٰی بن عبید بن قیس بن دینار العَنَزِی، ابوموسیٰ البصری، الحافظ المعروف بالزمن۔

ابوموسیٰ! عبداللہ بن ادریس، ابومعاویہ، خالد بن حارث، یزید بن زریع، حسین ابن حسن بصری اور ایک

جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام نسائی ذکریا سجزی کے واسطہ سے پھر ابوزرعہ، ابوحاتم، امام ابن ماجہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ جناب معین کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ محمد بن مثنّٰی ثقہ راوی ہیں۔ ابوسعد کہتے ہیں میں نے ذھلی سے ان کے بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے کہا ابوموسیٰ محمد بن مثنّٰی حجت ہیں۔ صالح بن محمد کا کہنا ہے کہ وہ زبان کے بہت سچے آدمی تھے البتہ ان کی عقل میں کچھ خطا واقع ہو گئی تھی۔ وہ بندار سے اعلیٰ پایہ کے راوی ہیں امام ابوحاتم نے ان کو صالح الحدیث قرار دیا اسی طرح ان کو صدوق بھی کہا ابوعروبہ کا بیان ہے میں نے بصرہ میں ابوموسیٰ اور یحییٰ بن حکیم سے زیادہ مضبوط راوی نہیں دیکھا امام نسائی فرماتے ہیں ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔

ابوموسیٰ محمد بن مثنّٰی کی وفات:

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ابوموسیٰ کی ولادت ۱۶۷ھ کو ہوئی۔ ان کی وفات ماہ ذیقعد ۲۵۲ھ کو ہوئی اسی طرح ان کی عمر بوقت وصال پچاس ۵ سال تھی۔ ①

۲} ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۴ میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۳} اوزاعی رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات واحوال اور محاسن ومناقب کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۴ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ائمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق التیمی ابومحمد مدنی۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹/ ۲۷۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

عبدالرحمٰن بن قاسم کی پیدائش حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حیات مبارکہ میں ہوئی۔ یہ اپنے والد گرامی، حضرت ابن مسیب، عبداللہ بن عبداللہ بن عمر، سالم بن عبداللہ بن عمر، نافع مولیٰ ابن عمر، محمد بن جعفر بن زبیر اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے سماک بن حرب، امام زہری، عبیداللہ بن عمر، ابن عجلان، ھشام بن عروہ، منصور ابن زاذان، یحییٰ بن سعید انصاری، موسیٰ بن عقبہ، ایوب سختیانی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن سعد کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن قاسم کی والدہ کا نام قریبہ ہے جو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی ہیں۔ مصعب زہری کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن قاسم خیار المسلمین ہیں وہ اپنے اھل زمانہ میں سب سے افضل تھے۔ مدینہ منورہ میں ان سے افضل اس وقت کوئی نہ تھا۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں عبدالرحمٰن بن قاسم ثقہ ہیں۔ ثقہ ہیں۔ امام ابوحاتم، عجلی اور امام نسائی فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن قاسم ثقہ ہیں۔ ان کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ صالح ہیں۔ ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقہ راویوں میں شمار کیا اور یہ بھی کہا کہ وہ فقہاً، علماً، دیانةً فضلاً اور حفظاً واتقاناً ساداتِ اھل مدینہ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن قاسم کی وفات:

ابن سعد وغیرہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن قاسم کی وفات ۱۲۶ھ کو شام میں ہوئی خلیفہ وغیرہ کا قول یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن قاسم کی وفات ۱۳۱ھ کو ہوئی۔ (۱)

۵} ابیہ یعنی قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں اور بہت بڑے بزرگ ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ حضرت محمد بن ابی بکر کے بیٹے ہیں اور سیدہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھتیجے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام و نسب اس طرح ہے قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ابومحمد اور یوں بھی کہا جاتا ہے ابوعبدالرحمٰن۔

حضرت قاسم بن محمد، اپنے والد گرامی، اپنی پھوپھی جان سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، عبادلہ اربعہ، عبداللہ بن جعفر، حضرت ابوھریرہ، عبداللہ بن خباب، معاویہ، رافع بن خدیج رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن، شعبی، سالم بن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں ان کی والدہ کا نام سودہ تھا، قاسم بن محمد ثقہ ہیں، رفیع ہیں، عالِم ہیں، فقیہ ہیں، امام ہیں، انتہائی پرہیز گار آدمی ہیں اور کثیر الحدیث ہیں، امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان کے والد ماجد محمد بن ابی بکر کو

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/ ۲۲۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شہید کر دیا گیا اور یہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کی گود میں حالت یتیمی میں آئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے سب سے زیادہ آپ سے مشابہ جس نوجوان کو دیکھا وہ قاسم بن محمد ہیں ابوزناد کا بیان ہے کہ میں نے جناب قاسم بن محمد سے بڑا سنت کا عالم نہیں دیکھا۔ عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے جب انہیں اھل زمانہ سے افضل کہا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے سنا ہے میرے والد اھل زمانہ میں افضل تھے۔ جناب مصعب نے زبیری کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ قاسم بن محمد خیار تابعین میں سے ہیں اسی طرح عجیلی کا بھی ایک قول ملتا ہے وہ کہتے ہیں قاسم بن محمد ثقہ ہیں رَجُلِ صالح ہیں۔ ①

ان کی وفات کے بارے میں جو اقوال امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائے ہیں اگر ان کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر حضرت قاسم بن محمد کی ولادت اور پھر ان کے بیٹے عبدالرحمن بن قاسم بن محمد کی پیدائش ووفات میں زبردست ہیجان پیدا ہوتا ہے لہٰذا میں نے ان کی وفات کا تذکرہ چھوڑ دیا ہے۔

۶} عائشہ رضی اللہ عنھا:

حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا کے فضائل، مناقب، محاسن، اور کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ وہاں سے ضرور مطالعہ فرمالیں۔

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/ ۲۹۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حدیث نمبر ۱۰۹

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ

قَالَ أَبُو عِيسٰى حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ قَالَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ. مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَعَائِشَةُ، وَالْفُقَهَاءُ مِنَ التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَاسْحٰقَ، قَالُوا إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَجَبَ الْغُسْلُ۔

حضرت عائشہ امّ المومنین رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں۔ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مقامِ خاص سے مقامِ خاص ٹچ (TOUCH) کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا (فنی طور پر) حدیث حسن صحیح ہے۔ وہ کہتے ہیں اس حدیث شریف کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے کئی طرق سے روایت کیا گیا ہے اور یہ حدیث مرفوع ہے کہ جب شرمگاہ سے شرمگاہ ملے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ یہ قول اکثر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے جو اھل علم ہیں جن میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنھم شامل ہیں۔ اسی طرح فقہاء کرام جن کا تعلق تابعین سے ہے یا ان کے بعد والے طبقہ سے مثلاً امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحٰق ان سب کا نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ جب مقام خاص مقام خاص سے چھو (TOUCH) جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۹ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھَنَّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند کریں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۴} علی بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔علی بن زید بن عبداللہ بن ابی ملیکہ، زہیر بن عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّۃ التیمی ابوالحسن البصری۔

اصلاً یہ مکی ہیں۔علی بن زید، حضرت انس بن مالک، سعید بن مسیّب رضی اللہ عنھم، ابوعثمان النہدی، ابونضرۃ العبدی، ابورافع الصائغ، حسن بصری، اسحٰق بن عبداللہ بن حارث بن نوفل، انس بن حکیم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے قتادہ، حمادان، زائدہ، زہیر بن فرذوق، سفیانان اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن سعد کہتے ہیں علی بن زید مادرزاد اندھے تھے اور وہ کثیر الحدیث ہیں۔ان میں چونکہ ضعف ہے اس وجہ سے یہ لائق حجت نہیں، صالح بن احمد کا کہنا یہ ہے کہ ان کے والد علی بن زید کو قوی نہ مانتے تھے۔ان سے لوگوں کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔عبداللہ بن احمد کہتے ہیں میرے والد گرامی سے سوال کیا گیا کہ جناب حسن کا سماع سراقہ سے ثابت ہے تو انہوں نے فرمایا نہیں جن سے سماع ثابت ہے وہ علی بن زید ہیں عجلی کا کہنا یہ ہے کہ علی بن زید اہل تشیع سے ہیں مگر ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں علی بن زید ثقہ ہیں

اور صالح الحدیث ہیں۔ امام ترمذی نے ان کو صدوق قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ ان پر جرح کے اقوال بھی وافر پائے جاتے ہیں۔

علی بن زید رحمۃ اللہ علیہ کی وفات:

حضرمی کا کہنا یہ ہے کہ علی بن زید کی وفات ۱۲۹ھ کو ہوئی۔ خلیفہ کہتے ہیں ان کی وفات ۱۳۱ھ کو ہوئی۔ ①

۵} سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ:

ان کے حالات احوال اور فضائل کا ذکر حدیث نمبر ۲۴ کے تحت ہو چکا اگر پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔ یہ مشہور تابعی ہیں بڑے مقام و مرتبے کے مالک ہیں محب اہلبیت تھے۔ یزید کے دورِ حکومت کا ظلم و جور انہوں نے خود مشاہدہ کیا تھا۔

۶} عائشہ رضی اللہ عنھا:

حضرت عائشہ صدیقہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنھا کے فضائل، محاسن، محامد، مناقب اور کمالات اعلیٰ کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے پڑھ لیں انشاءاللہ سکون قلب کا باعث ہوگا۔

شرح حدیث نمبر ۱۰۸، ۱۰۹

عقل وشعور بھی اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ انسان کو پاکیزہ رہنا چاہئے اس میں عافیت ہے ہر انسان خود محسوس کر سکتا ہے کہ اگر وہ ناپاکی کی حالت میں ہو تو عجیب الجھن سی ہوتی ہے اور جب نہا دھو کر پاک ہو جائے تو بہت ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہے یہی وہ فطری عمل ہے جس کی طرف امام الانبیاء علیہ السلام نے اپنی امت کو اشارات دیئے ہیں اور ان کو ہر حال میں طہارت کی طرف مائل رکھا تا کہ ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ماند نہ پڑ جائیں بلکہ ان پر خوب خوب نکھار آئے جب انسان ذہنی طور پر مطمئن ہوگا تو اس سے ایسے اعمال صادر ہوں گے جو نہایت نفیس ہونگے اور ان میں صرف اس کی اپنی ذات ہی کا بھلا پنہاں نہ ہوگا بلکہ اس کے متعلقین کے لئے بھی شادمانی ہی شادمانی ہوگی۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جناب ایسی باتوں کا احادیث میں ذکر کیوں آیا ہے۔ اے عقل مندو! مجھے صرف اتنا بتاؤ کیا تمہارے ساتھ یہ ضروریات لگی ہوئی ہیں یا نہیں تم سب اپنی تنہائیوں میں ان مراحل سے گذرتے ہو یا نہیں

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ / ۲۸۳ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

آپ قسماً کہیں کہ کیا آپ کو کبھی ایسا معاملہ پیش نہیں آیا کہ آپ اس میں شرعی مسئلہ دریافت کرنا چاہیں کہ آپ کا دین آپ کو اس مسئلہ میں کیا ھدایت کرتا ہے کیا حکم دیتا ہے اگر اس مسئلہ میں جو آپ کو درپیش ہو اسلام بالکل خاموش ہو اور آپ کو کوئی حل پیش نہ کرے تو کیا آپ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات کہہ سکیں گے منکرین حدیث کو شاید اللہ تعالیٰ نے عقل سے ہی پیدل کر دیا تھا۔ ورنہ وہ ایسی جاہلانہ باتیں ہرگز نہ کرتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک زمانہ میں میں غلام احمد پرویز صاحب کو پڑھا کرتا تھا یہی کوئی پچیس تیس سال قبل اس دوران اس کی کتاب معراج انسانیت میرے ہاتھ لگی میں نے اس کا مطالعہ شروع کیا جب ان صاحب نے غزوات اور نظام مملکت کا ذکر شروع کیا تو کبھی دائیں ہاتھ مارے کبھی بائیں ہاتھ مارے مگر بیچارے کی دال نہ گلے مطلب یہ ہے کہ کبھی وہ کسی مغربی مصنف کا حوالہ دے کبھی کسی کا مثلاً اس نے کافی دلائل سے کئی باتیں نقل کیں مگر وہ نظام مملکت غزوات کی شرح کیونکر بنے آخر بیچارہ مجبور ہوا تو بخاری، مسلم، ترمذی حاکم، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبل، ابوداود وغیرہ کی روایات لایا اور ان کے ذریعے غزوات پر بات کی اب اپنی تحریر کو تو کچھ جاندار بنالیا پھر خیال دامن گیر ہوا کہ کہیں کوئی میرے بارے میں یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ میں بھی احادیث کا منکر نہیں رہا تو بڑی چالاکی سے کہتا ہے۔ یہ جو احادیث میں نے نقل کی ہیں یہ قرآن کے مطابق ہیں اور اس لئے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہوگا۔ ①

میں اور تو کیا عرض کروں گا صرف اتنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کار لائل سے حوالہ نقل کرنے کے بعد تو ایسا قیاس یاد نہیں آیا۔ مطلب یہ ہے کہ غیر مسلم لوگوں پر پکا اعتماد ہے اور محدثین کرام جو مسلمان تھے اور باعمل لوگ تھے ان پر اعتماد کرنے کی بجائے اپنی قیاس آرائیاں پیش کی جارہی ہیں۔ بہرنوع مجھے منکرین حدیث پر افسوس ہی ہوتا ہے۔

ایک منکر حدیث سے گفتگو:

مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک بار ایک منکر حدیث کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی اس کا نام ڈاکٹر شفقت حبیب تھا وہ مرید کے میں رہتا تھا میرے پاس جامعہ محمدیہ راوی روڈ لاہور میں ایک لڑکا جمعہ پڑھنے آیا کرتا تھا اس کا نام مزمل تھا وہ مجھے مرید کے لے گیا تھا شخص مذکور نے اپنے گھر کے باہر مقام ابراہیم پتھر پر لکھ کر لگایا ہوا تھا۔ آیئے اصل بات کی طرف، میں اس روز ایک پرانا جوڑا پہن کر گیا تھا اور پاؤں میں ہوائی چپل پہنی ہوئی تھی جو دوسرے علماء اور طلبا میرے ساتھ تھے ان کے لباس عمدہ تھے جب گفتگو کا آغاز ہوا تو میں بار بار اس کے اور ہماری جانب سے جو محترم گفتگو کررہے تھے ان کے درمیان حائل ہو جاتا میری وضع قطع دیکھ کر وہ کہتا ہے بھئی تو پہلے بات کر لے میں نے کہا اب میں ہی بات کروں گا۔ اس کے ہاں کا ماحول ایسا تھا وہ خود تو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سامنے بڑا میز تھا وہیں دو لڑکے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے ایک کی عمر کوئی چوبیس سال تھی اور دوسرے بیس اکیس سال کے تھے میں نے پوچھا یہ دونوں لڑکے

① غلام احمد پرویز، معراج انسانیت ۳۳۲ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام ۲۵/ بی گلبرگ نمبر ۲ لاہور

کون ہیں تو فوراً بولا یہ میرے بیٹے ہیں میں نے کہا ڈاکٹر صاحب ان دونوں کے ختنے کروائے ہوئے ہیں مجھے کہتا ہے کیا مطلب میں نے کہا آپ سوال کا جواب دیں مطلب تو آپ کو بھی سمجھ آ ہی رہا ہے کہنے لگا ہاں! میں نے قرآن حکیم لے کر اس کے سامنے کیا اور کہا کہ لو اس میں سے نکال کر دیکھاؤ کہاں لکھا ہے کہ ختنے کراؤ کیونکہ کرنا تو وہ ہے جو قرآن میں لکھا ہے۔ بس پھر کیا تھا پسینے چھوٹ گئے جواب کہاں بن پاتا میں نے کہا سمجھ آئی قرآن کے ساتھ حدیث شریف کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ یہ تو اب آپ کو بھی معلوم ہو گیا ہے کہ واقعی قرآن حکیم کے ساتھ حدیث شریف کا ہونا ضروری ہے ورنہ کام نہیں چلتا۔ میری گفتگو سننے کے بعد حیران چپ چاپ کہ یوں بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا ابھی تو ایک دلیل آئی ہے حوصلہ رکھو دلائل کی لائن لگی ہوئی ہے۔

ہمیں ست مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں، اس حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ وجوب غسل کے لئے خروج منی درکار نہیں ہے بلکہ صرف دخول حشفہ در فرج ہی موجب غسل ہوتا ہے۔ علامہ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

> پس معلوم شد کہ در وجوب غسل خروج منی در کار نیست مجرد دخول حشفہ در فرج موجب غسل ست وایں حدیث حجت ست بر کسی کہ قائل گشتہ کہ موجب غسل خروج منی ست دخول حشفہ واجب نمیگردد۔ (۱)
>
> پس معلوم ہوا کہ غسل کے واجب ہونے کے لئے منی کا نکلنا درکار نہیں ہے صرف حشفہ کا فرج میں دخول ہی غسل کے واجب ہونے کا موجب ہے۔ یہ حدیث حجت ہے اس کے خلاف جو کوئی اس کا قائل ہو کہ غسل کے واجب ہونے کا موجب منی کا اخراج ہے صرف دخول حشفہ کی وجہ سے غسل واجب نہیں ہوتا وہ درست نہیں۔

یہی نقطہ نظر صحابہ کرام میں سے خلفاء راشدین، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضی اللہ عنھم اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کا ہے۔ تابعین کرام میں سے فقہا کا بھی یہی قول ہے مثلاً امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق رضی اللہ عنھم کا مذہب بھی یہی ہے کہ غسل کے واجب ہونے کے لئے منی کا خروج شرط نہیں ہے صرف مرد کے مقام خاص (عضو) کا عورت کے مقام سے چھو جانے یا حشفہ کا دخول ہی موجب غسل ہے۔ اس طرح امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ علامہ ابو طیب فرماتے ہیں یہ حدیث، حدیث ابوسعید خدری کی ناسخ ہے۔ (۲)

---

(۱) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۳۳ مطبوعہ کانپور ہند

(۲) علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۳۳ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

اسلام دین فطرت ہے پوری دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں ان سب میں سے نفیس ترین مذہب دینِ اسلام ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں ھدایات دیتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ظواہر پر احکام صادر کرے اور بواطن کو فراموش کر دے۔ اسلام ان معاملات پر بھی احکام نافذ کرتا ہے جو پوشیدہ ہیں۔ مثلاً میاں بیوی کے معاملات، ان پر بھی اسلام نے ھدایات دی ہیں یہاں یہ خیال ہرگز نہیں کرنا چاہیے کہ اسلام نے ان پوشیدہ اعمال پر کیوں حکم لگایا بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جل وعلاوصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہوں نے ہماری زندگی کو احکام عطا فرما کر آسان کیا۔ انہی ھدایات کے ذریعے ہم اپنی زندگی کو پر سکون بنا سکتے ہیں۔ بعض منکرین حدیث، بے پر کی اڑاتے رہتے ہیں ان کی ان بکواسات کی جانب ہرگز توجہ نہیں کرنی چاہئے بلکہ اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ قرآن وحدیث کے مطابق گذارنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہئے۔ آپ اپنے دل میں اس بات کو راسخ کر لیں کہ ہمارے لئے احکام شریعت میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ احکام شریعت کو سمجھنا ان پر عمل کرنا اور ان کو دوسروں تک پہنچانا ہی ہماری خوش نصیبی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

> حضرت عائشہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں جب شرمگاہ سے شرمگاہ ملے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چنانچہ میں اور رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب فطرت کے مطابق اس مرحلے سے گذرتے تھے تو ہم بھی غسل کر لیتے تھے۔
>
> (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۰۸)

اگر تفصیل درکار ہو تو اس حدیث شریف کی شرح کا مطالعہ کر لیں۔ یہ ضروریات دین ہیں ان کو ہر مسلمان کے لئے جاننا ضروری ہے لہٰذا آپ بھی درسِ حدیث کا اہتمام فرمائیں اب مزید انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہمت فرمائیں اور حدیث شریف کے نایاب خزانے کو مسلمانوں میں عام کرنے کی سعی وکوشش شروع کریں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

معیارِ دین

دین کا مطلب ہے عادت، دین کا مطلب ہے قانون، دین کا مطلب ہے ایسا عظیم نظامِ حیات جس میں آفاقیت ہو۔ دین کا مطلب ہے ایسا آئیہن جو زندگی کے ہر ہر شعبے میں کامل ھدایات دے اور انکے نفاذ کا وہ طریقہ سیکھائے جس سے نوع انسان کا ہر فرد خود استفادہ کرے اور دوسروں کیلئے بھی اس کو اکسیر کا درجہ دے۔ دین کا مطلب ہے وہ قانونِ زندگی جس میں ابن آدم کیلئے ہمہ جہت بھلائی ہی بھلائی ہو، خیر ہی خیر ہو۔ امن ہی امن ہو، چین ہی چین ہو، راحت ہی راحت ہو، مسرّت ہی مسرّت ہو، فرحت ہی فرحت ہو، تحفّظ ہی تحفظ ہو، اپنی اور دوسروں کی خیر خواہی کا وہ نسخۂ کیمیا ہو جو ساری انسانیت کیلئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہو، دین اسلام ہے۔ اسلام ہی دین ہے۔ یہی قانونِ اصلی ہے، حدیث شریف تابع قانونِ اصلی ہے۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۸۱

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ.

اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ منی کے خارج ہونے ہی کی وجہ سے غسل واجب ہوتا ہے۔

اس باب میں تین احادیث مبارکہ آرہی ہیں جو اپنی نوعیت کی اہم احادیث ہیں۔ان میں ایک ایسا مسئلہ بیان ہوا ہے جس کی ہر عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت کو ضرورت رہتی ہے۔ان مسائل سے آگاہی ایک مومن کی زندگی کو پُرسکون اور باوقار بنا دیتی ہے یقین فرمایئے دین اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو ساری انسانیت کی بھلائی کی بات کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو تو مرتبہ کمال تک پہنچا دیتا ہے۔
آیئے آپ بھی ان احادیث مبارکہ کا مطالعہ فرمائیں معلومات میں اضافہ ہوگا دل نور ایمان سے روشن ہوگا حقائق شناسی کا ایک باب واضح ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۱۰

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ حَدَّثنَا عَبدُ اللهِ بنُ المُبَارَكِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عَنِ الزُّهرِيِّ عن سَهلِ بنِ سَعدٍ عَن أُبَيِّ بنِ كَعبٍ قَالَ إِنَّمَا كَانَ المَاءُ مِنَ المَاءِ رُخصَةً فِي أَوَّلِ الإِسلَامِ، ثُمَّ نُهِيَ عَنهَا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ابتدا اسلام میں اس بات کی رخصت تھی کہ غسل اسی وقت واجب ہوگا جب منی کا اخراج ہو۔ پھر اس سے منع فرما دیا گیا۔

حدیث نمبر ۱۱۰ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} احمد بن منیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۱ کے تحت ہو چکا ہے آپ وہاں سے مطالعہ فرمالیں امام ابن حجر عسقلانی نے ان کے فضائل جس انداز میں بیان فرمائے ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔

۳} یونس بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ کرام نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ یونس بن یزید بن ابی النجاد، اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے ابن النجاد الایلی

ابو یزید مولیٰ معاویہ بن ابی سفیان۔

یونس اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں ان کا نام ابی علی بن یزید ہے۔ اس کے علاوہ وہ امام زہری اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے جریر بن عمرو بن حارث، جبکہ وہ یونس سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔ ان کے بھتیجے عنبہ ابن خالد بن یزید الایلی، لیث، اوزاعی، سلیمان بن بلال، یحییٰ بن طلحہ الزرقی، ابن مبارک اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

فضل بن زیاد امام احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ یونس ثقہ ہیں۔ دوری کہتے ہیں، ابن معین نے بیان کیا وہ اثبت الناس ہیں۔ امام عثمان دارمی کہتے ہیں میں نے ابن معین سے پوچھا آپ کو یونس زیادہ محبوب ہے یا عقیل تو انہوں نے کہا یونس ثقہ ہیں۔ عقیل بھی ثقہ ہیں۔ مگر وہ قلیل الحدیث ہیں۔ میں نے کہا آپ امام زہری کو بمقابلہ یونس کہاں رکھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا یونس زہری کے مقابلے میں زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ یعقوب بن شیبہ احمد ابن عباس کے حوالے سے بیان کرتے ہیں میں نے ابن معین سے کہا معمر اور یونس دونوں کیسے ہیں تو انہوں نے جواب دیا یونس دونوں سے زیادہ مضبوط ہیں اگر چہ دونوں ہی ثقہ ہیں۔ امام نسائی اور عجلی کہتے ہیں کہ یونس ثقہ راوی ہیں یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں یونس صالح الحدیث ہیں۔ ابوزرعہ کہتے ہیں ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن خراش کہتے ہیں کہ وہ صدوق ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ ان کی وفات ۱۵۱ھ کو ہوئی۔ ①

۴} زُہری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} سھل بن سعد رضی اللہ عنہ:

یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حالات لکھے ہیں وہ کہتے ہیں ان کا نام ونسب یوں ہے۔

سھل بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج ابن ساعدہ بن کعب بن الخزرج انصاری الساعدی ابوالعباس اور یوں بھی کہا جاتا ہے۔ ابو یحییٰ یہ اور ان کے والد ماجد دونوں صحابی ہیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنھما، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کے بیٹے اور امام زہری روایت کرتے ہیں۔ شعیب نے امام زہری کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ جب امام الانبیاء علیہ السلام اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے اس وقت حضرت سہل

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/ ۳۹۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

بن سعد رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ ۱۵ سال تھی۔ امام ابونعیم اور بہت سارے مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۸ ؁ھ کو ہوئی بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت سعد کی عمر وفات کے وقت ۹۶ سال تھی علامہ واقدی وغیرہ کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۹۱ ؁ھ کو ہوئی ان کی وفات کے مقام میں اختلاف ہے بعض نے لکھا کہ ان کا انتقال مدینہ شریف میں ہوا اور بعض نے کہا مصر میں اور بعض کے نزدیک ان کی وفات اسکندریہ میں ہوئی۔

امام ابن حبان کہتے ہیں ان کا نام حُزْناً تھا رسول اکرم تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام سَھْلًا رکھا۔ ①

۶} حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

ان کے محاسن، محامد، مناقب اور فضائل کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۷ کے تحت ہو چکا آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

حدیث نمبر ۱۱۱

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا ابنُ المُبَارَكِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ

قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ وَإِنَّمَا كَانَ المَاءُ مِنَ المَاءِ فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَهٰكَذَا رَوٰى غَيرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَالِهٖ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أُبَيُّ بنُ كَعْبٍ، وَرَافِعُ بنُ خَدِيجٍ۔

وَالعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ عَلٰى أَنَّهُ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ إِمْرَأَتَهُ فِي الفَرْجِ وَجَبَ عَلَيْهِمَا الغُسْلُ، وَإِنْ لَمْ يُنْزِلَا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک معمر اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہم کے حوالے سے بھی حدیث گذشتہ ہی کی مثل ایک روایت آئی ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بیشک اگر پانی (منی) کا خروج ہو تو پانی کا استعمال (غسل) ہوگا اسلام کی ابتدائی دور میں تو ایسا حکم تھا لیکن بعد میں اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ اس طرح

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ ؁ھ تہذیب التہذیب ۴/۲۲۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

صرف ایک نہیں بہت سارے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مروی ہے انہی میں سے حضرت ابی بن کعب اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنھما بھی ہیں۔

اکثر اھل علم کا اسی پر عمل ہے کہ مرد وعورت جماع کریں تو ان دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے اگر چہ دونوں کو انزال نہ بھی ہو۔

حدیث نمبر ۱۱۱ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ روات}

۱} احمد بن منیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} ابن مبارک رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} معمر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۴} زہری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

حدیث نمبر ۱۱۲

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الِاحْتِلَامِ

قَالَ أَبُو عِيسٰى سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ لَمْ نَجِدْ هٰذَا

الحَدِيثَ إِلَّا عِندَ شَرِيكٍ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ، وَعَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيرِ، وَطَلْحَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ۔

وَأَبُو الجَحَّافِ اسْمُهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوفٍ۔ وَرُوِيَ عَنْ سُفيَانَ الثَّورِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الجَحَّافِ وَكَانَ مَرْضِيًّا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ احتلام کی صورت میں اگر تری پائی جائے تو غسل واجب ہوگا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں میں نے جارود کو کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے وکیع کو کہتے ہوئے سنا ہے ہم اس حدیث کو شریک کے علاوہ کسی اور واسطہ سے نہیں پاتے۔

اس باب میں حضرت عثمان بن عفان حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت ابوایوب، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم نے بھی نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے جس میں آیا ہے اگر خروج منی ہو تو غسل واجب ہوگا۔

جہاں تک ابوجحاف کا تعلق ہے تو ان کا نام داؤد بن ابی عوف ہے۔ سفیان ثوری سے اس طرح روایت کیا گیا ہے۔ ابوالجحاف نے اس کو بیان کیا ہے اور وہ مرضیا تھا۔

حدیث نمبر ۱۱۲ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} علی بن حجر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} شَرِیک رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۳} ابی الجحاف رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے داود بن عوف سوید التیمی

البرجمی، مولاھم ابوالجحاف کوفی۔

ابی الجحاف عبدالرحمٰن بن صبیح مولیٰ ام سلمہ، جمیع بن عمیر، ابی حازم سلمان اشجعی، عکرمہ وغیرھم سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے سفیان اور شریک روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن داؤد بیان کرتے ہیں کہ سفیان ان کی توثیق اور عظمت بیان کرتے تھے۔ وکیع نے سفیان کے حوالے سے بیان کیا کہ ابی الجحاف مُرضیاً تھا۔ ابن عُیینہ نے ان کو شیعہ قرار دیا ہے۔ امام احمد اور ابن معین کہتے ہیں ابی الجحاف ثقہ راوی ہیں۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں وہ صالح الحدیث ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں وہ غالی شیعہ ہے۔ اور اس کی اکثر احادیث اہلبیت ہی سے متعلق ہوتی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ان سے سنن میں اور ابن ماجہ میں صرف ایک ہی حدیث مروی ہے اور وہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنھما کی فضیلت میں ہے۔ ①

۴} عِکرمہ رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۶۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۵} ابن عباس رضی اللہ عنھما:

ان کے فضائل، محاسن، محامد، کمالات، مناقب اور اعلیٰ خدمات کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۶ کے تحت ہو چکا آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں ان کے حالات واحوال پڑھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عنایات متحرک نظر آنے لگیں گی۔

شرح حدیث نمبر ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ضروریات دین کا علم سیکھے۔ حدیث شریف میں اس کی تاکید آئی ہے **طلب العلم فریضة علیٰ کُلِّ مسلم ومسلمة**، علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ انسان کی زندگی اگرچہ مختصر ہے مگر اس کو گذارنے کے لئے اس کو بڑی تگ ودو کرنا پڑتی ہے۔ اسی جدوجہد میں زندگی کے دن کٹ جاتے ہیں کئی مسلمان تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی عمر تیس تیس، چالیس چالیس سال بلکہ پچاس پچاس سال ہو جاتی ہے۔ مگر نہ تو کلمہ صحیح پڑھنا آتا ہے نہ فرائض غسل ہی معلوم ہوتے ہیں وضو کے فرائض نہیں آتے۔ نماز کے فرائض سے آگاہی نہیں ہوتی۔ شرائط نماز معلوم نہیں ہوتیں نماز جنازہ کی دعا نہیں آتی۔ دعائے قنوت نہیں آتی حتیٰ کہ نماز تک یاد نہیں ہوتی ویسے اگر آپ ان سے گفتگو کرنے لگیں تو وہ ایسے ماہر گفتار معلوم ہوتے ہیں کہ زمین وآسمان کے قلابے پل بھر میں ملا کے رکھ دیں۔ اب ایسی گفتار کس کام کی جس کو دنیا وآخرت سنوارنے کے لئے استعمال میں نہ لایا جائے اگر آپ کو

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/۱۷۰ مطبوعہ نشر السنة الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

میری یہ بات حق معلوم نہیں ہوتی تو بیشک اس کی طرف التفات نہ کریں لیکن اگر میری بات مبنی برصداقت ہے تو پھر یقین جانیں ہمارا بھلا اسی میں ہے کہ ہماری صلاحتیں جہاں مال وزر کمانے میں بڑی تیزی کے ساتھ کام آتی ہیں وہاں اپنے دین وایمان کی صداقتوں کونشر کرنے کے کام بھی آئیں آپ جہاں بھی ہیں۔کہیں بھی ہیں آپ کو یادرہنا چاہئے کہ آپ مسلمان ہیں آپ کا کردار ساری دنیا کے لوگوں سے نرالا انوکھا اور باوقار ہونا چاہئے آپ کی گفتار محتاط ہو آپ کا کردار بے داغ ہو آپ کی زندگی ہزار مشکلات میں گھری ہو مگر آپ ہر حال میں اپنے خالق و مالک اپنے اللہ رب العالمین پر کامل یقین رکھتے ہوں اور توکل کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

اپنی زندگی زیادہ سے زیادہ پاکیزہ بنانے کے لئے قرآن وحدیث کے علوم سے ٹچ (TOUCH) رہیے۔ تا کہ آپ جب کوئی عمل کریں تو آپ کو یقین ہو میرا یہ عمل قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔حدیث شریف قرآن حکیم کی تشریح کرتی ہے۔اسلام کا ایک ایک حکم اپنے اندر بے پناہ برکات لئے ہوئے ہے۔

وجوب غسل کے لئے خروج منی شرط ہے یہ حکم منسوخ ہے:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے۔لزوم غسل کا باعث منی کا خروج ہے۔ابتداء اسلام میں تو یہی حکم تھا کہ جب تک منی کا خروج نہ ہو اس وقت تک غسل واجب نہیں ہوتا بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور اب یہ حکم ہے کہ صرف دخول حشفہ ہی سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ایک اور حدیث شریف میں اسی طرح مذکور ہوا ہے اس کی سند میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں یہ حدیث بھی منسوخ ہے اس کی ناسخ وہی حدیث شریف ہے جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔اسی طرح حضرت ابوھریرہ، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنھم سے بھی مخالفت کی روایات آئی ہیں۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں الماء من الماء والا حکم صرف اور صرف احتلام کے ساتھ خاص ہے اگر کسی نے اپنے آپ کو خواب میں محتلم دیکھا اور انزال نظر نہ آیا تو اس پر غسل اس وقت تک واجب نہ ہوگا جب تک وہ تری نہ دیکھ لے اگر چہ خواب میں لذت کا آنا اور دیگر معاملہ بھی یاد ہو۔حق یہ ہے کہ یہ حدیث مطلق ہے چہ احتلام چہ غیر احتلام ابتداء اسلام میں یہ حکم تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا وہ اس حدیث شریف کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے لائے ہیں امام ابوداود نے ،اسی حدیث شریف کو وارد کیا وہ بھی اس حدیث کو حضرت ابوسعید خدری ہی سے لائے ہیں۔امام مسلم نے یہی حدیث شریف حضرت عبدالرحمن بن ابی سعید کے حوالے سے وارد کی جس کو انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔اسی طرح تمام محدثین نے چار صحابہ کرام سے اس کو روایت کیا ہوا ہے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت

ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں۔ اور بخاری شریف میں ہے۔ حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ اور صحابہ بھی یہ اعتقاد کرتے تھے کہ جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا۔ ①

اقوال و باللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم:

اگر چہ احادیث تو اس عنوان پر بھی آئی ہیں کہ جب تک انزال نہ ہو اس وقت تک غسل واجب نہیں ہوتا اور تعداد میں بھی زیادہ ہی ہیں نیز ان کو روایت کرنے والے بھی بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام ہیں۔ مثلاً (۱) حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (۴) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، (۵) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، (۶) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، (۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

یہ احادیث جن آئمہ کرام نے وارد فرمائی ہیں ان میں بڑے بڑے اجلہ محدثین عظام شامل ہیں، مثلاً (۱) امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ، (۲) امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ، (۳) امام ابوداود رحمتہ اللہ علیہ، (۴) امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ، (۵) امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ (۶) امام طبرانی رحمتہ اللہ علیہ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ان صحابہ کرام نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ خلاف واقعہ ہے ہرگز نہیں وہ بالکل درست ہے۔ مگر اس کا صحیح ہونا ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک وقت محدود تک تھا پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اور اب یہ روایات کتب حدیث میں تو موجود رہیں گی اور ان احادیث کو مسترد بھی کیا نہ جائے گا۔ پڑھا پڑھایا تو جاتا رہے گا مگر عمل اب اس حدیث شریف پر ہو گا جو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور وہ امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں وارد فرمائی ہے۔ جس میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اگر دو شرمگاہیں آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عمل ہمیشہ ناسخ حدیث شریف پر ہوتا ہے منسوخ پر نہیں لہذا اب حکم یہی ہے کہ اگر کوئی مرد و عورت آپس میں خلوت اختیار کریں اور ان کے مقام ہائے خاص ایک دوسرے سے ٹچ (TOUCH) کر جائیں تو ایسی صورت میں غسل واجب ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے بندے نعمان بن ثابت یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو وہ قوت استدلال اور وہ فکر و نظر کی نعمت عظمہ سے نوازا تھا جو انہی کا حصہ تھی۔ بہت ساری احادیث امام صاحب کے سامنے تھیں مگر انہوں نے فیصلہ یہی فرمایا کہ اب عمل ناسخ حدیث پر ہو گا نہ کہ منسوخ پر اگر چہ منسوخ احادیث کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو عمل ناسخ پر ہی ہو گا اگر چہ وہ ایک ہی کیوں نہ ہو۔

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۳۵ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تبلیغ کرنے کی تین اصول ارشاد فرمائے ہیں جو یہ ہیں۔

۱) حکمت

۲) عمدہ انداز بیان

۳) مناظرہ بطریقِ احسن

یہ تینوں اصول قرآن کی سورہ نحل کی آیت نمبر ۱۲۵ میں مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ ①

اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

بعض مسائل بیان کرنے سے پہلے سامعین کو ذہنی طور پر تیار کرنا ضروری ہوتا ہے:

اس لئے بعض احادیث مبارکہ ایسی ہیں کہ ان کا درس دینے سے پہلے سامعین کو ذہنی طور پر تیار کرلیا جائے تا کہ اچانک ان پر کوئی ناراضگی کا تاثر نہ بننے پائے۔ جب آپ ان کو ان کی شرعی ضرورت کی طرف لائیں گے تو آپ محسوس فرمائیں گے کہ واقعی انہیں اس کی ضرورت تھی اور علم آنے کے بعد آپ راحت محسوس فرمائیں گے منکرین حدیث نے اس قسم کی احادیث کو سامنے رکھ کر اپنا خبث باطنی باہر انڈیلا ہے مگر ہم انشاء اللہ ان کے اس حملے کو دلائل سے پسپا کر دیں گے اور ثابت کریں گے کہ جن احکام کا ذکر احادیث مبارکہ میں آیا ہے وہ کسی بھی نوعیت کے ہوں ان کی ایک مسلمان کو ضرورت تھی اور ان احادیث مبارکہ کے ذریعے ان کی اس ضرورت کو پورا کیا گیا ہے۔

اگر بالفرض ان مسائل کا حل احادیث مبارکہ میں نہ آتا تو ہمارے لئے کتنی مشکل ہو جاتی اور اگر اس کو دیگر کتب سماویہ میں تلاش کرتے تو یہود کے ہاں تو حکم یہ تھا کہ اگر کپڑے پر کہیں منی لگ جائے تو اس کی دو صورتیں تھیں اس کو اتنی جگہ سے آگ سے جلا دیا جائے یا اتنی جگہ سے قینچی سے کاٹ دیا جائے۔ عیسائیوں کے ہاں تو غسل نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں، وہ تو غسل وغیرہ کے بالکل قائل نہیں جو جی چاہے کرو نہ وضو کی ضرورت نہ غسل کی حاجت۔

① سورہ نحل آیت نمبر ۱۲۵

ان حالات میں آپ خود غور فرمالیں کہ اسلام کو اس موقعہ پر چپ رہنا چاہئے یا آگے بڑھ کر مسائل کا حل پیش کرنا چاہئے یقیناً ایک ذی شعور کا جواب یہی ہوگا کہ آگے بڑھ کران مسائل کا حل پیش کرنا چاہئے تھا کہ اب آپ خود غور وخوض کے بعد فیصلہ فرمائیں کہ اگر اس موقعہ پر دل دماغ میں پیدا ہونے والے اس سوال کا جواب نہ ملے تو اطمینان ہوگا یا سوال کا جواب ملنے پر اطمینان ہوگا یقیناً جواب یہی ہوگا۔ کہ سوال کا جواب ملنے پر ہی دل مطمئن ہوگا۔ آیئے اب اس حدیث کو آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں جس کے لئے میں نے یہ تمہید قائم کی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابتداءِ اسلام میں اس بات کی رخصت تھی کہ غسل اس وقت واجب ہوتا تھا جب منی کا اخراج ہو، پھر اس سے منع فرمادیا گیا۔

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۱۰)

مسائل مطلوبہ کا حل:

ابتداءِ اسلام میں یہ حکم تھا کہ میاں بیوی جب خلوت نشیں ہوں اگرچہ وہ اپنے مقام ہائے خاص کو باہم ٹچ (TOUCH) کردیں مگر ایسی صورت میں غسل فرض نہیں ہوتا تھا غسل کے فرض ہونے کے لئے خروج مادہ خاص شرط تھا مگر بعد میں یہ حکم منسوخ کردیا گیا اور اب حکم یہی ہے کہ خروج مادہ خاص ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں دخول حشفہ فی الفرج سے غسل واجب ہوجائے گا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی نقطہ نظر ہے اور ان کی دلیل حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا والی حدیث شریف ہے۔ جو ابھی ابھی پچھلے صفحات میں آپ نے پڑھی ہے۔

آیئے ہم بھی درسِ حدیث کا اہتمام کریں۔ آپ تھوڑی سی ہمت فرمائیں انشاء اللہ برکت ہوگی جب اہل ایمان کو ان کے مطلوبہ مسائل کا حل بڑا واضح واضح ملے گا تو وہ یقیناً خوش ہوں گے اور راحت محسوس کریں گے اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ شعور

کسی بھی شَی کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرنا، یہ ہر ذی شعور کا حق ہے۔لیکن یہ کہاں ضروری ہے کہ ہر کسی پر حقیقت واضح بھی ہو جائے۔ میں نے بہت کوشش کی ہے، مجھے حق شناسی آجائے، مجھے حق بیانی آجائے مگر اس میدان میں اب تک کوشش ہی ہے۔اس کا صحیح تعیّن میں خود کر بھی نہیں سکتا بلکہ اس کا درست تعین میرے ہم عصر کر سکتے ہیں۔ میں یہ بھی بڑی شدت سے محسوس کرتا ہوں کہ معاصرین اس طرح انصاف نہیں کرتے جس طرح بعد والے کرتے ہیں۔ پتہ نہیں اس میں حکمت کیا ہے۔راز کیا ہے، مشیتِ ربانی کیا ہے۔

(مفلوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۸۲

بَابٌ فِيمَنْ يَسْتَيْقِظُ وَيَرَى بَلَلاً وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا۔

جب کوئی نیند سے بیدار ہو وہ تری تو پائے مگر اس کو احتلام کا ہونا یاد نہ ہو تو؟

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو اپنی نوعیت کی بے مثل حدیث شریف ہے ہر مسلمان مرد وعورت کی ضرورت ہے اس مسئلہ سے آگاہی مسلمان مرد وعورت کے لئے لازم ہے۔

آیئے! آپ بھی اس حدیث شریف کا مطالعہ فرمائیں برکات حاصل ہوں گی اور اسلامی زندگی گذارنے کا طریقہ معلوم ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۱۳

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا؟ قَالَ يَغْتَسِلُ، وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَجِدْ بَلَلًا؟ قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرَى ذٰلِكَ غُسْلٌ؟ قَالَ نَعَمْ، إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ

قَالَ أَبُو عِيسٰى وَإِنَّمَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ حَدِيثَ عَائِشَةَ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا، وَعَبْدُ اللهِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ فِي الْحَدِيثِ۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ إِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ فَرَأٰى بِلَّةً أَنَّهُ يَغْتَسِلُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَأَحْمَدَ، وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ إِذَا كَانَتِ الْبِلَّةُ بِلَّةَ نُطْفَةٍ۔ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَإِسْحٰقَ۔ وَإِذَا رَأٰى احْتِلَامًا وَلَمْ يَرَ بِلَّةً فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ۔

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ ایسے شخص کے بارے میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا جو تری پائے مگر اس کو احتلام یاد نہ ہو؟ اس سوال کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ غسل کرے۔ اسی طرح یہ بھی پوچھا گیا کہ ایک شخص کو احتلام کا ہونا تو یاد ہے مگر وہ تری نہیں پارہا تو؟ اس پر ارشاد فرمایا کہ اس پر غسل واجب نہیں۔ حضرت ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ! اگر کوئی عورت اس طرح کا معاملہ دیکھے تو اس پر بھی غسل ہے؟ اس سوال کے جواب میں سرور عالم علیہ السلام نے

فرمایاہاں عورتیں بھی اس معاملہ میں مردوں سے ملتی جلتی ہی ہیں۔امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے اس حدیث شریف کو روایت کیا ہے جس میں حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا سے مروی ہے۔اگرکسی شخص نے تری تو پائی مگر اس کو یہ یاد نہیں کہ احتلام ہوا تھا۔یحییٰ بن سعید نے حضرت عبداللہ کو حفظ حدیث کے معاملہ میں ضعیف کہا ہے۔

اور یہ قول ایک نہیں بہت سارے اھل علم کا ہے جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام تابعین عظام شامل ہیں کہ جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہوا اور وہ اثر منی دیکھے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے۔اسی طرح حضرت سفیان ثوری،امام احمد،(وَقَالَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِیْنَ۔امام ترمذی چونکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیتے بلکہ یوں لکھ دیتے "قَالَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ" اس سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ ہوتے ہیں)امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ جب کوئی شخص نطفہ کی تری کا اثر دیکھے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔امام شافعی،امام اسحٰق کا قول بھی یہی ہے کہ اگر کسی شخص کو احتلام کا ہونا تو یاد ہے لیکن وہ اس کا اثر نہیں دیکھتا تو اس پر غسل کرنا واجب نہیں ہے عام اھل علم کا نقطہ نظر یہی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} احمد بن منیع رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۶ کے تحت ہو چکا ہے۔اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} حماد بن خالد الخیاط رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے،یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

حماد بن خالد الخیاط کا پورا نام ونسب یوں ہے۔حماد بن خالد الخیاط،القرشی ابوعبداللہ البصری نزیل بغداد۔

اصلاً تو حماد بن خالد الخیاط مدنی تھے۔یہ افلح بن حمید،افلح بن سعید،ابن ابی ذئب،ھشام بن سعد،عبداللہ بن عمر

اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔احمد کہتے ہیں حماد بن خالد حافظ تھے میں اور یحییٰ بن معین ان سے حدیث شریف کی کتابت کرتے تھے۔ وہ ہمارے سامنے حدیث بیان کرتے تھے اور ان کو حدیث شریف حفظ تھی۔ دوری کہتے ہیں ابن معین کا بیان ہے کہ حماد بن خالد ثقہ ہیں۔ وہ اَن پڑھ تھے لکھ تو نہیں سکتے تھے البتہ وہ حدیث شریف کی قرأت ضرور کرتے تھے۔

ابن عمار اور امام نسائی کا کہنا یہ ہے کہ وہ ثقہ ہیں ابن مدینی کہتے ہیں وہ اہل مدینہ سے ہیں اور ہمارے نزدیک وہ ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔امام ابوحاتم نے ان کو صالح الحدیث قرار دیا ہے۔امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ①

۴} عبداللہ بن عمر رحمتہ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں، ان کا نام و نسب اس طرح ہے عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب العدوی المدنی ابوعبدالرحمٰن العمری۔

عبداللہ بن عمر، نافع، زید بن اسلم، سعید المقبری، سہیل بن ابی صالح، اپنے بھائی عبیداللہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔اسی طرح ان سے ان کا بیٹا عبدالرحمن اور عبدالرحمن بن مہدی، لیث بن سعد اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابوطلحہ احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔لیکن وہ اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر کی طرح کے مضبوط راوی نہیں ہیں ابوزرعہ کے ملے جلے تاثرات پائے جاتے ہیں مگر وہ عبداللہ بن عمر کو رجلاً صالحاً بھی قرار دیتے ہیں۔امام ابوحاتم فرماتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل کو دیکھا کہ وہ عبداللہ بن عمر کے لئے کلمات خیر کہہ رہے تھے۔عثمان دارمی نے ان کو صویلح قرار دیا ہے اور اس میں انہوں نے ابن معین کا سہارا لیا۔ یعقوب بن شیبہ نے ان کو ثقہ صدوق کہا ہے لیکن یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس کی احادیث میں اضطراب ہے۔

عبداللہ بن عمر رحمتہ اللہ علیہ کی وفات:

انہوں نے محمد بن عبداللہ بن حسن کا ساتھ دیا تھا منصور کے خلاف لیکن بعد میں ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ان کی وفات ۲ے-۱ےا ھ میں مدینہ شریف میں ہوئی۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵/۲۸۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۴} عبید اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۰۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۶} عائشہ یعنی امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ان کے مناقب، محاسن، محامد، فضائل، کمالات اور دینی و علمی خدمات کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

شرح حدیث نمبر ۱۱۳

حدیث شریف میں آیا ہے، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھے کئی وجوہ کی بنا پر انبیاء کرام پر فضیلت دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مجھے جوامع الکلم بنایا گیا ہے یعنی جس طرح میں بات کرتا ہوں اس طرح کوئی دوسرا کلام نہیں کرسکتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ احادیث مبارکہ سب سے عمدہ کلام ہے قرآن حکیم کے بعد۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے بہتر کلام صرف اور صرف حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے۔ اس مقدس کلام میں حکمت ہی حکمت ہے۔ فیض ہی فیض ہے۔ برکت ہی برکت ہے راحت ہی راحت ہے۔ مسرت ہی مسرت ہے۔ فرحت ہی فرحت ہے۔ شادمانی ہی شادمانی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے پیارے آقا ومولیٰ علیہ السلام کے ان فرامین اقدس کو خود پڑھے اور دوسروں کو بھی ان کے مطالعہ کی ترغیب دلائے یاد رہے احادیث کی کتب میں سے ان کتب کا مطالعہ زیادہ مفید ہے جن کی شرح بھی کسی درددل رکھنے والے مسلمان نے لکھی ہو یعنی وہ شارح نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سچا پکا غلام ہو اور اس کے دل میں اس امّت کے لئے جذبات خیر ہوں۔

ایک ضروری مسئلہ کی وضاحت!

علامہ سرہندی لکھتے ہیں، یہ جو باب ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ اگر کوئی شخص نیند سے بیدار ہو اور وہ تری دیکھے لیکن اس کو احتلام یاد نہ ہو تو؟ فرماتے ہیں بعض نسخوں میں لایذکر کی بجائے لم یذکر آیا ہے۔ سیدہ عائشہ ام

المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص نیند سے بیدار ہو کر تری دیکھے مگر اس کو احتلام یاد نہ ہو تو؟ اس پر امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ غسل کرے۔ ایک دوسرا شخص جس کو احتلام یاد ہے لیکن تری نہیں پاتا تو؟ فرمایا اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر عورت ایسا معاملہ دیکھے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے آپ نے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہاں عورتیں بھی مردوں ہی کی طرح ہیں (یعنی طبعاً دونوں کے جذبات ایک جیسے ہیں) یہاں علامہ سراج احمد حنفی کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

زنان امثال مردان اند در شہوت۔

عورتیں شہوت کے معاملہ میں مردوں ہی کی طرح ہیں۔

نطفہ کی وضاحت کرتے ہوئے۔ علامہ سرہندی نے لغوی تحقیق کچھ اس طرح پیش کی ہے نطفہ بالضم آب صافی وروشن کو کہتے ہیں۔ یہ کم ہو یا زیادہ (دونوں صورتوں میں اس کا خروج غسل واجب کرتا ہے) جو پانی مشک کے اندر ہوتا ہے اس کو ماءِ نطاف کہتے ہیں کہ وہ نہایت صاف ستھرا ہوتا ہے۔ نطاف بالکل ایسے ہی ہے جیسے کتاب اور نطف اس کی جمع ہے جیسے کتاب کی جمع کتب، اسی طرح دریائے مشرق ومغرب کو بھی نطفان کہتے یا آبِ فرات مراد ہے۔ اسی طرح بحر جدہ کا پانی، بحر روم کا پانی یا بحر چین کا پانی بھی نطاف ہی کہلاتا ہے۔ آب مرد کو نطف کہتے ہیں یہ اسی طرح ہے جیسے کہ احتلام کا مطلب ہے خواب میں جماع کرنا۔ [1]

صدقہ جاریہ کی افضل ترین قسم:

کسی بھی مسلمان کو اگر احتلام ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں اگر تو تری پائے یعنی بدن پر یا کپڑے پر دونوں میں سے کسی ایک جگہ منی کے آثار نظر آجائیں تو اس پر غسل واجب ہوگا اور اگر صرف اتنا یاد ہے کہ احتلام ہوا تھا مگر بدن پر یا کپڑے پر منی کا اثر معلوم نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں غسل واجب نہ ہوگا۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کا جاننا ہر مرد وعورت کے لئے ضروری ہے ظاہر ہے ان مسائل کو اس طرح تو بیان کیا نہیں جا سکتا جس طرح دیگر مسائل کو سرِ عام بیان کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہر صاحب ایمان پر لازم ہے کہ وہ ان مسائل کو یا تو حدیث شریف کی شرح میں پڑھ لے یا پھر کسی صاحب علم کی مجلس میں بیٹھا کرے تا کہ اس نشست کی برکت سے اس کو یہ ضروری مسائل معلوم ہو جائیں۔ اس طرح وہ خود بھی ان سے نفع اٹھائے اور اپنے بیٹوں کو بھی نہایت نفاست سے یہ مسائل سمجھا دے۔ اس طرح یہ کار خیر صدقہ جاریہ کے حکم میں آجائے گا۔ علم نافع کی ترویج واشاعت بھی صدقہ جاریہ ہی ہوتا ہے بلکہ یہ صدقہ جاریہ کی افضل ترین قسم ہے۔

---

[1] علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۳۵ا مطبوعہ کانپور ہند

حکم النظیر بالنظیر کا تذکرہ:

اس حدیث شریف میں تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا کا ذکر آیا ہے کہ انہوں نے سوال کر کے وضاحت فرمائی تھی۔ امام ابوداود رحمتہ اللہ علیہ نے جو حدیث وارد فرمائی ہے اس میں ام سلمہ رضی اللہ عنھا کی بجائے حضرت ام سلیم کا ذکر آیا اور یہ بی بی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ علامہ سندھی کے اپنے الفاظ ہیں۔
اس حدیث شریف میں جو آیا ہے:

قالت ام سلیم و ام سلیم ھی ام انس رضی اللہ عنہ۔ ①

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنھا نے عرض کی یہ بی بی ام سلیم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

اس حدیث شریف میں جو آیا ہے:

یغتسل خبر معناہ الامر و ھو للوجوب۔ ②

یہاں یغتسل خبر امر کے معنوں میں ہے اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں مرد و عورت باعتبار شہوت ایک جیسے ہی ہیں یہاں ان کی مشابہت ان کے نظائر خلق وطبائع میں ہے۔ اسی طرح احکام بھی ان پر اسی مناسبت سے نافذ ہوتے ہیں۔ علامہ خطابی نے یہاں بڑی بے مثل بات کی وہ فرماتے ہیں فقہہ میں اس حدیث شریف سے قیاس کو ثابت کیا گیا ہے یعنی اس حدیث شریف میں قیاس فقہی موجود ہے۔ اور اس میں حکم النظیر بالنظیر کا تذکرہ ہے۔ اس حدیث شریف میں اگرچہ مذکر ہی کو مخاطب کیا گیا ہے مگر یہاں عورتوں کو خطاب بھی مراد ہے۔ ظاہر حدیث سے تو یہی لازم آتا ہے کہ جب بھی کوئی مرد و عورت تری پائے تو ان پر غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ③

امام اعظم ابوحنیفہ اور دیگر آئمہ کا نقطہ نظر:

غسل تو صرف اسی صورت میں واجب ہوتا ہے کہ کوئی شخص تری پائے اور تری نطفہ کی ہو اور اگر وہ تری منی کے سبب نہ ہو بلکہ یہ یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے تو ایسی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا۔ یہ قول امام شافعی رضی اللہ عنہ اور امام اسحٰق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اگر کسی کو احتلام تو یاد رہے مگر اس کا اثر نہیں دیکھتا تو امام شافعی، امام اسحٰق، سفیان

① علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۳۶ مطبوعہ کانپور ہند
② علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۳۶ مطبوعہ کانپور ہند
③ علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۳۶ مطبوعہ کانپور ہند

ثوری امام احمد اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنھم کا نقطۂ نظر بھی یہی ہے کہ اس پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ذکر نہیں کرتے مجھے اس کی وجہ تو معلوم نہیں ہوسکی اور پھر حضرت امام ترمذی بہت بڑے محدث اور بزرگ ہیں مگر پھر بھی میں تو اتنا عرض کرسکتا ہوں کہ حضور! آپ کو اس طرح نہیں لکھنا چاہیے کہ،

قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ اِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ۔

تابعین میں سے بعض اہل علم کا کہنا یہ ہے کہ ایسی صورت میں (جب منی کا اثر نظر آئے) غسل واجب ہوجاتا ہے۔

بلکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ذکر کرنا چاہئے تھا اس عمل سے آپ کا وقار ہمارے دل میں اور بھی زیادہ ہوتا۔ اگرچہ آپ نے تو امام اعظم ابوحنیفہ کا نام نہیں لیا مگر ہم نے پورے وثوق کے ساتھ آپ کا نام اور آپ کا مذہب لکھ دیا ہے۔ انشاء اللہ صدیوں تک یہ نقطہ نظر بین رہے گا۔

اقول:

ہم بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو احتلام کا ہونا تو یاد نہیں ہے بلکہ اپنے بدن پر یا کپڑے پر منی کے اثرات دیکھ رہا ہے اور اس کو یقین ہے کہ اثر نطفہ ہی کا ہے اس کی ماہیت کی وجہ سے تو ایسی صورت میں غسل کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ یہ تقاضاءِ فطرت ہے کئی بار مادہ تو خارج ہوجاتا ہے مگر نیند کے عالم میں اس کے خروج کا معاملہ یاد نہیں رہتا، اسی طرح کئی بار یہ لگتا ہے جیسے احتلام ہوگیا ہے مگر وہ فقط خواب تک ہی محدود ہوتا ہے عملاً ایسا ہوا نہیں ہوتا اگر واقعی ایسا ہوچکا ہوتا تو اس کے اثرات ضرور نظر آتے مگر اثرات نظر نہیں آئے اس لئے غسل واجب نہیں ہوتا۔

درسِ حدیث

یہ زندگی اگرچہ مختصر ہے مگر اس کو گذارنے کے لئے انسان کو بڑی جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ جہاں وہ اپنی زندگی کو آسودہ بنانے کے لئے دن رات ایک کر کے محنت کرتا ہے۔ روٹی، کپڑا، اور مکان کے انتظامات کرتا ہے تو وہاں اس کو کچھ ایسے مسائل بھی پیش آتے ہیں جن کا حل روپے پیسے سے نہیں ہوتا بلکہ ان کا حل علم نافع سے ہوتا ہے ایک صاحب علم کے لئے پیسہ کمانا تو مشکل نہیں ہوتا لیکن ہر صاحب مال کے پاس علم نافع نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہے کہ مال کمانے کے ساتھ ساتھ ہر مسلمان علم نافع بھی حاصل کرے اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو لوازمات فطرت نے اس کے

ساتھ لاحق کئے ہیں اگر ان میں سے کسی کا ظہور ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اس کو کیا کرنا ہوگا۔ مثلاً ایک مرد کے ساتھ قدرت نے یہ معاملہ لازم کر دیا ہے کہ اس کو احتلام ہوگا حدیث نمبر ۱۱۳ کی شرح میں ہم نے احتلام کی وضاحت کر دی ہے اگر تفصیل درکار ہو تو وہاں سے پڑھ لیں۔ اب اس کی دو صورتیں حدیث شریف میں مذکور ہوئی ہیں۔

۱) احتلام کا ہونا یاد نہیں مگر کپڑے یا بدن پر اس کی تری کے اثرات موجود ہیں۔

۲) احتلام ہونا تو یاد ہے مگر اس کے آثار نہیں پائے جاتے یعنی اثر منی نظر نہیں آتا۔

اول صورت میں غسل واجب ہوگا اور دوسری صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

حضرت عائشہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں۔ ایسے شخص کے بارے میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا جو تری پائے مگر اس کو احتلام یاد نہ ہو؟ اس سوال کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ غسل کرے۔ اسی طرح یہ بھی پوچھا گیا کہ ایک شخص کو احتلام کا ہونا تو یاد ہے مگر وہ تری نہیں پاتا تو؟ اس پر ارشاد فرمایا کہ اس پر غسل واجب نہیں۔ حضرت ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا عرض کرتی ہیں یارسول اللہ ! اگر کوئی عورت اس طرح کا معاملہ دیکھے تو اس پر بھی غسل ہے؟ اس سوال کے جواب میں سرور عالم علیہ السلام نے فرمایا ہاں عورتیں بھی اس معاملہ میں مردوں سے ملتی جلتی ہی ہیں۔

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۱۳)

آج کا ایک نوجوان کل کا ایک خاندان ہوگا:

لہٰذا ان مسائل کا سیکھنا ضروری ہے ان سے آگاہ ہونا ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے لازم ہے تاکہ وہ اپنی زندگی اطمینان کے ساتھ اسلامی طریقے سے گذار سکیں اور اپنے آپ کو دنیا وآخرت دونوں جہانوں کی برکات کا حامل بنا سکیں جب ہماری اپنی زندگی موافق قرآن وسنت ہو جائے گی تو یقیناً اس کا فائدہ دوسروں کو بھی ہوگا۔ ظاہر ہے جب ایک باپ کو ان مسائل کا حل قرآن وسنت کے مطابق معلوم ہوگا جو زندگی میں اس کو در پیش آئے تو وہ یقیناً اپنے بچوں کو بھی ان سے آگاہ کرے گا۔ اس طرح ایک دینی مسئلہ اگر ایک فرد جان لیتا ہے تو آج کا ایک نوجوان کل کا ایک خاندان ہوگا گویا آج ایک فرد پر محنت کر کے اگر اس کو قرآن وسنت کے احکام سمجھا دیئے تو آنے والی کئی نسلیں اس سے فیض یاب ہوں گی کبھی بھی کسی نوجوان کو یہ سمجھ کر فراموش نہ کریں کہ کیا ہوا اگر یہ ایک نہیں آتا تو نہ آئے کیا فرق پڑتا ہے آپ کی ذات تک تو ممکن ہے وہ ایک فرد ہی رہے مگر کچھ وقت گذرنے کے بعد وہ ایک فرد نہ ہوگا شادی کے بعد وہ دو ۲ ہو

جائیں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو چار پانچ بچے بھی عطا فرمادیئے اسطرح وہ ایک پورا خانوادہ ہوگا۔

آیئے ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں اور اس کے ذریعے اھل ایمان تک انکا دین پہنچانے کی بھرپور کوشش کریں آپ ہمت فرمایئے اللہ تعالیٰ مددگار ہوگا گھبرائیں نہیں صرف کوشش کرنا آپ کا فرض ہے کامیابی دینا اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے وہ اپنے بندوں کی مدد فرماتا ہے یہ کام اگرچہ مشکل ہے لوگوں کو نیکی کی دعوت دینا ان کو نیکی کی طرف مائل کرنا اور خود نیکی کر کے دوسروں کو اس کی طرف بلانا واقعی بڑا مشکل کام ہے مگر جب آپ اس میدان میں عملاً قدم رکھ دیں گے تو ضرور کامیاب ہوں گے۔ رب تعالیٰ ہم سب کو کامیابی دے ۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و الہ وسلم۔

باب نمبر ۸۳

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ وَالْمَذِيِّ۔

منی اور مذی کے احکام۔

اس باب کے تحت ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے جو بڑی ہی اہم حدیث شریف ہے۔ اس میں ایک نہایت ضروری مسئلہ کی وضاحت ہوئی ہے۔

آیئے! آپ بھی مطالعہ فرمالیں اسلامی زندگی گذارنے کا سلیقہ آئے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۴

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ ح وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ؟ فَقَالَ مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوءُ، وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔ قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوءُ وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ۔ وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ، وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ، وَإِسْحٰقُ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سوال کیا کہ مذی کا حکم کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مذی نکلنے سے تو فقط وضو کرنا لازم آتا ہے اور منی خارج ہونے سے غسل کرنا واجب ہوجاتا ہے۔

اس باب میں حضرت مقداد بن اسود، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ مذی خارج ہونے سے وضو لازم آتا ہے اور منی خارج ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے یہی قول عام اھلِ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب اور تابعین کا ہے اور یہی نقطہ نظر امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق کا بھی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۴ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} محمد بن عمرو السواق البلخی رحمۃ اللہ علیہ:

امام شیخ الاسلام لکھتے ہیں، محمد بن عمرو السواق اور یوں بھی کہا جاتا ہے السویقی ابو عبداللہ البلخی۔
محمد بن عمرو السواق داوردی سے، ھشیم، وکیع، ابن وھب اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام بخاری، امام ترمذی، ابوزرعہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہیں۔
ابوزرعہ کا کہنا ہے کہ محمد بن عمرو السواق شیخ صالح ہیں، محمد بن عمرو کی وفات ماہ ربیع الاول ۲۲۶ھ کو ہوئی۔ ①

۲} ھشیم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال تلاش کرنے کے لئے میں نے تہذیب التھذیب کی فہرست دیکھی اس کی چودھویں جلد کے صفحہ نمبر ۳۸۷ پر ھُشَیم نام درج ہے یہاں لکھا ہے کہ ان کے حالات ۴ / ۲۲۸ میں مذکور ہیں جب میں نے جلد نمبر ۴ کا مطلوبہ صفحہ کھولا تو وہاں اسماء کی ترتیب ہی اور ہے پھر میں نے مزید تلاش کی تو ۱۱ / ۵۳ پر ھشیم نام کے راوی نظر آئے یہاں جو راوی ہیں اس نام کے نمبر ۱ ھُشَیم بن بشر نمبر ۲ ھشیم بن المعتمر اوّل الذکر کے حالات تو امام ابن حجر نے تفصیلاً لکھے ہیں مگر ثانی الذکر کا صرف نام لکھا ہے۔
چونکہ پہلے ھشیم کے حالات میں روی عن اور روی عنہ میں ہمارے مطلوبہ راوی موجود نہیں ہیں لہٰذا ان کے بارے میں مجھے اتنا ہی معلوم ہو سکا سو یہاں سپرد قرطاس کر دیا ہے۔

۳} یزید بن ابی زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

تہذیب التھذیب میں لکھا ہے ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ یزید بن ابی زیاد القرشی الھاشمی ابو عبداللہ مولاھم الکوفی۔
انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی اور یہ ان کے مولیٰ سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ان کا نام عبداللہ بن حارث بن نوفل تھا، یہ ابراھیم نخعی اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے مجاہد عکرمہ، محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، ھشیم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ جناب جریر نے ان کے واسطہ سے ہی ذکر کیا ہے کہ جب حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کیا گیا اس وقت میری عمر چودہ یا پندرہ ۱۵ سال تھی۔
امام ابن حبان کہتے ہیں تو یہ صدوق مگر جب عمر زیادہ ہوئی تو سوئے حفظ کی وجہ سے تغیر کرنے لگے۔ ابن سعد

کہتے ہیں بذات خود تو یہ ثقہ راوی ہیں لیکن آخر میں خلط ملط کرنے لگ گئے تھے۔

یزید بن ابی زیاد کی وفات:

امام ابن حبان کہتے ہیں یزید بن ابی زیاد کی پیدائش ۴۸ھ کو ہوئی اور ان کی وفات ۱۳۶ھ کو ہوئی۔①

۴} محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں

۵} حسین الجعفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔الحسین بن علی بن الولید الجعفی مولاھم ابوعبداللہ اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے ابو محمد الکوفی المقری۔

حسین الجعفی اپنے ماموں جان حسن بن حر امام اعمش، زائدہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے، امام احمد، اسحٰق، ابن معین ابوبکر بن ابی شیبہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: میں نے حسین جعفی سے افضل آدمی نہیں دیکھا ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا عجلی کہتے ہیں حسین جعفی ثقہ راوی ہیں۔وہ لوگوں میں بہت بڑے قاری مشہور تھے۔میں نے ان سے بہتر صالح مرد نہیں دیکھا۔وہ صحیح الکتاب تھے۔

ابن قانع، معین اور امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے ابن شاھین نے ان کو ثقات میں ذکر کیا۔

عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں مبارک ہو، مژدہ ہو وہ ثقہ ہیں مامون ہیں۔

حسین الجعفی کی وفات:

امام سفیان ثوری کہتے ہیں حسین الجعفی کی ولادت ۱۱۹ھ کو ہوئی اور ان کی وفات ۲۰۳ھ کو ہوئی۔②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/۲۸۷ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/۳۰۸ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

٦} زائدہ رحمۃ اللہ علیہ:

صاحب تہذیب التہذیب نے لکھا ہے، زائدہ کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ زائدہ بن قدامہ الثقفی الکوفی۔
زائدہ، ابی اسحٰق سبیعی، عبدالملک بن عمیر، سلیمان تیمی، اسماعیل بن ابی خالد، اسماعیل سدی، حمید الطویل اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ابن مبارک، ابواسامہ، حسین بن علی الجعفی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔
ابواسامہ کہتے ہیں زائدہ ہم سے حدیث بیان فرماتے تھے اور وہ اصدق الناس تھے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں زائدہ صدوق ہیں اور اہل علم میں سے ہیں۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں زائدہ ثقہ ہیں صاحب سنت ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں زائدہ میرے نزدیک ابوعوانہ سے زیادہ محبوب ہیں اور شریک سے زیادہ حافظہ والے ہیں اور ابوبکر بن عیاش سے بھی زیادہ حافظ ہیں عجلی کہتے ہیں وہ ثقہ ہیں صاحب السنہ، ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں زائدہ ثقہ ہیں۔
اور امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں، اسی طرح ابن سعد نے بھی زائدہ کو ثقہ ہی قرار دیا ہے یہ بھی کہا ہے کہ وہ مامون ہیں صاحب السنہ ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔
زائدہ کی وفات:

محمد بن عبداللہ حضرمی کا بیان ہے کہ زائدہ ایک غازی کی حیثیت سے سرزمین روم پر ۱۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ (۱)

} یزید بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ اس حدیث کے تحت اوّل سند میں ہوا ہے۔

۸} عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۹} حضرت علی امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ:

آپ کے فضائل، محاسن، محامد، کمالات، مناقب، خدمات کا مختصراً تذکرہ حدیث نمبر ۴۴ کے تحت ہو چکا ہے۔ آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں، آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دل راحت پائے گا۔

---

(۱) امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۲۶۴ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حدیث نمبر ۱۱۴

سارے انسانوں میں سے سب سے بہتر گفتگو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں آپ کے کلام میں ربّ کائنات نے ایسی ملاحت رکھی ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ پھر قوانین زندگی جو آپ نے انسانیت کو عطا فرمائے ہیں اس کی مثال روئے زمین پر کہیں نہیں ملتی انسان کی بھلائی کے لئے سب سے افضل قانون وہی ہے جو ربّ کائنات نے قرآن حکیم کی صورت میں عطا فرمایا قرآن ہی قانونِ اصلی ہے۔ حدیث شریف اس قانونِ اصلی کی تشریح ہے اور تابع قانونِ اصلی ہے۔ ایک مسلمان کو زندگی گذارنے کے لئے مکمل ھدایات فرامین رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں عطا کی گئی ہیں۔ پیدا ہونے سے لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جانے تک کے تمام مسائل کا حل نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے اپنی امت کو عطا فرمایا ہے۔ مسلمان خوش قسمت قوم ہیں جن کو ایسا پیارا نظام حیات ملا جو اپنی نظیر آپ ہے۔ ہر نوجوان کو ایسے ایسے مسائل درپیش ہوتے ہیں جن کا حل اسے شب و روز درکار رہتا ہے۔ اللہ گواہ ہے جو سوال ہمارے دلوں میں پیدا ہوتا ہے ہمارے آقا علیہ السلام نے پہلے ہی ان تمام مسائل کا حل اپنی پیاری پیاری سنتوں کے ذریعے عطا فرمایا ہوا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم اپنے آقا علیہ السلام کی مبارک احادیث کا مطالعہ کریں اور ان کو سمجھنے کی کوشش کریں نیز ان میں سے اپنے مسائلِ زندگی کا حل نکالیں نہ صرف ان پر خود عمل کریں بلکہ دوسروں تک بھی ان کو پہنچانے کا اہتمام کریں تاکہ ساری امت کے افراد ان جواہر نایاب سے فائدہ اٹھائیں۔ جوں جوں ایک مسلمان اپنے آقا علیہ السلام کی احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرتا جاتا ہے اس کے علم وفضل میں بے پناہ اصافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں دل راحت پاتا ہے۔ مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ بھی بیدار ہوتا چلا جاتا ہے۔

وضو کب واجب ہوتا ہے اور غسل کب لازم آتا ہے:

علامہ سراج احمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔ جامع ترمذی شریف کا یہ وہ باب ہے جس میں مذی اور منی کے حوالے سے کچھ وضاحت آئی ہے منی اس کو کہتے ہیں جو پانی شہوت سے خارج ہو اور اس کے خروج کے بعد شہوت سے سکون میسر آجائے۔ مذی وہ خفیف پانی ہے جو مرد عورت کے باہم ملاعبت کے وقت خارج ہوتا ہے اور یہ مسکن شہوت نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے خارج ہونے کے باوجود شہوت کو سکون نہیں آتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سوال کیا اگر مذی خارج ہو جائے تو اس سے وضو لازم آتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے تو رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے ارشاد فرمایا مذی نکلنے سے تو

صرف وضو لازم ہوتا ہے جبکہ منی نکلنے سے غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

دو حدیثوں کے درمیان ایک تطابق خیر:

شرح ابی طیب میں ہے۔ یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ میں نے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا مذی کی بابت تو بظاہر تو یہی لگتا ہے کہ سائل حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ہی ہیں لیکن بخاری و مسلم میں یوں آیا ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں میں کثیر المذی تھا۔ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ سوال کرتے ہوئے شرم آتی تھی کیونکہ میں آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنھا کا شوہر تھا میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہ یہ سوال بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں کریں تو انہوں نے سوال کرنے کے بعد جواب بتایا کہ غُسِلَ ذَکَر کافی ہے عین ممکن ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے معناً اس کو روایت کر دیا ہو اس کی تائید روایت مالک سے ہوتی ہے۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کو عَنِ الْمِقْدَادِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَمَرَہٗ اَنْ یَّسْاَلَ کہہ کر ساری حدیث شریف ذکر فرمائی۔ حضرت امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان فرمائی ہے اس میں یوں آیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک ایسا مرد تھا جو کثیر المذی تھا تو میں بار بار غسل کرتا تھا حتیٰ کہ مجھے کچھ کمزوری محسوس ہونے لگی تو میں نے بارگاہ اقدس میں اس کا ذکر کیا۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا غسل نہ کیا کرو بلکہ جب تو مذی دیکھے تو فقط عضو مخصوصہ ہی کو دھو لیا کر اور وضو کر لیا کر۔ اب دونوں حدیثوں کو سامنے رکھ کر یہ کہا جائے گا کہ ایک مرتبہ تو اس مسئلہ کا حل بواسطہ معلوم کیا اور ایک مرتبہ بلا واسطہ جان لیا۔ (۱)

صاحب فتح الباری لکھتے ہیں:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اس بات کو بیان کیا ہے اور اس کی تصحیح کی ہے اس طرح باقی کتب میں بھی اس بات کی صراحت ہے کہ مذی جو ہے وہ بول ہی سے ملحق ہے۔ اس مقام پر غسل کو استحباب پر محمول کیا گیا ہے۔ اگر اس کا نکلنا کافی غالب ہو تو یہی معروف فی المذھب ہے ہاں اس سے متعلق مالکیہ اور حنابلہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر یہ استیعاباً ہو تو حقیقتاً عملاً ہی غسل واجب ہے۔ لیکن جمہور کو اس سے اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ خروج منی ہی غسل کو واجب کرتی ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مالکیہ اور حنابلہ کے دلائل کا رد کر دیا ہے وہ فرماتے ہیں اس مقام پر غسل کو مطلقاً واجب قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۱۳۷ مطبوعہ کانپور ہند

(۲) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

درسِ حدیث

منکرین حدیث کہتے ہیں۔ جو کچھ احادیث مبارکہ میں آیا ہے ان چیزوں کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ سوال تو بڑا اعمدہ ہے مگر کاش وہ جواب بھی پڑھ لیتے۔ بہت خوب آپ نے تو سوال کر کے ہماری توجہ ایک اہم موضوع کی طرف مبذول کروائی ہے ہم اوّلاً تو آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ثانیاً آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ بھی دیگر انسانوں کی طرح انہی عناصر کا مجموعہ ہیں جن کا سب انسان ہیں اور آپ بھی انہی جذبات واحساسات کے حامل ہیں جن کا ایک انسان حامل ہوتا ہے یا آپ کوئی اور ہی طرح کی مخلوق ہیں آپ واقعی انسان ہیں یا ٹین ڈبہ کی پیداوار ہیں۔ اگر تو آپ کا جواب یہ ہے کہ جناب ہم بھی انسان ہیں ہمارے جذبات واحساسات بھی انسانوں ہی کی طرح کے ہیں پھر تو آپ سے مزید بات ہو سکتی ہے اور اگر آپ یہ فرماتے ہیں کہ ہم انسانوں کی طرح کے جذبات واحساسات سے عاری ہیں تو آپ کو سات سلام!!

یہ مسائل چونکہ انسانوں کے ہیں ان کو ہر حال میں مسائل درپیش رہتے ہیں اور ان درپیش مسائل کا حل بھی ان کو مطلوب ہوتا ہے۔ اس لئے امام الانبیاء علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں ہدایات دیتے ہوئے ان مسائل کا حل بھی ارشاد فرمایا ہے۔ ہر صاحب شعور بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ حدیث شریف کی ضرورت تھی۔ حدیث شریف کی ضرورت ہے اور حدیث مبارک کی ضرورت رہے گی اس کی افادیت سے سرِ مُو بھی انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث مبارک میں آیا ہے:

> حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سوال کیا کہ مذی کا حکم کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مذی نکلنے سے تو فقط وضو کرنا لازم آتا ہے اور منی خارج ہونے سے غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۱۴)

آیئے آپ بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں، انشاء اللہ اس کی برکت یہ ہوگی کہ عوام الناس بھی ضروری مسائل سے آگاہ ہو جائیں گے اور ان کی یہ ضرورت پوری ہو جائے گی اس طرح امت مسلمہ کی ایک عظیم خدمت انجام ہو گی اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وآلہ اصحابہ اجمعین۔

باب نمبر ۸۴

بَابٌ فِی الْمَذْیِ یُصِیبُ الثَّوبَ۔

اگر کپڑے پر مذی لگ جائے تو اس کا حکم کیا ہے؟

اس باب کے تحت ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو روزمرہ مسائل کا حل ہے ہر انسان کو یہ ضرورت پڑتی ہے کہ اگر مذی کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا دھونا ضروری ہے یا نہیں اگرچہ اس کی شرح پہلے گذر چکی ہے مگر یہاں زاویہ ذرا بدلا ہوا ہے اس لئے دوبارہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

آئیں ! آپ بھی اس حدیث شریف کا مطالعہ فرمائیں اسلامی زندگی گذارنے کا ڈھنگ آئے گا اور ضروریات دین کا علم آئے گا۔علم و آگہی باعثِ راحت ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ هُوَ ابْنُ السَّبَّاقِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَعَنَاءً فَكُنْتُ أُكْثِرُ مِنْهُ الْغُسْلَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلْتُهُ عَنْهُ؟ فَقَالَ إِنَّمَا يُجْزِئُكَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوءُ. فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قَالَ يَكْفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحُ بِهِ ثَوْبَكَ حَيْثُ تَرٰى أَنَّهُ أَصَابَ مِنْهُ

قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَلَا نَعْرِفُ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ فِي الْمَذْيِ.

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُجْزِئُ إِلَّا الْغُسْلُ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَإِسْحٰقَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُجْزِئُهُ النَّضْحُ. وَقَالَ أَحْمَدُ أَرْجُو أَنْ يُجْزِئَهُ النَّضْحُ بِالْمَاءِ.

حضرت سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں مذی کی وجہ سے کرب وتکلیف اٹھاتا تھا اسی کے سبب میں اکثر غسل کرتا آخر میں نے اس بارے میں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سوال کیا کہ اس کا حل کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس سے صرف وضو کرنا ہی کافی ہے۔ میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مذی میرے کپڑے کو لگ جائے تو کیا کیا جائے؟ اس سوال کے جواب میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا چلو بھر پانی لے کر کپڑے پر اس جگہ چھڑک دو جہاں مذی کا اثر نظر آتا ہے بس اتنا ہی کافی ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے مذی سے متعلقہ مسئلہ کے بارے میں آنے والی حدیث کو ہم صرف محمد بن اسحٰق ہی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اگر کپڑے پر مذی لگ جائے تو کیا کرنا چاہئے اس مسئلہ میں اھل علم میں اختلاف ہے ان میں سے بعض علماء تو فرماتے ہیں کہ اس کو دھونا ضروری ہے۔ یہ موقف امام شافعی، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیھما کا ہے اس طرح بعض علماء یہ فرماتے ہیں پانی کا چھڑک دینا ہی کافی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں میرے نزدیک پانی کا چھڑکنا ہی کافی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ رواۃ}

۱} ھَنَّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} عَبْدَہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹ کے تحت ہو چکا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۴} سعید بن عبید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے۔ ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ سعید بن عبید بن السباق الثقفی ابوالسباق مدنی۔

سعید بن عبید اپنے والد گرامی، محمد بن اسامہ بن زید، ابی ھریرہ، ابی سعید، ایوب بن بشیر سے روایت کرتے ہیں، اسی طرح ان سے محمد بن اسحٰق امام زہری، سہیل بن ابی صالح اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں سعید بن عبید ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ان محدثین کے ہاں ان سے مذی کے مسئلہ پر حدیث مروی ہے۔ [1]

۵} ابیہ یعنی عبید بن السباق رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔ ابیہ یعنی عبید کا نام ونسب یوں ہے۔

---

[1] امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التھذیب ۴/۵۵ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

عبید بن السباق ثقفی! حضرت زید بن ثابت، سہل بن حنیف، اسامہ بن زید، ابن عباس، امّ المؤمنین میمونہ اور ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہما! زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بیٹے سعید، ابوامامہ، ابن سہل بن حنیف، امام زہری رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔امام ابن حجر قُلتُ کہہ کر لکھتے ہیں عجلی تابعی مدنی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے اھل مدینہ سے طبقہ اولیٰ من التابعین میں شمار کیا ہے۔خلیفہ کہتے ہیں ابا سعید ان کی کنیت ہے۔ (1)

٦} سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ:

یہ جلیل القدر صحابی ہیں، بدری ہیں اور تمام غزوات میں حاضر رہے نیز غزوہ احد والے دن امام الانبیاء علیہ السلام کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

امام شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے، سہل بن حنیف بن واھب بن الحکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن الحارث الاوسی الانصاری ابوثابت اور یوں بھی کہا جاتا ہے ابوسعید، ایسے بھی ہے، ابوسعد، اس طرح بھی آیا ہے ابوعبداللہ اور یوں بھی مذکور ہوا ہے ابوالولید المدنی۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں، ایسے ہی ان سے ان کے بیٹے ابوامامہ اسعد، عبداللہ ان کو عبدالرحمن بھی کہا جاتا ہے ابووائل، عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ، عبید بن السباق اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں۔غزوہ بدر میں حضرت سہل بن حنیف حاضر تھے، تمام غزوات میں شامل ہوئے جنگ احد والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے موت پر بیعت کی تھی، پھر یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف دار رہے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت کی اور بصرہ میں ان کا بھرپور ساتھ دیا اس کے بعد جنگ صفین میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے والیٔ فارس ہوئے۔

---

1 امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ /۶۱ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی وفات:

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے ۳۸ھ کو وفات پائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی، سہل حزن کا الٹ ہے۔①

شرح حدیث نمبر ۱۱۵

ہر انسان کے ساتھ کچھ ایسے معاملات لاحق ہیں جن سے سرمو بھی انحراف ممکن نہیں، ایک مسلمان اپنے دین کے مطابق زندگی بسر کرنے کا جب تہیہ کر لیتا ہے تو اس کو بہت ساری ایسی باتیں یاد آتی ہیں جن کے بارے میں اس کو احکام معلوم نہیں ہوتے پھر وہ ان کو جاننے کی کوشش کرتا ہے بسا اوقات وہ کسی عالم دین سے اپنا مسئلہ پوچھنے سے محض اس لئے ہچکچاتا ہے کہ یہ کیا کہیں گے اتنا بڑا ہو گیا ہے اور اسے اتنا بھی معلوم نہیں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے بلکہ جب کوئی مسئلہ یاد آئے فوراً اپنے علماء کرام سے دریافت کر لینا چاہئے تاکہ مزید تاخیر نہ ہو جائے۔ میرے ہاں جامعہ اسلامیہ رضویہ مرکز تعلیم و تربیت اسلامی ② میں ضروریات دین سکھانے کا اہتمام کر دیا گیا ہے ہر شب جمعہ بعد نماز مغرب اجتماع شروع ہو جاتا ہے اور نماز عشاء کے بعد تک جاری رہتا ہے۔ میں قسماً کہہ سکتا ہوں اگر یہ امت اپنے پیارے آقا علیہ السلام کی مبارک سنتوں کو سیکھتی یاد رکھتی، ان پر عمل پیرا رہتی تو آج یہ صورت حال نہ ہوتی جو ہے جو وقت گذر گیا سو گذر گیا اب آئندہ آنے والے اوقات کے لئے محتاط ہو جانا چاہئے وقت کبھی نکلا نہیں کرتا وقت نکالنا پڑتا ہے لہذا وقت نکال کر اپنے دین و ایمان کو دلائل سے سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور احادیث مبارکہ کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے مگر شرح کے ساتھ جس طرح ہم نے بھی ایک اپنی سی کوشش کر دی ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور میری بخشش کا ذریعہ بنا دے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/۲۲۰ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② جامعہ اسلامیہ رضویہ، مرکز تعلیم و تربیت اسلامی، رچنا ٹاؤن شاہدرہ لاہور۔ فون۔37962152

تمام اہل اسلام کو سب مسلمانوں کو دعوت عام ہے آپ وقت نکال کر محض ضروریات دین سیکھنے کے لئے تشریف لائیں، آپ پابندی کریں گے تو آپ کو بے پناہ فائدہ ہوگا۔ آپ کی سوچ کی تطہیر ہوگی اور ساتھ ساتھ اعمال میں بھی برکت ہو جائے گی اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی کرنے اور نیکی کی دعوت دینے کی توفیق عطا فرمادے گا۔ (محمد ارشد القادری)

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی کا نقطہ نظر ایک ہے۔(رضی اللہ عنہما)

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی لکھتے ہیں۔حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ اقدس میں یہ سوال کرنا کہ یا رسول اللہ! اگر میرے کپڑے پر مذی لگ جائے تو میں کیا کروں؟ اس کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ایک چلو پانی لے کر اس جگہ چھڑک دو جہاں وہ داغ لگا ہے تو اتنا ہی کافی ہے اس مقام پر علامہ سرہندی کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

این جا مراد از نضح غسل است۔①

یہاں نضح یعنی پانی چھڑکنے سے مراد دھونا ہے۔

اھل علم کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اگر کپڑے پر مذی لگ جائے تو اس کو دھونا چاہیے یا فقط پانی کا چھڑک دینا ہی کافی ہے۔بعض علماء کرام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ صرف پانی کا چھینٹا مارنا جائز نہیں بلکہ اس کو دھونا چاہئے۔حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مذی لگنے والی جگہ سے کپڑا دھونا چاہئے۔امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کپڑے پر جہاں مذی لگے وہاں سے دھونا ضروری ہے۔علامہ سراج احمد حنفی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

وہمیں است مذہب امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہٗ۔②

اور یہی مذہب ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام اسحٰق رضی اللہ عنھم ان سب کا نقطہ نظر ایک ہی ہے۔وہ یہ کہ اگر کپڑے پر مذی لگ جائے تو اس کو دھونا ہی چاہئے محض پانی کا چھڑک دینا کافی نہ ہوگا ان بزرگوں کے نزدیک حدیث شریف میں وارد ہونے والے لفظ ''نُضح'' سے مراد دھونا ہے۔ہم نے اسی ''ابواب الطہارۃ'' میں اس مسئلہ کی خوب وضاحت کر دی ہے۔لہٰذا اب ہم اتنا عرض کریں گے کچھ اھل علم کی رائے اس کے خلاف بھی ہے چنانچہ وہ بھی پڑھ لیں۔

امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ مذی لگنے والی جگہ پر محض پانی کا چھڑک دینا ہی کافی ہوگا۔

گفت امام احمد امید میدارم اینکہ رواشود اور اپاشیدن بآب۔③

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ مذی لگنے کی جگہ پانی کا چھڑکاؤ جائز ہے۔

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۳۸ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۳۸ مطبوعہ کانپور ہند

③ علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۳۸ مطبوعہ کانپور ہند

اقوال وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم:

اگر چہ مذی بہت پتلا اور چمکدار مادہ ہوتا ہے جو ایک فطری تقاضا ہے کہ جب مرد کے تخیل میں کوئی صورت اس کی فطرت کے مطابق بن جائے تو اس کے عضو سے اس کا اخراج ہوتا ہے۔ اگر اس پر پانی چھڑک دیا جائے تو وہ پانی اس جگہ بہہ کر اس کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ لہذا فہم فقیر میں بھی یہی آتا ہے کہ یہاں پانی کے چھنٹے سے مراد پانی کا ہلکا سا بہا دینا ہی ہے جس سے اس کا اثر زائل ہو جائے اور متعلقہ مرد کو تسلی ہو جائے کہ وہ اور اس کے کپڑے پاک صاف ہیں اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں اس کی عبادت میں خوب لگے۔ اس سے بھی اطمنان حاصل ہو ہی جاتا ہے مگر دھو لینے سے تو خوب دل اطمینان پاتا ہے اور اس طرح دل کو خوب تسلی ہوتی ہے کہ وہ صاف ستھرا ہے اور اپنے رب کی یاد میں نماز، تلاوت اور نیک کاموں میں خوب جی لگتا ہے۔

اگر صحابہ کرام اسی طرح کے سوالات بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں نہ کرتے اور ہمیں ان کی وساطت سے ان کا حل نہ ملتا تو ہم اپنے آپ کو ادھورا محسوس کرتے لیکن اس گروہِ مقدس کے صدقے جائیں جنہوں نے آنے والی نسلوں کے مسائل حل کر دیئے اور آج ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا دین مکمل ہے اس میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ جب ہم ان چھوٹے چھوٹے ضروری مسائل کا حل احادیث مبارکہ میں دیکھتے ہیں تو دل راحت محسوس کرتا ہے ہمارے بزرگوں نے اپنے دین کو کس کمال کے ساتھ امّت مسلمہ تک پہنچانے کا اہتمام فرمایا ہے۔ جن علماء نے تصانیف کی ہیں وہ تو لائق صد تہنیت ہیں۔ ایک عالمِ دین اگر کسی ایک موضوع پر کام کر جاتا ہے تو وہ اس کی عمر بھر کی کمائی ہوتی ہے پھر پیچھے آنے والی نسلیں اس کام سے نفع اٹھاتی ہیں۔

آپ اس عالمِ ربانی کے کام کا اندازہ کریں جس نے پورا کا پورا دین از سر نو زندہ کرنا ہوتا ہے اس کی تجدید کرنا ہوتی ہے اس بندے کی ہمت کتنی بلند ہوتی ہوگی جو تجدید دین کا کام کرتا ہے قریب زمانے میں یہ کام امام احمد رضا خان قادری مجدد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے کمال ذمہ داری سے کیا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی مغفرت فرما کر ان کو بلند درجہ عطا فرمائے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

درسِ حدیث

حدیث شریف اھلِ اسلام کا نادر ذخیرہ ہے۔ اس میں زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ ہمیں اپنی زندگی کو موافق سنت بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے جو مسلمان اپنی زندگی موافق سنت بنالیتا ہے وہ کامیاب انسان ہے اس کی زندگی لائق رشک ہے اس کی زندگی لائق تحسین ہے، اس کی زندگی مشعل راہ ہے، اس کی زندگی دوسروں کے لئے نمونہ ہے، اس کی زندگی مسلمانوں کے لئے مثالی زندگی ہے اس کی زندگی امت مسلمہ کے لئے ایک تحفہ ہے۔

بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان کو بیان کرنے سے پہلے ماحول پر نظر رکھنا ضروری ہے اور ساتھ ہی ساتھ سننے والوں کا پہلے ذہن تیار کرنا پڑتا ہے جب تک سامعین کو ذہنی طور پر تیار نہ کرلیا جائے اس وقت تک ان مسائل کا بیان کرنا نافع نہیں ہوتا بلکہ کئی مرتبہ الٹا نقصان دہ بن جاتا ہے۔ اگرچہ اس قسم کے مسائل کا بیان کرنا ضروری ہے اور وہ اھل ایمان کی ضرورت بھی ہیں مگر ان کو بیان کرنے کے لئے بہت احتیاط چاہئے بعض مقامات پر انہی مسائل کو بعض مبلغین بیان کردیتے ہیں مگر وہ اصول تبلیغ نہیں جانتے یا ان کو مستحضر نہیں ہوتے اس وجہ سے ان کی تبلیغ فائدہ دینے کی بجائے منفی رنگ اختیار کرلیتی ہے۔ شاید انہی بے تدبیر مبلغین کی وجہ سے منکرین حدیث جیسا مضر گروہ پیدا ہوگیا تھا۔

اگر اصول تبلیغ جان لئے جاتے ہیں تو کبھی بھی ایسی صورت حال پیدا نہ ہوتی میں نے ان کو بار بار ذکر کردیا ہے تا کہ میری شرح ترمذی اور اس کے دُروسِ حدیث پڑھنے والے خوب خوب ان سے روشناس ہوجائیں وہ یہ ہیں۔

۱) حکمت

۲) عمدہ انداز بیان

۳) مناظرہ بطریق احسن

۱) جب آپ بات کا آغاز کریں تو آپ پر لازم ہے کہ آپ یہ بات ذہن میں رکھیں جہاں آپ بات کررہے ہیں وہاں کا ماحول کیسا ہے۔

۲) آپ کو اپنی بات کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا ہوگا کہ آپ جو بات کررہے ہیں وہ وہاں موجود اھلِ اسلام کی فہم وفراست کے مطابق ہے وہ آپ کی بات کو اچھے طریقے سے سمجھ رہے ہیں۔

۳) اگر آپ نے کوئی علمی بحث شروع کرلی ہے تو کیا آپ اس کو مثال دیکر نہایت سادگی سے آسان کرکے سامعین کو سمجھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب آپ اپنی بات دلیل سے بیان کریں گے تو وہ سامعین کے دل ودماغ تک رسائی حاصل کرے گی یاد رہے بیان کرتے وقت مسلسل زور لگائے جانا مناسب نہیں ہوتا اس میں اتار چڑھاؤ ہونا ضروری ہے اگرچہ آواز بھی زبردست اثر دکھاتی ہے مگر زور آواز کا نہیں ہوتا زور دلیل پیدا کرتی ہے اور آواز کا زور عارضی اثر پیدا کرتا ہے جبکہ دلیل کا زور دائمی اثر رکھتا ہے۔

آیئے اب میں آپ کو ایک ضروری مسئلہ بتانا چاہتا ہوں سنیئے اور اس کو دوسرے مسلمانوں تک بطریق احسن پہنچانے کی کوشش فرمایئے حدیث شریف میں آیا ہے:

> حضرت سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں مذی کی وجہ سے کرب وتکلیف اٹھاتا تھا اسی کے سبب میں اکثر غسل کرتا آخر میں نے اس بارے میں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سوال کیا کہ اس کا حل کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس سے صرف وضو کرنا ہی کافی ہے۔ میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مذی میرے کپڑے کو لگ جائے تو کیا کیا جائے؟ اس سوال کے جواب میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا چلو بھر پانی لیکر کپڑے پر اس جگہ چھڑک دو جہاں مذی کا اثر نظر آتا ہے بس اتنا ہی کافی ہے۔

اھل علم کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اگر کپڑے پر مذی لگ جائے تو اس کو دھونا چاہئے یا فقط پانی کا چھڑک دینا ہی کافی ہے بعض علماء کرام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ صرف پانی کا چھینٹا مارنا جائز نہیں بلکہ اس کو دھونا چاہئے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مذی لگنے والی جگہ سے کپڑا دھونا چاہئے۔ امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کپڑے پر جہاں مذی لگے وہاں وہاں سے دھونا چاہئے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ کپڑے پر جہاں مذی لگے اس کو دھونا چاہیے۔

آیئے ہم بھی حدیث شریف کے درس کا اہتمام کریں۔ تاخیر نہیں کرنی چاہئے بلکہ جلد از جلد اس کارِ خیر کا آغاز کر دینا چاہئے ان شاء اللہ کامیابی آپ کی ہوگی۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ والہ اصحابہ اجمعین۔

معیارِ معاصرت

اپنے معاصرین سے یہ توقع کرنا کہ وہ میری صلاحیتوں کو اس طرح تسلیم کرلیں گے جس طرح میری آرزو ہے تو ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ ہم زمانہ لوگ تو مخالفت کیلئے کمر بستہ رہتے ہیں اور جب وہ یہ محسوس کرنے لگیں کہ اس شخص کی وجہ سے ہمیں کوئی فائدہ ہوگا یا عزّت ملے گی، تو پھر وہ کچھ کچھ توصیف کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس صورتِ حال میں بھی ان احباب پر مکمل اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ بھروسہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر جو اپنے بندوں کا کارساز ہے، مشکل کُشاء ہے، حاجت رواء ہے۔

(ملفوظات ارشدیہ، جلد اوّل)

باب نمبر ۸۵

بَابٌ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ.

اگر منی کپڑے پر لگ جائے تو؟

اس باب میں دو احادیث مبارکہ آرہی ہیں ان میں ایک انتہائی اہم موضوع پر بات ہوئی ہے۔اس کی ہر مسلمان کو ضرورت بھی ہے لہٰذا آپ ان کا بغور مطالعہ فرمائیے آپ کو نافع ہوں گی۔

نوٹ: اس باب کو امام ترمذی نے دو بار ذکر فرمایا ہے۔ اس لئے اس کو یہاں ایک ہی مرتبہ ذکر کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ باب نمبر ۸۵ کے بعد باب نمبر ۸۶ کی بجائے باب نمبر ۸۷ ذکر کر دیا گیا ہے۔

محمد ارشد القادری

حدیث نمبر ۱۱۶

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ ضَافَ عَائِشَةَ ضَيْفٌ فَأَمَرَتْ لَهُ بِمِلْحَفَةٍ صَفْرَاءَ، فَنَامَ فِيهَا، فَاحْتَلَمَ، فَاسْتَحْيَا أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا وَبِهَا أَثَرُ الْاِحْتِلَامِ، فَغَمَسَهَا فِي الْمَاءِ ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ أَفْسَدَ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا؟ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَفْرُكَهُ بِأَصَابِعِهِ، وَرُبَّمَا فَرَكْتُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِأَصَابِعِي۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ، مِثْلِ سُفْيَانَ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحٰقَ، قَالُوا فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ يُجْزِئُهُ الْفَرْكُ وَإِنْ لَمْ يَغْسِلْهُ۔ وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ الْأَعْمَشِ۔ وَرَوٰى أَبُو مَعْشَرٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ۔ وَحَدِيثُ الْأَعْمَشِ أَصَحُّ۔

ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک مہمان آیا سیدہ نے حکم دیا کہ اس کو زرد رنگ کا لحاف دے دیا جائے چنانچہ وہ اسی لحاف میں سو گیا۔ ہوا یوں کہ اس کو احتلام ہو گیا۔ اب اس کو حیا محسوس ہو کہ اس حالت میں لحاف واپس کر دے تو اس نے لحاف کو پانی سے بھگو دیا اور واپس بھیج دیا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس نے ہمارا کپڑا کیوں خراب کیا؟ اس کو چاہئے تھا وہ اس کو انگلیوں سے کھرچ کر صاف کر دیتا اتنا ہی کافی تھا۔ کئی مرتبہ میں نے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کپڑے سے اس کو انگلیوں سے کھرچا تھا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ قول بہت سارے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تابعین اور ان کے بعد والے فقہاء کا ہے مثلاً سفیان، احمد، اسحٰق یہ سب آئمہ یہی فرماتے ہیں اگر منی کپڑے پر لگ جائے تو اس کو کھرچ کر صاف کرنا کافی ہے اگرچہ دھویا نہ بھی جائے۔ اور اس طرح،

منصور، ابراهیم، ہمام بن حارث کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ امام اعمش کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ اسی حدیث شریف کو ابو معشر، ابراہیم اور اسود کے واسطہ سے بھی بی بی عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے امام اعمش والی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۶ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھَنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۲} ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۳} اعمش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ یعنی ابراھیم بن زید ابو عمران کوفی:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۵} ھَمّام بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۶} عائشہ یعنی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ان کے فضائل، محاسن، محامد، مناقب اور خدمات دین کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں قلبی راحت میسر آئے گی اور فہم دین کا ملکہ حاصل ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۱۷

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

قَالَ أَبُو عِيسٰى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

وَحَدِيثُ عَائِشَةَ أَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِمُخَالِفٍ لِحَدِيثِ الْفَرْكِ لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ الْفَرْكُ يُجْزِئُ فَقَدْ يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ لَا يُرٰى عَلٰى ثَوْبِهٖ أَثَرُهُ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمَنِيُّ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ، فَأَمِطْهُ عَنْكَ وَلَوْ بِإِذْخِرَةٍ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں رسول اکرم تاجدار عرب عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھویا کرتی تھی۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث جس میں ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھو دیا کرتی تھی۔ یہ اس حدیث کے مخالف نہیں ہے جس میں فقط کھرچ دینے کا ذکر آیا ہے۔ اگرچہ کپڑے پر سے منی کا کھرچ کر صاف کر دینا جائز ہے مگر مستحب یہی ہے کہ اتنا صاف کیا جائے کہ کپڑے پر اس کا اثر باقی نہ رہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا یہ ہے منی بالکل اسی طرح ہوتی ہے جیسے ناک کی رینٹھ بس اس کو صاف کر دینا چاہئے اگرچہ اوخر گھاس ہی سے کیوں نہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۱۷ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} احمد بن منیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ یعنی محمد بن حازم:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} عمرو بن میمون بن مھران رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۴} سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ائمہ فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ سلیمان بن یسار الھلالی ابوایوب اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے ابوعبدالرحمٰن اور یوں بھی ہے ابوعبداللہ المدنی مولیٰ میمونہ رضی اللہ عنھا، ایسے بھی کہتے ہیں یہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے مکاتب تھے۔

سلیمان بن یسار! سیدہ میمونہ، سیدہ ام سلمہ، سیدہ عائشہ، فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنھن، حمزہ بن عمرو اسلمی، زید ابن ثابت، ابن عباس، ابن عمر، جابر بن عبداللہ، مقداد بن اسود، ابورافع، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام، ابو سعید، ابوھریرہ رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے عمرو بن دینار عبداللہ بن دینار۔ عبداللہ بن الفضل ھاشمی، ابوزناد بکیر بن الاشج، جعفر بن عبداللہ بن الحکم، سالم ابوالنصر، صالح بن کیسان، عمرو بن میمون اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابوزناد نے ذکر کیا ہے کہ سلیمان بن یسار اھل فقہہ کے ماہرین میں، جن کو فقہاء سبعہ کہا جاتا ہے ان میں سے ایک ہیں۔ یہ صلاح وعقل والے ہیں۔ حسن بن محمد بن حنفیہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک سلیمان بن یسار، سعید بن مسیّب سے زیادہ فہیم ہیں۔ جب کوئی شخص حضرت ابن مسیّب کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے جاتا تو وہ اس کو سلیمان بن یسار کی

طرف بھیج دیتے وہ زمانہ بھر میں سب سے بڑے عالِم تھے۔ امام مالک فرمایا کرتے تھے حضرت سعید بن مسیب کے بعد ابن یسار بڑے عالِم تھے۔

ابوزرعہ کہا کرتے تھے ابن یسار، ثقہ ہیں، مامون ہیں، فاضل ہیں، عابد ہیں۔ دوری کہتے ہیں ابن معین بیان کرتے ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ بھی ایک امام ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں سلیمان بن یسار فقیہاً عالماً، رفیعًا کثیر الحدیث ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ یہ فقہاء مدینہ میں سے ہیں عجلی تابعی کہتے ہیں سلیمان بن یسار ثقہ مامون فاضل عابد ہے۔

سلیمان بن یسار کی وفات:

ان کی وفات میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ ان کی وفات سنہ ۱۰۷ھ کو ہوئی کسی نے کہا ان کی وفات سنہ ۱۰۰ھ میں ہوئی، کسی نے ان کی وفات کا سن سنہ ۹۴ھ قرار دیا۔ ①

۵} عائشہ یعنی ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ان کے فضائل، مناقب، محاسن، محامد، کمالات اور دینی علمی خدمات کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

شرح حدیث نمبر ۱۱۶، ۱۱۷

اس میں کوئی شک نہیں ایک ذی شعور انسان کسی چیز کو بغیر سوچے سمجھے ہی تسلیم نہیں کر لیتا بلکہ وہ اس کی چھان پھٹک کرتا ہے پھر کہیں جا کر اس کو مانتا ہے، اسلام نے اپنے ماننے والوں کو بار بار دعوتِ غور و فکر دی ہے۔ ظاہر ہے تفکر کرنے والی کوئی قوم کسی شئے کی حقیقت جانے بغیر اس کو کیسے تسلیم کرے گی۔ یہی قوم مسلم کی خوبی ہے کہ یہ قوم آنکھیں بند کر کے کسی بھی نقطہ نظر کو قبول نہیں کر لیتی بلکہ اس میں خوب تدبر و تفکر کرنے کے بعد کہیں جا کر اس کو ایکسیپٹ (ACCEPT) کرتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب کسی شئے کو خوب تحقیق کے بعد مانا جاتا ہے تو پھر اس کے انکار کی گنجائش بہت کم ہوتی ہے۔ اس مضبوط زاویہ نگاہ کے باعث قوم مسلم تمام اقوام عالم پر فائق ہے اسی بلند معیار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو ساری دنیا میں سربلند کیا تھا اور اب بھی حشر تک تمام اقوام میں سب سے بلند مرتبہ قوم یہی

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/۲۹۹ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

ہے۔لہٰذا کسی مسئلہ کی حقیقت سے باخبر ہونا اور اس کی تہہ تک پہنچنا ہی اس قوم کی خوبی ہے۔مذکورہ احادیث مبارکہ میں بھی ایک تحقیقی بحث آرہی ہے لہٰذا آپ ذہنی طور پر تیار ہو جائیں یہاں ایک شرعی مسئلہ کی تحقیق بیان ہو رہی ہے اور اس کو اہل علم کی ضرورت کے طور پر بیان کیا جارہا ہے۔عوام الناس کو ان علمی ابحاث میں الجھنے کی ضرورت نہیں وہ مطالعہ کریں جو تحقیق اکابر نے فرمادی ہے اس کو دلائل کے ساتھ سمجھ کر اپنا ایک مؤقف قائم کرلیں بس اتنا ہی کافی ہوگا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ کرام کا نقطہ نظر:

علامہ طیبی فرماتے ہیں۔اس مقام پر حدیث شریف میں جو لفظ فَرْكٌ وارد ہوا ہے اس سے مراد "الدَّلْكُ" ہے یعنی کپڑے کو اس وقت تک ملنا کہ اثر منی کپڑے سے زائل ہو جائے۔حدیث شریف میں اس پر کوئی دلالت موجود نہیں کہ منی پاک ہے بلکہ حدیث شریف میں تو صرف اتنی بات بیان ہوئی ہے کہ اس کے اثر کو کھرچ کر بھی زائل کیا جا سکتا ہے۔یہی ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے جن کو شیخین نے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔حضرت سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا اگر کپڑے پر منی لگ جائے تو؟ سیدہ نے ارشاد فرمایا۔میں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کپڑے کو دھودیا کرتی تھی،آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے حالانکہ آپ کے کپڑے پر دھونے کا اثر باقی ہوتا۔ بیشک منی نجس ہی ہے۔اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول،میں اس کپڑے کو دھودیا کرتی تھی یہ تکرار و دوام پر دلالت کرتا ہے۔وضعاً یا عرفاً جو اس میں اختلاف ہے اس کے مطابق بھی۔منی نجس ہی ہے کہ اس کو ہر مرتبہ دھونے ہی کا تذکرہ آیا ہے تاکہ اس کو اچھی طرح صاف کر دیا جائے۔اسی نقطہ نظر کی تائید اس حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے جو امام دارقطنی نے وارد فرمائی ہے۔حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

قَالَ اَتٰى عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى بِيْرٍ دَوَامَاءٍ فِيْ رِكْوَةٍ فَقَالَ يَا عَمَّارُ مَا تَصْنَعُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَغْسِلُ ثَوْبِيْ مِنْ نُجَامَةٍ اَصَابَتْهُ فَقَالَ يَا عَمَّارُ اِنَّمَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْقَىْ وَالدَّمِ وَالْمَنِيِّ۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک کنوئیں پر تھا رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے میں نے بڑے سے رکوہ میں پانی ڈالا نبی پاک

صاحب لولاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا عمار! کیا کر رہے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں اپنے کپڑے کو دھو رہا ہوں اس کو رینٹھ لگ گئی تھی رسول اکرم شفیع محشر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے عمار کپڑے کو پانچ چیزوں کی وجہ سے دھویا جاتا ہے اگر پاخانہ لگ جائے تو پیشاب لگ جائے تب، قے لگے تو خون لگ جائے تو بھی اور منی لگ جائے تو بھی کپڑے کو دھونا چاہئے۔ (۱)

علامہ سراج احمد حنفی فاروقی سرہندی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ منی بمنزلہ نخامہ ہے اس کا ترجمہ علامہ سرہندی فارسی میں یوں کہا ہے

آب منی بمنزلہ آب بینی است جس جگہ منی لگ جائے اس کو صاف کر دو یہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنھما ہی سے منقول ہے منی کو صاف کرو اگرچہ اذخر گھاس ہی کے ساتھ کیوں نا کرو یہ ایک ایسی گھاس ہے جو خوشبودار ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا قول تو طہارت منی پر دلالت کرتا ہے لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کی حدیث نجاست منی پر دلیل ہے۔ یہی مذہب، ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے، ایسا ہی نقطہ نظر امام مالک رضی اللہ عنہ کا ہے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رضی اللہ عنہ کا موقف بھی یہی ہے کہ منی نجس ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک! امام احمد بن حنبل کا مشہور قول یہ ہے کہ منی طاہر ہے۔ ان بزرگوں نے اپنے موقف کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کے قول کو بنایا ہے۔ اس کے علاوہ ان بزرگوں کا کہنا یہ ہے کہ ان کی دلیل منی کے طاہر ہونے پر یہ ہے کہ،

منی اصل و مادہ پیدائش دوستانِ خداست پس چگونہ گویم کہ نجس است۔ (۲)

منی چونکہ دوستانِ خدا کی پیدائش کی اصل ہے اس لئے اس کو ناپاک قرار نہیں دیا جاسکتا۔

امام دارقطنی اور امام طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما سے حدیث وارد فرمائی ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اگر منی کپڑے پر لگ جائے تو؟ اس سوال کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا:

آں بمشابہ آب بینی و آب خلق ست کفایت می کند بحالی آں را بخرقہ یا چیز دیگر۔

---

(۱) علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۳۹ مطبوعہ کانپور ہند

(۲) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۴۰ مطبوعہ کانپور ہند

ہماری دلیل وہ حدیث شریف ہے، جو اس کے دھونے پر وارد ہوئی ہے اور جہاں تک منی کو رگڑ کر زائل کرنے والی حدیث مبارک کا تعلق ہے تو وہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ کسی کو شدت ابتلا میں نہ ڈالا جائے بلکہ اس کے لئے سہل کا پہلو غالب رہے اس لئے یہ حدیث شریف طہارت منی پر دلیل ہرگز بھی نہیں بن سکتی اگر کوئی یہ کہہ دے شاید، کھرچنا اور دھونا یہ کمال نظافت کے باعث ہے نہ کہ طہارت کے لئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خلاف ظاہر ہے یعنی یہ معنی عقلاً بھی مراد نہیں لیا جا سکتا۔ حتمی بات یہ ہے کہ منی کو اشیاء نجسہ ہی میں شمار کیا گیا ہے۔ چنانچہ ھدایہ شریف میں حدیث وارد کی گئی ہے کہ، کپڑے وغیرہ کو پانچ چیزوں کی وجہ سے دھونا چاہئے، وہ یہ ہے (۱) بول یعنی پیشاب (۲) غائطہ یعنی پاخانہ (۳) دم یعنی خون (۴) منی (۵) قے۔ (۱)

علامہ سرہندی مزید لکھتے ہیں:

وآنکه ایشان گویند که منی اصل پیدائش دوستان خدااست علقه که خون بسته است نیز ماده افرینش دوستان خدا ست وخون باتفاق نجس ست وگاہی پاک ازپلید پیدا میگرددچنانکه شیر ازخون ومنی ہمچنانکه اصل دوستان خداست اصل اعدای خدا نیز ست چگونه گوہم که ان پاک ست۔ (۲)

وہ بزرگ جو یہ کہتے ہیں کہ منی دوستانِ خدا کی پیدائش کی اصل ہے اس طرح تو علقہ جو کہ جمے ہوئے خون کو کہتے اور وہ باتفاق نجس ہے اور گاھے پلید سے پاک پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ دودھ خون ہی سے پیدا ہوتا ہے منی اگرچہ دوستانِ خدا کی اصل ہے اسی طرح اس سے اعدائے خدا بھی تو پیدا ہوتے ہیں ایسی صورت میں ہم اس کو کیسے پاک کہہ سکتے ہیں۔

جہاں تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ والی حدیث شریف کا معاملہ ہے تو اس کی صحت میں کلام ہے اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو منسوخ ہے۔ (۳)

---

(۱) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۴۰ مطبوعہ کانپور ہند

(۲) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۴۰ مطبوعہ کانپور ہند

(۳) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۴۰ مطبوعہ کانپور ہند

مصنف کا نقطہ نظر:

اختلافی مسائل میں ایسی راہیں نکالنی چاہیں جن سے امّت مسلمہ کا اختلاف کم ہو جائے اور ان میں مودت پیدا ہو یہ مسئلہ چونکہ اختلافی ہے، جیسا کہ میں نے فریقین کے دلائل لکھ دیئے ہیں اور پوری دیانتداری کے ساتھ لکھے ہیں۔ اوّلاً تو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ مسئلہ علماء کا ہے عوام کا نہیں ہے اس لئے اس کو عوام الناس میں نشر کرنے کی ضرورت نہیں ان کو تو ضروریات دین سمجھا دی جائیں، غسل، وضو نماز کے مسائل اور وہ چیزیں جن کا جاننا ان کے لئے ضروری ہے۔ زیر بحث مسئلہ پر مناظرے کرنا اور اس پر دلائل دینا پھر مناظرہ میں ایسی فضا قائم کر دینا کہ جس سے عوام الناس بجائے قائل ہونے کے متنفر ہو جائیں ہم اس طرح کی کاروائیاں کرنے کے مخالف ہیں۔ اس طرز عمل سے امت کو کوئی فائدہ نہ تو ماضی میں پہنچا ہے اور نہ ہی مستقبل میں ہوگا۔ اب تو ضرورت اس کی ہے کسی طرح سے امّت میں وحدت پیدا ہو جائے۔ ساری امت ایک بار پھر سرورِ عالم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو جائے۔

ان کی ولا میں ایسا گماد ے خدا ہمیں
ڈھونڈا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

بہر نوع زیر بحث مسئلہ میں اس احقر العباد کی رائے یہ ہے کہ منی اگر اپنے مقام سے نکل کر جس طرح نکلنا اس کی عادت ہے کسی کپڑے پر یا بدن پر لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہے اس لئے کہ وہ نجس ہے۔ ہمارے ائمہ کرام کا نقطہ نظر یہی ہے۔ ہاں جب وہ صلب پدر سے خارج ہو کر رحم مادر میں داخل ہو جائے تو ایسی صورت میں اس کو ناپاک نہ کہا جائے باہر نکل کر بہہ جانا ہی اس کے ناپاک ہونے کو مستلزم ہوگا بصورت دیگر نہیں اب دونوں نقطہ ہائے نظر میں کافی حد تک اختلاف کم ہو گیا ہے اس طرح ان تمام مسائل میں جہاں اختلاف پایا جاتا ہے وہاں وہاں کوئی اعتدال کی راہ نکال لینی چاہئے تا کہ امت میں اتحاد و اتفاق کی فضا قائم ہو جائے۔ خون بھی تو ناپاک اسی وقت ہے جب نکل کر بہہ جائے بصورت دیگر تو ناپاک و نجس نہیں ہے جب وہ جسم کے اندر گردش کر رہا ہوتا ہے اس وقت وہ حیات کا ضامن ہے تو اسے نجس کیونکر کہا جائے گا یہی وجہ ہے کہ بوقت ضرورت جب خون دینے سے جان بچ سکتی ہو تو اس کا دینا اور لینا جائز ہے۔

باب نمبر ۸۷

بَابٌ فِی الْجُنُبِ یَنَامُ قَبْلَ أَنْ یَغْتَسِلَ.

جنبی کا غسل کرنے سے پہلے سو جانا۔

اس باب میں دو حدیثیں آئی ہیں۔ جو ایک مسلمان کی روزمرہ زندگی کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان ضروریات دین کا جاننا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے لہذا آپ بھی ان مبارک احادیث کو پڑھ لیں۔ اسلامی زندگی گذارنے کا سلیقہ آئے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۸

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَا يَمَسُّ مَاءً۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم آرام فرماتے یعنی سوجاتے حالانکہ آپ جنبی ہوتے اور پانی کو چھوتے تک نہ تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۸ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھَنَّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۲} ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں، بڑے بڑے علماء نے ان کی توثیق کی ہے۔آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ابوبکر بن عیاش کا پورا نام ونسب اس طرح ہے ابوبکر بن عیاش بن سالم اسدی کوفی، الخاط المقری۔
ابوبکر بن عیاش ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے بھی ایک جماعت روایت کرتی ہے۔حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن عیاش کے لئے کلمات خیر کہے ہیں۔ جناب صالح بن احمد اپنے والد گرامی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں ابوبکر صدوق ہیں صالح ہیں صاحب قرآن وخبر ہیں یعنی قرآن وحدیث کے علوم سے خوب مزین تھے۔ابوبکر بن عیاش تیس سال تک روزانہ قرآن حکیم ختم کرتے رہے۔

یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ ابو بکر بہت بڑے شیخ ہیں وہ علم فقہ میں مہارت رکھتے تھے نیز علم اخبار الناس میں بہت ہی بڑے عالِم تھے۔ اسی طرح وہ روایت حدیث شریف میں بھی بڑی مہارت کے حامل تھے۔

ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کی وفات:

امام ابن حبان فرماتے ہیں ابو بکر بن عیاش کی پیدائش سنہ ۹۵ھ یا ۹۶ سنہ ھ کو ہوئی ابن ابی داود کہتے ہیں امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ ان کی پیدائش سنہ ۱۰۰ھ کو ہوئی۔ ان کی وفات کی بابت لکھا ہے یہ اور ہارون الرشید ایک ہی ماہ میں فوت ہوئے اور وہ سن ۱۹۳ سنہ ھ کا تھا۔ ①

۳} اعمش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} ابی اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۷ کے تحت ہو چکا ہے۔

۵} اسود رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۰۷ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۶} عائشہ یعنی ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

ان کے فضائل، کمالات، محاسن، محامد، مناقب اور خدماتِ دین کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ کرلیں راحتِ قلبی نصیب ہوگی۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲/۷/۳ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حدیث نمبر ۱۱۹

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفيَانَ عنْ أَبِي إِسْحٰقَ نَحْوَهُ۔ قَالَ أَبُو عِيسٰى وَهٰذَا قَوْلُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَغَيْرِهٖ۔

وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ۔

وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ۔ وَقَدْ رَوٰى عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، وَيَرَوْنَ أَنَّ هٰذَا غَلَطٌ مِنْ أَبِي إِسْحٰقَ۔

جناب ھناد نے وکیع ،سفیان اور ابی اسحٰق کے واسطہ سے اسی حدیثِ سابق کے مثل حدیث بیان کی ہے۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ قول سعید ابن مسیب وغیرہ کا ہے۔اس حدیث کو بہت سارے طُرُق سے جناب اسود،حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے سے قبل (جنبی کو) وضو کرنا چاہیے۔

اور یہ ابی اسحٰق والی حدیث سے زیادہ صحیح ہے جس کو انہوں نے جناب اسود کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔اسی حدیث شریف کو ابی اسحٰق کے واسطہ سے شعبہ،سفیان ثوری اور بہت سارے علماء نے وارد کیا ہے اوران علماء کا کہنا ہے کہ یہ ابی اسحٰق کی غلطی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھَنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۲} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} ابی اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

شرح حدیث نمبر ۱۱۸، ۱۱۹

ہم نے بار بار لکھا ہے۔ ایک مؤمن کی زندگی نہایت پاکیزہ ہوتی ہے اس کو اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ صاف ستھری رکھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیارے آقا علیہ السلام کی سنت کو سیکھے اور پھر اپنی زندگی کو مطلقاً اس کے تابع کر دے حدیث شریف کا مطالعہ ایک بندہ مؤمن کی زندگی میں وہ انقلاب صالح پیدا کرتا ہے جو نہ صرف اس کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے بلکہ دوسرے ہزار ہا افراد کے لئے مژدہ کامرانی بن جاتا ہے۔ اگر یہ امّت اپنے ھادی برحق کے فرامین کو یاد رکھتی ان پر عمل پیرا ہوتی ان کو دوسروں تک کمالِ احتیاط اور حکمت و دانائی کے ساتھ پہنچاتی تو آج یہ ملت پوری دنیا پر چھائی ہوتی۔ مگر افسوس ہم نے اپنی راہ حق کو نا معلوم کیوں چھوڑ کر اور نئی راہوں پر چلنا شروع کر دیا اور نتیجہ ترقی کی بجائے تنزّل ہوا اللہ تعالیٰ ہماری ترقی کی راہیں پھر وا فرمائے۔ امین

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

فنقول: وباللہ التوفیق، امام سفیان ثوری، حسن بن حیی، ابن مسیب، اور ابو یوسف اسی طرف گئے ہیں کہ، جنبی کے لئے وضو کئے بغیر ہی سو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ انہوں نے امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کو حجت بنایا ہے (یہی حدیث جس کی شرح لکھی جا رہی ہے) حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم حالت جنابت میں ہی محو استراحت ہو جاتے تھے اور پانی کو چھوتے تک نہ تھے۔ امام ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کی حدیث وارد فرمائی ہے امام احمد نے بھی اس حدیث شریف کو نقل کیا ہے جس میں ہے کہ نبی کریم علیہ السلام بسا اوقات حالت جنابت میں پانی کو ٹچ (TOUCH) کیے بغیر ہی سو جاتے تھے۔ امام طحاوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو سات طرق سے روایت کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے جس کو امام ابن ابی داوٗد نے مسدد سے روایت کیا۔ اس کی سند کا تذکرہ انہوں نے یوں فرمایا ہے۔ ابو اسحٰق، اسود، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور پھر رسول اکرم علیہ السلام سے روایت کیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم مسجد سے نماز ادا فرما کر تشریف لائے اور آپ نے اپنی زوجہ کا حق ادا فرمایا اور پھر آپ اسی کیفیت میں آرام فرما ہو گئے **وَلَا یَمَسُّ طِیبًا** یعنی پانی استعمال نہ فرمایا اور حقیقت یہی ہے کہ تطہیر تو پانی ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ [1]

جنبی بغیر وضو کیے ہی سو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن ہمارے نزدیک زیادہ محبوب عمل یہ ہے کہ وضو کر لیا جائے۔

جنبی کا سونے سے پہلے وضو کرنا سنت ہے:

حضرت قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ظاہر مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ہے کہ جنبی کا سونے سے پہلے وضو کرنا واجب نہیں ہے بلکہ پسندیدہ ہے۔ ابن حبیب اس کو واجب قرار دیتے ہیں۔ اور یہ مذہب داود کا ہے ابن حزم کا کہنا یہ ہے کہ جنبی کا وضو کرنا مستحب ہے۔ جب وہ کچھ کھانے پینے کا ارادہ کرے یا سونے کا قصد ہو اسی طرح سلام کا جواب دینے کے لئے اور ذکر اللہ کی غرض سے۔ [2]

امام شافعی فرماتے ہیں جنبی کے لئے وضو کیے بغیر سونا جائز نہیں۔ بعض علماء نے اس قول کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس کے وجوب کا قول نہیں فرمایا۔ ان کے ماننے والے بھی ان کے اس قول سے واقف نہیں اگر اس قول کو نفی اباحت پر محمول کر لیا جائے تو پھر اثبات وجوب نہ ہوگا۔ یا پھر یہاں سنت کی تاکید کے لئے واجب وجوب کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مراد یہاں بھی تاکید استحباب ہی ہے۔ [3]

---

[1] علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/ ۵۹ ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

[2] علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/ ۶۰ ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

[3] علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/ ۶۰ ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

درسِ حدیث

اسلام نے تو اپنے ماننے والوں کو ایک ایک مسئلے کا حل دیا ہے۔ زندگی میں پیش آنے والے چھوٹے بڑے تمام مسائل کا اس طرح حل عطا فرمایا ہے کہ ایک عقل مند انسان داد دیئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اللہ گواہ ہے روئے زمین پر جتنے بھی مذاہب موجود ہیں ان سب سے افضل و اعلیٰ مذہب دین اسلام ہے۔ اہلِ اسلام کے لئے باعثِ صد تہنیت ہے کہ ان کو نہایت پاکیزہ دین عطا ہوا اور ان کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ فطری طور پر انسان کو بالغ ہونے کے بعد بعض ایسے مسائل کا سامنا ہوتا ہے جن میں اسے رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً ایک مرد جب جنبی ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اس کو کیا کرنا چاہئے آیا غسل کر کے ہی سونا چاہئے یا اس کے بغیر بھی سویا جا سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب یقیناً ہر مسلمان کو درکار ہے۔ جواب کیا ہے؟ آپ بھی پڑھ لیں۔ سن لیں حدیث شریف میں آیا ہے۔

> حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ اگر ہم میں سے کوئی حالت جنابت میں ہو تو وہ اسی حالت میں سو سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں سرور عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہاں جب وہ وضو کرے تو۔
>
> (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۲۰)

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

جنبی کا سوتے وقت وضو کرنا، اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر فقہاء کرام کی رائے یہی ہے کہ جنبی کا سونے سے قبل وضو کرنا مندوب و مستحب ہے واجب نہیں ہے ایک جماعت علماء کرام کی یہ رائے بھی رکھتی ہے کہ جنبی کو جو وضو کرنے کو کہا گیا ہے تو اس سے مراد لگی ہوئی گندگی کو دور کرنا ہے۔ یعنی اپنے ذکر اور ہاتھوں کو دھونا ہے اور یہ نظافت کے لئے ہے۔ عرب اسی کو وضو کے نام سے تعبیر کرتے تھے۔ لہٰذا ثابت ہوا اگر کوئی جنبی سونے سے قبل وضو کرے تو بہت برکت کی چیز ہے اور اگر وضو کیے بغیر بھی سو جائے تو جائز ہے۔

آیئے ہم بھی درس حدیث شریف کا اہتمام کریں تا کہ دینی مسائل مسلمان بھائیوں تک آسانی سے پہنچ جائیں۔

معیارِ عائلی حیات

کسی بھی انسان کو قلبی سکون اور دلی راحت اسی وقت ملتی ہے جب اس کی اولاد اس کی عزّت کرتی ہے اس کی خدمت کرتی ہے۔ کسی انسان کو اگرچہ دنیا جہان کی ساری نعمتیں میسر ہوں۔ اس کے پاس مال و زر ہو، اس کے پاس مکان ہوں، پلاٹ ہوں اور سواری بھی، لیکن اس کی اولاد اس کی قدر نہ کرے، تو اس کو قلبی راحت ہرگز نہیں ملتی، یہ نعمت اس کو اسی وقت ملتی ہے جب اس کی بیوی اپنی اولاد کو باپ کا ادب سکھائے اس کی تعظیم کا درس دے، اور انہیں ذہنی طور پر اس طرح تیار کرے کہ وہ اپنے والد کی عزّت اور خدمت کا حق ادا کرنے لگ جائیں، اگر کسی شخص کی بیوی اپنی اولاد کو یہ نہیں سمجھاتی کہ ساری عظمتیں تمہارے باپ ہی کے دم قدم سے ہیں، تو وہ عورت اپنی زندگی کا اہم فریضہ انجام نہیں دے رہی، اس کو آئندہ زندگی میں سخت تکلیف اٹھانا پڑے گی، اور اس پر حالات ناموافق اثر انداز ہوں گے اس وقت اس کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔ سوائے حسرت و یاس کے کچھ ہاتھ نہ لگے گا، اور اگر وہ چاہتی ہے کہ اس کو زندگی میں قلبی راحت ملے، سکون قلب ملے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو اپنے شوہر کا ادب سکھائے، اور اولاد کہے کہ ابا جان آپ جس طرح فرمائیں گے اسی طرح ہوگا۔ اگر اولاد یہ نہیں کہتی تو بیوی کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ مین نے اولاد کو آداب سکھائے ہیں۔

(ہماری پریشانیوں کا حل، صفحہ 5)

باب نمبر ۸۸

بَابٌ فِي الْوُضُوْءِ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ۔

سونے کے ارادے سے جنبی کا وضو کرنا۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو اپنی افادیت میں بے مثال ہے۔ ہر مسلمان کو ان مبارک ارشادات کی ضرورت زندگی بھر رہتی ہے لہذا تمام اھل ایمان کو ان احادیث مبارکہ کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

حدیث نمبر ۱۲۰

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ، وَعَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيْدٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ قَالَ أَبُو عِيْسٰى حَدِيْثُ عُمَرَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ، وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحٰقُ، قَالُوا إِذَا أَرَادَ الْجُنُبُ أَنْ يَنَامَ تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ اگر ہم میں سے کوئی حالت جنابت میں ہوتو وہ اس حالت میں سو سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں سرور عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہاں جب وہ وضو کرے تو۔

اس باب میں، حضرت عمار، حضرت عائشہ، حضرت جابر، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنھم اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث اس باب میں احسن شی ہے اور اصح یعنی زیادہ صحیح ہے۔

یہی قول بہت سارے صحابہ کرام، تابعین رضی اللہ عنھم کا ہے اسی طرح کا قول، سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق کا بھی ہے وہ فرماتے ہیں جب جنبی سونے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ سونے سے قبل وضو کرے۔

حدیث نمبر ۱۲۰ کی فنی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} محمد بن مُثنّٰی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} یحیٰی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۳} عبید اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۱ کے تحت ہو چکا ہے آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} نافع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹۰ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۵} ابن عمر رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور ان کے مناقب ومحاسن وہاں سے پڑھ لیں راحتِ قلب نصیب ہوگی۔

۶} عمر رضی اللہ عنہ یعنی حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

حضرت کے مناقب، محاسن، محامد اور فضائل وکمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۵ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

شرح حدیث نمبر ۱۲۰

اگرچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کو ایک الگ باب کے تحت لائے ہیں۔ مگر اسی مضمون کی دو حدیثیں اس سے قبل بیان ہو چکی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۸ اور ۱۱۹ کا مضمون بھی اسی حدیث شریف سے ملتا جلتا ہے ہم نے ان کی شرح قدرے تفصیل سے لکھ دی ہے۔

اس حدیث شریف کی شرح بھی وہی ہے جو مذکورہ حدیثوں کے ضمن میں لکھ دی گئی ہے۔ اگر آپ نے اتفاقاً یہیں سے مطالعہ کا آغاز فرمایا ہے تو حدیث نمبر ۱۱۸، ۱۱۹ کی شرح پڑھ لیں وہی شرح اس حدیث مبارک کی بھی ہے۔

باب نمبر ۸۹

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ۔

جنبی سے مصافحہ کرنا۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے جو بہت ہی اہم ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس میں بیان ہونے والے ضروری مسئلہ کو یاد کرے اور اس کو دوسروں تک پہنچائے۔

آیئے! آپ بھی اس کا مطالعہ فرمایئے انشاء اللہ، نفع بخش ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲۱

حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ الطَّوِیْلُ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْمُزَنِیِّ عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَقِیَهٗ وَهُوَ جُنُبٌ، قَالَ فَانْخَنَسْتُ أَیْ فَانْخَنَسْتُ فَاغْتَسَلْتُ، ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ أَیْنَ کُنْتَ؟ أَوْ أَیْنَ ذَهَبْتَ، قُلْتُ إِنِّیْ کُنْتُ جُنُباً ۔ قَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا یَنْجُسُ۔

وَفِی الْبَابِ عَنْ حُذَیْفَةَ ۔ قَالَ أَبُوْ عِیْسٰی حَدِیْثُ أَبِیْ هُرَیْرَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

وَقَدْ رَخَّصَ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ، وَلَمْ یَرَوْا بِعَرَقِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ بَأْسًا، وَمَعْنٰی قَوْلِهٖ فَانْخَنَسْتُ یَعْنِیْ تَنَحَّیْتُ عَنْهُ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم سے شرف ملاقات پایا اور میں جنبی تھا میں وہاں سے نکلا اور اس نکلنے کی غایت یہ تھی کہ میں غسل کرلوں چنانچہ غسل کرنے کے بعد میں حاضر ہوا تو رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے فرمایا تو کہاں تھا؟ یایوں فرمایا تو کہاں چلا گیا تھا؟ میں عرض گذار ہوا! میں جنبی تھا (اس لئے غسل کرنے گیا تھا) اس پر امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا! بیشک مسلمان نجس نہیں ہوتا۔

اس باب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث، حدیث حسن صحیح ہے۔

بہت سارے اہل علم نے جنبی کو مصافحہ کرنے کی رخصت دی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۱ کی فنی حیثیت

تذکرۂ روایت

۱) اسحٰق بن منصور:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۲ کے تحت کر دیا گیا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲) یحیٰی بن سعید:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۳) حمید الطویل:

یہ وہی بزرگ ہیں جن کو طرخان، مہران، عبدالرحمٰن اور محمد کے اسماء سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا نام تو طویل ہے لیکن یہ طویل نہ تھے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ائمہ کرام نے کی ہے ان کی مدحت میں علماء رطب اللسان ہیں آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

حمید الطویل! انس بن مالک، ثابت بنانی، موسیٰ بن انس، بکر بن عبداللہ مزنی اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بھانجے حماد بن سلمہ، یحیٰی بن سعید انصاری، اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام بخاری کہتے ہیں اصمعی کہا کرتے تھے میں نے حمید الطویل کو دیکھا تھا، لیکن وہ تو طویل آدمی نہ تھے۔ اسحٰق بن منصور یحیٰی بن معین کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں حمید الطویل ثقہ راوی ہے عجیل بصری کہتے ہیں حمید الطویل ثقہ ہیں۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں حمید الطویل ثقہ راوی ہیں ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن خراش کہتے ہیں حمید الطویل ثقہ ہیں صدوق ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں۔ امام نسائی کا کہنا یہ ہے کہ حمید الطویل ثقہ راوی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں وہ ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

حمید الطویل کی وفات:

ابن سعد اور ایک جماعت نے لکھا ہے۔ یحیٰی بن سعید بیان کرتے ہیں حمید الطویل کا انتقال اس حال میں ہوا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور حالت قیام میں تھے۔ ان کا وصال ۱۴۲ھ میں یا ۱۴۳ھ میں۔ (۱)

(۱) امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۳۴ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۴) بکر بن عبداللہ مُزنی:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۰۰ کے تحت کر دیا گیا ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۵) ابورافع رضی اللہ عنہ

ان کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے۔ ابورافع صحابی ہیں اور رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلام ہیں اور خادمِ خاص ہیں۔ ان کا نام ابراہیم تھا یا اسلم اس کے علاوہ ثابت اور ہرمز بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت ابورافع بڑے مرتبے کے مالک ہیں وہ اپنے آپ کو بڑے فخر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا غلام کہا کرتے تھے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی وفات:

علامہ واقدی کہتے ہیں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عثمان امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت علی رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ آپ کا وصال مدینہ شریف میں ہوا۔ ①

۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

ان کے محاسن، محامد، فضائل اور مناقب کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ میں کر دیا گیا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ کر لیں ان شاء اللہ ان کے احوال پڑھنے سے ایمان کو جلا ملے گی، دل راحت پائے گا اور راہ حق میں استقامت نصیب ہوگی۔

---

① امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲ / ۱۰۰ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۲۱

اس حقیقت سے سرِ مُو بھی انحراف نہیں کیا جا سکتا کہ نبی کریم رؤف و رحیم رحمت عالم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا ایک ایک فرمانِ اقدس اپنے اندر ان گنت محاسن رکھتا ہے۔ آپ ساری انسانیت کے لئے پیغمبر بن کر تشریف لائے لہٰذا آپ کے ارشادات ساری انسانیت کے لئے باعث رحمت ہیں، باعث برکت ہیں، کئی بار ایک انسان حالت جنابت میں ہوتا ہے اور اس کو اس کا کوئی بھی عزیز ملنے آ جاتا ہے اس وقت وہ بیچارہ پس وپیش کر رہا ہوتا ہے کہ اب میں کیا کروں۔ ظاہر ہے آپ کو بھی یہ مسئلہ درپیش آیا ہو گا ایسی صورت میں جب ایک مسلمان کو معلوم نہ ہو کہ مجھے اب کیسا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے؟ تو کتنی عجیب سی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور جب یہ پتا چل جائے کہ اس طرح کی صورت حال میں کیسا طرز عمل ہونا چاہئے تو کتنا سکون ملتا ہے کتنی راحت محسوس ہوتی ہے۔ واقعی اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس نے زندگی کے ہر ہر شعبے میں ھدایات عطا فرمائی ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ ابن بطال فرماتے ہیں، حدیث شریف میں مذکور ہونے والے طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ جنبی کے لئے اپنے تمام امور سرانجام دینا جائز ہے اگر چہ اس نے ابھی وضو بھی نہ کیا ہو۔ اسی طرح اس میں اس بات کا بھی رد کر دیا گیا ہے کہ جنبی پر وضو کرنا واجب ہے یہ حدیث وجوب وضو کا رد کرتی ہے جو بعض علماء نے جنبی کے لئے ضروری قرار دیا ہے اس کلام کو بھی یہ حدیث موقوف کرتی ہے جو اس سے قبل آنے والے باب میں کیا گیا ہے۔ اس حدیث شریف میں اس بات کا جواز مذکور ہے ایک امام اور عالم اپنے شاگرد کا ہاتھ تھام کر اس کے ساتھ چل سکتا ہے معتمداً اور مرتفقاً۔ اس میں حسن ادب اور یہ سعادت ہے کہ ایک شاگرد کے لئے جو اپنے امام اور استاد کے ساتھ چلتا ہے۔ اس دوران نہ تو وہ ادھر ادھر پھرتا ہے اور نہ ہی وہ مفارقت اختیار کرتا ہے جبکہ اس کو اس حدیث شریف کا علم ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی پاک علیہ السلام نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا اَیْنَ کُنْتَ ؟ تو کہاں تھا؟ یہ فرمان عالی شان ہی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کو اس وقت ہاتھ چھڑا کر ادھر ادھر ہونا اور مفارقت اختیار نہ کرنا مستحب تھا۔ اس حدیث شریف میں یہ بھی موجود ہے کہ نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ جنبی طاہر ہی ہے اور اس کی بھی دلیل ہے کہ وہ نجس نہیں ہے۔ ①

---

① علامہ امام بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳ / ۵۷ ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان،

معیارِ صحبت

اولاً تو ہمارے بچے کسی صاحب علم وفن، کسی عالم ربانی کی صحبت اختیار ہی نہیں کرتے، اور اگر اختیار کر لین اور ان میں ذرا تبدیلی آنے لگے، تو والدین خود اس صالح تبدیلی کی راہ روکتے ہیں۔ظاہر ہے جب کوئی نوجوان کسی عالم دین کی مجلس میں جائے گا، تو اس پر صحبت کا اثر تو ضرور ہوگا، وہ چاہے گا میں بھی اپنی زندگی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت کے مطابق گذاردوں، میں بھی تقویٰ اختیار کروں، جب ایک نوجوان کی زندگی میں صالح تبدیلی آتی ہے۔ خصوصاً وہ اپنی شکل وصورت اسلامی بناتا ہے، وہ اپنا لباس موافق سنت کرتا ہے تو اب اس کی یہ تبدیلی لوگوں کو کیا خود اس کے اپنے والدین، بہن بھائی اور عزیز واقارب ہی کو پسند نہیں آتی، اس کی تہنیت کرنے کی بجائے اس کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں، اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے گویا اس بیچارے نے کوئی جرم کر لیا ہو۔

ایک طرف تو یہ صورت حال ہے اور دوسری طرف یہ کہ جب وہی نوجوان مکمل طور پر دنیادار بن جاتا ہے، سب انٹ بنٹ، شنٹ کرنے لگ جاتا ہے، تو اب وہی والدین، وہی عزیز واقارب جو اہل دین کی مخالفت پر کمر بستہ تھے، اس نوجوان کو لے کر کسی عالم دین، کسی بزرگ کے پاس جاتے ہیں، کہ حضرت یہ لڑکا دین سے دور ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں کیا حرکتیں کر رہا ہے بس اس پر نظر کیجئے اس نے ہمارے ناک میں دم کر دیا ہے۔

(ہماری پریشانیوں کا حل، صفحہ 8،7)

باب نمبر ۹۰

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَرٰی فِی الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرٰی الرَّجُلُ.

اگر عورت خواب میں اس طرح تری دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے۔

اس باب کے تحت ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو ایک ضروری مسئلہ کا حل ہے اگرچہ اس کو کمال احتیاط کے ساتھ مطالعہ کرنا ہوگا مگر ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے یہ حدیث مبارک نافع ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۲

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ ابْنَةُ مِلْحَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ. تَعْنِي غُسْلًا. إِذَا هِيَ رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ قَالَ نَعَمْ إِذَا هِيَ رَأَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ. قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قُلْتُ لَهَا فَضَحْتِ النِّسَاءَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ فَأَنْزَلَتْ أَنَّ عَلَيْهَا الْغُسْلَ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، وَخَوْلَةَ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسٍ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ ام سلیم بنت ملحان نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ عرض کرتی ہیں یارسول اللہ! بیشک اللہ تعالیٰ حق بات سے حیاء نہیں کرتا۔ تو کیا عورت پر غسل واجب ہے؟ جب کہ وہ خواب میں مرد ہی کی مثل دیکھے یعنی اثر منی؟ اس پر سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں جب وہ عورت پانی یعنی اثر منی دیکھے تو چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا۔ اے ام سلیم تو نے عورتوں کو رسوا کیا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عامۃ الفقہاء کا یہی قول ہے اگر کوئی عورت خواب میں اس طرح دیکھے جس طرح مرد دیکھتا ہے اور اس کو بھی انزال ہوجائے تو بیشک اس پر غسل واجب ہے۔ یہی قول حضرت سفیان ثوری اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا ہے۔

اس باب میں حضرت ام سلیم، حضرت خولہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھن اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایات آئی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۲ کی فنّی حیثیت

تذکرۂ راویان

۱) ابن ابی عمر:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۹ کے تحت کر دیا گیا ہے۔اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲) سفیان بن عیینہ:

ان کا ذکر حدیث نمبر ۳ کے ضمن میں کر دیا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۳) ھشام بن عروہ رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴) ابیہ یعنی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنھما:

اس کا ذکر خیر حدیث نمبر ۵۳ کے ضمن میں کر دیا گیا ہے، اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵) زینب بنت ابی سلمہ:

یہ بی بی صحابیہ ہیں، ان کی والدہ ماجدہ سیّدہ اُمّ سلمہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنھا ہیں۔ان کے والد ماجد حضرت ابوسلمہ بھی صحابی ہیں،وہ شہید اسلام ہیں۔امام ابن حجر عسقلانی نے ان کا ذکر خیر تہذیب میں کیا ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے: زینب بنت ابی سلمہ بن عبد الاسد بن حلال بن عبد اللہ بن عمر ابن مخزوم۔

حضرت زینب کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی امّ سلمہ ہے۔یہ بی بی حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں ان کا نام برّہ تھا۔رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھا۔حضرت زینب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ،سیّدہ عائشہ،سیّدہ زینب بنت جحش،سیّدہ امّ حبیبہ بنت ابی سفیان،ساری امھات المؤمنین رضی اللہ عنھن اور حبیبہ سے روایت کرتی ہیں۔اسی طرح ان سے ان کے صاحبزادے ابوعبیدہ بن عبد اللہ بن زمعہ،محمد بن عمرو ابن عطا،

حمید بن نافع مدنی، عراک بن مالک، عروہ بن زبیر، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، کلیب بن وائل، علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ ان کی ولادت میں اختلاف ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے یہی لکھا ہے کہ حضرت زینب حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد ماجد حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی والدہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنھا سے نکاح فرمالیا تھا۔ بکر بن عبداللہ کہتے ہیں مجھے ابورافع نے بتایا جب بھی مدینہ طیّبہ کی عورتوں کا تذکرہ کیا جاتا تو حضرت زینب بنت ابوسلمہ کا ذکر فقیہ کے طور پر کیا جاتا۔ ابن سعد کہتے ہیں ان کو حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنھا نے دودھ پلایا تھا وہ ان سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔

زینب بنت ابوسلمہ کی وفات:

امام ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے۔ حضرت زینب بنت ابوسلمہ کی وفات ۷۳ھ کو ہوئی ان کی نماز جنازہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما نے شرکت فرمائی تھی۔ ①

۶) امّ سلمہ رضی اللہ عنھا:

یہ امّ المؤمنین امّ سلمہ رضی اللہ عنھا ہیں۔ ان کے فضائل، مناقب محاسن، محامد اور کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۰۵ میں کر دیا گیا ہے آپ ضرور وہاں سے پڑھ لیں راہِ حق میں آنے والی مصیبتوں کا ادراک ہوگا۔

① امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲/ ۵۰ ۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۲۲

اس حدیث شریف کی شرح وہی ہے جو حدیث نمبر ۱۱۳ میں لکھ دی گئی ہے آپ وہاں سے پڑھ لیں۔
حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ رقم کر دیتا ہوں۔

علامہ عینی رقم طراز ہیں:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں انکا اسم گرامی، ھند بنت ابی امیہ ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا، بضم سین اور فتح الام ہے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے ان کا نام (۱) سھلۃ بیان کیا گیا ہے (۲) یوں بھی بیان ہوا ہے کہ ان کا نام (۳) ''رمیہ'' تھا۔ اس طرح بھی ہے کہ ان کا نام (۴) ''ملیکہ'' تھا ایسے بھی ہے کہ ان کا نام (۵) ''عمنیصا'' تھا (۶) کہا جاتا ہے ان کا نام ''رمیصا'' تھا ابوداود نے اس کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں رمیصا تو ان کی بہن کا نام تھا۔ ابن سعد کے نزدیک ان کا نام انیقہ تھا ان کا نام ام سَلیم بنت ملحان ہے۔ یہ بی بی خزرجیہ نجاریہ ہیں ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ یہ حضرت ابوطلحہ انصاری کی زوجہ ہیں یہ بی بی فاضلہ ہیں دین کو خوب سمجھنے والی ہیں حضرت ابوطلحہ کا اسم گرامی زید بن سہل بن اسود بن حرام انصاری ہے۔ وہ نقیب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ کبیر القدر بدری مشہور ہیں۔ ① (مجھے بدری ہونا یاد نہیں) محمد ارشد القادری

---

① علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/ ۸۴۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان،

معیارِ طریقت

وہ لوگ جو سلاسل ہائے طریقت کو عجب نظروں سے دیکھتے ہیں ان کو بھی خانقاہی نظام کی فضیلت نظر آنے لگتی ہے۔ جب تک تو گھر کے حالات خوشحالی سے لبریز رہتے ہیں، اس وقت تک تو کچھ یاد ہی نہیں رہتا۔ بس ایک ذات ہوتی ہے اپنا قانون ہوتا ہے، اپنا راج، اپنی حکمرانی، اپنا تخت، اپنا تاج، ان لوگوں کو پتہ اسی وقت چلتا ہے جب ان کی توقعات کے خلاف کچھ ظاہر ہو جاتا ہے، پھر تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ جاتا ہے۔ اب ایسے حواس باختہ ہوتے ہیں، کہ یہ تک یاد نہیں رہتا، کیا کہنا چاہیے، اور کیا نہیں کہنا چاہیے، کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔ سمجھ لو یہ صورت حال کیوں پیدا ہوئی ہے، یہ احوال کیوں وارد ہوئے ہیں، نوبت یہاں تک کیوں پہنچی ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ ان لوگوں نے اہل علم کو حقیر جانا تھا، ان لوگوں نے نیک لوگوں کی صحبت کو معمولی درجے پر رکھا تھا، اگر اہل دین کو نظر استحسان سے دیکھتے، ان کی مجالس کو نظر عقیدت سے دیکھتے، تو کبھی بھی یہ حالات پیدا نہ ہوتے، کبھی بھی ان لوگوں کو رنج والم کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ (ہماری پریشانیوں کا حل، صفحہ 9)

باب نمبر ۹۱

بَابُ مَا فِيْ الرَّجُلِ يَسْتَدْفِئُ بِالْمَرْأَةِ بَعْدَ الْغُسْلِ۔

مرد غسل کرنے کے بعد اپنی بیوی سے حرارت حاصل کرسکتا ہے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے۔ جو ایک مسلمان کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔

آیئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے انشاء اللہ اسلامی زندگی گذارنے کا سلیقہ آئے گا۔

حدیث نمبر ۱۲۳

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رُبَّمَا اغْتَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ جَاءَ فَاسْتَدْفَأَ بِي فَضَمَمْتُهُ إِلَيَّ وَلَمْ اغْتَسِلْ۔

قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهٖ بَأْسٌ۔

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا اغْتَسَلَ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَسْتَدْفِئَ بِامْرَأَتِهٖ وَيَنُوْمُ مَعَهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحٰقُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کئی بار نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غسل جنابت فرماتے پھر مجھ سے حرارت حاصل کرتے میں آپ کو اپنے ساتھ چمٹا لیتی حالانکہ میں نے ابھی تک غسل جنابت بھی نہ کیا ہوتا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث شریف کی سند میں کوئی نقص نہیں ہے۔

یہ قول بہت سارے اہل علم صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنھم کا ہے۔ اگر کوئی بھی شخص غسل جنابت کرنے کے بعد اپنی عورت سے حرارت حاصل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کے ہمراہ سو بھی سکتا ہے اگر اس کی بیوی نے ابھی غسل جنابت نہ بھی کیا ہو۔ یہی قول امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحق رضی اللہ عنھم کا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۳} حُرَیث رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کو تلاش کرنے کے لئے بڑی جدو جہد کرنا پڑی، ان سے پہلے راوی وکیع ہیں میں نے ان کے حالات دیکھے۔ پھر میں نے ان کے اوپر جو راوی ہیں عامر بن راحیل شُعبی ان کے حالات کا مطالعہ کیا ان کا روی عن بغور پڑھا پھر میں نے ان کا رؤی عنہ بنظر عمیق دیکھا تو کہیں جا کر ان کے حالات تک رسائی ہوئی اور اب وہ سپرد قلم کر رہا ہوں آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ حریث بن سائب تمیمی، اسدی، اور یوں بھی کہا جاتا ہے ھلالی، بصری المؤذن۔

حریث، حضرت حسن بصری، ابی نضرہ، ابن المنکدر اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں، اسی طرح ان سے حضرت ابن مبارک، ابن مہدی، عبد لصمد، ابوداؤد طیالسی، وکیع اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین کہتے ہیں یہ صالح ہیں اور ایک مرتبہ یوں کہا کہ وہ ثقہ ہیں۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں، ابن عدی کہتے ان کی روایات یسیر ہیں۔ ساجی نے ان کو ضعفا، میں داخل کر دیا اس لئے کہ امام ترمذی کے ہاں ان کی صرف ایک حدیث قناعتِ صحت کے ساتھ موجود ہے۔ عجلی کہتے ہیں ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی نقصان نہیں وہ ابن ابی مطر کی حدیث کے اعتبار سے ارفع ہے اور امام ابن حبان نے ان کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ (۱)

---

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲ / ۲۰۳ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۴} شعبی رحمۃ اللہ علیہ یعنی عامر بن راحیل:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} مسروق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات، احوال اور خدمات کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے یہ صاحب فتوٰی بزرگ تھے یہ قاضی بھی تھے یہ ثقہ ہیں آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ مسروق بن الاجدع بن مالک بن امیہ بن عبداللہ بن مر بن سلامان ابن معمر بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ ھمدانی، الوادعی الکوفی، العابد ابوعائشہ الفقیہ، جناب مسروق! حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاذ بن جبل، حضرت خباب بن ارت، حضرت ابن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عمرو، حضرت معقل بن سنان، رضی اللہ عنھم حضرت عائشہ اور ان کی والدہ حضرت اُمِ رومان رضی اللہ عنہا اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔

مجاہد شعبی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں، مسروق کہتے تھے مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا مسروق بن الاجدع! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الاجدع شیطان ہے لہٰذا تمہارا نام مسروق بن عبدالرحمٰن ہے۔ جناب شعبی بیان کرتے ہیں کہ مسروق شریح سے بڑے مفتی تھے۔ اور شریح قضاء میں ان سے بڑے قاضی تھے۔ جناب انس بن سیرین مسروق کی بیگم کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ مسروق قیام صلوٰۃ اتنا طویل کرتے تھے کہ ان کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ابن عیینہ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں علقمہ کے بعد مسروق سے زیادہ فضیلت والا عالم کوئی نہ تھا۔ علی بن مدینی کا بیان ہے کہ اصحاب عبداللہ میں یہ فضیلت صرف جناب مسروق ہی کو حاصل ہوئی کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اسی طرح وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ لیکن انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ روایت نہ کیا۔

حضرت عجلی کوفی تابعی کہتے ہیں مسروق ثقہ راوی ہیں، وہ اصحاب عبداللہ میں سے واحد آدمی ہیں جو قرآت بھی کرتے تھے اور فتوٰی بھی دیتے تھے۔ ابن سعد کہتے ہیں وہ ثقہ ہیں اور ان کی احادیث صالحہ ہیں۔

حضرت مسروق کی وفات:

ابونعیم نے لکھا ہے کہ ان کی وفات ۶۲ سنہ ھ کو ہوئی ایک اور روایت میں ہے ان کی وفات ۶۳ سنہ ھ کو ہوئی۔ ①

۶} عائشہ! یعنی ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ان کے فضائل، کمالات محاسن، محامد، مناقب اور علمی دینی خدمات کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دل راحت پائے گا خدمتِ دین کا جذبہ تازہ ہوگا۔ راہِ حق میں استقامت نصیب ہوگی اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کی توفیق عطا ہوگی۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ سنہ ھ تہذیب التہذیب ۱۰/ ۱۰۰ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۲۳

قرآنِ حکیم قانونِ اصلی ہے، حدیث شریف تابع قانونِ اصلی ہے۔ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اس نے اپنے ماننے والوں کو زندگی گذارنے کے تمام قوائد وضوابطہ بڑے ہی عمدہ اور بیّن انداز میں عطا فرمائے ہیں۔ کھانے پینے سونے جاگنے، چلنے پھرنے، آنے جانے، لیٹنے بیٹھنے، الغرض زندگی کے ہر ہر شعبے میں مکمل ھدایات عطا فرمائی ہیں۔

حالتِ جنابت میں بھی شوہر بیوی سے حرارت حاصل کرسکتا ہے:

علامہ ابوطیب لکھتے ہیں! یہ حدیث شریف جس میں مرد کا عورت سے حرارت طلب کرنے کا ذکر ہے۔ یہ لفظ "فَاسۡتَدۡفَأَ"۔ اس کے آخر میں ھمزہ ہے اس کا مطلب ہے طلب الوفأۃ یہ بفتحین اور مد کے ساتھ ہے اور یہ وہ حرارت ہے جو دوسرے کے اعضاء سے اپنے اعضاء کو ٹچ (TOUCH) کر کے حاصل کی جاتی ہے بغیر حائل اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جنبی کا جسم طاہر ہے اس لئے تو ظاہری جلد کے ساتھ جلد کو مس کر کے حرارت حاصل کی جاتی ہے۔ جیسا کہ طیبی میں ہے کہ شیخ جمال الدین فرماتے ہیں اس میں بحث ہے شاید یہ حرارت حاصل کرنا کپڑے کے حائل ہونے کے ساتھ ہی ہو۔ ①

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب:

علامہ سراج احمد حنفی لکھتے ہیں، اس حدیث شریف سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ جُنبی پلید نہیں ہوتا اور اس کا عرق (پسینہ) بھی طاہر ہے۔ مرد غسل کرنے کے بعد اپنی بیوی سے حرارت حاصل کرسکتا ہے اگرچہ بیوی نے ابھی غسل نہ کیا ہو۔ امام شافعی، امام سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل، امام اسحٰق رضی اللہ عنہم کا یہی نقطہ نظر ہے۔

وہمیں ست مذھب امام ما ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ۔ ②

اور یہی مذہب ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔

---

① علامہ ابوطیب شرح ابوطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۴۳ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۴۴ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

جولوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لائے وہ یقیناً خوش بخت ہیں اور وہ لوگ جن کورب کائنات نے اھل ایمان کے گھروں میں پیدا کیا وہ اور بھی زیادہ خوش نصیب ہیں کہ ان کو یہ نعمت من جانب اللہ میسر آئی اس پر ان کواورزیادہ شکر گذاری کرنا چاہئے کہ ان کو یہ سعادت فضل رب سے ملی۔ اسلام چونکہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس نے اپنے ماننے والوں کو زندگی گذارنے کا طریقہ نہایت آسان طور پر بتایا ہے۔ الغرض زندگی کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس میں اسلام نے ہمیں قوانین نہ بتائے ہوں۔ اگر کبھی سرسری نظر دیکھنے سے کوئی حکم اسلام سمجھ میں نہ آئے تو ضرور خطا ہماری اپنی عقل کی ہوگی ورنہ اسلام کا بیان کردہ ضابطہ تو یقیناً سو فیصدی درست ہے۔ اسی طرح بعض احادیث میں ایسی ضروری ھدایات بیان ہوئی ہیں جن کا ہونا لازمی تھا مگر کچھ لوگ بلا تدبر و تفکر یہ کہہ دیتے ہیں کہ صاحب ان باتوں کا حدیث شریف میں ذکر کیوں ہوا ہے معاذ اللہ یہ تو محدثین نے...... ایسے ہی ذکر کر دیا ہے۔

کسی علمی یتیم کی بات پریشان نہیں کرتی:

ظاہر ہے ایک شخص جس نے اپنی تعلیم مغربی طرز کے ماحول میں مکمل کی ہو اور اس کو اسلامی علوم سے کبھی ٹچ (TOUCH) ہی نہ رہا ہو تو اس بیچارے کو یہ معلومات عجب نہ لگیں تو کیا لگیں۔ میں بھی گورنمنٹ کالج لاہور (G.C LAHORE) کا پڑھا ہوا ہوں، میں بھی پنجاب یونیورسٹی کا پڑھا ہوا ہوں مگر چونکہ مجھے علماءِ حق سے تعلق رہا پھر ان علماء سے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا وافر حصہ عطا فرمایا ہوا تھا مثلاً مجھے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق خاطر رہا میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا بلکہ زندگی گذارنے اور خودداری سے گذارنے کا سلیقہ انہی حضرت سے سیکھا، میں نے اپنے شیخ کریم حضرت مولانا ابو محمد عبدالرشید قادری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا اصلاح امت کا طریق انہی سے سیکھا، میں نے حضرت مولانا الٰہی بخش قادری ضیائی سے فیض پایا اس لئے مجھے کبھی بھی کسی علمی یتیم کی کوئی بات پریشان نہ کرسکی اعتراض کرنے والے قابل رحم لوگ ہیں ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے ان کو تحقیقات کے ساتھ نیز پوری حکمت کے ساتھ مطمئن کرنا چاہئے ہاں البتہ وہ احادیث مبارکہ جن میں خصوصی مسائل بیان ہوئے ہیں اور واقعی ان کی اھل اسلام کو ضرورت بھی تھی۔ ان احادیث شریفہ کو بیان کرنے سے پہلے سامعین کو ذہنی طور پر تیار کرلیا جائے۔

ایمان سے کہیے کیا آپ کو کبھی اس مسئلہ کے حل کی ضرورت پیش نہیں آئی کہ سردی کا موسم ہو اور آپ نے دفتر جانا ہو اور آپ پر غسل فرض ہو آپ وقت پر دفتر جانے کے لئے جلد اٹھ جائیں اور غسل کر کے سردی محسوس کریں اور پھر اپنے بستر میں لیٹ جائیں اور اتفاقاً آپ کی وائف (WIFE) نے ابھی غسل نہ کیا ہو تو آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے اس حالت میں ایک ہی بستر میں لیٹنا کیسا ہے؟ آخر اس سوال کا قانونِ اسلام میں کوئی جواب تو ہوگا اس پیدا شدہ سوال کا جواب حدیث شریف میں مذکور ہوا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کئی بار نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غسل جنابت فرماتے پھر مجھ سے حرارت حاصل کرتے میں آپ کو اپنے ساتھ چمٹا لیتی حالانکہ میں نے ابھی تک غسل جنابت بھی نہ کیا ہوتا۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۲۳)

آیئے ہم بھی، درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں تاکہ ہمیں بھی ان ضروری مسائل کا حل معلوم ہو اور ہماری زندگی اسلامی قانون کے مطابق اطمینان بخش طریقے سے گذرے۔ اس کارِ خیر کا فوراً آغاز کر دینا چاہیے تاخیر ہرگز نہ ہونے دیں وقت تیزی کے ساتھ گذرتا جا رہا ہے لہٰذا وقت کی قدر کریں اپنے دین وایمان پر خود قائم رہیں اور دوسروں کی رہنمائی کریں تاکہ وہ بھی عملاً اس طرف آجائیں اللہ تعالیٰ ہماری ان مساعی جمیلہ میں برکت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

باب نمبر ۹۲

بَابُ التَّيَمُّمِ لِلْجُنُبِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ.

جنبی اگر پانی نہ پائے تو تیمم کرے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو اپنی افادیت کے لحاظ سے بڑی قدر و منزلت کی حامل ہے۔

آیئے! آپ بھی مطالعہ فرمایئے۔ ایک شرعی مسئلہ معلوم ہوگا۔ اسلامی زندگی گذارنے کی ترغیب ملے گی۔

حدیث نمبر ۱۲۴

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ طَهُوْرُ الْمُسْلِمِ، وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ۔ وَقَالَ مَحْمُوْدٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ إِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ۔ قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ۔ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ عَامِرٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، وَلَمْ يُسَمِّهٖ۔

وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ أَنَّ الْجُنُبَ وَالْحَائِضَ إِذَا لَمْ يَجِدَا الْمَاءَ تَيَمَّمَا وَصَلَّيَا۔

وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهٗ كَانَ لَا يَرَى التَّيَمُّمَ لِلْجُنُبِ، وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ۔ وَيُرْوٰى عَنْهُ أَنَّهٗ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهٖ، فَقَالَ يَتَيَمَّمُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ۔

وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحٰقُ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بلاشبہ پاک مٹی ایک مسلمان کے لئے طہارت کا ذریعہ ہے۔ اگرچہ وہ دس سال بھی پانی نہ پائے۔ چنانچہ جب پانی میسر آجائے تو اس کو استعمال میں لائے کہ یہ بہتر ہے۔ محمود کی حدیث میں یوں ہے وہ کہتے ہیں۔ بیشک پاک مٹی مسلمان کے لئے پانی کے قائم مقام ہے۔

اس باب میں حضرت ابوھریرہ، حضرت عبداللہ بن عمرو، عمران بن حصین رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس طرح بہت سارے علماء نے خالد الحذا، ابی قلابہ، عمرو بن بجدان کے واسطہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ایسے ہی اس حدیث شریف کو ایوب، ابی قلابہ، عن رجل من بنی عامر یعنی بنی عامر کے ایک مرد کے واسطہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور نام کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہ حدیث حسن ہے۔

عامہ الفقہاء کا قول یہ ہے اگر جنبی اور حائض پانی نہ پائے تو تیمم کرے اور نماز پڑھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جنبی کے لئے تیمم کو جائز نہ جانتے تھے کہ اگر اسے پانی نہ ملے تو وہ بھی تیمم کرے۔ اگرچہ ان سے یہ مروی تو ہے مگر انہوں نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔ چنانچہ آپ کا بھی یہی قول ہے کہ اگر کوئی پانی نہ پائے تو تیمم کرے۔ یہی قول، امام سفیان ثوری، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق کا ہے رضی اللہ عنھم۔

حدیث نمبر ۱۲۴ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ رواۃ}

۱} محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۲} محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} ابواحمد زبیری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹۰ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۵} خالد الحذّاء رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال تہذیب میں ہیں یہ ثقہ راوی ہیں کثیر الحدیث ہیں آپ بھی مطالعہ فر مالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ خالد بن مہران، الحذّاء ابو منازل بصری مولیٰ قریش، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مولیٰ بنی مجاشع ہیں۔

انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی۔ یہ حضرت عبداللہ بن شقیق ابی رجاء عطاردی، ابی عثمان النہدی، ابی قلابہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے حمادان، سفیان ثوری اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین کہتے ہیں خالد الحذاء ثقہ ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے فہد بن حبان فرماتے ہیں خالد الحذّاء ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں عجیلی بصری کہتے ہیں وہ ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

خالد الحذاء کی وفات:

ان کی وفات ۱۴۱ھ کو ہوئی یہ مشہور ہے کہ ان کی وفات بصرہ میں ہوئی۔ محمد بن مثنیٰ فرماتے ہیں کہ قریش بن انس کہتے تھے ان کی وفات ۱۴۲ھ کو ہوئی۔ ①

۶} ابی قلابہ رحمۃ اللہ علیہ:

۶) ابی قلابہ!

ان کا تذکرہ تہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں انکی توثیق بڑے بڑے آئمہ کرام نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے عبداللہ بن زید بن عمرو اور ایسے بھی کہا جاتا ہے، عامر بن نابل بن مالک بن عبید بن علقمہ ابن سعد ابو قلابہ الجرمی، بصری احد الاعلام۔

ابی قلابہ! ثابت بن ضحاک انصاری، سمرہ بن جندب، ابی زید عمرو بن اخطب، عمرو بن بجدان اور ایک

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۱۰۴ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ایوب، خالد الحذّ ااور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ ابن سعد نے انکو اھلِ بصرہ کے طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوقلابہ ثقہ کثیر الحدیث ہے۔ عجیلی بصری تابعی کہتے ہیں ابوقلابہ ثقہ ہے۔

ابوقلابہ کی وفات!

ابن معین کہتے ہیں۔ ابوقلابہ کی وفات ملکِ شام میں ہوئی۔ انکی وفات کے سال میں اختلاف ہے بعض نے ۱۰۴ھ کچھ نے ۱۰۶ھ اور بعض نے ۱۰۷ھ لکھا ہے۔ ①

۷} عمرو بن بجدان رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں، عمرو بن بجدان، العامری، ان کی حدیث بصریوں میں معروف تھی۔ عمرو بن بجدان، حضرت ابوذر غفاری، ابی زید انصاری رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ابوقلابہ روایت کرتے ہیں۔

ابن مدینی کہتے ان کے علاوہ کسی اور سے وہ روایت نہیں کرتے۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ امام عجیلی تابعی بصری فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ راوی ہیں۔ عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں میں نے اپنے والد گرامی یعنی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عمرو بن بجدان معروف راوی ہیں تو انہوں نے فرمایا نہیں۔ ②

۸} ابی ذر! یعنی حضرت جندب بن جنادہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:

یہ جلیل القدر صحابی ہیں، ان کے مناقب بے شمار ہیں۔ ان کو یہ شرف حاصل ہے کہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں یہ اوّل الاسلام ہیں۔

ابن سعد لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا علم نے ان میں عجز پیدا کر دیا تھا۔

---

① امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵/۱۹۷ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/۷ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

وَکَانَ شَحِیْحًا حَرِیْصًا شَحِیْحًا عَلٰی دِیْنِہٖ حَرِیْصًا عَلَی الْعِلْمِ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے دین کے لئے اس درجہ تک حریص تھے کہ جس کو کسی پیمانہ سے بیان کرنا مشکل ہے اور یہی حال ان کے علم کے حوالے سے تھا۔

ان سے کثرت سے سوال پوچھے جاتے کبھی تو وہ جواب دے دیتے اور کبھی نہ دیتے رہا یہ معاملہ ان سے جب سوال کیے جاتے تو وہ کب تک جواب دیتے ایک حد تک جب سوال کی بہت کثرت ہوتی تو پھر ان کو غصہ آ جاتا تھا یہ معلوم نہیں ان کو یہ غصہ کیونکر آتا تھا۔ یا تو ان کو ان کا کشف عجز میں مبتلا کر دیتا تھا یا پھر وہ علم ان سے طلب کیا جاتا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے ان کو عطا ہوا تھا۔ مرثد اپنے والد گرامی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں، میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا وہاں ایک شخص آٹھہرا کہنے لگا آپ کو امیر المؤمنین نے فتوٰی دینے سے منع کیا ہوا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر تم لوگ میری گردن پر نہایت تیز دھار تلوار بھی رکھ دو تو بھی میں اس کلمہ کے کہنے سے باز نہ آؤں گا جو میں نے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے اس کو ہر حال میں نافذ کر کے رہوں گا۔ ①

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی جندب بن جنادہ ہے اور پورا نسب یوں ہے۔ جندب بن جنادہ بن قیس بن عمرو بن ملیل، بن صعیر بن حرام بن عفان اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام ''بریر'' تھا یعنی بریر بن جنادہ اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے فقط ابن جندب، اور یوں بھی ہے کہ ابن عشرقہ اور ایسے بھی ہے کہ ابن جذب ابن عبداللہ اور اس طریقے سے بھی آیا ہے کہ ابن السکن عمرو بن عبسہ سلمی اس کے والد کی جانب سے بھائی ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے حضرت انس بن مالک، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

نزال بن سبرہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بہتر مرد آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر نہیں دیکھا۔

مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ۔

یہ محاورہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی بے مثل شخصیت کا ذکر خیر کرنا مطلوب ہو۔

---

① محمد بن سعد م ۲۳۰ھ الطبقات الکبریٰ ۲ / ۱۷ مطبوعہ دار الفکر، بیروت لبنان

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بہتر لب ولہجہ میں گفتگو کرنے والا اور زیادہ سچا کوئی نہ دیکھا اس موضوع پر حضرت ابودرداء اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنھما سے بھی احادیث آئی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے علم کو اس طرح حفظ کیا جس طرح حفظ کرنے کا حق ہوتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی وفات:

خلیفہ اور عمرو بن علی ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے اھل علم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۲ھ کو ہوئی مدائنی نے کہا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھی۔ (۱)

شرح حدیث نمبر ۱۲۴

اس حدیث شریف میں تیمم کا ذکر آیا ہے لہذا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اس مسئلہ پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالوں تاکہ اھل اسلام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو وہ خود اس مسئلہ سے آگاہی حاصل کریں اور دوسروں کو بھی اس کا درس دیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ۔ (۲)

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔

اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان اقدس میں انسانیت کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ قرآن حکیم قانونِ اصلی ہے اور حدیث شریف تابع قانونِ اصلی ہے۔ لہٰذا قرآن اور حدیث دونوں ہی کے ذریعے ایک مسلمان صحیح معنوں میں اسلامی زندگی گذارنے پر قادر ہوسکتا ہے۔

---

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التھذیب ۱۲/ ۹۸ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

(۲) سورہ مائدہ آیت نمبر ۶

آیتِ تیمم کا شانِ نزول:

علامہ صدر الشریعہ لکھتے ہیں صحیح بخاری میں بروایت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنھا مروی فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے یہاں تک کہ جب بیداء یا ذات الجیش میں ٹھہرے تو میری ھیکل ٹوٹ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی تلاش کے لئے اقامت فرمائی۔لوگوں نے بھی حضور کے ساتھ اقامت کی نہ وہاں پانی تھا اور نہ ہی لوگوں کے ساتھ پانی تھا لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کیا آپ نہیں دیکھتے صدیقہ نے کیا کیا؟ حضور کو اور سب کو ٹھہرالیا۔اور نہ یہاں پانی ہے اور نہ لوگوں کے ہمراہ ہے فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور حضور اپنا سر مبارک میرے زانو پر رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور فرمایا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا حالانکہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ لوگوں کے ہمراہ ہے ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ مجھ پر عتاب کیا اور جو چاہا اللہ نے انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کونچا شروع کیا اور مجھے حرکت کرنے سے کوئی چیز مانع نہ تھی مگر حضور کا میرے زانو پر آرام فرمانا جب صبح ہوئی ایسی جگہ جہاں پانی نہ تھا حضور اٹھے اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمم کیا۔اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا اے الِ ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (یعنی ایسی برکتیں تم سے ہوتی رہتی ہیں) فرماتی ہیں جب میری سواری کا اونٹ اٹھایا گیا تو وہ ہیکل اس کے نیچے سے ملی۔ ①

ہمارے آقا علیہ السلام کو علمِ غیب کلی عطائی حاصل ہے:

بعض لوگ اس حدیث شریف کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علمِ غیب شریف کی نفی کرتی ہے۔سب سے پہلے تو اصولی بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہمارا دعویٰ علمِ غیب کے حوالے سے قطعاً یہ نہیں ہے کہ آپ کا علمِ غیب ذاتی ہے بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ علمِ غیب ذاتی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور یہ اسی کا خاصا ہے اگر اس طرح کا علم کوئی حضور علیہ السلام کے لئے مانے تو اس کا یہ عقیدہ باطل ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم غیب عطائی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم غیب عطا فرمایا۔اس پر قرآن حکیم کی بہت ساری آیات اور بے شمار احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔انشاء اللہ ہم کسی مقام پر اس حوالے سے تفصیلی بات کریں گے۔سردست عرض کروں گا کہ یہ حدیث شریف جس کو بعض لوگ علمِ غیب کی نفی پر دلیل بناتے ہیں یہ بھی علم غیب کو ثابت کرتی ہے سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علم تھا کہ اگر آج رات یہیں قیام ہو جائے تو کل صبح اللہ تعالیٰ آیت تیمم نازل فرما دے گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اگر آپ خود ہی بتا دیتے کہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کا ہار اونٹ کے نیچے پڑا ہوا ہے تو

① علامہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی، بہار شریعت ۲ / ۸۴ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

رات وہاں قیام نہ ہوتا اور صبح آیت تیمم نازل نہ ہوتی لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ حدیث شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علمِ غیب کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اوّلین و آخرین کا سب علم عطا فرمایا اسی کو علمِ غیب کلی عطائی کہتے ہیں۔

مسلم شریف میں بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ مروی حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ منجملہ ان باتوں کے جن سے ہم کو لوگوں پر فضیلت دی گئی یہ تین باتیں ہیں۔(۱) ہماری صفیں ملائکہ کی مثل کر دی گیں (۲) ہمارے لئے تمام زمین مسجد کر دی گئی (۳) جب پانی نہ پائیں زمین کی خاک ہمارے لئے پاک کرنے والی کر دی گئی۔

ابوداؤد دارمی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں دو شخص سفر میں گئے اور نماز کا وقت آ گیا ان کے ساتھ پانی نہ تھا پاک مٹی پر تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا اور دوسرے نے اعادہ نہ کیا۔ پھر جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اس کا ذکر کیا تو جس نے اعادہ نہ کیا تھا اس کو فرمایا کہ تو سنت کو پہنچا اور تیری نماز ہو گئی اور جس نے وضو کر کے اعادہ کیا تھا اس سے فرمایا تجھے دوگنا ثواب ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے حضور نے نماز پڑھائی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا ہے جس نے قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھی فرمایا اے شخص تجھے قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا شی مانع آئی عرض کی مجھے نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں ہے ارشاد فرمایا مٹی کو لے اور وہ تیرے لئے کافی ہے۔[۱]

تیمم کے تین فرض ہیں:

۱) نیت

۲) سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا،

۳) دونوں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کرنا، اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھ پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تو تیمم نہ ہوگا سارے منہ پر ہاتھ پھیرے مگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تو تیمم نہ ہوا دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرتے وقت اگر کوئی جگہ رہ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔[۲]

پاک مٹی آلہ ہے جس کے ذریعے طہارت حاصل کی جاتی ہے:

علامہ ابوطیب لکھتے ہیں، یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ الصَّعِیۡدَ الطَّیِّبَ تو اس سے مراد مٹی ہے یا زمین کی جنس سے کوئی چیز اور طیب کا مطلب ہے طاہر مطہر طَھُوۡرٌ بفتح الطا ہے اور اس سے مراد وہ آلہ ہے جس سے

---

① علامہ صدر الشریعہ امجد علی اعظمی بہار شریعت ۲ / ۴۸ مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز لاہور

② علامہ صدر الشریعہ امجد علی اعظمی بہار شریعت ۲ / ۵۵ مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز لاہور

طہارت حاصل کی جائے ترجمہ باب کی مطابقت سے یہی معنی سمجھ میں آتا ہے باعتبار طہور یہ طہارت صغری اور کبری دونوں کو شامل ہے۔ یہ جو حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ تیمم کافی ہے جب پانی نہ ملے تو اگرچہ پانی نہ ملنے کی مدت دس برس ہی کیوں نہ ہو تو اس سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ ایک ہی تیمم دس سال کے لئے کافی ہے یہ جو مدت کا ذکر کیا گیا ہے اس کا تعلق پانی کے نہ ملنے سے ہے ورنہ یہ تو اس پر قطعاً دلالت نہیں کرتا کہ ایک ہی تیمم سے دو نمازیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ ورنہ اس بات کو کیسے مان لیا جائے کہ وہ دس ۱۰ سال تک ایک ہی تیمم باقی رہے گا۔ عشر سنین تک ایک تیمم کا قائم رہنا محال عادی ہے اس میں تو اتنا ہی ذکر ہے کہ پانی کے نہ ہونے کی صورت میں اتنی مدت تک بھی تیمم کیا جاسکتا ہے اس بات پر دلالت کہاں کہ خروج وقت بھی ناقص تیمم نہیں ہے۔ ①

جب پانی مل جائے تو تیمم کا حکم ساقط ہوجاتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

علامہ سراج احمد حنفی لکھتے ہیں، اکثر فقہاء کا قول یہی ہے کہ جنب اور حائضہ عورت اگر پانی نہ پائیں تو تیمم کر کے نماز پڑھیں یہی مذہب ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ جنب کے لئے تیمم کا اعتقاد نہ رکھتے تھے اگرچہ پانی میسر نہ ہو اور وہ تیمم سے جنبی کا نماز ادا کرنا جائز نہ سمجھتے تھے اور یہ مخالف ظاہر ہے۔ یہ روایت میں موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے قول سے رجوع کرلیا تھا اور وہ فرماتے تھے کہ جنبی تیمم کرسکتا ہے اگر پانی نہ ملے تو۔ یہی مذہب، حضرت سفیان ثوری، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنھم کا ہے۔ مذہب ائمہ اربعہ است یہی مذہب ائمہ اربعہ کا ہے۔ ② چاروں ائمہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں لہٰذا مذہب حنیفہ بھی یہی ہے۔ پانی نہ ملنا اس قول کی وضاحت:

اس کی چند صورتیں فقہاء کرام نے لکھی ہیں۔ ان کو بغور مطالعہ کر کے حفظ وضبط کرلینا چاہئے انشاء اللہ عمر بھر کے لئے نافع ہوں گی۔

۱) چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتہ نہ چلے۔

۲) اگر یہ گمان ہو کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کرلینا ضروری ہے بلا تلاش کئے تیمم جائز نہیں پھر بغیر تلاش کیے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور تلاش کرنے پر پانی مل گیا تو وضو کر کے نماز کا اعادہ کرنا لازم ہے اگر نہ ملا تو ہوگئی۔

---

① علامہ ابوطیب شرح ابوطیب، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۴۵ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۴۵ مطبوعہ کانپور ہند

۳) اگر غالب گمان یہ ہے کہ میل کے اندر پانی نہیں ہے تو تلاش کرنا ضروری نہیں پھر اگر تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور تلاش نہ کیا نہ کوئی ایسا ہے جس سے پوچھے بعد کو معلوم ہوا کہ پانی یہاں سے قریب ہے تو نماز کا اعادہ نہیں۔ مگر یہ تیمم اب جاتا رہا اگر کوئی وہاں تھا مگر اس سے پوچھا نہیں بعد کو معلوم ہوا کہ پانی قریب ہے تو اعادہ چاہئے۔

۴) اگر پانی کے قریب ہونے نہ ہونے پر کسی کا گمان نہیں تو تلاش کر لینا مستحب ہے اور بغیر تلاش تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو ہوگئی۔

اقوال وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم:

فہم فقیر میں یہی آیا ہے کہ اگر کوئی بڑا جلسہ، کانفرنس وغیرہ ہو رہی ہو اور وہاں نماز کا وقت آجائے اور پانی کا ملنا گمان غالب سے ایک ایک میل تک ممکن نہ ہو تو وہاں تیمم کر کے نماز ادا کر لینی چاہیے۔ یہ جائز ہے اس لئے بھی کہ ہزاروں لاکھوں کے اجتماع میں بہت مشکلات پیش آتی ہیں اگر تو پانی کا وافر انتظام ہے تو سبحان اللہ ورنہ نماز قضا نہ کرنا چاہئے بلکہ تیمم کر کے ادا کر لینی چاہئے اس طرح مجمع عام میں کافی حد تک آسانی بھی ہو جائے گی اور حکم شرع کا خلاف بھی لازم نہ آئے گا۔ صاحبان علم کو اس نقطہ نظر پر غور کرنا چاہئے ان شاء اللہ اس فقیر کی رائے صواب ہی لگے گی یہ محض فضل رب سے ہوا ہے جو میں نے ارقام کر دیا اللہ تعالیٰ امّت کے لئے دلائل سے دین کی تفہیم کی توفیق عطا فرمائے امین بجاسید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

درسِ حدیث

اللہ تعالیٰ نے اھل ایمان کے لئے بڑے انعام رکھے ہیں۔ تھوڑی محنت پر بڑا اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ نماز دین کا ستون ہے وضو کرنا نماز کے لئے ضروری ہے کئی مقامات ایسے بھی آجاتے ہیں جہاں پانی نہیں ملتا تو ایسی صورت میں کیا نماز ترک کر دینی چاہئے یا کوئی اور صورت بھی ہے جس سے نماز پڑھی جا سکے تو جواب یہ ہے کہ نماز ترک نہیں کرنی چاہئے بلکہ تیمم کر کے نماز پڑھنی چاہئے تیمم کے تین فرض ہیں۔

۱) نیت

۲) سارے منہ پر مسح کرنا خاکِ زمین یا جنس زمین کے ساتھ،

۳) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا،

اگر نیت نہ کی اور ویسے ہی سارے چہرے پر ہاتھ پھیر لئے اور پورے منہ کا مسح کر لیا تو تیمم نہ ہوا اس لئے کہ نیت نہیں کی تھی عمل کی قبولیت کا مدار نیت کے کرنے پر ہے چونکہ نیت کئے بغیر ہی چہرے پر ہاتھ پھیر لئے اس وجہ سے تیمم نہ

ہوا۔ ہاں اگر نیت کرنے کے بعد خاک پر ہاتھ مار کر خاک بھی وہ جو بالکل پاک ہو یعنی اس پر غلاظت کا نہ اثر اب ہو اور نہ ہی پہلے غلاظت لگی ہو اور اب خشک ہو چکی ہو۔ پورے چہرے کا مسح کیا اور کوئی جگہ رہ نہ جائے تو تیمم ہو جائے گا بزرگوں نے لکھا ہے اگر بال برابر جگہ خالی رہ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔ اسی طرح دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ہی مسح کرنا چاہئے کہ کوئی جگہ خالی نہ رہ جائے اس طرح تیمم ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

> حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ پاک مٹی ایک مسلمان کے لئے طہارت کا ذریعہ ہے اگر چہ وہ دس سال بھی پانی نہ پائے۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۲۴)

آیئے ہم بھی درس حدیث شریف کا اہتمام کریں تا کہ سب مسلمان اسلامی زندگی سے معرفت حاصل کریں اور اپنی زندگی موافق سنت گذارنے میں راحت محسوس کریں اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

باب نمبر ۹۳

بَابٌ فِی الْمُسْتَحَاضَةِ۔

مستحاضہ کا حکم کیا ہے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے۔ جو ایک اہم مسئلہ کا حل ہے۔ اس کا تعلق عورتوں کے ساتھ ہے اور اس مسئلہ سے آگاہی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور باعثِ نفع ہے۔

آئیں! آپ بھی اس حدیث شریف کا مطالعہ فرمائیں معلومات میں اضافہ ہوگا اور اسلام کی حقانیت پر یقین اور کامل ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲۵

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَعَبْدَةُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ لَا، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي۔

قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ فِي حَدِيثِهِ وَقَالَ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتّٰى يَجِيءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ۔ قَالَ أَبُو عِيسٰى حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ۔ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكٌ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ إِذَا مَا وَزَتْ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا اغْتَسَلَتْ وَتَوَضَّأَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔

حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، فاطمہ بنت ابی حُبیش رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایک ایسی عورت ہوں جس کو خون جاری رہتا ہے جس کی وجہ سے میں پاک نہیں رہتی۔ تو کیا میں نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں۔ بیشک یہ تو عرق یعنی ایک رگ کا خون ہے نہ کہ حیض کا چنانچہ جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب اس کی مدت گذر جائے تو اب تو غسل کر اور نماز ادا کرو۔

ابو معاویہ بیان کرتے ہیں ان کی حدیث میں ہے۔ امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا تو ہر نماز کے لئے وضو کر لیا کر کہ یہاں تک وہ وقت آجائے جب تجھے حیض شروع ہوتا ہے۔

اس باب میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث مروی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث، حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ قول بہت سارے صحابہ کرام اور تابعین کا ہے اسی طرح امام سفیان ثوری امام مالک،

امام ابن مبارک، امام شافعی رضی اللہ عنھم کا قول ہے۔ جب مستحاضہ اپنے مقررہ دن گذارے پھر غسل کرے اور وہ ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہے۔

حدیث نمبر ۱۲۵ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} ھَنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۲} وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا میں ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} عبدۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر اا میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۴} ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} ھشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۶} ابیہ یعنی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنھما:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۷} عائشہ یعنی ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا:

ان کے فضائل، محاسن، محامد، کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

شرح حدیث نمبر ۱۲۵

کون نہیں جانتا کہ اسلام ہی ایک دین ہے جو اپنے ماننے والوں کے لئے سراسر رحمت ہے اور یہ تو پوری انسانیت کے لئے سامانِ راحت مہیا کرتا ہے۔ انسان مرد ہو یا عورت اس کو زندگی میں مختلف نشیب وفراز درپیش آتے ہیں اور وہ ان کے حل کے لئے سرگرداں ہوتے ہیں۔ مردوں کو اپنے مسائل درپیش ہوتے ہیں ان کی نوعیت اپنی طرز کی ہوتی ہے اسی طرح عورتوں کو بھی اپنے مسائل درپیش ہوتے ہیں ان کی نوعیت اپنی طرح کی ہوتی ہے۔ دونوں ہی زندگی گذارنے کے لئے ایک ایسے قانون کو جاننا چاہتے ہیں جو ان کی زندگی میں آسانیاں پیدا کرے الحمدللہ اسلام فقط ایسا دین ہے جو ان تمام مسائل کا منطقی حل پیش کرتا ہے جو انسانوں کو درپیش ہوتے ہیں۔ احادیث مبارکہ واقعی وہ عظیم خزانہ ہیں جن کے فوائدان گنت ہیں ہر آنے والا زمانہ ان کی برکتوں سے استفادہ کرتا رہے گا ہر آنے والے کل میں نئے نئے مسائل پیدا ہوتے رہیں گے اور قرآن وحدیث سے اھل علم ان کا حل پیش کرتے رہیں گے انسانوں کے لئے یہ آخری قانون ہے اب تا حشر آسمان سے کوئی نیا آئین نازل نہ ہوگا اس لئے کہ نبوت ختم ہوگئی اب تا قیامت کوئی نیا نبی نہیں پیدا ہوسکتا۔

حیض اور استحاضہ میں فرق:

بالغہ عورت کو جو خون عادی طور پر آتا ہے وہ حیض ہے۔ اور اگر بیماری کی وجہ سے خون جاری ہو تو وہ استحاضہ کہلاتا ہے۔

حیض کی مدت کم از کم تین دن اور تین راتیں ہے یعنی پورے ۷۲ بہتر گھنٹے ایک منٹ بھی اگر کم ہو تو حیض نہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں ۲۴۰ گھنٹے سے ذرا بھی بعد ختم ہو جائے تو حیض نہیں استحاضہ ہے۔ ہاں اگر کرن چمکی تھی تو شروع ہوا اور تین دن تین راتیں پوری کرے کرن چمکتے ہی کے وقت ختم ہوا تو حیض ہے۔ اگر چہ دن چھوٹے ہونے کے زمانہ میں آفتاب کا نکلنا بعد کو اور ڈوبنا پہلے ہوتا رہے گا۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے سہلہ بنت سہل کہتی ہیں میں استحاضہ کی حالت میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی تو مجھے امام الانبیاء علیہ السلام نے حکم دیا کہ تو ہر نماز کے لئے غسل کیا کر! اگر تیرے لئے یہ زیادہ مشقت طلب ہو تو پھر تو نماز ظہر اور عصر کے لئے ایک غسل کرلیا کر۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کے لئے بھی ایک غسل کرلیا کر۔

پھر صبح کیلئے علیحدہ غسل کیا کر۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یوں بھی آیا ہے۔ ایک عورت اس مسئلہ یعنی استحاضہ کی تحقیق کے لئے حاضر ہوئی عرض کرتی ہے میں مستحاضہ ہوں یہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہے اس عورت کو آپ نے حکم دیا کہ تم نماز عصر کو جلد ادا کیا کرو اور ظہر میں تاخیر کر لیا کرو اور اس طرح تم دونوں نمازوں کے لئے ایک غسل کر لیا کرو۔ اسی طرح مغرب کو مؤخر کر لیا کرو اور عشاء میں تعجیل کر لیا کرو۔ اس طرح ان دونوں نمازوں کے لئے بھی ایک ہی غسل کر لیا کرو۔ صبح کے لئے علیحدہ غسل کیا کرو۔ یہ بھی حدیث شریف میں ہے تو ایام حیض کا ایک غسل کر لیا کر اور اس کے بعد وضو کرتی رہا کر۔ جب اثر حیض ختم ہو جائے تو غسل کرے اور پھر وضو کر کے نماز پڑھتی رہ...... امام طحاوی نے مرفوعاً وارد کیا ہے کہ تو طہر کے لئے تو غسل کر اور پھر ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہ۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس مقام پر وضو کا ذکر ہمارے نزدیک غیر محفوظ ہے۔ اور اگر یہ محفوظ ہے تو ہمیں قیاس کی نسبت یہ زیادہ محبوب ہے تمہید میں ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی ھشام کے واسطہ سے مرفوعاً روایت آئی ہے جو یحییٰ نے ھشام کے واسطہ سے بیان کی ہے اور وہ اوپر ذکر کی گئی روایت جیسی ہے۔ اس میں ہے اور تو ہر نماز کے لئے وضو کر لیا کر اسی طرح حماد بن سلمہ نے بھی اس کی مثل روایت وارد کی ہے اور حماد ھشام سے روایت کرنے میں ثقہ ثبت ہیں۔ ①

ان فرامین میں ہمارے لئے، برکت ہی برکت، جب میں شرح حدیث لکھنے کے لئے قلم پکڑ رہا تھا اور قرطاس سیدھا کر رہا تھا تو دل میں خیال آ رہا تھا کہ منکرین حدیث ایسی روایات سنا سنا کر عام مسلمانوں کہ خصوصاً نوجوان طبقہ کو جو بظاہر پڑھے لکھے ہوتے ہیں لیکن وہ دین کے علم سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ بہت حد تک متاثر کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھئے جناب بھلا ایسی چیزوں کو حدیث شریف میں ڈس کس (Discuss) کرنے کی کیا ضرورت تھی اور ہمارا نوجوان طبقہ فوراً اس جانب مائل ہوتا ہے۔ میں نہایت سنجیدگی سے عرض کروں گا کیا ایسے مسائل انسانوں کو درپیش آتے ہیں یا نہیں اگر یہ مسائل انسانوں ہی کے ہیں اور ان کو یہ درپیش رہتے ہیں تو بلا تامل جواب دینا چاہئے کہ ان کو حدیث شریف میں آنا چاہئے تھا تاکہ ہمارا بھلا ہوتا سو الحمدللہ یہ احادیث مبارکہ میں آئے ہیں اور ہمارے لئے تسکین قلب کا باعث ہیں۔

اَنَا وَلاغیری، I AM THE LAST

ہمیں قطعاً ایسے لوگوں سے متاثر نہیں ہونا چاہئے جن کا اپنا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ خود کو بہت بڑی بلا سمجھنے لگتے ہیں اور یہ نعرہ تک لگا دیتے ہیں اَنَا وَلَا غَیرِیْ یعنی I AM THE LAST۔ میں حرف آخر ہوں لیکن جب کسی صاحب

① علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/ ۴۱۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

علم سے آمنا سامنا ہو جائے تو پھر بھیگی بلی نظر آتے ہیں۔آپ ڈٹ کر درسِ حدیث شریف دیں اس کا اہتمام کریں۔ تاخیر نہ فرمائیں آج ہی سے شروع فرمائیں انشاءاللہ اصلاح امت کا کام تیز سے تیز تر ہوتا جائے گا۔

یہ بات یاد رکھیں مخالف ہمیشہ آپ کو پریشان کرنے کی کوشش کریگا مگر آپ نے ہرگز پریشان نہیں ہونا بلکہ خود کو مضبوط رکھنا ہے اور اپنی بات پورے زور سے کہنی ہے یہی کامیابی کا راز ہے اسی میں ہماری بھلائی ہے اسی میں ہماری بہتری ہے اور اسی میں ہماری کامرانی کا راز پوشیدہ ہے۔اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے۔امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

درسِ حدیث

زندگی کو موافق سنت گذارنے کے لئے، نبی پاک صاحب لولاک علیہ السلام کی احادیث مبارکہ کا علم ضروری ہے آپ کے مبارک فرامین کے ذریعے ہم اپنی زندگی کو درست سمت پر گذار سکتے ہیں۔مسائل جہاں مردوں کو پیش آتے ہیں وہیں عورتوں کو بھی درپیش ہوتے ہیں۔لہٰذا مردوں اور عورتوں دونوں ہی کو علم دین سیکھنا چاہئے یا کم از کم ضروریات دین کو تو ضرور ہی سیکھ لینا چاہئے، تاکہ عملی زندگی میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ظاہر ایک مسلمان کو قدم قدم پر اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ فلاں معاملہ میں حکم اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا ہے۔اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم شرح ترمذی شریف لکھ رہے ہیں تاکہ ہر مسلمان مرد اور عورت کو اس کی ضرورت کا دین میسر آسکے اور یہ درسِ حدیث شریف لکھنے کی غایت فقط یہ ہے کہ ایک مسلمان وہ مرد ہو یا عورت اس کی اپنی زندگی میں پیش آمدہ ضروری مسائل کا حل مل جائے اگرچہ یہ حدیث شریف جس کو آپ کے سامنے بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں مردوں سے نہیں بلکہ عورتوں سے متعلقہ ہے مگر پھر بھی اس کو یہاں نقل کر رہا ہوں تاکہ آپ تک ایک ضروری مسئلہ پہنچ جائے۔اس حدیث شریف کو پڑھ کر یا سن کر دل میں ایسی کوئی بات ہرگز نہیں آنی چاہئے کہ یہ کیا؟ اس لئے کہ ایک مسلمان عورت کو زندگی میں یہ مسئلہ نہیں آسکتا ہے اور اسے اس کا حل بھی درکار ہوسکتا ہے لہٰذا اس درپیش مسئلہ کا حل حدیث شریف میں بیان ہوا ہے۔حدیث مبارک میں آیا ہے۔

حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، فاطمہ بنت ابی حُبیش رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایک ایسی عورت ہوں جس کو خون جاری رہتا ہے جس کی وجہ سے میں پاک نہیں رہتی۔تو کیا میں نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں۔بیشک یہ تو عِرق یعنی ایک رگ کا خون ہے نہ کہ حیض کا چنانچہ جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب اس کی مدت گذر جائے تو اب تو غسل کر اور نماز ادا کرو۔

باب نمبر ۹۴

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔

مستحاضہ ہر نماز کے لئے وضو کرے۔

اس باب میں دو حدیثیں آئی ہیں۔ جو عورتوں کے مسائل میں بہت ضروری ہیں ان کا جاننا اس لئے بھی بہت اہمیت کا حامل ہے کہ علماءِ کرام کو زندگی میں اس قسم کے مسائل کا سامنا رہتا ہے اگر احادیث مبارکہ اور مذاہب آئمہ اربعہ پر نظر ہو تو مسئلہ کا حل بتانا آسان ہو جاتا ہے۔

آیئے! آپ بھی ان احادیث مبارکہ کا مطالعہ فرمایئے عمر بھر کے لئے نافع ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲۶

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ فِيهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَتَصُومُ وَتُصَلِّي۔

عدی بن ثابت اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مستحاضہ کے بارے ارشاد فرمایا وہ اپنی مدت حیض میں نماز چھوڑ دے۔ پھر غسل کرے۔ اس کے بعد ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرے نماز وروزہ جاری رکھے۔

حدیث نمبر ۱۲۶ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} قُتَیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} شَریک رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} ابی الیقظان:

اس نام سے میں نے ان کو بہت تلاش کیا مگر نہ ملے آخر علامہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سے ان کا ذکر ملا انہوں نے لکھا ہے کہ ابی الیقظان کا نام عثمان بن عمیر بجلی ہے۔ تو اس نام سے ان کا تذکرہ تہذیب میں مل گیا آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے، عثمان بن عمیر بجلی ابو الیقظان الکوفی الاعمی اور یوں بھی کہا جاتا ہے ابن قیس اور ایسے بھی ہے ابن ابی حمید۔

ابی الیقظان، حضرت انس، زید بن وھب، ابی الطفیل، ابی وائل، عدی بن ثابت وغیرھم سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے حصین بن عبدالرحمٰن، امام اعمش شعبہ، امام سفیان ثوری اور شریک وغیرھم روایت کرتے ہیں۔

ان پر اھل تشیع ہونے کا الزام ہے۔ اسی وجہ سے ان کی تعدیل پر کوئی قول نہیں ملتا سوائے اس کے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ اوسط میں کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ان کی وفات ۱۲۰ھ تا ۱۳۰ھ کے درمیان میں ہوتی تھی۔ ①

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت لی ہے لہذا ان کے نزدیک یہ قوی ہی ہوں گے اور جرح ثابت نہ ہوگی یہ چونکہ آئمہ اہلبیت کے محب تھے اور ان کے ساتھ ہر ایک قربانی دینے پر آمادہ تھے اس وجہ سے ان کو اچھی نظر سے نہ دیکھا گیا میرے نزدیک یہ کوئی جرم نہیں بلکہ یہ سعادت ہے۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد سے محبت کی جائے یہ محبت دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ مجھ فقیر کا تو یہ معمول ہے جب کوئی کام نہ ہوتا نظر آئے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہرا اور ان کے شوہر نامدار حضرت علی اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنھما کا واسطہ پیش کرتا ہوں تو وہ کام ہو جاتا ہے۔

۴} عدی بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے، یہ ثقہ راوی ہیں، علماء نے ان کی توثیق کی ہے۔ البتہ ان کو بعض علماء نے شیعہ کہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ شیعہ مسجد کے امام وخطیب تھے، آپ بھی پڑھ لیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے، عدی بن ثابت انصاری کوفی۔

یہ اپنے والد گرامی سے اپنے نانا جان عبداللہ بن یزید خطمی، براء بن عازب، سلیمان ابن صرد، عبداللہ بن ابی اوفی اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ابو اسحٰق سبیعی، ابو اسحٰق شیبانی، اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷/ ۱۳۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

عبداللہ بن احمد اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ عدی ثقہ راوی ہیں۔امام ابوحاتم کہتے ہیں عدی صدوق ہیں البتہ وہ شیعہ مسجد کے امام وخطیب تھے۔امام عجلی کہتے ہیں اوراسی طرح امام نسائی بھی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں۔امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ابن ابی داود کہتے ہیں کہ حدیث عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ معلول ہے۔یعنی عدی بن ثابت جو اپنے والد اور دادا کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں وہ معلول ہوتی ہے۔سلمی کہتے ہیں میں نے امام دارقطنی سے پوچھا کہ عدی بن ثابت کیسا راوی ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ ثقہ ہے لیکن شیعوں کی جانب بہت زیادہ مائل تھا ابن شاہین نے اسی کو ثقہ کہا اس طرح امام احمد نے بھی ثقہ قرار دیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ وہ شیعہ تھا۔ابن قانع کہتے ہیں عدی کی وفات ۱۱۶ھ کو ہوئی۔①

۵} جدہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ، ان کے بیٹے جناب ثابت انصاری کے احوال میں ملا ہے تہذیب التہذیب میں ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ابو الیقظان عدی بن ثابت سے ان کے اور ان کے دادا جان کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں جس طرح حدیث مستحاضہ کو انہوں نے روایت کیا ہے اس کے علاوہ اور احادیث مبارکہ بھی ان سے مروی ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ عدی بن ثابت کس کے بیٹے ہیں کہا جاتا ہے کہ وہ دینار کے بیٹے ہیں یعنی عدی بن ثابت کے دادا کا نام دینار تھا امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے امام بخاری سے پوچھا تھا کہ جدہ سے مراد کون ہیں انہوں نے فرمایا کہ میرے استحضار میں نہیں تو میں نے یحییٰ بن معین کا قول پیش کیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ ان کا نام ''دینار'' تھا لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اعتماد نہ کیا۔ابوزرعہ دمشقی کہتے ہیں کہ عدی بن ثابت کے دادا کا نام عمرو بن اخطب ہے۔اس طرح یہ تیسرا قول ہوگیا ابن جبیر کہتے ہیں ثابت بن عبید بن عازب ہے یہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں یہ چوتھا قول ہے ابونعیم کہتے ہیں کہ عدی کے دادا کا نام قیس خطمی ہے۔یہ پانچواں قول ہے، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کے احوال بیان کرتے ہوئے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ماہرین نساب، (امام) طبری، کلبی، مبرد اور ابن حزم نے یوں لکھا ہے عدی بن ثابت بن قیس بن خطیم ظفری اس میں خدشہ ہے کیونکہ قیس بن خطیم کو اسلام کے آنے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا تھا لہٰذا حربی نے علل میں کہا ہے کہ عدی بن ثابت کی اپنے دادا سے صحبت ثابت نہیں ہے۔②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷/ ۱۴۹ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/ ۱۸ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

علامہ سراج حنفی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عدی بن ثابت کے دادا جان کا نام عمرو بن اخطب ہے، میں نے اسی کو پیش نظر رکھ کر تہذیب کو دیکھا تو وہاں عمرو بن اخطب کا تذکرہ یوں ہے۔

عمرو بن اخطب بن رفاعۃ ابو زید انصاری اعرج، آپ نے امام الانبیاء علیہ السلام کے ساتھ تیرہ غزوات میں شرکت کی۔ ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ ان کو حسن وجمال میں خوب سے خوب تر فرمادے وہ اس کے بعد ہمیشہ جوان ہی رہے۔ ①

حدیث نمبر ۱۲۷

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ تَفَرَّدَ بِهِ شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقُلْتُ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، جَدُّ عَدِيٍّ مَا اسْمُهُ؟ فَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ اِسْمَهُ وَذَكَرْتُ لِمُحَمَّدٍ قَوْلَ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّ اسْمَهُ دِينَار فَلَمْ يَعْبَأْ بِهِ.

وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ إِنْ اغْتَسَلَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ هُوَ أَحْوَطُ لَهَا، وَإِنْ تَوَضَّأَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ أَجْزَأَهَا، وَإِنْ جَمَعَتْ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ أَجْزَأَهَا.

علی بن حُجر نے اسی (سابقہ حدیث کی) ہم معنی حدیث شریک کے حوالہ سے بیان کی۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں ابی یقظان سے روایت کرنے میں شریک کا تفرد ہے میں نے اس حدیث کی بابت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا تھا میں نے عرض کیا تھا عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ سے جو روایت کرتے ہیں اس میں عدی کے دادا جان کا نام کیا تھا؟ امام بخاری کو عدی کے دادا جان کا نام یاد نہ تھا تو میں نے ان کی خدمت میں یحییٰ بن معین کا قول پیش کیا کہ وہ عدی کے دادا کا نام ''دینار'' بتاتے ہیں تو امام بخاری نے یحییٰ بن معین کے قول کو بھی لائق التفات نہ جانا۔ امام احمد اور امام اسحٰق مستحاضہ کی بابت فرماتے ہیں اور وہ ہر نماز کے لئے غسل کرے تو یہ اَحوَطُ ہے (یعنی زیادہ احتیاط اسی میں ہے) اور اگر وہ ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرے تو یہ اس کے لئے جائز ہے اور اگر وہ دو نمازوں کو ایک غسل کے ساتھ جمع کرے تو یہ بھی اس کے لئے جائز ہوگا۔

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/ ۷۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حدیث نمبر ۱۲۷ کی فنّی حیثیت

۱} علی بن حجر رحمۃ اللہ علیہ،

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۲} شریک رحمۃ اللہ علیہ،

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

شرح حدیث نمبر ۱۲۶، ۱۲۷

اس میں کوئی شک نہیں محدثین کرام نے احادیث مبارکہ کو جمع فرمایا اور پھر ان کو کمالِ احتیاط سے محفوظ کیا اللہ تعالیٰ اس کارِ خیر پر ان کو جزائے کثیر دے۔ جس انداز سے ہمارے بزرگوں نے دین کی خدمت کی اور اس کو کمال ضبط کے ساتھ امتِ مسلمہ تک پہنچانے کا اہتمام کیا وہ واقعی انہی نفوسِ قدسیہ کا حصہ تھا۔ ہماری زندگی کو آسان بنانے کے لئے ان لوگوں نے بے پناہ محنت کی اور اس طرزِ عمل سے امت کو بہت فائدہ پہنچا چھوٹے چھوٹے مسائل کو بھی اس نفیس انداز سے حل فرمایا کہ عقل انسان دنگ رہ گئی۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں مستحاضہ کا حکم:

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ یہ جو حدیث شریف ہے کہ تو نماز ادا کر تو اس سے مراد یہ ہے کہ غسل کرنے کے بعد نماز ادا کر جیسا کہ اس کی تصریح اس باب میں کی گئی ہے جہاں ایک ہی ماہ میں تین مرتبہ تک حیض آجانے کا تذکرہ ہوا ہے اس حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں کہ جن ایام میں تو (صحابیہ سے تخاطب ہے) حائضہ ہو ان دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر تو غسل کر اور نماز ادا کر وہاں الفاظ یوں آئے ہیں۔

ثُمَّ تَوَضَّئِیْ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ[1]

پھر تم ہر نماز کے لئے وضو کرو۔

---

[1] علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۴۱۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

امام ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ایسے ہی آیا ہے حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں سات سال تک حالت حیض میں رہی یعنی مستحاضہ رہی۔ چنانچہ میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں بغرض فتوٰی حاضر ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ ھٰذِہٖ لَیْسَتْ بِالْحَیْضَۃِ، وَلٰکِنْ ھٰذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ۔ ①

یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک رگ کا خون ہے پس تو غسل کر اور نماز پڑھ۔

اس حکم پر انہوں نے اپنی بہن حضرت زینب بنت جحش ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ہاں غسل کیا یہاں تک کہ پانی نے اثر خون کو زائل کر دیا۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بھی مذکور ہے۔ کہ سہلہ بنت سہل بھی حیض کی وجہ سے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں اور ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرے اگر اس کو یہ عمل مشقت طلب لگے تو ایسی صورت میں وہ نماز ظہر اور عصر کو ایک غسل میں جمع کرلیں۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کو ایک غسل کے ساتھ ادا کرلیں۔ پھر صبح کے لئے الگ غسل کرلیا کریں۔ ایسا ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک اور حدیث میں بھی وارد ہوا ہے اسی طرح کسی عورت نے بارگاہ اقدس میں سوال کیا تو آپ نے اپنے زمانہ مبارک میں اس کو حکم دیا کہ وہ عصر میں جلدی کیا کرے اور ظہر میں تاخیر کرلیا کرے اسی طرح ان دونوں نمازوں کو ایک غسل کے ساتھ پڑھ لیا کرے۔ اسی طرح وہ مغرب کو مؤخر کیا کرے اور عشاء میں تعجیل کرلیا کرے ان دو نمازوں کو بھی ایک ہی غسل کے ساتھ ادا کرلیا کرے۔ نماز صبح کے لئے الگ غسل کیا کرے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر آئمہ کا نقطہ نظر:

مستحاضہ کے مسئلہ میں حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث شریف میں یوں آیا ہے۔ کہ ایام حیض پورے کرنے کے بعد ایک مرتبہ غسل کرلے اور پھر اس کے بعد وضو ہی کر کے نماز پڑھا کر۔ یعنی ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہے۔ ابوعوانہ اسفرائنی کے ہاں اس طرح منقول ہے کہ جب حیض کے ایام گذر جائیں تو غسل کرے تاکہ اثرِ دم (خون) زائل ہوجائے۔ امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں اس طرح ہے کہ انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ (جیسا کہ اس حدیث میں ہے جس کی شرح لکھی جارہی ہے) اسماعیلی کے ہاں اس طرح ہے کہ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب وہ ختم ہوجائے تو غسل کرے اور پھر ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہے۔ امام طحاوی کے ہاں تو یہ حدیث مرفوعاً منقول ہے۔ طہارت حاصل کرنے کے لئے تو غسل کرے اور پھر ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہ۔ امام دارمی کے ہاں یوں آیا ہے جب ایام حیض بیت جائیں تو غسل کرے تاکہ اثر حیض زائل ہوجائے اور اس کے بعد وضو کرے اور نماز

① علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/۱۰ھ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

پڑھے۔ھشام کہتے ہیں میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے۔ایک بار غسل کرے پھر اس کے بعد چونکہ طہر ہے لہٰذا نماز پڑھے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے ہاں یوں ہے کہ وہ غسل کرے اور پھر ہر نماز کے لئے وضو ہی کرتی رہے امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔صرف وضو کرنے کا ذکر ہمارے نزدیک غیر محفوظ ہے۔

اور اگر اس کو محفوظ ہی مان لیا جائے تو ایسی صورت میں یہ ہمیں قیاس کی نسبت زیادہ محبوب ہے۔تمہید میں ہے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ھشام کے حوالے سے مرفوعاً منقول ہے بالکل اسی طرح جس طرح یحییٰ کی روایت ھشام کے واسطہ سے ہے۔اس میں یوں آیا ہے۔ (۱)

وَتَوَضِّئِي لِكُلِّ صَلٰوةٍ۔

اور تو ہر نماز کے لئے وضو کر۔

اس کو اس طرح حماد بن سلمہ نے ھشام سے روایت کیا ہے اور حماد ھشام سے روایت کرنے میں ثقہ ثبت ہیں۔

درس حدیث

انسان اللہ تعالیٰ کا نائب ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مقام عطا فرمایا ہے یہی اصلاً حسنِ کائنات ہے، تمام نعمتیں اسی کی خاطر پیدا کی گئی ہیں اور اس کو ربّ کائنات نے اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے قرآن کریم میں ارشاد مبارک ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ (۲)

اور میں نے جن اور آدمی (اتنے) اسی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

یہاں عبادت سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرّہ النورانی نے لکھا ہے يَعْبُدُوْنَ ای يَعْرِفُوْنَ یہاں يَعْبُدُوْنَ سے مراد يَعْرِفُوْنَ ہے گویا عبادت کا مطلب ہی اللہ تعالیٰ سے تعارف پیدا کرنے کی کوشش میں لگنا ہے۔ (۳)

عبادت کرنے میں مرد و عورت برابر ہیں دونوں پر یکساں احکام شرع نافذ ہیں اس لئے ان کو احکام بھی تقریباً یکساں ہی عطا فرمائے گئے ہیں۔عورتوں کے معاملات چونکہ مردوں سے کچھ جداگانہ ہیں اس لئے ان کو اسی لحاظ سے ان کا حل بھی عطا فرمایا گیا ہے بعض لوگ جان بوجھ کر یا پھر کم علمی کی وجہ سے اعتراضات کرتے رہتے ہیں خصوصاً

---

(۱) علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۲۱۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

(۲) سورہ الزاریات آیت ۵۶ (۳) مکتوبات ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

منکرین حدیث کہ جی اس قسم کی احادیث کی کیا ضرورت تھی۔ تو اس کا جواب بڑا سادہ سا ہے اور نہایت متانت ہی سے عرض کروں گا۔ شاید آپ لوگوں کی عورتیں کوئی خاص مٹیریل کی بنی ہوئی ہوتی ہیں جو ان پر وہ عوارض وارد نہیں ہوتے جو عام عورتوں پر وارد ہوتے ہیں اگر تو ایسا ہی ہے تو اس کا جواب بڑا صاف ہے پھر آپ کا وجود ہی ثابت نہ ہوگا کہ قانونِ قدرت ہے کہ عام عورتوں سے حیض ونفاس لاحق ہیں اور اسی وجہ سے ان پر احکام بھی نافذ ہوتے ہیں اور کبھی کبھی عورتوں کو حیض کی شدت بھی ہو جاتی ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں اس صورت حال میں احکام بھی جدا ہو جاتے ہیں ظاہر ہے ان حالات میں ان کے مسائل کا حل عطا ہونا ضروری تھا لہٰذا امام الانبیاء علیہ السلام نے ان مسائل کا حل عطا فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے۔

> نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مستحاضہ کے بارے ارشاد فرمایا وہ مدتِ حیض میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اس کے بعد ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرے نماز وروزہ جاری رکھے۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۲۶)

یہاں مدتِ حیض سے مراد اس کے اپنے شمار کے دن ہیں جو کہ اس کی عادت ہے اگر ان ایام کے بعد بھی حیض آئے تو پھر وہ ہر نماز کے لئے صرف وضو ہی کرلیا کرے ہم نے شرح میں لکھ دیا ہے اگر ہر نماز کے لئے غسل کرے تو افضل ہے پھر اگر یہ شاق ہو تو نماز ظہر وعصر کو جمع کرے ان دونوں کے لئے ایک غسل کافی ہوگا اسی طرح نماز عشاء اور مغرب کو جمع کرے ان کے لئے بھی ایک ہی غسل کافی ہے نماز فجر کے لئے الگ غسل کرلیا کرے۔ اور اگر غسل کرنے کے بعد بھی خون آرہا ہو تو پھر ہر نماز کے لئے وضو کرنا بھی جائز ہے۔

آیئے! ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں۔ ان شاء اللہ دینی مسائل کا علم ہوگا اور اسلامی زندگی گذارنے کے لئے کامل رہنمائی ملے گی اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ تکلّم

اس ملّت میں پھر ولولہ تازہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کو اپنے آباء کا وہ مقام و مرتبہ یاد دلایا جائے، جو انہوں نے اپنے دین کی برکت سے حاصل کیا تھا۔ جب دین نمبر 1 پر تھا اور دنیا نمبر ۲ پر تھی تو ہمارا مقام و مرتبہ سربلند تھا، اور جب ہم نے دنیا کو نمبر ۱ پر کر دیا، اور دین کو نمبر ۲ پر لے گئے، تو ملا ہوا مقام و مرتبہ بھی ہاتھوں سے دیکھتے ہی دیکھتے جاتا رہا۔ معاف فرمایئے گا ہمارا سارا کا سارا نظام صرف اور صرف دنیا کے گرد گھومتا ہے، دین کو آفاقی حیثیت دینے کی بجائے اس کو ہم نے نجی معاملہ قرار دے دیا ہے۔ آپ آخرت کی جوابدہی کو سامنے رکھ کر کہیے، کیا ہم نے اپنے آپ کو محض دھوکے میں نہیں ڈالا ہوا؟ ہمارا طرزِ فکر و عمل دوہری حیثیت کا حامل نہیں بن چکا؟ اگر ایسا ہے تو پہلے اپنی ذات کو بدلنا ہوگا، پھر قوم کی بات کرنا ہوگی۔ عجب تماشا ہے جن کو اپنی بات تک کہنی نہیں آتی وہ قوم کی بات کہنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پہلے اپنی بات تو کرنے کا سلیقہ آنا چاہیے۔ پھر قوم کی بات ضرور کریں خیر خواہانِ قوم کو کون یہ بات سمجھائے، کہ جب تک بتانِ رنگ و خون ٹوٹ نہ جائیں قوم ملت نہیں بنا کرتی، اور جب تک قوم ملّت نہ بن جائے، اس کی تقدیر نہیں بدلا کرتی، قوم کی تقدیر اسی وقت بدلتی ہے جب اس کو ملّت مان لیا جائے

(ہماری پریشانیوں کا حل، صفحہ 10،9)

باب نمبر ۹۵

بَابٌ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ۔

مستحاضہ ایک غسل کے ساتھ دونمازوں کو جمع کرسکتی ہے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے جو بڑی اہم ہے۔اس میں بیان ہوا ہے کہ اگر کسی عورت کو استحاضہ ہو جائے حیض کا خون ایام متعینہ یعنی اس کی عادت کے خلاف آنے لگے تو وہ عورت ایک غسل سے دونمازوں کو جمع کر کے پڑھ لے مثلاً عصر کو جلدی اور ظہر کو تاخیر کردے اسی طرح عشاء ذرا جلدی پڑھ لے اور مغرب کو مؤخر کردے۔

آیئے! آپ بھی اس مبارک حدیث کا مطالعہ فرمایئے انشاءاللہ علمی طور پر بھی استحکام آئے گا اور اسلامی زندگی گذارنے کے لئے آسانی پیدا ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۲۸

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا، فَقَدْ مَنَعَتْنِي الصِّيَامَ وَالصَّلَاةَ؟ قَالَ أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ، فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ فَتَلَجَّمِي، قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ فَاتَّخِذِي ثَوْبًا قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ إِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ أَيُّهُمَا صَنَعْتِ أَجْزَأَ عَنْكِ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللهِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، فَإِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّي أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، أَوْ ثَلَاثَةً وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا، وَصُومِي وَصَلِّي، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُكِ، وَكَذٰلِكِ فَافْعَلِي، كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ، لِمِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ حِينَ تَطْهُرِينَ، وَتُصَلِّينَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ تُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ، وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، فَافْعَلِي، وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الصُّبْحِ وَتُصَلِّينَ، وَكَذٰلِكِ فَافْعَلِي وَصُومِي إِنْ قَوِيتِ عَلَى ذٰلِكِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ۔

قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، وَرَوَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، وَابْنُ جُرَيْجٍ، وَشَرِيْكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ. إِلَّا أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ يَقُوْلُ عُمَرُ بْنُ طَلْحَةَ وَالصَّحِيْحُ عِمْرَانُ بْنُ طَلْحَةَ۔

وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ؟ فَقَالَ هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔ وَهٰكَذَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔ وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ إِذَا كَانَتْ تَعْرِفُ حَيْضَهَا بِإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ، فَإِقْبَالُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَسْوَدَ، وَإِدْبَارُهُ أَنْ يَتَغَيَّرَ إِلَى الصُّفْرَةِ فَالْحُكْمُ فِيْهَا عَلٰى حَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِيْ حُبَيْشٍ، وَإِنْ كَانَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوْفَةٌ قَبْلَ أَنْ تُسْتَحَاضَ فَإِنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّيْ، وَإِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوْفَةٌ وَلَمْ تَعْرِفِ الْحَيْضَ بِإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ فَالْحُكْمُ لَهَا عَلٰى حَدِيْثِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ الْمُسْتَحَاضَةُ إِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ فِيْ أَوَّلِ مَا رَأَتْ فَدَامَتْ عَلٰى ذٰلِكَ فَإِنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَإِذَا طَهُرَتْ فِيْ خَمْسَةَ عَشَرَ يوماً أَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنَّهَا أَيَّامُ حَيْضٍ، فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَإِنَّهَا تَقْضِيْ صَلَاةَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ يَوْمًا، ثُمَّ تَدَعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَقَلَّ مَا تَحِيْضُ النِّسَاءُ، وَهُوَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ۔

قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ أَقَلِّ الْحَيْضِ وَأَكْثَرِهِ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ، وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ۔

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوْفَةِ، وَبِهِ يَأْخُذُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَرُوِيَ عَنْهُ

خِلَافُ هٰذَا ۔ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْهُمْ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَقَلُّ الْحَيْضِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَأَكْثَرُهُ خَمْسَةَ عَشَرَ ۔ وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ، وَمَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحٰقَ، وَأَبِي عُبَيْدٍ۔

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ میں ایسی تھی کہ مجھے کثیرہ شدیدہ طرز کا حیض آتا تھا۔ چنانچہ میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی میں فتوی چاہتی تھی میں نے آپ کو سارا معاملہ بتایا آپ سے میری ملاقات میری بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر پر ہوئی۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھے حیض کثیر شدید آتا ہے تو میرے لئے کیا حکم ہے میں نماز نہ پڑھوں اور روزہ نہ رکھوں۔

رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہارے لئے کُرسُف یعنی پیڈ (PAD) تجویز کرتا ہوں جو خون کو روکے۔ حضرت حمنہ نے عرض کی وہ تو اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ایک ایسا ہی پیڈ اور رکھ لیا کرو اس کو خوب کس لیا کرو۔ بی بی حمنہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں وہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ایک مزید کپڑا رکھ لیا کرو حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا عرض گذار ہوئیں وہ اس سے بھی نہیں رکئے گا۔ وہ اس طرح بہتا ہے جیسے بارش کا پانی۔ اس پر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا آخر کار میں تمہارے لئے دو باتوں کا امر کرتا ہوں۔ ان میں سے جس پر بھی عمل کرو گی وہ تمہارے حق میں بہتر ہو گا اب یہ تم خود بہتر جانتی ہو کہ کس پر عمل کرنا ہے۔ جو تمہیں حیض آرہا ہے یہ تو شیطان کی ٹھوکر سے ہے، ورنہ حیض تو چھے دن ہوتا ہے یا سات دن اللہ ہی کے علم میں ہے۔ پھر تم (اس کے بعد) غسل کر لیا کرو جب تو دیکھے کہ تو طاہرہ ہوگئی ہے تو نے مقدور بھر طہارت حاصل کر لی ہے تو اب چوبیس یا تیس دن اور راتیں نماز پڑھ اور روزہ رکھ، بیشک یہ تیرے لئے جائز ہے۔ اسی طرح کر لیا کر جیسے عورتوں کو حیض آتا ہے تو ان کو اپنی طہارت اور حیض کا وقت معلوم ہوتا ہے۔ اگر تو چاہے تو ظہر کو مؤخر کر لیا کر اور عصر کو تعجیل کر لیا کر پھر تو غسل کر لیا کر جب تو طہارت حاصل کر لے تو نماز ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھ لیا کر پھر تم مغرب کو ذرا لیٹ (LATE) کر لیا کرو اور عشاء میں جلدی کر لیا کرو پھر تم غسل کیا کرو اور ان دونوں نمازوں کو بھی جمع کر کے پڑھ لیا کرو۔ پس اسی طرح نماز صبح کے لئے غسل کیا کرو اور پھر وہ نماز ادا کر لیا کرو۔ اسی طرح روزہ بھی رکھ لیا کرو اگر تم اس کی طاقت رکھتی ہو رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ طریقہ مجھے زیادہ اچھا لگتا ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اس کو عبید اللہ بن عمرو الرقی، ابن جریج، شریک، عبد اللہ بن محمد بن عقیل، ابراھیم بن محمد بن طلحہ، عمر، اپنے چچا عمران اور اپنی والدہ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا

سے روایت کرتے ہیں اس میں جو عمر بن طلحہ ہے وہ صحیح عمران بن طلحہ ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے اس حدیث کی بابت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا وہ حدیث حسن ہے۔ اس طرح امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام احمد اور امام اسحٰق مستحاضہ کے مسئلہ میں فرماتے ہیں کہ وہ جانتی ہے کہ حیض کب شروع ہوتا ہے اور اختتام کب، اگر آغاز حیض پر خون کا رنگ سیاہ اور آخر میں متغیر ہو کر زرد ہو جائے۔ تو اس پر وہ حکم لگے گا جو حدیث فاطمہ بنت ابی حُبَیش میں آیا ہے۔ اگر مستحاضہ کو پہلے ہی سے اپنے ایام حیض کی بابت علم ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے ایام حیض میں نماز چھوڑ دے اس کے بعد جب وہ دن پورے ہو جائیں تو غسل کرے پھر ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہے۔ اگر خون مسلسل آ رہا ہو اور ایام حیض کا بھی یقین نہ ہو تو اس کے لئے وہ حکم لگے گا جو حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا والی حدیث میں مذکور ہوا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! مستحاضہ جب پہلی بار خون دیکھے تو وہ نماز چھوڑ دے اگر یہ سلسلہ پندرہ دن تک جاری رہے تو اس کو حیض مانا جائے اور اگر پندرہ دن کے بعد بھی خون بند نہ ہو تو اس کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا کہ وہ چودہ دن کی نماز پڑھے (قضا) پھر اس کے بعد وہ صرف ایک دن کی نماز چھوڑا کرے اس لئے کہ عورتوں کا حیض کم سے کم ایک دن رات ہوتا ہے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حیض کی مدت کم از کم کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ کتنی بعض اھل علم تو یہ فرماتے ہیں کہ حیض کی مدت کم از کم تین دن رات اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے۔ یہ نقطہ نظر امام سفیان ثوری اور اھلِ کوفہ (یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ) کا ہے امام ابن مبارک بھی اسی کے قائل ہیں اس کے خلاف بھی روایت ملتی ہے اور بعض علماء جن میں عطاء بن ابی رباح شامل ہیں ان کے نزدیک کم از کم مدت حیض ایک دن رات اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن رات ہے۔ امام اوزاعی، امام مالک، امام شافعی امام احمد، امام اسحٰق اور ابی عبید کا بھی یہی قول ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۸ کی فنّی حیثیت،

{تذکرہ راویان}

۱} محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} ابو عامر العقدی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے آئمہ فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمائیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عبدالملک بن عمرو القیسی، ابو عامر العقدی البصری،

ابو عامر العقدی! ایمن بن نابل، سامہ بن عبدالرحمٰن الاصم، عکرمہ بن عمار، قرہ ابن خالد، زہیر ابن محمد اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے، احمد، اسحٰق، اسحٰق علی، یحییٰ، سندی، ابو خیثمہ، عباس العنبری اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام دارقطنی ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر العقدی صدوق ہیں امام ابو حاتم کا بیان ہے کہ وہ سچے ہیں، امام نسائی فرماتے ہیں ثقہ مامون ہیں۔ ابن مہدی کہتے ہیں ابن ابی ذئب سے ابو عامر العقدی کی روایت اوثق ہے۔ ابو زکریا نیشاپوری نے اپنی سند سے بیان کیا ابو عامر العقدی ثقہ ہیں، امین ہیں، امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ، کہہ کر اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ ابن سعد نے بھی تو ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور اسی طرح امام ابن حبان نے بھی ان کا شمار ثقات میں کیا ہے ابن شاہین نے ان کو مضبوط راویوں میں شمار کیا ہے۔ امام عثمان دارمی کہتے ہیں ابو عامر ثقہ عاقل ہیں۔ محمد بن سعد اور نصر بن علی کہتے ہیں ان کی وفات سنہ ۲۰۴ھ کو ہوئی امام ابو داود اور امام ابن حبان کہتے ہیں ان کی وفات سنہ ۲۰۵ھ کو ہوئی تھی۔ ①

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م سنہ ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۶ / ۳۶۳ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۳} زُھیر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب الھتذیب میں ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں۔ ان کی توثیق بڑے بڑے ماہر علماء نے کی ہے۔ آپ بھی پڑھ لیں۔

امام حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ زھیر بن محمد التمیمی ابوالمنذر الخراسانی المروزی الخرقی۔

یہ مرو کے رہنے والے تھے اسی میں کوئی جگہ خرق تھی اور بعض نے ان کو ھراۃ کی طرف منسوب کیا ہے۔ یوں بھی کہا جاتا ہے کہ اھل نیشاپور سے تھے پھر یہ شام چلے گئے اس کے بعد حجاز مقدس میں سکونت پذیر ہو گئے۔

زھیر بن محمد! زید بن اسلم، شریک بن ابی نہر، عاصم الاحول، عبداللہ بن محمد بن عقیل اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ابوداود طیالسی، روح بن عبادہ، ابو عامر العقدی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

جناب حنبل احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ زھیر بن محمد ثقہ ہیں۔ ابوبکر مروزی احمد ہی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔ جوزجانی بھی احمد ہی کے توسل سے بیان کرتے ہیں کہ زھیر مستقیم الحدیث ہیں۔ میمونی نے بھی احمد ہی کے توسط سے بیان کیا ہے کہ وہ مقارب الحدیث ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ زہیر سے اھل شام روایت کرتے ہیں امام بخاری نے ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ ان سے اھل شام جو روایت کرتے ہیں وہ تو درست نہیں لیکن اھل بصرہ جو احادیث ان سے روایت کرتے ہیں وہ صحیح ہیں۔ ①

ابن خیثمہ نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ کہ ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جناب عجیلی کہتے ہیں ان کی حدیث قبول کرنا جائز ہے۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں اصلاً تو یہ صادق ہیں لیکن ان کے حافظہ میں کچھ خرابی تھی اس کی روایت کردہ احادیث میں اھل شام اور اھل عراق میں جو اختلاف ہے وہ سُوءِ حفظ کی وجہ سے ہے، اغلاط صرف حفظ کے حوالہ سے ہیں جہاں تک اس کی کتاب کا تعلق ہے تو لکھا ہوا جو ہے وہ درست ہے اس حوالے سے وہ صالح ہیں۔ امام عثمان دارمی اور صالح ابن محمد کہتے ہیں کہ زُھیر بن محمد ثقہ ہے صدوق ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی بابت مختلف ریمارکس آئے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ وہ صدوق صالح الحدیث ہیں۔ ابوعروبہ خراسانی کہتے ہیں ان کی احادیث بہت فوائد کی حامل ہیں۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۳۰۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۳۰۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

زھیر بن محمد کی وفات!

ابن قانع کہتے ہیں ان کی وفات ۱۶۲ھ کو ہوئی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان کی وفات ۱۶۵ھ کو ہوئی۔ ①

۴} عبداللہ بن محمد بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۵} ابراھیم بن محمد بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بڑے مضبوط راوی ہیں، ان کی توثیق میں بڑے بڑے ماہر علماء کے اقوال موجود ہیں آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے، ابراھیم بن محمد بن طلحہ بن عبید التیمی ابو اسحٰق المدنی اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ وہ کوفی ہیں۔

ابراھیم بن محمد بن طلحہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے، حالانکہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا نہ تھا۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں لیکن اس سماع کا ذکر نہیں ہے۔ وہ حضرت ابوھریرہ، حضرت عائشہ، حضرت ابن عمرو بن عاص، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھم سے بھی روایت کرتے ہیں۔

اسی طرح ان کی والدہ کی طرف سے جو ان کے بھائی تھے ان کے بیٹے، یعنی ان کے بھتیجے روایت کرتے ہیں ان کا نام عبداللہ بن حسن بن حسن، عبداللہ بن محمد بن عقیل اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

جناب عجلی اور یعقوب شیبہ کہتے ہیں کہ ابراھیم بن محمد ثقہ ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابراھیم مرد صالح ہیں۔ مصعب زبیری کا کہنا ہے کہ ان کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے خراج پر متمکن کیا تھا امام ابن حجر عسقلانی اپنی رائے کا اظہار یوں فرماتے ہیں ھشام ابن کلبی نے ذکر کیا کہ ان کی والدہ کا نام خولہ بنت منظور تھا وہ ان کے والد ماجد کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ جنگ جمل میں شہید ہو گئے اور یہ اس وقت اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تھے چنانچہ یہ ۳۶ھ کو تولد یعنی پیدا ہوئے۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ②

ابراھیم بن محمد بن طلحہ کی وفات:

ابن مدینی، ابوعبید اور خلیفہ کا بیان ہے کہ ابراھیم بن محمد بن طلحہ کی وفات ۱۱۰ھ کو ہوئی۔ ③

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۳۰۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۱۳۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

③ امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۱۳۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۶} عمران بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی پیدائش رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات میں ہوئی تھی، یہ ثقہ راوی ہیں۔ ان کی توثیق ماہرین فن نے کی ہے آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے، عمران بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی۔

عمران عہد نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں تولد ہوئے تھے۔ یہ اپنے والد ماجد اور اپنی والدہ ماجدہ حضرت حمنہ بنت جحش، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت خولہ انصاریہ، رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بھتیجے، ابراھیم بن محمد بن طلحہ، معاویہ بن اسحاق بن طلحہ، سعد بن طریف الاسکاف روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد نے ان کا ذکر اھل مدینہ کے طبقہ اولیٰ میں کیا ہے جناب عجلی کہتے ہیں کہ عمران بن طلحہ ثقہ راوی ہیں، امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ان کے ہاں ان کی صرف ایک حدیث ہے جس کو انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کیا ہے اور وہ استحاضہ سے متعلق ہے۔ ①

۷} حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں، حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سالی ہیں یہ حضرت زینب بنت جحش ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں یہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جب غزوۂ احد میں وہ شہید ہوگئے تو ان کا نکاح حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے کردیا گیا یہی وہ بی بی ہیں جو مستحاضہ تھیں۔ عبد اللہ بن محمد بن عقیل نے ابراھیم بن محمد بن طلحہ اور ان کے چچا جان عمران بن طلحہ سے بواسطہ اپنی والدہ ماجدہ سیدہ حمنہ روایت کی ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ یہ روایت کئی اور واسطوں سے بھی مروی ہے بعض جگہ ان کی بجائے ان کی بہن حضرت ام حبیبہ بنت جحش کا ذکر آیا ہے امام زہری کے واسطہ سے جو روایت ملتی ہے اس میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے حضرت حمنہ ہی کا ذکر ہے وہ حدیث شریف جس میں بی بی حمنہ کا تذکرہ آیا ہے وہ باعتبار صحت زیادہ قابل قبول ہے کہ اس کی سند میں ابن عقیل آئے ہیں۔ جو واقدی نے ام حبیبہ کا ذکر کردیا ہے تو وہ ان کا اپنا گمان ہے۔ اس کو محض واقدی کا گمان قرار دے کر رد نہیں کیا جاسکتا کہ ام حبیبہ کے حوالے سے بھی روایت موجود ہے۔ امام زہری نے بھی اس طرح روایت کیا ہے جس میں بی بی ام حبیبہ بنت جحش ہی کا ذکر آیا ہے۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۱۳۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲ / ۴۴۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۲۸

اس حدیث مبارک کو امام ترمذی نور اللہ مرقدہ نے اپنی صحیح ترمذی میں وارد کرنے کے بعد اس پر جو بطور شرح ارقام فرمایا ہے وہ بہت عمدہ شرح ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ محدثین کرام میں سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کام بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے جس طرح آئمہ کرام کے اقوال ذکر کئے اور ان کے نقطہ ہائے نظر کو پیش کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے اور ان کی یہ خوبی تو دوسرے تمام بڑے بڑے محدثین پر ان کو غالب کر گئی ہے۔ آپ کا حدیث شریف کی شرح کرنے کا یہ انداز منفرد اور بے مثل ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی فتح الباری شرح صحیح بخاری میری نظر میں ہے، علامہ امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میری نظر میں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں بخاری شریف کی یہ دونوں شروح اپنی مثل آپ کے مصداق ہیں ان دو میں سے بھی صاحب عمدۃ القاری کا انداز زیادہ عمدہ ہے اور مؤثر بھی بہر نوع ان دونوں بزرگوں کا شرح کرنے کا انداز امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جو انداز اختیار فرمایا ہے اسی کو امام ابن حجر عسقلانی نے اور امام علامہ بدرالدین عینی نے آگے بڑھایا ہے۔ شرح حدیث میں یہ طرز امام ترمذی کی ہے اور اس کو پروان امام ابن حجر عسقلانی اور امام علامہ بدرالدین عینی نے چڑھایا ہے۔

اس حدیث شریف کی شرح بھی وہی ہے جو حدیث نمبر ۱۲۵ میں لکھ دی گئی ہے آپ وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

باب نمبر ۹٦

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

مستحاضہ ہر نماز کے لئے غسل کرے؟

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آ رہی ہے جو بہت اہم ہے اس مسئلہ سے آگاہی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے بالخصوص عورتوں کے لئے۔ ایک مسلمان عورت کی زندگی کیسی ہونی چاہئے اور جب اسے استحاضہ پیش آجائے تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

آیئے! آپ بھی اس مقدس حدیث کا مطالعہ فرمایئے دینی معلومات میں اضافہ ہوگا اور اسلامی زندگی کی بابت علم نافع ملے گا۔

حدیث نمبر ۱۲۹

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ ابْنَةُ جَحْشٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ لَا، إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ، فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي. فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ اللَّيْثُ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ.

قَالَ أَبُو عِيسٰى وَيُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ ابْنَةُ جَحْشٍ.

وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. وَرَوٰى الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں فتوٰی لینے کی غرض سے حاضر ہوئیں۔ عرض کرتی ہیں میں ایک ایسی عورت ہوں جس کو کثرت سے حیض آتا ہے میں طاہرہ ہوتی ہی نہیں تو ایسی صورت میں میں نماز چھوڑ دوں؟ امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا نہیں! یہ تو ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں تو غسل کر اور نماز پڑھ چنانچہ وہ ہر نماز کے لئے غسل فرماتی تھیں۔

قتیبہ کہتے ہیں، لیث کا بیان یہ ہے کہ ابن شہاب زہری نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ام حبیبہ (بنت جحش) کو حکم دیا تھا کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرے لیکن انہوں نے خود جو عمل کیا یہ وہ ہے۔

امام ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو امام زہری کے حوالے سے بھی روایت کیا گیا ہے اس میں عن عَمْرَةَ پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری طرف عروہ اور سیدہ عائشہ سے یوں ہے کہ وہ بیان کرتی

ہیں۔ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا فتوی لینے آئی تھیں۔

بعض اھل علم کا کہنا ہے کہ مستحاضہ کو ہر نماز کے لئے غسل کرنا چاہئے اس کو امام اوزاعی، زھری، عروہ اور عمرہ کے واسطہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۹ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ رواۃ}

۱} قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت کر دیا گیا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} اللیث رحمۃ اللہ علیہ یعنی (اللیث بن سعد بن عبد الرحمٰن الفہمی)

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۳} ابن شہاب یعنی امام زہری رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸ میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} عُروہ رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۵} عائشہ یعنی سیدہ طیبہ طاہرہ عابدہ فقیہہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا:

ان کے فضائل، محاسن، محامد، مناقب، کمالات اور خدمات دین کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ کے تحت کر دیا گیا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں سیدہ کے حالات پڑھنے سے دل میں دینی جذبہ بیدار ہوگا علمی کام کرنے کی طرف توجہ لگے گی اور خوب خوب خدمتِ دین متین کرنے کو جی چاہے گا۔

شرح حدیث نمبر ۱۲۹

مسلمان دنیا کی سب سے مہذب قوم کا نام ہے، اس لئے کہ ان کو وہ رسول علیہ السلام عطا ہوئے جو امام الانبیاء علیہ السلام ہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے یہ زندگی کے تمام شعبوں میں ھدایات دیتا ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو آسانیاں ہی آسانیاں فراہم کرتا ہے۔

اس حدیث شریف کی شرح وہی ہے جو حدیث نمبر ۱۲۵ کی تفصیل میں لکھ دی گئی ہے آپ وہاں سے پڑھ لیں۔

جہاں تک اس باب کی مناسبت کا تعلق ہے تو اس میں ہمارے فقہاء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مستحاضہ اگر ہر نماز کے لئے علیحدہ غسل کیا کرے تو یہ افضل ہے اور اگر اس کو اس میں دِقت ہو تو وہ دو نمازوں کو ایک غسل کر کے ادا کر سکتی ہے مثلاً نماز ظہر کو مؤخر کر دے اور نماز عصر کو تعجیل سے پڑھے اس طرح یہ دو نمازیں ایک غسل کے ساتھ پڑھی جائیں گی۔ اسی طرح نماز مغرب کو مؤخر کرے اور نماز عشاء میں جلدی کرے اس طرح یہ دو نمازیں بھی ایک ہی غسل سے ادا ہو جائیں گی۔ اور ایک تیسری صورت بھی حدیث شریف ہی میں مذکور ہوئی ہے کہ ایام حیض (جو اس کی عادت کے مطابق تھے) جب گذر جائیں تو غسل کرے یہ غسل طہر ہوگا اس کے بعد وہ مستحاضہ عورت ہر نماز کے لئے وضو کر لیا کرے اور اس طرح نماز پڑھتی رہے۔ نماز کے لئے غسل کرنا افضل ہے اور وضو کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

درس حدیث

میں سو جان سے قربان ان کی عزّت وعظمت پر جن کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوئی۔ اپنا مقام سمجھ آیا قدرِ انسانیت کا ادراک ہوا۔ حقائق شناسی کا ملکہ میسر آیا دنیا وآخرت دونوں جہانوں کی نعمتیں ملیں اور پھر ان پر اپنے خالق کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملی۔ یہ سب کچھ فضل رب سے ہوا۔ امام الانبیاء علیہ السلام نے مختصر سے وقت میں دنیا کا سب سے بڑا انقلاب برپا کیا۔ ساری انسانیت کو مقام رفیع عطا فرمایا سسکتی، بلکتی، سہکتی انسانیت کو سکون وقرار کی دولت لازوال سے سرفراز فرمایا۔ زندگی گذارنے کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات عطا کیا۔ زندگی کے ہر ہر شعبے کے لئے کامل ھدایات عطا فرمائیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ ساری انسانیت کے لئے دولت لازوال اور گوھر نایاب ہے۔ اس کی قدر کرنا ہم اھل ایمان پر لازم وواجب ہے اور نہ صرف یہ کہ ہم اس کی قدر کریں بلکہ ہمیں چاہئے کہ ہم اس حکمتوں کے خزانے سے سارے انسانوں کو فیض یاب ہونے کی دعوت دیں۔ اگر ہم نے اپنا فرض ادا کیا تو یقیناً یہ ایک بہت ہی بڑی کامرانی ہوگی۔ خدمتِ انسانیت اسی وقت ممکن ہے جب ہم سب ملکر یہ عہد کریں کہ ہمارا اپنا عمل موافقِ سنت ہوگا اور اگر ہمارا عمل سنت کے سانچے میں ڈھل گیا تو دوسروں کی

اصلاح کا یہ بڑا ذریعہ ہوگا۔ رب کائنات وہ راہیں ہمارے لئے آسان فرمائے جن پر چل کر ہم اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائیں ہمارا مقصود کیا ہے؟ ہمارا مقصود یقیناً رضاء رب تعالیٰ اور رضاء محبوب رب العالمین کا حصول ہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر ہر شعبے کے لئے کامل ھدایات دی ہیں اور صرف مردوں ہی کے لئے نہیں بلکہ عورتوں کے مسائل کا حل بھی احسن طریقے سے عطا فرمایا ہے۔ بعض عورتوں کو حیض بہت کثرت سے آتا ہے اس کا علاج کروانا چاہئے کہ یہ بیماری ہے اور جب تک مکمل شفاء نہ ہو اس وقت تک جو نمازوں کا مسئلہ ہے اس کا حل حدیث شریف میں آیا ہے۔ یہ ہماری ضرورت تھی اور اس کو پورا کیا گیا ہے لہٰذا اس قسم کے مسائل جب زیر بحث آئیں تو پریشان ہونے کی بجائے خوش ہونا چاہئے کہ ہمارے دین نے ہمیں کسی میدان میں تنہا نہیں چھوڑا۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں، ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنھا رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں فتویٰ لینے کی غرض سے حاضر ہوئیں۔ عرض کرتی ہیں میں ایک ایسی عورت ہوں جس کو کثرت سے حیض آتا ہے میں طاہرہ ہوتی ہی نہیں تو ایسی صورت میں میں نماز چھوڑ دوں؟ امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا نہیں! یہ تو ایک رگ کا خون ہے۔ حیض نہیں تو غسل کر اور نماز پڑھ، چنانچہ وہ ہر نماز کے لئے غسل فرماتی تھیں۔

مسئلہ یہی ہے کہ افضل تو یہ ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے غسل کرے۔ لیکن ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک صحابیہ کو ارشاد فرمایا اگر تمھیں ہر نماز کے لئے غسل کرنا شاق گذرے تو دو نمازوں کو جمع کرلیا کرو مطلب یہ ہے کہ نماز ظہر کو مؤخر کیا کرو اور نماز عصر میں جلدی کیا کرو ان دونوں نمازوں کو ایک ہی غسل سے ادا کرلیا کرو اسی طرح نماز مغرب کو مؤخر کر دیا کرو اور نمازِ عشاء میں جلدی کرلیا کرو اس طرح ان دونوں نمازوں کو ایک غسل سے پڑھ لیا کرو اور نماز فجر کے لئے علیحدہ غسل کیا کرو۔

اسی طرح ایک حدیث شریف میں یوں بھی آیا ہے کہ تم غسل طہر کیا کرو یعنی تمہاری عادت کے مطابق جتنے دن حیض کے ہیں وہ گذار کر غسل کرلیا کرو اور اس کے بعد پھر ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرو۔

ہر نماز کے لئے مستحاضہ کا غسل کرنا افضل ہے اگر ہر نماز کے لئے غسل نہ کرسکے تو دو نمازیں ایک غسل میں جمع کرلے یہ بھی درست اور اگر ہر نماز کے لئے غسل ممکن نہ ہو تو پھر اوّل غسل کے بعد ہر نماز کے لئے وضو ہی کرتی رہے یہ بھی جائز ہے۔

آیئے ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں ہزاروں برکات ملیں گی اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

معیارِ جمعیت

قوم افراد کے مجموعے کا نام ہے، اور ملّت نظریے کو کہتے ہیں، جب کوئی قوم ہم نظریہ بھی ہو جائے، اس وقت وہ قوم ملّت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔ جب تک قوم ملّت نہ بنے اس کا ترقی و عروج مشکوک ہی رہتا ہے، اور جب کوئی قوم ملت کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے تو پھر کوئی طاقت اس کو بام عروج پر پہنچنے سے نہیں روک سکتی، اب غور آپ نے خود کرنا ہے اس وقت آپ کس مقام پر کھڑے ہیں، آپ صرف قوم ہیں یا ملّت بن چکے ہیں، اگر قوم ہیں تو بس قوم کی حیثیت میں جئیں، لیکن یاد رہے طاقت وقوت اسی وقت بنتی ہے جب کوئی قوم ملّت بن جائے، اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملّت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

اب تو جگہ جگہ ذوات کے بت نصب ہیں، ان کا کیا کیا جائے، پتھر کے بت توڑنا واقعی آسان ہے، لیکن شخصیات کے بتوں کو کون توڑے، یہ تو بڑا مشکل کام ہے نکل آؤ ان سے باہر، توڑ دو ان زنجیروں کو، جو تمہارے پاؤں میں معاشرے کے رسم و رواج نے ڈال رکھی ہیں۔

(ہماری پریشانیوں کا حل، صفحہ 11،10)

باب نمبر ۹۷

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ أَنَّهَا لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ۔

حیض والی عورت نمازوں کی قضا نہیں کرے گی۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آرہی ہے جو بڑی اہم حدیث شریف ہے ایک مؤمن کو ان احادیث کا علم ہونا ضروری ہے اگرچہ مردوں کو بھی ان سے آگاہی ہونی چاہئے لیکن عورتوں کو تو ان مسائل سے بطور خاص آگاہ رہنا چاہئے۔

آیئے! آپ بھی اس حدیث معطر کا مطالعہ فرمایئے علم وآگہی میں اضافہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۳۰

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عن مُعَاذَةَ أَنَّ اِمْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ. قَالَتْ أَتَقْضِيْ إِحْدَانَا صَلَاتَهَا أَيَّامَ مَحِيْضِهَا؟ فَقَالَتْ أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيْضُ فَلَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ۔

قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَقْضِيْ الصَّلَاةَ۔

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِيْ أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِيْ الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِيْ الصَّلَاةَ۔

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا (بنت عبداللہ) بیان کرتی ہیں۔ایک عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرتی ہے۔ہم میں سے اگر کسی عورت کو حیض آ جائے تو وہ اپنے حیض کے دنوں میں قضا ہو جانے والی نمازوں کو پڑھے گی؟ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو حُرُوریہ ہے؟ ہم میں سے جب کسی کو حیض آتا تھا تو ان کو نمازوں کے قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اس کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کئی طُرق سے روایت کیا گیا ہے کہ حائض نمازوں کی قضا نہیں کرے گی۔

یہ قول عامۃ الفقہاء کا ہے اس میں فقہاء کا کوئی اختلاف نہیں کہ حائض روزوں کی قضا کرے گی اور نمازوں کی قضاء نہیں کرے گی۔

حدیث نمبر ۱۳۰ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} قُتَیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۲} حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} ایوب رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۴} ابی قلابہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲۴ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} معاذہ رضی اللہ عنہا:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند کریں تو وہاں سے مطالعہ فرما لیں۔

۶} عائشہ یعنی سیدہ طیبہ، طاہرہ، عفیقہ، عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا:

ان کے فضائل، کمالات، محاسن، محامد، مناقب اور دینی علمی خدمات کا ذکر حدیث نمبر ۷ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں انشاء اللہ انتہائی نافع ہوگا۔ دینی جذبہ بیدار ہوگا راہِ حق میں استقامت نصیب ہوگی۔ تبلیغ دین کا ملکہ پیدا ہوگا۔ مسائل دینیہ کی تفہیم ہوگی۔

شرح حدیث نمبر ۱۳۰

احادیث مبارکہ میں آسان سے آسان اور مشکل سے مشکل مسائل مذکور ہیں جن کا حل اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی علیہ السلام نے عطا فرمایا ہوا ہے اھل علم ہمیشہ انہی مبارک احادیث سے مسائل کا حل تلاش فرماتے رہے آئمہ اربعہ نے انہی مقدس فرامین سے مسائل کا حل نکالا اور اس کو امت مسلمہ پر پیش فرمایا جس سے ان کے مسائل حل ہوئے۔ جہاں احادیث شریفہ میں مسائل کا حل ملتا ہے وہاں بدعقیدہ لوگوں کی تردید شدید بھی پائی جاتی ہے۔ ایک عورت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے آئی تھی اس نے سوال ہی کیا تھا کہ سیدہ نے فوراً اس سے پوچھا اَحَرُوریۃٌ اَنتِ ؟ کیا تو حروریہ ہے۔ اس کے فوراً بعد ارشاد فرمایا امام الانبیاء کے مبارک زمانہ میں ہمیں حیض آتا تھا مگر کبھی ہمیں نماز کے قضاء کرنے کا حکم نہیں ہوتا تھا۔

حروریہ یعنی خوارج کا رد:

علامہ بدالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، اس مقام پر جن صاحبہ کا ذکر ہے وہ مبھم ہے جناب قتادہ کی روایت کے مطابق ان کا نام معاذہ ہے۔ اس کو اسماعیل نے اپنے طریقہ سے تخریج کیا ہے۔ اسی طرح امام مسلم نے بھی اس کو طریق عاصم وغیرہ سے حضرت معاذہ سے روایت کیا ہے۔ وہ اس طرح لائے ہیں:

قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ !①

حضرت معاذہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔

کیا حائضہ نماز کی قضا نہ کرے اور روزہ کی قضا کرے؟ اس سوال پر سیدہ نے فرمایا کیا تو حروریہ ہے؟ میں کہتا ہوں یہ مطلب ہے کہ تو حروریہ نہیں ہے لیکن سوال کر رہی ہے۔ حیض ہمیں بھی آیا کرتا تھا مگر ہمیں تو صرف روزہ کی قضاء کا حکم ہوتا تھا نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ اور دوسرے الفاظ اس طرح ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد مبارک میں ہم میں سے کسی کو جب حیض آتا تو ہمیں نماز کے قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ ایک حدیث شریف میں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج کو حیض آیا کرتا تھا تو انہیں نہیں کہا جاتا تھا کہ تم نماز کی قضاء کرو۔①

---

① علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/ ۴۴۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

بدعقیدہ لوگوں سے نفرت کا اظہار:

یہ جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تو حروریہ ہے؟ اس میں ابتدأ ہمزہ استفہام انکاری کا ہے فائدہ اس کا یہ ہے کہ تقدم خبر دلالت علی الحصر ہے مطلب ہے تو حروریہ ہے کہ نہیں۔ اور نسبت ہے حروراء بستی کی طرف جو کوفہ کے قرب میں واقع ہے۔ خوارج کا پہلا اجتماع اس مقام پر ہوا تھا وہ چونکہ اس بستی میں مقیم تھے لہذا اسی کی طرف منسوب ہو گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا معنی ہے۔

اَخَارِجِیَّۃٌ اَنْتِ؟

کیا تو خارجیہ ہے؟

اس لئے کہ گروہ خوارج ہی ایسا تھا جو حائضہ پر نمازوں کی قضا کو واجب قرار دیتا تھا۔ وہ نمازیں جو زمانہ حیض میں قضا ہو جاتیں۔ اور یہ خلاف اجماع ہے۔ حروریہ کے بڑے فرقے چھے ٦ ہیں۔ (١) الازارقہ (٢) الصفریہ (٣) النجدات (٤) العجاردہ (٥) الاباضیہ (٦) الثعالبہ۔ باقی سب ان کی شاخیں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما پر بد زبانی کو درست جانا اور اس پر اجماع کیا۔

انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس وقت خروج کیا جب انہوں نے اپنے زمانے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو حکم مانا۔ تو ان لوگوں نے اس کا انکار کر دیا اور کہنے لگے تم نے اللہ تعالیٰ کے امر میں شک کیا ہے اور اس کے عدو کو حاکم مانا ہے۔ ان کی دشمنی نے طول کھینچا پھر وہ سب جمع ہو کر نکلے اس وقت ان کی تعداد آٹھ ہزار (٨٠٠٠) تھی اور ان کا امیر ابن الکوا عبداللہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا حضرت نے جا کر ان سے مناظرہ کیا اس کے اثر سے دو ہزار خارجی تائب ہو کر حق کی جانب پلٹ آئے باقی جو چھے ہزار ٦٠٠٠ رہ گئے تھے ان پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چڑھائی کی اور ان سے جنگ ہوئی۔ یہ لوگ دین میں متشدد تھے اس شدت کی وجہ سے یہ حائضہ پر نماز کی قضاء کا حکم لگاتے تھے۔ (١)

خارجی لوگ بدعقیدہ ہیں:

حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو ذرا شک گذرا کہ یہ سوال کرنے والی عورت کہیں خارجیہ نہ ہو تو فوراً ہی کہہ دیا کہ تم خارجیہ تو نہیں ہو۔

اَحَرُوْرِیَّۃٌ اَنْتِ؟

کیا تو خارجیہ ہے؟

---

(١) علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ٣/ ٦٤٦ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

اس سے یہ صاف ظاہر ہوا کہ بدعقیدہ لوگوں کا کوئی لحاظ نہ کرنا چاہئے ان سے ہرگز نرم رویہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ بڑے صاف صاف انداز میں ان کا رد کرنا چاہئے تا کہ لوگ ان کے دامِ فریب میں نہ آئیں۔ خارجیوں کے بارے میں ہم نے کچھ تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے تھے اور ان لوگوں کے عقائد خراب تھے اس لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں سے سخت نالاں تھیں۔ ہمارے زمانے میں بھی بعض بدعقیدہ لوگ ہیں یعنی خارجی ہیں اس دور میں ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کبھی کھلے لفظوں میں اور کبھی دبے لفظوں میں تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور کبھی کھل کر بھی سامنے آجاتے ہیں۔ سید عالم علیہ السلام کے کمالات خداداد کا انکار کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے مختلف کمالات کو زیر بحث لا کر ان کا انکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ دین سارے کا سارا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی ہیں۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ انبیاء کرام اور اولیا عظام معاذ اللہ کچھ کام نہیں آسکتے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے سرور عالم علیہ السلام کو علم غیب عطائی بھی نہیں ہوتا یہ سب بد عقیدگی کی علامات ہیں ان سے اللہ تعالیٰ بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان لوگوں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ ایصال ثواب کے بھی منکر ہیں اگر کوئی مسلمان محفل ایصال ثواب جس کو عرف عام میں ختم شریف دلانا کہتے ہیں اس کا اہتمام کرے تو اس عمل کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما خارجیوں سے مناظرہ کے لئے حروراء تشریف لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کے رد بالغ کے لئے حضرت عبداللہ ابن عباس حبر الامہ رضی اللہ عنہما کو بھیجا تھا آپ نے ان کے گڑھ حروراء میں جا کر ان سے مناظرہ کیا دلائل سے ان کو غلط ثابت کیا الحمد للہ اس مناظرہ کی برکت سے دو ہزار ۲۰۰۰ خارجی تائب ہوئے مگر باقی چھے ہزار (۶۰۰۰) اپنی غلط روش پر ڈٹے رہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد فرمایا اور ان کو بہت حد تک دبا دیا۔

یہ تناظر بتا رہا ہے کہ اگر بدعقیدہ لوگ زیادہ سر چڑھنے لگیں تو ان کو کوئی بڑا عالمِ مناظرے کے ذریعے شکست فاش دے تا کہ ان کی کمر ٹوٹ جائے اور ان کو خوب معلوم ہو جائے کہ ہم لوگ غلط راہ پر چل رہے ہیں اگرچہ وہ سب لوگ تو راہِ حق پر نہیں آئیں گے مگر ان میں سے حق شناس لوگ راہِ حق کی طرف پلٹ ہی آئیں گے مقصد یہ ہے کہ بوقت ضرورت مناظرہ کرنے سے گریز نہ کیا جائے تا کہ باطل عقیدہ والے بہت سر نہ چڑھ آئیں۔ اس عمل کی برکت سے بدعقیدگی کا دروازہ اوّلاً تو بند ہو جائے گا اور ثانیاً اگر اس کاروائی کے باوجود تھوڑا بہت کھلا بھی رہ گیا تو زیادہ نقصان نہ ہوگا۔

درسِ حدیث

میں سوجان سے اپنے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واری، جنہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دیا شرک جیسی قبیح حرکت سے نجات دِلا کر ہم لوگوں کو ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کی طرف مائل کیا اور ہم فقط ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں جو ہمارا معبود حقیقی ہے۔

جس طرح مردوں کو مسائل درپیش آتے ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی مسائل ہوتے ہیں ان کا حل بھی قرآن وحدیث میں دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے بعض مسائل ہیں جس کا جاننا ایک عورت کے لئے نہایت ضروری ہے اگر مرد پڑھا لکھا ہو اور دین دار بھی ہو تو بڑی برکت ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک ضروری مسئلہ ہے عورت کی ایام مخصوصہ میں کچھ نمازیں رہ جاتی ہیں آیا ان کو قضا پڑھنا چاہئے یا نہیں اس سوال کا جواب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مبارک میں آیا ہے۔

> حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا (بنت عبداللہ) بیان کرتی ہیں۔ ایک عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرتی ہے۔ ہم میں سے اگر کسی عورت کو حیض آ جائے تو وہ اپنے حیض کے دنوں میں قضا ہو جانے والی نمازوں کو پڑھے گی؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو حَرُوْرِیہ ہے؟ ہم میں سے جب کسی کو حیض آتا تھا تو ان کو نمازوں کے قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۳۰)

اس حدیث شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو سوال کرنے والی عورت کو فوراً فرما دیا اَحَرُوْرِیَّةٌ اَنْتِ؟ کیا تو حروریہ یعنی خارجیہ ہے؟ خارجی بدعقیدہ لوگ تھے وہ اپنی عورتوں کو کہتے تھے اَیام حیض میں جو نمازیں قضا ہو جائیں ان کو بعد میں پڑھنا چاہئے اس لئے سیدہ نے ان کا واضح الفاظ میں رد فرمایا اور بتایا کہ حیض کے دنوں میں رہ جانے والی نمازوں کو قضا کر کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بدعقیدہ لوگوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے امین۔

آیئے ہم بھی درس حدیث شریف کا اہتمام کریں تاکہ ضروری مسائل سے اهل ایمان کو آگاہی ہو اور اس امّت میں وحدت کا جذبہ بیدار ہو۔

معیار شفاء

کبھی کبھی حصول شفا کے لیے انتہائی کڑوی گولی بھی حلق سے اتارنی پڑتی ہے۔ظاہر ہے کڑوی گولی نگلنا بہت مشکل ہے مگر جب نگل لی جائے تو چند لمحوں میں وہ اپنا اثر ظاہر کر کے راحت جاں بن جاتی ہے۔ مجھے نہیں معلوم آپ اپنے گھر والوں، جن میں والدین بھائی بہن سب شامل ہیں، ان سے آخر کس طرح کا (Reward) یعنی حوصلہ افزائی طلب کرتے ہیں میرے نزدیک اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ آپ یہ چاہیں کہ والدین بہن بھائی سب وہی کرنے کو تیار ہو جائیں جو آپ چاہیں اور وہی کہیں جو آپ کی آرزو ہو۔

۲۔ والدین، بھائی بہن آپ کی ہر درست بات کو صحیح قرار دیں اس کی موافقت میں عمل پیرا ہوں اور آپ کی ہر غیر صحیح رائے کو ماننے سے انکار کریں اور آپ کی اصلاح کی کوشش میں لگ جائیں۔

میں نے آپ کے سامنے آپ کے طلب کردہ (Reward) حوصلہ افزائی کے دونوں رخ ذکر کر دیئے ہیں اب آپ خود غور فرمائیں آخر آپ کیا چاہتے ہیں اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ والدین، بھائی بہن بلا چون وچرا، آپ کی ہر بات پر لبیک کہتے چلے جائیں تو یہ آپ کی خام خیالی ہے، ماں باپ آخر ماں باپ ہوتے ہیں۔ان سے اس طرح کی توقع کرنا درست معلوم نہیں ہوتا، بلکہ ان کا وہی عمل درست لگتا ہے جو اس طرح کا ہو کہ صحیح کو صحیح قرار دیں اور غلط کو غلط قرار دیں، آپ کو میری بات کتنی ہی بُری کیوں ناں لگے حق یہی ہے اسی کو تسلیم کر لینے میں ہزاروں بھلائیاں ہیں۔

(کھلا خط،صفحہ 9،8)

باب نمبر ۹۸

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَنَّهُمَا لَا يَقْرَآنِ الْقُرْآنَ۔

جُنُب اور حائض دونوں قرآن نہ پڑھیں۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارکہ آئی ہے۔ جو انتہائی اہم حدیث شریف ہے۔ اس سے تمام اهل ایمان کو آگاہ ہونا چاہئے۔ یہی وہ مسائل ہیں جن کی ہر مسلمان کو دن رات ضرورت رہتی ہے۔ ان کا علم یقینا علمِ نافع ہے۔ اس کو ضرور حاصل کرنا چاہئے۔

آیئے! آپ بھی اس بابرکت حدیث شریف کا مطالعہ فرمایئے عمر بھر کے لئے نافع ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۳۱

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْرَأُ الحَائِضُ وَلَا الجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ المُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحٰقَ، قَالُوا لَا تَقْرَأُ الحَائِضُ وَلَا الجُنُبُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا إِلَّا طَرَفَ الْآيَةِ وَالحَرْفَ وَنَحْوَ ذٰلِكَ، وَرَخَّصُوا لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ إِنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَيَّاشٍ يَرْوِي عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ العِرَاقِ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ كَأَنَّهُ ضَعَّفَ رِوَايَتَهُ عَنْهُمْ فِيمَا يَتَفَرَّدُ بِهٖ۔ وَقَالَ إِنَّمَا حَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ أَصْلَحُ مِنْ بَقِيَّةَ، وَلِبَقِيَّةَ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنِ الثِّقَاتِ۔ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدَّثَنِي بِذٰلِكَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ بِذٰلِكَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا حائض اور جنب قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔

اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔ حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسی حدیث ہے جس کو ہم صرف اسی ایک سند کے ساتھ جانتے ہیں جو اوپر مذکور ہوئی ہے۔ اس میں ہے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حائض اور جُنُبِ قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔

یہی قول اکثر صحابہ کرام، تابعین رضی اللہ عنھم اور ان کے بعد والے علماء کا ہے۔ ان میں امام سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحٰق شامل ہیں یہ سب فرماتے ہیں کہ حائض اور جُنُب قرآن میں سے کچھ تلاوت نہ کرے مگر آیت کا کوئی حصّہ یا حرف، اسی طرح کا کچھ اور جُنُب اور حائض کے لئے تسبیح وتہلیل کی اجازت ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اسماعیل بن عیّاش اھل حجاز اور اھل عراق سے منکر احادیث روایت کرتا ہے اسی وجہ سے اس کی روایت کردہ احادیث میں ضعف ہے جب وہ ان سے روایت کرنے میں اکیلا ہو۔

امام بخاری یہ بھی فرماتے تھے کہ اسماعیل بن عیاش جو حدیثیں اھل شام سے روایت کرتا ہے اس کی پوزیشن بھی ایسی نہیں ہے جیسی اوّل الذکر کی۔ یعنی وہ روایات درست ہیں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسماعیل بن عیاش بقیہ سے اچھا راوی ہے بقیہ ثقہ راویوں سے روایات مناکیرہ نقل کرتا ہے امام ابوعیسیٰ محمد عیسیٰ ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ سے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا یہ قول احمد بن حسن نے بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ میں نے امام سے ایسے ہی سنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ رواۃ}

۱} علی بن حجر رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} حسن بن عَرَفہ رحمتہ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال کا تذکرہ تہذیب لتہذیب میں ہے یہ ثقہ راوی ہیں ان کی توثیق بڑے بڑے ماہرین فن نے کی ہے آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے، الحسن بن عرفہ بن یزید ابوعلی العبدی، البغدادی المؤدب۔
حسن بن عرفہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے عمار بن یاسر سے روایت کرتے ہیں اسی طرح عیسیٰ بن یونس، ھُشیم، ابن مبارک، ابی بکر بن عیاش اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ ایسے ہی ان سے امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور امام نسائی بھی روایت کرتے ہیں لیکن امام نسائی زکریا ساجی اور ابوبکر بن ابی الدنیا وغیرھم کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔
جناب عبداللہ بن احمد یحییٰ بن معین کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ حسن بن عرفہ ثقہ راوی ہیں۔ اسی جگہ انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے کچھ اختلاف کا اظہار بھی کیا ہے عبداللہ بن دورقی ابن معین ہی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ کہ حسن بن عرفہ کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اور ان کی تعریف میں بھی کلمات خیر کہے۔
ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے بھی انہی سے سنا کہ حسن بن عرفہ اپنے والد سمیت ہی صدوق ہیں میرے والد ماجد فرماتے تھے حسن بن عرفہ صدوق ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا یہ ہے کہ ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔
امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ قُلْتُ کہہ کر اپنی ذاتی رائے کا اظہار یوں فرماتے ہیں امام دارقطنی کہتے ہیں حسن بن عرفہ کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔
امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ حسن بن عرفہ کی عمر ایک سو دس ۱۱۰ سال ہوئی ان کی وفات ۲۵۷ھ کو ہوئی۔ ①

۳} اسماعیل بن عیّاش رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ اسماعیل بن عیاش بن سلم العنسی ابو عتبہ الحمصی ہے۔
اسماعیل بن عیّاش! محمد بن زیاد الالھانی، صفوان بن عمرو، ضمضم بن زرعہ، عبدالرحمٰن ابن جبیر بن نفیر، امام اوزاعی موسیٰ بن عقبہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے محمد بن اسحٰق اگرچہ عمر میں بڑے تھے۔ امام ثوری، امام اعمش اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔
یعقوب بن سفیان کہتے ہیں اسماعیل ثقہ راوی ہیں۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ کا بیان ہے یحییٰ بن معین سے اسماعیل بن عیاش کی بابت سوال ہوا تو انہوں نے کہا کہ اسماعیل بن عیاش کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ اھل شام سے روایت کریں لیکن اھل کوفہ ان کی حدیث کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ امام ابن حبان نے اسماعیل بن عیّاش کو ماہر علم اور حفاظ میں شمار کیا ہے۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/ ۲۵۷ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۲۸۰ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

اسماعیل بن عیّاش کی وفات:

محمد بن عون بیان کرتے ہیں اسماعیل بن عیاش کی پیدائش سنہ ۱۰۲ھ کو ہوئی اسی طرح کسی نے سنہ ۱۰۵ھ اور کسی نے ۱۰۶ سنہ ھ بھی لکھا ہے ابن عُیَینہ اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ان کی وفات سنہ ۱۸۱ھ کو ہوئی۔ (۱)

۴} موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹۳ میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} نافع رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکر حدیث نمبر ۹۰ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۶} ابن عمر رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل، محاسن، محامد، کمالات اور دینی خدمات کا تذکرہ حدیث نمبر ا میں ہو چکا آپ ضرور وہاں سے مطالعہ کرلیں ان کے حالات پڑھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ حالات کس طرح تبدیل ہوتے ہیں اور بعض شخصیات کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد منظر بڑی تیزی سے بدل جاتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ بہت بڑے مرتبے کے بزرگ ہیں مگر حجاج بن یوسف کو نہ جانے کیا ہوا کہ اس کے پیش نظر بزرگوں کا احترام تک نہ رہ گیا تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ادب بھی ملحوظ نہ رکھا تھا مجھے ان کے حالات کا مطالعہ بنظر غائر کرنے کے بعد بہت دکھ پہنچا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان میں نکل کھڑے ہوتے تو یہ حالات کبھی پیش نہ آتے جن کو تاریخ میں پڑھ کر دل خون کے آنسو رویا ہے اور میرا حوصلہ نہیں پڑتا کہ میں ان کو تفصیل سے بیان کروں۔

---

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م سنہ ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۲۸۰ مطبوعہ نشر السنۃ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۳۱

امام الانبیاء علیہ السلام کا ہر ہر فرمان ساری انسانیت کے لئے بالعموم اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص باعثِ راحت وشادمانی ہے۔ایک مسلمان کوکس طرح کی زندگی گذارنی چاہئے اس کا پورا نقشہ احادیث مبارکہ میں بیان فرما دیا گیا ہے اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان پر کس طرح عمل پیرا ہوتے ہیں۔واللہ! انسانیت کا سب سے بڑا ہمدرد اور خیر خواہ مذہب، دین اسلام ہے اس سے بڑا کوئی انسانیت کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ایک فرمانِ اقدس ہمارے لئے ہزارہا برکات کا حامل ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

اس موضوع پر بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں کہ جُنُب اور حائض کے لئے تلاوت قرآن منع ہے۔انہیں میں سے ایک حدیث شریف وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ہے۔ہم میں سے اگر کوئی جُنبی ہو تو وہ قرآن کی تلاوت نہ کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ابوعمر کہتے ہیں ہم اس حدیث کو وجوہ صحاح کے حوالے سے دیکھتے ہیں۔ایسے ہی ایک حدیث عمرو بن مرۃ، عبداللہ بن سلمہ کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی گئی ہے اس میں ہے کہ قرآن حکیم میں سے کچھ بھی تلاوت کرنے سے صرف اس وقت منع کیا گیا ہے جب کوئی حالت جنابت میں ہو۔اس حدیث شریف کی ایک جماعت نے تصحیح کی ہے انہی میں سے ابن خزیمہ، ابن حبان، ابوعلی طوسی، امام ترمذی، امام حاکم اور امام بغوی بھی ہیں۔شرح السنہ میں اور سوالات میمونی میں ہے۔شعبہ کہتے ہیں اس سے زیادہ قابل اعتماد حدیث ہے ہی نہیں کاملِ میں ابن عدی کے واسطہ سے ہے۔عمرو نے اس سے بہتر حدیث روایت ہی نہیں کی، شعبہ خود کہتے ہیں۔

یہ حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کی معارض نہیں:

ابن حبان نے اتنا زیادہ کیا کہ ایک وھم ہوتا ہے کہ شاید یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کی معارض ہے جس میں آیا ہے کہ آپ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں جو اس حدیث کو اس سے کوئی تعارض ہو۔جب کوئی ایسے ذکر کا ارادہ کرے جو قرآن کے علاوہ ہو اور اس میں قرآن کا ذکر کرے تو یہ جائز ہے اس کا نام بھی ذکر ہے لیکن حالت جنابت میں قرآن نہیں پڑھا جائے گا اس کے علاوہ تمام احوال میں تلاوت کرسکتا ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد

فرمایا۔ حائض، جنبی اور نُفسا! ان میں سے کوئی بھی قرآن حکیم سے کچھ تلاوت نہ کرے۔ امام دارقطنی پھر بیہقی نے اسود کے حوالہ سے بیان کیا ہے اسی کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا اور اسی کو صحیح بتایا اور یہ حدیث ذکر کی کہ کوئی جنبی قرآن نہ پڑھے اسی طرح کی ایک حدیث شعبی اور ابی وائل سے بھی مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حائض بھی قرآن میں سے کچھ نہ پڑھے۔ ①

قرآن حکیم کو مس کون کرسکتا ہے:

علامہ عینی ہی رقم طراز ہیں، حائض غلاف کے ساتھ قرآن حکیم کو مس کرسکتی ہے۔

یہ غلاف اسی قسم کا ہو جس طرح کا غلاف تلوار پر چھڑھایا جاتا ہے۔ اگر کوئی حائض عورت قرآن کریم کے مصحف کو غلاف کے ساتھ اٹھالے تو یہ جائز ہے۔ اسی طرح اگر جنب بھی اٹھالے تو بھی جائز ہی ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب حضرت عباس، حضرت حسن بصری، حضرت مجاہد، حضرت طاؤس، حضرت ابووائل، حضرت رزین، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام اوزاعی، حضرت امام سفیان ثوری، حضرت امام احمد حضرت امام اسحٰق، حضرت ابوثور، حضرت شعبی، حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنھم یہ سب بزرگ اس کو جائز قرار دیتے ہیں کہ جنب اور حائض قرآن کریم کو غلاف کے ساتھ اٹھاسکتے ہیں۔ علامہ ابن بطال کہتے ہیں کہ اس طرح مَس کرنے اور اس کو اٹھانے کے حوالے سے اور بھی کئی بزرگوں کا قول رخصت پر ہی ہے۔ منع یہ ہے کہ اس کو باطن کف سے مَس کیا جائے ابن حزم کا کہنا یہ ہے کہ قرأت القرآن، اس کے سجود اور مس مصحف نیز اللہ تعالیٰ کا ذکر سب جائز ہے اگر باوضو کیا جائے تو بھی اسی طرح اگر بلا وضو کیا جائے تو بھی ایسے ہی جنب اور حائض کے لئے ہے۔ ②

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنب اور بے وضو شخص اگر قرآن حکیم کو غلاف کے ساتھ اٹھائے تو کوئی حرج نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مصحف صندوقچی وغیرہ میں ہو تو اس کو جنب، یہودی اور نصرانی اٹھائے تو کوئی حرج نہیں ابومحمد کہتے ہیں، یہ تفاریق ہیں ان کی صحت پر کوئی دلیل نہیں۔ ③

ابن دقیق العید کہتے ہیں:

اس معنی میں اشارہ ہے کہ حائض قرآن کریم نہ پڑھے اور جن حضرات نے اس کو جائز قرار دیا ہے انہیں وھم ہوا اس حدیث شریف سے جس میں ہے حائض کی گود میں قرآن پڑھا گیا۔ اس سے تو یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حائض طاہرہ ہے امام نووی فرماتے ہیں اس میں نظر ہے کہ حائض طاہرہ ہے۔ نجاست تو وہ خون ہے جو حالت حیض میں آرہا ہے۔ تو

---

① علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/۳۸۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

② علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/۳۸۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

③ علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/۳۸۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

یں صورت میں تمام اوقات حیض میں وہ غیر طاہرہ ہوگی۔ ①

ہمارے اکابرین کا نقطہ نظر یہ ہے:

علامہ سراج احمد حنفی لکھتے ہیں، حائض اور جنب قرآن کریم میں سے کچھ تلاوت نہ کرے ہاں اگر آیت کریمہ کا چھوٹا سا ٹکڑا یا ایک دوحرف پڑھ لے تو درست لیکن اس سے زیادہ نہ کرے کہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک قرآن حکیم کا بقصد قرآت پڑھنا تو جائز نہیں لیکن بقصد تبرک جائز ہے جیسے کوئی برکت کے لئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لے یا شکر کرنے کے ارادے سے الحمدللہ رب العالمین پڑھ لے۔خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی قرآن کو ثناء کے ارادہ سے پڑھے یا کسی کام کے افتتاح کے موقعہ پر پڑھے تو یہ منع نہیں ہے۔اور زیادہ صحیح روایات میں تو یہ آیا ہے کہ بالاتفاق بسم اللہ پڑھنا تو منع ہے ہی نہیں جب کہ یہ مقصدِ ثناء ہو یا کسی کام کے آغاز پر ہو کافی میں یوں آیا ہے کہ کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے وہ فرماتے ہیں مطلقاً ہی منع ہے اگرچہ ایک آیت ہو یا اس سے بھی کم ہو۔اور صاحب مختصر کہتے ہیں قول مختار وہی ہے جو حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اگر کسی معلمہ کو حیض آ گیا تو وہ کیا کرے۔

بیا موزدیک کلمہ چنانکہ نزد کرخی ونصف آیت نزد طحاوی۔②

معروف کرخی فرماتے ہیں معلمہ ایک ایک کلمہ کر کے پڑھا سکتی ہے اور امام طحاوی فرماتے ہیں نصف آیت تک۔

حدیث کے تحت جن علماء کا ذکر ہوا ہے انہوں نے حائض عورت اور جنبی مرد کو تسبیح پڑھنے یعنی سبحان اللہ کہنے اور تہلیل یعنی کلمہ پڑھنے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی اجازت دی ہے۔

---

① علامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/۳۸۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۵۵ مطبوعہ کانپور ہند

درسِ حدیث

اصل چیز یہ ہے کہ انسان کو اگر سکونِ قلب میسر آجائے تو گویا اس کو دولت لازوال مل گئی۔ سب نعمتوں سے بڑی نعمت سکون قلب ہے اور یہ اللہ کے ذکر سے ملتی ہے۔ اللہ کا ذکر کیا ہے؟ بلاشبہ زبان سے اللہ اللہ کہنا بھی ذکر اللہ ہے۔ جہراً کہنا بھی یعنی آواز کے ساتھ ذکر۔ اسی طرح آواز نہ نکلے مگر ذکر ہو اس کو ذکر خفی کہتے ہیں۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ زبان بھی نہ ہلے اور ذکر ہو اس کو ذکر سری کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ تلاوت قرآنِ حکیم یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، علمی مجلس جہاں دینی مسائل بتائے جارہے ہوں وہ بھی اللہ کا ذکر ہے، بلکہ علمی مجلس تو مستقل ذکر ہے۔ اس کے ذریعے تبلیغ ہوتی ہے۔ ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھنے سے ایک علمی مسئلہ سیکھنا افضل ہے کہ اس کی اشاعت کے ذریعے لوگوں کو نفع پہنچے گا اور پھر یہ سلسلہ آگے بھی چلتا رہے گا۔ ایسے ہی حدیث شریف کا مطالعہ بھی ذکر اللہ ہی ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا دین اس کے بندوں تک پہنچتا ہے اور وہ اس پر عمل کر کے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں سرخرو ہوتے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر میرے قول کے مقابل صحیح حدیث مل جائے تو میرے قول کو ترک کردو اور حدیث شریف پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ کس قدر عالی مرتبت نظریہ ہے اسی کو صداقت کہتے ہیں دیانت اسی کا نام ہے۔ شرافت یہی ہے اور استقامت علی الحق ایسی ہی ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی پتا چلا کہ نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایک فرمانِ عالی شان آب نور سے لکھنے کے لائق ہے۔ احادیث مبارکہ پڑھنے سے سمجھ آتی ہے کہ ہماری زندگی کے مسائل کو کس عمدہ انداز میں حل کر دیا گیا ہے صرف حدیث شریف کا مطالعہ ہی انتہائی راحت کا سبب ہے اور اگر ساتھ شرح بھی پڑھ لی جائے تو بڑے بڑے لطیف نقطے سمجھ میں آتے ہیں دل فرحاں ہوتا ہے روح کو تازگی ملتی ہے اور جذبات محبت پروان چڑھتے ہیں۔ جی چاہتا ہے ہم بھی ان مقدس فرامین کو دوسروں تک پہنچائیں تا کہ وہ مسلمان جن تک حدیث شریف اس انداز میں نہیں پہنچی وہ بھی اس کو آسان طریقے سے پڑھ کر لذتِ دائمی پائیں۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کے سر پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دستِ اطہر پھیرا تھا اور جوان رہنے کی دعا دی تھی چنانچہ وہ اس کے بعد ہمیشہ ہی جوان نظر آتے تھے۔ ①

---

① علامہ امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت کرخی رضی اللہ عنہما کا نقطہ نظر:

بہت سارے مسائل ایسے ہیں جو بہت ہی اہم ہیں ان کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے جو حدیثِ مذکورہ میں وارد ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی جنبی مرد اور کوئی حائضہ عورت قرآن کریم میں سے کچھ تلاوت نہ کرے۔

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۳۱)

حائض اور جنب قرآن کریم میں سے کچھ تلاوت نہ کرے ہاں اگر آیت کریمہ کا چھوٹا سا ٹکڑا یا ایک دو حرف پڑھ لے تو درست، لیکن اس سے زیادہ نہ کرے۔

ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک قرآن حکیم کا بقصد قرأت پڑھنا تو جائز نہیں لیکن بقصد تبرک جائز ہے۔ جیسے کوئی برکت کے لئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لے۔ یا شکر کرنے کے ارادے سے الحمد للہ ربّ العالمین پڑھ لے۔

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کافی میں ہے کہ حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے وہ فرماتے ہیں مطلقاً ہی منع ہے اگرچہ ایک آیت ہو یا اس سے بھی کم۔ صاحب مختصر کہتے ہیں قول مختار وہی ہے جو حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ اگر معلمہ کو حیض آ گیا ہے وہ کیا کرے۔

حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں معلمہ ایک ایک کلمہ کر کے پڑھائے اور امام طحاوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ آدھی آیت تک پڑھا سکتی ہے۔①

آیئے ہم درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں تا کہ مسائل ضروریہ کی تفہیم ہو جائے اور ہمارے اندر بھی خدمتِ دین کا جذبہ پیدا ہو۔ ہم بھی اپنے پیارے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں اگر آپ نے اس میدان میں محنت نہ کی تو امت کا بڑا نقصان ہوگا اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۱۵۵ مطبوعہ کانپور ہند،

باب نمبر ۹۹

بَابُ مَا جَاءَ فِی مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ.

حائضہ کے ساتھ اپنے جسد کا کوئی حصہ ٹچ (TOUCH) کرنا۔

اس باب کے تحت ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو انتہائی اہم ہے۔ ہر مسلمان مرد وعورت کی ضرورت ہے۔ اسلام کے مکمل ضابطہ حیات ہونے کی دلیل ہے۔ اس کو ضرور مطالعہ کرنا چاہئے اور اس کی شرح بھی ضرور پڑھنی چاہئے تا کہ اسلامی زندگی گذارنے کا ادراک ہو جائے۔

آیئے! آپ بھی اس کا مطالعہ فرمایئے۔ بہت فائدہ مند ہو گا انشاء اللہ العزیز۔

حدیث نمبر ۱۳۲

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عن مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا حِضْتُ يَأْمُرُنِي أَنْ أَتَّزِرَ، ثُمَّ يُبَاشِرُنِي.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَمَيْمُونَةَ. قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ عَائِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ وَالتَّابِعِيْنَ، وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحٰقُ.

حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں جب میں حائض ہوتی، رسول اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے چادر باندھنے کا حکم دیتے پھر اپنے مبارک جسد کو میرے جسم سے ٹچ (TOUCH) فرماتے۔ (یہاں یُبَاشِرُنِي کا مطلب یہی ہے) اس باب میں سیدہ ام سلمہ ام المؤمنین اور سیدہ میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنھما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا والی حدیث، حدیث حسن صحیح ہے۔

بہت سارے اہلِ علم کا یہی قول ہے۔ جن میں صحابہ کرام، تابعین عظام، شامل ہیں اور اسی طرح امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق رضی اللہ عنھم سے بھی منقول ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۲ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} بُندار یعنی محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت کیا جا چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

٣} سُفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ٣ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

٤} منصور رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ٧ ٢ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

٥} ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ١٦ میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

٦} اَسْود رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ٧ ١٠ کے تحت کر دیا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

٧} عائشہ! یعنی سیدہ طیبہ، طاہرہ، عفیفہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا:

ان کے فضائل، محامد، مناقب، اور کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ٧ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔آپ کو بے پناہ راحت ہوگی۔سیدہ کا شمار فصحاءِ عرب میں ہوتا ہے۔علم اور فن میں آپ کو قدرت نے خوب سعادت عطا فرمائی تھی۔

شرح حدیث نمبر ١٣٢

میں اس محبوب ربّ کی عظمت پر قربان جاؤں جس نے انسانیت کو پستی سے نکال کر بلندی تک پہنچایا۔سوچنے سمجھنے کا وہ عظیم انداز عطا کیا جو حشر تک اپنی مثال آپ رہے گا۔ بلاشبہ ساری انسانیت کا سب سے خیر خواہ مذہب دین اسلام ہے۔یہی وہ دین ہے جس نے انسانی زندگی کی اہمیت کو اجاگر کیا اس کی عظمت کو آشکار کیا اس کی وقعت کا احساس دلایا اسی دین نے ہمیں راحت عطا کی اسی کی بدولت ہمیں سکون قلب ملا اسی نے ہمیں انسانوں کی رہنمائی کا ملکہ عطا کیا اسی کی بدولت عزت وعظمت ملی، اس کے سبب صاحب وقار ہوئے ہمارا دین ہی ہمارا سب کچھ ہے۔اس کی دعوت، اس کی تبلیغ ہی ہماری عظمت کی ضمانت ہے۔مانا کہ یہ بہت مشکل کام ہے مگر ناممکن نہیں ہے۔

منکرِین حدیث علمی یتیم ہیں:

منکرین حدیث نے، اس حدیث شریف کے حوالے سے بڑا شور مچایا تھا۔عوام الناس کو گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی خوب زور صرف کر کے پروپیگنڈہ کیا کہ حدیث کی ضرورت ہی نہیں۔حالانکہ وہ خود معلومات کے لئے کار

لائل اور دوسرے مغربی مصنفین پر اعتماد کرتے ہیں جیسا کہ غلام احمد پرویز نے اپنی کتاب معراج انسانیت میں جگہ جگہ اسی طرز عمل کا اظہار کیا ہے اگرچہ میں ان لوگوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اس لئے کہ یہ لوگ علمی یتیم ہیں اور ان علمی یتیموں پر مجھے ترس آتا ہے مگر پھر بھی اتنا کہنا تو ضروری سمجھتا ہوں کہ حدیث شریف میں جس مضمون کو بیان کیا گیا ہے اس کی اشد ضرورت تھی ہر ذی عقل خود سمجھ سکتا ہے کہ اس کو یہ مسائل درپیش ہوتے ہیں اور وہ ان کا حل چاہتا ہے یہ تو کوئی بات نہیں اندر گھس کر ان مسائل پر غور خوض بھی ہو ان کا حل بھی تلاش کیا جائے اور اگر حدیث شریف میں اسی مسئلہ کا حل مذکور ہو جائے تو محدثین کرام کو داد تحسین دینے کی بجائے الٹا ان پر تنقید کا بازار گرم کر دیا جائے ہاں اگر تو یہ مسئلہ انسانوں سے متعلقہ نہ ہوتا اور ایک مسلمان مرد و عورت کو اس مسئلہ کی کبھی عمر بھر ضرورت پیش نہ آتی تو شاید منکرین حدیث کی باتوں کی طرف کوئی التفات ہوتی مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ تو ہمارے روز مرہ کے مسائل ہیں ان کا حل تو حدیث شریف میں ضرور ہونا چاہئے تھا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ ہمیں اپنے مسائل کا حل ہی حدیث شریف کے مطابق کرنا چاہئے۔ یہی ہماری فلاح کا راستہ ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے اس نے عورت کا مقام بلند کیا:

اصلاً ہوا یوں کہ زمانہ جاہلیت میں عرب حیض کے ایام میں اپنی عورتوں سے نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ ان سے الگ تھلگ ہو جاتے۔ ان کے برتن الگ کر دیتے کھانے پینے میں ان سے کنارہ کش ہو جاتے۔ اس طرح عورت کا مقام بہت ہی گر گیا تھا اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اس لئے اس نے اپنے ماننے والوں کو ایسا قانون عطا فرمایا جس سے عورت کا مقام بلند ہوا جس کو زمانہ حیض میں عجیب و غریب نظروں سے دیکھا جاتا تھا اسی کو بنظر الفت دیکھا جانے لگا۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ حالت حیض میں اظہار الفت کر کے یہ ثابت فرمایا کہ ان ایام میں بھی عورت قابل نفرت نہیں اگرچہ ان دنوں میں اس کے ساتھ جماع کرنا تو حرام ہے مگر اس سے اظہار محبت کرنا منع نہیں ہے۔ اس حدیث شریف کو پڑھنے کے بعد تو دین اسلام کی صداقتوں اور سچائیوں کو مرحبا کہنا چاہئے تھا لیکن عقل سے پیدل لوگوں نے الٹا اس کے خلاف پروپیگنڈہ کیا۔ میں نے پہلے بھی کہیں لکھا اور اب مکرر تحریر کر دیتا ہوں ان منکرین حدیث سے اتنا تو کوئی پوچھے کہ تم انسان ہی ہو، اگر انسان ہو تو یقیناً تمہیں بھی ایسے مسائل پیش آتے ہی ہوں گے جیسے عام انسانوں کو پیش آتے ہیں اور اگر تم ٹین ڈبہ کی پیداوار ہو تو پھر تم لوگوں کو یہ مسائل کیونکر پیش آسکتے ہیں کیونکہ یہ مسائل تو صرف انسانوں کے ہیں۔

حائض کے ساتھ جماع کرنا بالاجماع حرام ہے:

استنباط احکام کا ذکر کرتے ہوئے علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں۔ اگر کوئی اس کی وضاحت چاہے کہ حیض

میں مباشرت کا جواز کیونکر ہے تو اس کا صاف جواب یہی ہے کہ اس مقام پر مباشرت سے مراد ملامسہ ہے یعنی مرد کا عورت کی جلد کے ساتھ اپنی جلد کو ٹچ (TOUCH) کر دینا۔ اگر یہاں مباشرت سے مراد جماع کی جائے تو یہ درست نہیں بلکہ یہاں اوّل معنی ہی مراد لینا ہوگا اور بالا جماع یہی معنی صحیح ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حائض سے مباشرت کی کئی قسمیں ہیں نمبر ا حائض کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے اس پر اجماع ہے۔ اور اگر کوئی اس کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھے تو یہ کفر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے وہ مقام اصل میں ہی مباشرت عمداً کرتا ہو۔ اگر وہ یہ فعل حلال سمجھ کر نہ کرے تو ایسی صورت میں وہ اللہ تعالیٰ سے معافی کا طالب ہو اور آئندہ ایسا فعل ہرگز نہ کرے اب سوال یہ ہے کہ اس پر کفارہ ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے ایک جماعت تو اس پر کفارہ کی قائل ہے۔ ان بزرگوں میں حضرت قتادہ، امام اوزاعی، امام احمد، امام اسحٰق، امام شافعی رضی اللہ عنھم شامل ہیں قدیم میں تو یہی تھا جدید میں اس پر کوئی شئی نہیں۔ وہ کفارہ کا انکار نہیں کرتے اس لئے کہ وطئی مخظور اسی طرح ہے جس طرح رمضان میں۔ اکثر علماء تو یہی فرماتے ہیں کہ اس پر کوئی کفارہ نہیں سوائے استغفار کے۔ ایسے ہمارے اصحاب کا بھی قول ہے۔ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص اس فعل کے حلال ہونے کا قائل نہیں مگر بھول کر یا وجوہ حیض سے جہالت کی بنا پر کیا فعل حرام ہے یا مکروہ ہے اس صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی کوئی کفارہ ہوگا۔ اور اگر کوئی عالِم ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ حیض میں ایسا کرنا حرام ہے لیکن جان بوجھ کر اپنے اختیار سے ایسا کرئے تو وہ نص کی مخالفت کی وجہ سے معصیت کا مرتکب ہوا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس نے کبیرہ گناہ کیا ہے اس پر توبہ کرنا واجب ہے۔ اور وجوب میں دو طرح کے قول ہیں اور وہ زیادہ صحیح ہیں یہ قول خود آئمہ ثلاثہ کا ہے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔ پھر کفارہ میں بھی تو اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ایک گردن آزاد کرنا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ایک دینار کفارہ ہے اور اس طرح بھی ہے کہ نصف دینار کفارہ ہوگا ان آئمہ کرام کے درمیان بھی یہ اختلاف ہے۔ کیا اوّل وقت خون آئے تو کفارہ ایک دینار ہوگا اور آخر وقت خون آ رہا ہو تو نصف دینار ہوگا؟ اور ایک دینار دوران حیض ہوگا اور نصف دینار حیض کے انقطاع کے بعد ہوگا۔ (۱)

امام طحاوی اور دیگر سلف کا نقطہ نظر:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، سلف کی کثیر جماعت اسی کی قائل ہے۔
کہ عورت سے حالت حیض میں فرج سے فائدہ اٹھانا ہی منع قرار دیا گیا ہے۔ امام سفیان ثوری، امام احمد، امام اسحٰق اسی نقطہ نظر کے قائل ہیں۔ اسی طرح حنفیہ میں سے محمد بن حسن بھی اسی کے قائل ہیں امام طحاوی نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے۔ (۲)

ہماری عافیت کس طرزِ عمل میں ہے:

اگر کوئی شخص اپنے اوپر پوری طرح قابو رکھنے والا ہے تو بیشک وہ حائض سے فوق الازار استمتاع کرے اور اگر اس کو اپنے نفس پر قابو نہ ہو تو اس کا اس عمل سے بچنا ہی افضل ہے۔ اسی میں زیادہ عافیت نظر آتی ہے اور یہی طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگنے سے روک سکتا ہے۔ بصورت دیگر اس بات کا ڈر لاحق رہے گا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود وقیود کی مخالفت نہ ہو جائے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ تمام انسانوں میں سے سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو رکھنے والے تھے۔ اس لئے ان کو اس عمل سے بھی کوئی ضرر نہ ہو سکتا تھا اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ معصوم ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کے عیب اور نقص سے پاک پیدا فرمایا ہوا ہے۔

---

① علامہ امام بدرالدین عینی حنفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳ / ۳۹۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ بلوچستان

② امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱ / ۵۳۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

باب نمبر ۱۰۰

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُؤَاكَلَةِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ وَسُؤْرِهَا۔

جنبی اور حائض کے ساتھ کھانا اور ان دونوں کا جوٹھا کیسا ہے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے جو اپنی اہمیت میں بے مثل ہے۔ جاہلیت کی رسوم کا رد ہے اور اسلام کی برکات کا تذکرہ ہے۔ ان فرامین اقدس کو پڑھنے کے بعد دل راحت محسوس کرتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

آیئے آپ بھی اس مقدس حدیث شریف کا مطالعہ فرمایئے۔

حدیث نمبر ۱۳۳

حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَمِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ؟ فَقَالَ وَاكِلْهَا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَمْ يَرَوْا بِمُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ بَأْسًا۔

وَاخْتَلَفُوْا فِيْ فَضْلِ وَضُوْءِهَا فَرَخَّصَ فِيْ ذٰلِكَ بَعْضُهُمْ، وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ فَضْلَ طَهُوْرِهَا۔

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں سوال کیا حائض کے ساتھ کھانا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا حائض کے ساتھ کھالیا کرو۔

اس باب میں حضرت عائشہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حدیث عبداللہ بن سعد حدیث حسن غریب ہے۔

عام اھل علم کا یہی قول ہے کہ وہ حائض کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج نہیں جانتے۔

ہاں البتہ حائض کے جوٹھے پانی سے وضو کرنے میں اختلاف ہے بعض نے تو اس پانی سے وضو کرنے کی اجازت دی ہے اور بعض عورت کے بچے ہوئے پانی کو مکروہ گردانتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۳ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} عباس العنبر ی رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے ان کو تلاش کرنے میں بہت وقت لگا آخر میں نے روی عن سے ان کو پہچانا بہر حال یہ ثقہ راوی ہیں۔ آپ بھی پڑھ لیں۔

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نوّر اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے عباس بن عبد العظیم بن اسماعیل بن توبہ العنبر ی ابو الفضل البصر ی الحافظ۔

عباس العنبر ی! عبد الرحمٰن بن مھد ی، یحییٰ بن سعید القطان، سعید بن عامر الضبعی، ابی داود طیالسی اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ البتہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ ان سے تعلیقاً روایت کرتے ہیں۔

امام ابو حاتم کہتے ہیں عباس العنبر ی، ثقہ راوی ہیں، امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں عباس ثقہ مامون ہیں۔ محمد بن مُثنّٰی سمسار بیان کرتے ہیں، ہم بشیر بن حارث کے پاس بیٹھے تھے ان کے پاس عباس بن عبد العظیم آئے ان کو سادات المسلمین کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ معاویہ بن عبد الکریم زیاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ بصرہ میں ابو الولید اور ابو بکر بن خلاد کے بعد سب سے عقل مند انسان عباس العنبر ی ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں میں بھی ان کو ثقہ قرار دیتا ہوں محمد بن مسلمہ بصری نے بھی ثقہ کہا ہے۔

عباس العنبر ی کی وفات!

امام بخاری اور امام نسائی رحمت اللہ علیھما بیان کرتے ہیں عباس العنبر ی کی وفات ۲۴۶ھ کو ہوئی۔ ①

۲} محمد بن عبد الاعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے محمد بن عبد الاعلیٰ الصنعانی القیسی ابو عبد اللہ البصر ی، محمد بن عبد الاعلیٰ! مروان بن معاویہ، ھشام بن علی العاوی، عمر بن علی المقدمی، عبد الرحمٰن بن مہدی اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ رضی اللہ عنھم اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵/۱۰۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

ابوزرعہ اور امام ابوحاتم کہتے ہیں محمد بن عبدالاعلیٰ ثقہ ہیں، امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنے شیوخ میں شمار کیا ہے اور ان کی بڑی تعریف فرمائی ہے ان کے لئے کلمات خیر لکھے ہیں اور ایک دوسرے موقعہ پر یوں بھی فرمایا ہے ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ان سے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے پچیس ۲۵ احادیث روایت کی ہیں۔

محمد بن عبدالاعلیٰ کی وفات:

امام ابن حبان بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبدالاعلیٰ کی وفات ۲۴۵ھ کو بصرہ میں ہوئی۔①

۳} عبدالرحمٰن بن مھدی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۴} معاویہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} العلاء بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ العلاء بن حارث بن عبدالوارث الحضرمی ابووھب اور یوں بھی کہا جاتا ہے ابومحمد دمشقی۔

العلاء بن الحارث! عبداللہ بن بشر، مکحول، ابی الاشعث، امام زہری، عمرو بن شعیب زید بن ارطاہ، حرام بن حکیم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام اوزاعی یحییٰ بن حمزہ، عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان، معاویہ بن صالح اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

معاویہ بن صالح کہتے ہیں کہ احمد فرماتے تھے العلاء بن حارث صحیح الحدیث ہیں اسی طرح دوری اور معقل الغلابی کہتے ہیں کہ ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ العلاء بن حارث کی حدیث میں کوئی شک ہے تو انہوں نے جواب دیا نہیں لیکن وہ قدری ہے ابن مدینی کہتے ہیں العلاء بن حارث ثقہ ہیں۔

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں جب ابوصالح، معاویہ بن صالح عن العلاء بن حارث اس طرح ہم سے حدیث بیان کرتا ہے تو العلاء بن الحارث ثقہ ہیں آجری نے امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ العلاء ثقہ راوی ہیں۔ ہاں البتہ قدری ہونے کی وجہ سے ان کی عقل میں تغیر آ گیا تھا۔ امام عثمان دارمی کہتے ہیں دحیم کا بیان ہے

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹/ ۲۵۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

اگر اصحاب مکحول کو مقدم کریں تو اس لحاظ سے وہ ثقہ ہیں امام ابو حاتم کا کہنا یہ ہے کہ میں نے اصحاب مکحول میں سے العلاء بن الحارث سے زیادہ مضبوط راوی نہیں دیکھا۔ کیانی کہتے ہیں میں نے امام ابو حاتم سے عرض کیا تھا کہ وہ العلاء کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو انہوں نے فرمایا وہ تھا تو قدری لیکن دمشق میں اصحاب مکحول جو تھے ان میں بہت بہتر تھا۔ اور صدوق فی الحدیث تھا نیز ثقہ تھا۔ ابن سعد کا کہنا ہے کہ وہ قلیل الحدیث تھا لیکن ہم اس کو اصحاب مکحول کے حوالے سے جانتے ہیں کہ ان میں وہ مقدم تھا۔

العلاء بن الحارث کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں العلاء بن الحارث کی وفات ۱۳۶ھ میں ہوئی بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی عمر بوقت وصال ۸۰ سال تھی۔ ①

۶} حرام بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ حرام بن حکیم بن خالد بن سعد بن الحکم الانصاری اور یوں بھی کہا جاتا ہے العبشمی اور ایسے بھی کہا جاتا ہے العنسی الدمشقی اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ وہی حرام بن معاویہ ہے۔

حرام بن معاویہ! اپنے چچا عبداللہ بن سعد سے روایت کرتے ہیں اور صحابی ہیں اسی طرح وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، نافع بن محمود بن ربیع، حضرت انس اور ابو مسلم خولانی سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے العلاء بن حارث، زید بن واقد، عبداللہ بن العلاء اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

دحیم اور عجیلی کہتے ہیں حرام بن معاویہ ثقہ راوی ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں حرام بن حکیم اپنے چچا جان سے روایت کرتے ہیں اور ان سے زید بن واقد روایت کرتے ہیں ان کے بعد انہوں نے حرام بن معاویہ کے حالات لکھے ہیں فرماتے ہیں حرام بن معاویہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ خطیب نے امام بخاری ہی کے حوالے سے کہا ہے کہ امام بخاری نے حرام بن حکیم اور حرام بن معاویہ کے حوالے سے ایک فصل قائم کی ہے اس میں نتیجہ یہ نکالا ہے کہ دونوں نام ایک ہی راوی کے ہیں۔ امام ابن حبان نے حرام بن معاویہ کو تابعین میں شمار کیا ہے اور ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۱۵۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲ / ۱۹۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۷} حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔عبداللہ بن سعد الانصاری، الحرامی، اور یوں بھی کہا جاتا ہے القرشی الاموی۔

ان کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں ہوتا ہے۔ یہ دمشق میں سکونت پذیر تھے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے۔ یہ حضرت امام الانبیاء علیہ السلام سے ڈائریکٹ روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ان کے بھتیجے حرام بن حکیم (حرام بن معاویہ) روایت کرتے ہیں حرام بن حکیم کا اپنے چچا سے روایت کرنے میں تفرد ہے۔①

شرح حدیث نمبر ۱۳۳

عورت ماں ہے، عورت بہن ہے، عورت بیوی ہے اور عورت بیٹی ہے ان تمام زاویوں سے اگر بغور دیکھا جائے تو عورت کا بہت بلند مقام ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عورت کا مقام نہایت گر گیا تھا پست کر دیا گیا تھا۔ وہ زیر عتاب تھی اس کو کمتر سمجھا جاتا تھا۔ اس کو فروخت تک کرنے سے گریز نہیں کیا جاتا تھا۔ وہ تو اپنی پستی کو شاید اپنا مقدر سمجھ بیٹھی تھی مگر اسلام نے آکر اس کو اس کا وہ مقام عطا کیا جو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا اللہ گواہ ہے! عورت کو اسلام نے ہی وہ عزت عطا کی ہے جو پوری دنیا کے کسی معاشرے میں عورت کو حاصل نہیں۔ اہل مغرب نے عورت کو مرد کے برابر کا جھانسہ دیکر اس بیچاری صنفِ نازک کو سڑکوں پر لا کھڑا کیا ہے۔ اس سے مشقت لی جا رہی ہے۔ عمارات کی تعمیر میں اس کو انٹیں اٹھانے پر لگا رکھا ہے اور ابھی دعوی یہ ہے کہ انہوں نے عورت کو حقوق دیئے ہیں سب غلط ہے عورت کے حقوق کا خیال صرف اسلام نے کیا ہے کہ یہ صنفِ نازک ہے اس لئے اس کو گھر کے اندر رکھا جائے اور تمام سہولیات اس کو وہیں فراہم کی جائیں اور وہ آرام دہ آزادانہ زندگی بسر کرے۔

عجب طرز عمل تھا انسان کا اسلام سے پہلے:

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، علامہ قرطبی نے حضرت مجاہد کے واسطہ سے بیان کیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں مرد ایام حیض میں عورتوں سے اجتناب کرتے ان سے پرے ہو جاتے تھے۔ اگر قریب آتے تو غیر فطری مقام سے ملتے۔ نصاریٰ کا عالم یہ تھا کہ وہ حالت حیض میں بھی جماع کرتے۔ یہود اور مجوس کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ان دنوں میں عورتوں سے جدا ہو جاتے ان سے اجتناب کرتے اور جب وہ حیض سے فارغ ہو جاتیں تو بھی ان کے ساتھ سات یوم تک عزل کرتے اور ان کا گمان یہ تھا کہ یہ سب کچھ ان کی کتاب میں آیا ہے۔②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۶/ ۲۰۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② علامہ امام بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۳/ ۳۹۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

چونکہ مرد ایام حیض میں عورتوں سے جدا رہتے تھے۔ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاتے پانی نہ پیتے تو اسی طرز عمل کو پیش نظر رکھ کر حضرت عبداللہ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں عرض کیا کہ حائض کے ساتھ کھانا کھایا جاسکتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں حائض عورت کے ساتھ کھانا کھانا چاہیئے اس فرمان اقدس نے عورت کا مقام بلند کیا اور زمانہ جاہلیت کی ان تمام رسموں کو پامال کر دیا جن کے بندھنوں نے عورت کو بری طرح سے مجروح کر رکھا تھا اور وہ ہر زاویے سے زیر عتاب تھی اسلام نے اس کو مقام رفیع عطا کیا۔ لہٰذا عورتوں کو امام الانبیاء علیہ السلام کی سنت مطہرہ کی اور زیادہ پابندی کرنی چاہیئے بلکہ اپنے شوہروں، بیٹوں بھائیوں کو بھی سنت مقدسہ کی پابندی کی طرف ترغیب دینی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان سے خوش ہوں اور ان پر مزید انعامات کی بارش ہو۔

درس حدیث

ایک مسلمان کو زندگی موافق سنت گذارنے کے لئے کُتب احادیث کا مطالعہ ضروری ہے تاکہ اس کو یہ معلوم ہو سکے کہ اس کو کس طرز پر زندگی گذارنا ہے۔ اس طرزِ زندگی کو سیکھنے کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے۔ ظاہر ہے عملِ صالح کے بغیر کوئی بندہ مؤمن بھی اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل نہیں کرسکتا اور یہ جاننا کہ یہ عمل صالح ہے اس کے لئے علم ضروری ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ اَلْعَمَلُ اِبْنُ الْعِلْمِ عمل علم کا بیٹا ہوتا ہے۔

بعض لوگ چند ٹوٹکے جان لینے کو کافی سمجھ لیتے ہیں معاشرہ تو ویسے ہی علم وفن سے تقریباً عاری ہے اور اس معاشرے میں چند ٹوٹکوں کو بیان کرنے والا بڑا صاحبِ کمال سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اور بھی ضروری ہے کہ ایک مبلغِ دین خوب دل لگا کر محنت کرے اور علم حاصل کر کے اس کو ضبط کرے اور کمالِ احتیاط کے ساتھ اس کو دوسروں میں بانٹے تاکہ علم وآگہی کی قدر ومنزلت سے لوگ آگاہ ہوں اور ہر صاحب علم کی قدر پہچانی جانے لگے۔ اس طرح جہالت کا قلع قمع ہوگا اور علم وحکمت کا آفتاب طلوع ہوگا اس کی روشنی جب گھر گھر پہنچے گی تو خود بخود معاشرے میں انقلاب صالح برپا ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں ایک مسلمان جنبی بھی ہوتا ہے اور ایسی حالت میں اس پر غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک عورت کو جب حیض آتا ہے تو کیا ایسی صورت میں ان کے ساتھ کھانا کھایا جاسکتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

> حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں سوال کیا حائض کے ساتھ کھانا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا حائض کے ساتھ کھالیا کرو۔
>
> (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۳۳)

زمانہ جاہلیت میں عرب حائض کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے بلکہ اس کے برتن تک الگ کر دیتے تھے اسلام نے آکر عورت کے مقام کو سربلند کیا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حائض کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے لہٰذا اب حکم یہی ہے کہ حائض کے ساتھ کھانا کھانا چاہئے الحمد للہ رب العالمین اسلام نے عورتوں کے حقوق کو بین کیا۔

آیئے! ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں ان شاء اللہ اس عمل کی برکت سے بے پناہ فوائد حاصل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

باب نمبر ۱۰۱

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ تَتَنَاوَلُ الشَّيْءَ مِنَ الْمَسْجِدِ۔

حائض عورت کا مسجد سے کوئی چیز اٹھانا۔

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو بڑی اہم ہے اس کا جاننا تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ظاہر ہے ایک مسلمان کی زندگی مساجد سے متعلق ہے کہ وہ ہمارے دینی مرکز ہیں لہٰذا ان سے متعلق احکام اور مساجد کے آداب کا جاننا بھی لازم ہے اس حدیث شریف میں آداب مسجد کا تذکرہ ہے۔

آیئے! آپ بھی اس مبارک حدیث کا مطالعہ فرمایئے انشاء اللہ راحت نصیب ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۳۴

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ. قَالَتْ قُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ، قَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ، لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا فِي ذٰلِكَ بِأَنْ لَا بَأْسَ أَنْ تَتَنَاوَلَ الْحَائِضُ شَيْئًا مِّنَ الْمَسْجِدِ.

حضرت عائشہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسجد سے سجادہ جائے نماز پکڑنے کو کہا۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو حالت حیض میں ہوں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا حیض تمہارے ہاتھوں میں تو نہیں ہے۔ اس باب میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنھم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث حسن صحیح ہے۔

عام علماء کرام کا یہی قول ہے۔ علماء کے نزدیک اس میں کوئی اختلاف ہو وہ ہم نہیں جانتے بلکہ سب ہی اس کو جائز سمجھتے ہیں کہ حائض مسجد سے کوئی چیز اٹھا لے۔

حدیث نمبر ۱۳۴ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} قُتَیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۲} عبیدہ بن حمید رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے، عبیدہ بن حمید بن صھیب التیمی اور یوں بھی کہا گیا ہے اللیثی ایسے بھی کہا گیا ہے الضبی، ابوعبدالرحمٰن الکوفی المعروف بالحذاء۔

عبیدہ بن حمید، عبدالملک بن عمیر، عبدالعزیز بن رفیع، اسود بن قیس، امام اعمش اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے (امام) سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل محمد بن سلام اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام ابو داؤد امام احمد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ عبیدہ بن حمید کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن ابی مریم نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عبیدہ بن حمید ثقہ راوی ہیں۔ عبداللہ بن علی بن مدینی اپنے والد ماجد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ عبیدہ بن حمید کی احادیث صحیح ہیں۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں لوگوں نے اس سے حدیث لکھی تو ہے لیکن وہ ماہر حفاظ میں سے نہیں تھے۔

ابن عمار نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ امام نسائی فرماتے ہیں ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن نمیر کہتے ہیں عبیدہ بن حمید سے شریک مسائل میں مدد لیتے تھے۔ ابن سعد کہتے ہیں عبیدہ بن حمید ثقہ صالح الحدیث ہیں وہ علم نحو کے ماہر تھے اور عربی لغت پر عبور تھا نیز وہ قاری قرآن تھے۔

عبیدہ بن حمید کی وفات:

مطین کہتے ہیں ان کی پیدائش ۱۰۹ھ کو ہوئی اور وفات ۱۹۰ھ کو اس طرح ان کی عمر اکیاسی سال ہوئی۔ ①

۳} اعمش رحمۃ اللہ علیہ یعنی سلیمان بن مہران:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} ثابت بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ ثابت بن عبید الانصاری الکوفی مولی زید بن ثابت۔

ثابت بن عبید اپنے آقا حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن عمر، حضرت انس، حضرت براء، حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت قاسم بن محمد اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام اعمش (سلیمان بن مہران) حجاج بن ارطاۃ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷/ ۷۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

امام احمد، یحییٰ اور امام نسائی رحمتہ اللہ علیہم فرماتے ہیں ثابت ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن سعید، عبدربہ بن سعید کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ جناب ثابت بن عبید مولیٰ زید ابن ثابت بارہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث ایلاء روایت کرتے ہیں ابن سعد کہتے ہیں ثابت بن عبید ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں حربی کہتے ہیں وہ ثقات میں سے ہی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ①

۵} قاسم بن محمد رحمتہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۰۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

٦} عائشہ یعنی سیدہ طیبہ طاہرہ، عفیفہ، عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا:

آپ کے فضائل، محاسن، محامد، مناقب اور خدمات دین کا تذکرہ حدیث نمبر ۷ میں ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ دلی راحت ہوگی، خدمت دین کا جذبہ بیدار ہوگا۔

شرح حدیث نمبر ۱۳۴

نبی اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو زندگی میں پیش آنے والے مسائل کا حل عطا فرمایا ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں بعض ایسے مسائل بھی ڈس کس (DISCUSS) ہوئے جو بظاہر عام سے نظر آتے ہیں مگر ان کو بنظر غائر دیکھا جائے تو بڑی اہمیت کے حامل ہیں آپ دیکھیں حدیث شریف میں ذکر آیا ہے حائض مسجد سے کوئی شی پکڑ سکتی ہے۔

حائض خود مسجد سے باہر ہو تو ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز پکڑ سکتی ہے:

خُمرہ کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے یہ بضم خا ہے اور میم اس میں ساکن ہے۔ خمرہ سجادہ خورد کو کہتے یعنی ایسا چھوٹا جائے نماز جس پر ایک ہی آدمی نماز ادا کر سکے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ وہ حالت حیض میں اس کو مسجد سے پکڑ لیں اور خود مسجد سے باہر ہی رہیں۔ جب وہ خود مسجد سے باہر ہوں گی اور ہاتھ بڑھا کر مصلیٰ پکڑ لیں گی تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے جس طرح مسجد کے باہر کھڑی ہو کر حائض مسجد کے اندر سے کوئی چیز ہاتھ بڑھا کر پکڑ سکتی ہے اسی طرح جنب بھی مسجد کے باہر کھڑا ہو کر اپنا ہاتھ بڑھا کر مسجد کے اندر سے کوئی چیز پکڑ سکتا ہے اس پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/ ۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۵۵ مطبوعہ کانپور ہند،

اقول وباللہ التوفیق:

زندگی میں کئی مرحلے ایسے آجاتے ہیں کہ انسان جنبی ہوجاتا ہے اور وہ اس حالت میں مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا اور اس کی ضرورت کی کوئی چیز مسجد کے اندر پڑی ہوتی ہے اور اس تک اس کی رسائی بھی ہوتی ہے کہ اگر وہ مسجد کے باہر ہی کھڑا رہے تو اس چیز کو مسجد کے اندر سے پکڑ سکتا ہے تو ایسے موقعہ سے متعلق ہی حدیث شریف میں حکم آیا ہے کہ حائض مسجد کے باہر کھڑی ہوکر مسجد کے اندر سے کوئی چیز پکڑ سکتی ہے اور ائمہ کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اسی طرح جنبی بھی مسجد کے باہر ہی کھڑا ہوکر مسجد کے اندر سے چیز پکڑ سکتا ہے۔

معیارِ تعینِ منزل

جوانی میں ہوش کم اور جوش زیادہ ہوتا ہے۔ مگر کوئی نوجوان اس بات سے انحراف نہیں کر سکتا کہ اس کو خالقِ کائنات نے اتنا بڑا ہی پیدا نہیں کیا، بلکہ اس کو انتہائی کمزور و ناتواں پیدا کیا گیا تھا، اور اس کو اس کے والدین نے انتہائی مشقت اور دکھ درد سہہ کر پالا حتیٰ کہ وہ جوان ہو گیا، یا جوان ہو گئی، اب اس کو چاہیے، ہر لڑکی اپنی والدہ سے قدم قدم پر ہدایات لے، اور لڑکا اپنے والد سے قدم قدم پر رہنمائی حاصل کرے، اگر بالفرض وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے والدین زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں اور ہمیں درست سمت مشورہ نہیں دے سکتے، تو ان نوجوانوں کو کسی عالم زبانی سے مشاورت کرنی چاہیے تاکہ مسائل کا حل بہتر طریقے سے ہونا ممکن ہو جائے۔

خود ہی اپنی منزل کا تعین کرنا، خود ہی چلنے کا وقت مقرر کرنا، اور خود ہی چل پڑنا، اور کسی رہبر کو اس سارے سفر اور منزل میں اپنا معاون نہ بنانا، بلکہ اس راستے میں جگہ جگہ ایسی غلطیاں کرنا جن سے منزل قریب ہونے کی بجائے دور ہو جائے، اور پھر اپنی غلطی پر جلد آگاہ بھی نہیں ہو پانا اپنی غلطی کو غلطی ماننے کے لیے ہرگز تیار نہ ہونا، بلکہ اس روش کو الٹا ''محبت'' جیسے لفظ سے تعبیر کر کے اس لفظ کی عظمت کو پامال کرنا، یہ اور بھی ستم بالائے ستم ہے۔ پھر جب نتیجہ اپنی سوچ اور چاہت کے برعکس نکل آئے تو رونے بیٹھ جانا اور یہ شکوہ شکایت بھی شروع کر دینا کہ کسی نے کچھ کر دیا ہے کسی نے ہم میں پھوٹ ڈال دی ہے، کسی نے ہم پر کالا جادو کر دیا ہے۔

میں اس عارفانہ تجاہل کے صدقے

بس آخر میں صرف اتنا ہی کہنا چاہوں گا، کہ اپنے آپ کو راہِ سنت پر گامزن رکھیں اور تعلیم و تربیت اسلامی پر زور دیں ان شاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی اور آپ عمر بھر خوش و خرم رہیں گے۔

۴۔ رہا دل کا معاملہ اور دل ناتواں کا حال سن لیجئے

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پر قربان رہا

(کھلا خط، صفحہ 11،10)

باب نمبر ۱۰۲

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اِتْيَانِ الْحَائِضِ۔

حائضہ سے ہمبستری منع ہے۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے جو بڑی اہم ہے اس کو خوب غور سے پڑھنا چاہئے ایک مسلمان کی زندگی میں بڑی تبدیلی پیدا ہوگی اس کو ایک ضروری مسئلہ معلوم ہوگا اور اس پر عمل کر کے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں برکات حاصل کرے گا۔

آیئے! آپ بھی مطالعہ فرمایئے دل و جان مسرور ہونگے۔

حدیث نمبر ۱۳۵

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَبَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَكِيمِ الْأَثْرَمِ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

قَالَ أَبُو عِيسَى لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَكِيمِ الْأَثْرَمِ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَإِنَّمَا مَعْنَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى التَّغْلِيظِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَى حَائِضًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ۔ فَلَوْ كَانَ إِتْيَانُ الْحَائِضِ كُفْرًا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِالْكَفَّارَةِ۔ وَضَعَّفَ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ۔ وَأَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ إِسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جوکوئی حائض کے پاس آیا یا اپنی عورت کی دُبر سے ملایا کاھن کے پاس گیا تو گویا اس شخص نے اس کا انکار کردیا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں ہم اس حدیث کو صرف سند مذکور ہی سے جانتے ہیں اس حدیث کا معنی علماء کے نزدیک نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث موجود ہے جس میں آپ کا ارشاد ہے اگر کوئی شخص حائض کے پاس آئے تو ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر حائض کے پاس آنا کفر ہوتا تو اس پر کفارہ کا حکم ہرگز نہ ہوتا۔ اور محمد یعنی امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جس کی سند میں ابوتمیمہ ھُجَیمی ہے ان صاحب کا نام طریف بن مجالد ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۵ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ راویان}

۱} بُندار رحمۃ اللہ علیہ یعنی محمد بن بشار:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۳} عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۴} بہز بن اسد رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ بہز بن اسد العمی ابوالاسود البصری۔

بہز بن اسد، حماد بن سلمہ، وھیب بن خالد، سلیم بن حیان اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام احمد بن حنبل عبدالرحمن بن بشر بن الحکم، بندار اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابوبکر بن ابی خیثمہ کہتے ہیں ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے انہی سے جناب عباس نے نقل کیا کہ جریر بن عبدالحمید کہتے تھے وہ عاصم الاحول اور اشعث بن سواد کی احادیث میں خلط ملط کرتے تھے۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں بہز بن اسد صدوق ثقہ ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں بہز بن اسد ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں اور حجت ہیں امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ ان کی وفات ۲۰۰ھ کے بعد کہیں واقع ہوئی۔ ①

۵} حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۷ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۶} حکیم الاثرم رحمۃ اللہ علیہ:

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں، ان کا پورا نام ونسب یوں ہے حکیم الاثرم البصری،

---

① امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/۳۶/۴۳۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حکیم الاثرم، تمیمہ ہجیمی اور حسن بصری سے روایت کرتے ہیں۔اسی طرح ان سے عوف الاعرابی، حماد بن سلمہ اور سعید بن عبدالرحمٰن بصری روایت کرتے ہیں امام بخاری فرماتے ہیں وہ حدیث جو حکیم الاثرم ابوتمیمہ کے واسطہ سے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اس کی تتبع نہیں کی جاتی یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں کاھن کے پاس جانے کا بھی ذکر ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف پر اعتماد نہ کرنے کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ ابو تمیمہ کا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ابن عدی کہتے ہیں اس حدیث شریف کے حوالے سے تو وہ متعارف ہیں اس کے علاوہ کا علم نہیں۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ قُلْتُ کہہ کر اپنی رائے کا یوں اظہار فرماتے ہیں حکیم بن حکیم سے سنا ہے وہ حضرت امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کرتے تھے حکیم الاثرم ثقہ راوی ہیں۔ابوبکر بزار فرماتے ہیں ان کے حوالے سے جو حدیث حماد کی روایت ہے وہ منکر ہے ابنِ ابی شیبہ کہتے ہیں میں نے حکیم الاثرم کے بارے میں ابن مدینی سے سوال کیا تھا تو انہوں نے جواباً فرمایا حکیم الاثرم ہمارے نزدیک ثقہ ہیں۔ ①

۷} ابی تمیمہ ھجیمی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ان کا پورا نام و نسب اس طرح ہے، طریف بن مجالد ابوتمیمہ ھجیمی البصری، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابوھریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت جندب بن عبداللہ، اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں، اسی طرح ان سے خالد الحذاء، سلیمان تیمی سعید الجریری، قتادہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین کہتے ہیں ابوتمیمہ ثقہ راوی ہیں۔ابن سعد کہتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ابوتمیمہ ثقہ ہیں۔امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔امام دارقطنی کہتے ہیں وہ ثقہ ہیں، ابن عبدالبر کا کہنا یہ ہے کہ ابوتمیمہ سب علماء کے نزدیک ثقہ ہیں نیز حجت ہیں۔ان کی وفات ایک قول کے مطابق ۹۷ھ کو ہوئی اور ابن ابی عاصم کے بقول ان کی وفات سنہ ۹۹ھ کو ہوئی علامہ واقدی نے سنہ ۹۷ھ ہی کہا ہے۔ ②

۸} ابوھریرہ رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل، محاسن، محامد، کمالات اور مناقب کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت کیا گیا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں انشاء اللہ ان کے حالات و احوال کا مطالعہ کرنے سے ایمان کو جلا ملے گی اور دینی جذبہ تقویت پکڑے گا اور خدمت دین کے لئے ذہن تیار ہوگا۔

---

① امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲ / ۳۸۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
② امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۱۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۳۵

اس حدیث شریف میں تین چیزوں کا ذکر ہوا کہ اگر ان میں سے کسی ایک پر عمل کیا تو گویا اس شخص نے کفر کیا۔ اس کی وضاحت ضروری ہے۔ وہ ہم کر رہے ہیں، لیجیے مطالعہ فرمائیے۔

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی لکھتے ہیں:

اگر کسی نے ان اعمال کو حلال سمجھ کر کیا اور اس نے حالت حیض میں جماع کرنا، عورت سے غیر فطری مقام سے ملنا اور کاھن سے معلومات لینا ان سب چیزوں کو جائز وحلال جانا تو ایسی صورت میں اس کو کفر ظاہر پر ہی محمول کیا جائے گا اور اگر اس نے ان اعمال کو حلال ودرست سمجھ کر انجام نہ دیا تو ایسی صورت میں گناہ کبیرہ ہوں گے اور مراد اس سے کفران نعمت لی جائے گی۔ اس مقام پر ان اعمال کو کفر قرار دینے کی وجہ سخت تہدید ہے۔ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں یہ کفر نہیں ہے۔ اس کو کفران نعمت پر ہی محمول کیا جائے گا۔ ①

علامہ ابوطیب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ اگر کسی نے مذکورہ چیزوں کی حلت کا اعتقاد کرتے ہوئے ان کو انجام دیا تو کفر لازم آئے گا اور اگر اعتقاد حلّت نہ ہو اور یہ کام انجام پا گئے تو ایسی صورت میں کفر نہ ہوگا اس کو وعید اور زجر وتہدید پر ہی محمول کیا جائے گا ابن مالک نے اس حدیث شریف کو مستحل ومصدق پر ہی قول کیا ہے اور اگر ان اعمال کا انجام دینے والا ان کی حلّت اور تصدیق کا قائل نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کو فاسق قرار دیا جائے گا اور اس مقام پر کفر کا معنی کفران نعمت اللہ لیا جائے گا اس لحاظ سے اس پر افعال کفریہ کا اطلاق ہوگا وہ بھی ان پر جن لوگوں کی عادت ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بن جاتی ہے۔ کاھن کے پاس جانے سے مراد یہ ہے اس کے پاس اس لئے گیا کہ وہ مستقبل کی خبر دے گا یا ان چیزوں کی اطلاع دے گا جو کتاب میں مرقوم ہیں۔ وہ یہ خبرا کاذیب جن اور ملائکہ کے واسطہ سے دے گا جو احوال الارض سے آگاہ ہیں۔ ②

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

معلوم ہونا چاہئے حائض کے ساتھ مباشرت کی اقسام ہیں اور اگر کوئی اس کے حلال ہونے کا اعتقاد بھی رکھے تو ایسی صورت میں کفر ہے۔ اگر کوئی یہ فعل کرے لیکن وہ اس کو حلال نہ سمجھتا ہو تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۶۰ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ ابوطیب سندھی شرح ابوطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۶۰ مطبوعہ کانپور ہند

یعنی اللہ سے معافی مانگنا ہی کافی ہوگا اور یہ عہد بھی کرنا ہوگا کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ کبیرہ گناہ ہے اور ایسا کرنے والے پر کفارہ واجب ہے۔ کفارہ اس طرح ہے ایک دینار (چار ماشے پانچ رتی اور بحساب گرام چار گرام تین سو چوہتر ملی گرام) اگر خون کا رنگ سرخ ہو تو ایک دینار ہوگا نصف دینار اس صورت میں ہوگا جب خون کا رنگ زرد ہو جائے۔ سونے کے سکّے کو دینار کہتے ہیں۔

اگر حیض کا آغاز ہو اور جماع کر لیا تو ایک دینار کفارہ ہوگا اور اگر اختتام تھا تو نصف دینار کفارہ ہوگا۔ (۱)

علماء کی ایک جماعت کا مئوقف یہ ہے کہ یہ جو حدیث شریف میں حائض سے مباشرت پر صدقہ کا ذکر آیا ہے یہ واجب نہیں ہے وہ فرماتے ہیں یہاں مراد حدیث شریف کے لفظ "یَتَصَدَّقُ" سے وجوب نہیں ہے بلکہ وہ اس کو استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ اگر وہ چاہے تو صدقہ کرے اور اگر چاہے تو نہ کرے۔ حضرت حسن (بصری) فرماتے ہیں اس پر بھی وہی کفارہ ہے جو رمضان المبارک میں جماع کرنے پر ہوتا ہے یعنی (روزہ توڑنے پر)

دوسری قسم یہ ہے کہ حائض سے فوق السرہ اور تحت رکبہ فائدہ اٹھانا جائز ہے اسی طرح بوس و کنار، معانقہ، لمس اور اس کے علاوہ اور بھی جائز ہے یہ سب کچھ بالا جماع حلال ہے۔ (۲)

علم کسی بھی عمر میں حاصل کیا جا سکتا ہے:

ہمارے زمانے میں لوگوں کی حالت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ وہ احکامات دین سے آگاہی نہیں رکھتے اور اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے پاس وقت ہی نہیں ہے کہ وہ دین کے مسائل سیکھیں بس یہی سبب بتا کر وہ اپنے آپ کو فارغ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں عدم علم کی بنا پر کوئی بھی قانون کی گرفت سے بچ نہیں سکتا لہٰذا یہ کوئی دلیل نہیں کہ ہمیں ان چیزوں کا علم نہیں اور اگر کہا جائے کہ علم حاصل کرو تو کہا جاتا ہے کہ یہ وہ عمر نہیں۔ یہ بھی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ ہر عمر میں ہی علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال کی عمر میں علم حاصل کرنا شروع کیا تھا پھر ایسے پڑھا کہ عقلیں دھنگ رہ گئیں نہ صرف پڑھا پڑھایا بلکہ وہ علمی ذخیرہ چھوڑ گئے جو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا وہ خود فرماتے ہیں:

چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نہ گشت

عمر عزیز کے چالیس سال بیت گئے مگر ابھی تک مزاج زمانہ طفلی سے نہ نکلا۔ ثابت ہوا کہ علم دین کسی بھی عمر میں حاصل کیا جا سکتا ہے بلکہ کوئی بھی علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ وہ علم دین سیکھے اور

(۱) علامہ امام بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/ ۹۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

(۲) علامہ امام بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/ ۹۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

دوسروں کو سکھائے اسی میں ہماری ترقی کا راز مضمر ہے۔ اگر ہم نے اپنے اکابر کی راہ نہ چھوڑی ہوتی تو آج ہماری یہ حالت نہ ہوتی جواب ہے۔ بہر حال اب پھر مایوس ہونے والی کوئی بات نہیں صرف ضرورت استقامت کی ہے اگر آپ آج بھی استقامت دکھاتے ہیں تو دنیا کی کل نعمتیں تمھارے قدموں میں ہوں گی۔

احادیث مبارکہ کا علم ہر مسلمان کو ہونا چاہئے یہ ان کا خزانہ ہے یہی ان کی متاع ہے اس کی حفاظت ان کے ذمے ہے نیز اس کی نشر واشاعت کا ذمہ بھی اہل ایمان پر ہے، ان کو چاہئے کہ وہ دل لگا کر علم حدیث حاصل کریں اور پوری استطاعت کے ساتھ دوسروں تک پہنچائیں۔

معیارِ عافیت

مجھے نہیں معلوم اہل ایمان واسلام اپنے قانون قرآن وحدیث سے ہٹ کر کوئی اور راہ اپنا کر کیسے کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔ لوگوں کی فلاح کا راز اسی میں ہے کہ وہ سنت مطہرہ کو اپنائے رہیں۔ اگر بالفرض کبھی اس سے روگردانی ہو بھی جائے تو فوراً توبہ کر کے اصل کی طرف لوٹ آنا چاہیے۔ اپنے خالق اپنے مالک سے رجوع کر لینا چاہیے، اسی میں عافیت ہے۔ اسی میں عزّت ہے اور اسی میں عظمت مومن پنہاں ہے۔

(کھلا خط، صفحہ 15)

باب نمبر ۱۰۳

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَفَّارَةِ فِي ذٰلِكَ

حائض عورت کے ساتھ ہمبستری کرنے کا کفارہ

اس باب میں دو حدیثیں آئی ہیں جو بڑی ہی اہم ہیں ان سے آ گاہی بہت ضروری ہے ایک ضروری مسئلہ کو ان میں بیان کیا گیا ہے۔

آ یئے آپ بھی مطالعہ فرمایئے علم وآ گہی میں اضافہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۳۶

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ يَتَصَدَّقُ بِنِصْفِ دِينَارٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص حیض والی عورت کے ساتھ صحبت کرے تو وہ نصف دینار صدقہ دے۔

حدیث نمبر ۱۳۶ کی فنی حیثیت

{تذکرۂ رواۃ}

۱} علی بن حجر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت کر دیا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔

۲} شریک رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۲ کے تحت کر دیا گیا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} خصیف رحمۃ اللہ علیہ:

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام و نسب یوں ہے۔ خصیف بن عبدالرحمن الجزری ابوعون الحضرمی الحرانی الاموی مولاہم۔ خصیف نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی، یہ عطاء، عکرمہ، ابی زبیر، سعید بن جبیر، مجاہد، مقسم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے سفیان، عبدالملک بن جریج، حجاج بن ارطاۃ، اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ان کے بارے میں جرح کے اقوال بھی ہیں اور توثیق کی بھی۔ جناب ابوطالب نے امام احمد کے حوالے سے

ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن معین کہتے ہیں ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں اور ایک مرتبہ یوں بھی فرمایا کہ خصیف ثقہ راوی ہیں۔ امام ابو حاتم نے ان کو صالح کہا البتہ ان کے حافظہ کے حوالے سے کلام کیا۔ امام نسائی نے ایک مرتبہ تو بڑے غصے سے کہا کہ وہ قوی نہیں ہے اور ایک دوسری مرتبہ فرمایا کہ وہ صالح ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں وہ ثقہ راوی ہیں۔ ابن سعد ہی بیان کرتے ہیں ان کی وفات ۱۳۷ھ کو ہوئی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۲۸ھ کو ہوئی۔ ①

۴} مِقسم رحمۃ اللہ علیہ

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ مِقسم بن بجرہ، اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے۔ ابن نجدہ ابو القاسم، اور یوں بھی کہا گیا ہے، ابو العباس مولیٰ عبد اللہ بن حارث بن نوفل اور ایسے بھی کہا جاتا ہے مولیٰ ابن عباس للزومہ لہ مقسم! حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن حارث بن نوفل، سیّدہ حضرت عائشہ، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے میمون بن مہران، حکم بن عتبہ، خصیف اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں مقسم صالح الحدیث ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس کی وجہ سے ان کو قابل اعتماد نہ سمجھا جائے۔ ابن سعد نے ان کو طبقات میں ذکر کرتے ہوئے کہا وہ کثیر الحدیث ہیں مگر ضعیف ہیں۔ ابن شاہین نے ان کا شمار ثقات میں کیا۔ جناب احمد بن صالح مصری نے کہا کہ مقسم ثقہ ثبت ہیں۔ عجیل مکی تابعی کہتے ہیں مقسم ثقہ راوی ہیں، یعقوب بن سفیان اور امام دار قطنی کہتے ہیں مقسم ثقہ راوی ہیں۔

ابن سعد کہتے ہیں اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کی وفات ۱۰۱ھ کو ہوئی۔ ②

۵} ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حالات، احوال، مناقب، محاسن، محامد اور کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۹ کے تحت کر دیا گیا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ ان شاء اللہ ایمان کو جلا ملے گی۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۳/ ۱۲۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۰/ ۲۵۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

حدیث نمبر ۱۳۷

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ أَبِي حَمْزَةَ السُّكَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فَدِينَارٌ وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فَنِصْفُ دِينَارٍ

قَالَ أَبُو عِيسٰى حَدِيثُ الْكَفَّارَةِ فِي إِتْيَانِ الْحَائِضِ قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا وَمَرْفُوعًا.

وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يَسْتَغْفِرُ رَبَّهُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ.

وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ قَوْلِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ بَعْضِ التَّابِعِينَ مِنْهُمْ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبیٔ اکرم تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (اگر کسی شخص نے اپنی حائض زوجہ کے ساتھ جماع کیا) اس خون کا رنگ سرخ ہو تو ایک دینار کفارہ اور اگر اس وقت خون کا رنگ زرد ہو تو پھر آدھا دینار کفارہ ہوگا۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص حائض بیگم سے جماع کرے تو اس کے کفارہ کی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح سے مروی ہے۔

بعض اہل علم کا قول یہ ہے جن میں امام احمد، امام اسحٰق، امام ابن مبارک شامل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کو صرف استغفار کر لینا ہی کافی ہے اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی مثل بعض تابعین عظام سے بھی مروی ہے۔ ان بزرگوں میں سعید بن جبیر اور ابراہیم شامل ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۷ کی فنّی حیثیت

(تذکرہ راویان)

۱} الحسین بن حُرَیث رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ الحسین بن حُریث بن الحسن بن ثابت بن قطبہ الخزاعی مولاھم۔

الحسین بن حُریث! الفضل بن موسیٰ السینانی، فضیل بن عیاض، ابن عیینہ، ابن مبارک اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام ابن ماجہ کے علاوہ باقی تمام محدثین کی ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ الحسین بن حُریث ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبّان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔

سراج کہتے ہیں ان کی وفات حج سے واپسی پر ۲۴۳ھ کو ہوئی۔ ①

۲} الفضل بن موسیٰ رحمہ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے: الفضل بن موسیٰ السینانی ابو عبداللہ المروزی مولیٰ بنی قطیعہ۔

الفضل بن موسیٰ، اسمٰعیل بن خالد، امام اعمش، ہشام بن عروہ، عبید اللہ، عبداللہ ابوحمزہ الشکری اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے اسحٰق بن راھویہ ابراھیم ابن موسیٰ الرازی، ابوعمار، الحسین بن حُریث اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین کہتے ہیں اور اسی طرح ابن سعد بھی کہ الفضل بن موسیٰ ثقہ راوی ہیں۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں الفضل بن موسیٰ صدوق ہیں صلاح ہیں، علی بن خشرم کہتے ہیں میں نے وکیع سے پوچھا الفضل بن موسیٰ کیسا راوی ہے انہوں نے فرمایا میں تو ان کو ثقہ ہی پہچانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ صاحب السنہ ہیں۔ انباری کہتے ہیں ابونعیم ان کو ابن مبارک سے بھی زیادہ مضبوط راوی سمجھتے ہیں۔ امام ابن حبّان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے امام ابن حجر عسقلانی قلت کہہ کر لکھتے ہیں۔ ابورجاء اور حاکم کا کہنا ہے وہ کبیر السن تھے عالی الاسناد تھے اور اپنے زمانے کے ائمہ حدیث کے امام تھے۔ ابن شاہین نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں فضل بن موسیٰ ترمذی ثقہ ہیں۔

① امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۲/۲۸۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

الفضل بن موسیٰ کی وفات:

امام ابن حبان کہتے ہیں الفضل بن موسیٰ کی پیدائش ۱۱۵ھ کو ہوئی اور ان کی وفات ۹۲۔۱۹۰ھ میں ہوئی۔ ①

۳} ابوحمزہ الشکری رحمۃ اللہ علیہ:

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام و نسب یوں ہے۔ محمد بن میمون المروزی ابوحمزہ الشکری۔

ابوحمزہ الشکری! ابواسحٰق السبیعی، زیاد بن علاقہ، عبدالملک بن عمیر، امام اعمش عبدالکریم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ابن مبارک، الفضل بن موسیٰ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

جناب دوری بیان کرتے ہیں یہ ثقات الناس ہیں یہ شکر کا کاروبار نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے کلام میں حلاوت تھی اس وجہ سے ان کو شکری کہتے ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابوحمزہ شکری ثقہ راوی ہیں۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ابوحمزہ کی اتباع کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ حسین بن واقد، ابوحمزہ اور عباس بن مصعب یہ سب لوگ مستجاب الدعوۃ تھے۔

ابوحمزہ کی وفات:

ابن ابی رزمہ کہتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے مورخین کا کہنا یہ ہے کہ ابوحمزہ شکری کی وفات ۱۶۶ھ کو ہوئی۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ کو ہوئی۔ ②

۴} عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ان کا پورا نام و نسب اس طرح ہے۔ عبدالکریم بن مالک الجزری ابوسعید الحرانی۔

یہ بنوامیہ کے غلام تھے۔ یہ خصیف کے چچازاد تھے ان کو خضرمی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ خضرمی سے حا یا خا کی زبر کے ساتھ ہے اس سے مراد یمامہ کی ایک بستی ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی۔ عبد الکریم بن مالک، عطا، عکرمہ، سعید بن مسیّب، سعید بن جبیر، مقسم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ایوب سختیانی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ امام احمد ان کو ثقہ ثبت قرار دیتے ہیں یہ خصیف سے زیادہ

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۲۵۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹ / ۴۲۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

مضبوط راوی ہیں اور صاحب السنہ ہیں۔ معاویہ بن صالح یحییٰ بن معین کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں عبد الکریم ثقہ ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں عبد الکریم ثقہ کثیر الحدیث ہے۔ ابن عمار، ابوزرعہ، ابوحاتم، عجلی اور ایک جماعت کہتی ہے کہ عبد الکریم ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ نے جو ان کو ثقہ قرار دیا ہے تو انہوں نے اکابر سے ان کی توثیق لی ہے۔ امام دارقطنی کہتے ہیں عبد الکریم ثقہ ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے قُلت کہہ کر لکھا ہے۔ ابن عبد البر کا کہنا ہے کہ عبد الکریم ثقہ مامؤن کثیر الحدیث ہیں۔

عبد الکریم کی وفات:

ابن سعد اور بہت مؤرخین کہتے ہیں عبد الکریم کی وفات ۱۲۷ھ کو ہوئی۔ ①

۵} مِقسم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳۶ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۶} ابن عبّاس رضی اللہ عنہما:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۹ کے تحت ہو چکا ہے آپ ضرور وہاں سے ان کے مناقب، محاسن، محامد، فضائل اور کمالات کے بارے میں پڑھ لیں ان شاء اللہ تسکین قلب نصیب ہوگی۔

شرح حدیث نمبر ۱۳۶، ۱۳۷

ان دونوں احادیث کی شرح وہی ہے جو حدیث نمبر ۱۳۵ کے تحت لکھ دی گئی ہے۔ وہاں سے پڑھ لیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۶/۳۳۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

معیارِ مشاورت

ہاں ایسا بھی ہوتا ہے آپ غور فرمائیں۔کجی کہاں رہ گئی، کیا آپ نے چلنے سے پہلے منزل کا تعین کر لیا تھا؟ کیا آپ نے قدم اٹھانے سے قبل اپنی سمت کو درست کر لیا تھا؟ آپ کی سوچ اور فکر کے زاویے درست جانب آ گئے تھے۔اصلاً ساری صورت حال بگڑی ہی اس وجہ سے ہے کہ آپ نے تعین منزل کے بغیر دوڑنا شروع کر دیا۔عقل و دانش کس شئے کا نام ہے اور فقط جوش کسے کہتے ہیں۔اگر ان دونوں چیزوں کا صحیح تعین ہو جائے تو زندگی کی بہت ساری مشکلات کا خاتمہ ممکن ہے۔ فیصلے جذباتی ہو کر نہیں کرنے چاہیں بلکہ فیصلے ٹھنڈے دل و دماغ سے کرنے چاہئیں۔اصل میں ایک نوجوان جب عالم شباب میں قدم رکھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بہت تیز طرّار اور عقل مند سمجھتا ہے اور دوسروں کے بارے میں اس کی رائے کچھ اس طرح کی ہوتی ہے کہ شاید ان کو اس کی نسبت بہت کم سمجھ بوجھ ہے۔حالانکہ یہی وہ نقص ہے جس کی وجہ سے وہ نوجوان درست سمت فیصلے نہیں کر پاتا اور غلط فیصلوں کی وجہ سے، پریشانی کی وادی میں داخل ہو جاتا ہے۔پریشانیوں سے بچنے کا حل فقط یہ ہے کہ ہر نوجوان اپنی زندگی کے اہم فیصلوں میں اپنے بزرگوں خصوصاً والدین اور علماء سے مشاورت کرے۔اللہ تعالیٰ کے نیک بندے آج بھی کسی لالچ کے بغیر لوگوں کی صحیح سمت رہنمائی کرتے ہیں۔

(کھلا خط، صفحہ 16)

باب نمبر ۱۰۴

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ مِنَ الثَّوْبِ.

کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اس کو دھونا

اس باب کے تحت ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو اہلِ ایمان کے لئے اسلامی زندگی گذارنے کی ایک بہترین سبیل ہے۔ ان مسائل سے آگاہ رہنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے ضروری ہے۔ نفاس کی مدت کتنی ہے؟ اس کی وضاحت اس حدیث مبارک میں کی گئی ہے۔

آیئے! آپ بھی مطالعہ فرمایئے اور راحت پایئے۔

حدیث نمبر ۱۳۸

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَنِ الثَّوْبِ يُصِيبُهُ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ رُشِّيهِ وَصَلِّي فِيهِ

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ

قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ أَسْمَاءَ فِي غَسْلِ الدَّمِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الدَّمِ يَكُونُ عَلَى الثَّوْبِ فَيُصَلِّي فِيهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهُ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ إِذَا كَانَ الدَّمُ مِقْدَارَ الدِّرْهَمِ فَلَمْ يَغْسِلْهُ وَصَلَّى فِيهِ أَعَادَ الصَّلَاةَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ الدَّمُ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ أَعَادَ الصَّلَاةَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَلَمْ يُوجِبْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ عَلَيْهِ الْإِعَادَةَ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يَجِبُ عَلَيْهِ الْغَسْلُ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَشَدَّدَ فِي ذَلِكَ

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں ایک عورت نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سوال کیا اگر کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو؟ اس سوال کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کھرچو پھر اپنی انگلیوں کے ساتھ پانی ڈال کر ملو اس کے بعد اس پر مزید پانی بہا دو اور اسی کپڑے میں نماز پڑھو۔

اس باب میں حضرت ابوہریرہ اور امّ قیس بنت المحصن سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ

ترمذی فرماتے ہیں خون کے دھونے کے مسئلہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا والی حدیث حسن صحیح ہے۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے اگر کپڑے پر خون لگ جائے تو اس کو دھوئے بغیر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تابعین سے بعض اہل علم کہتے ہیں اگر خون کی مقدار درہم تک ہو اور اس کو دھوئے بغیر ہی نماز پڑھ لی تو نماز واجب الاعادہ ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر اثر خون ایک درہم سے مقدار میں بڑھ جائے تو نماز کا اعادہ لازم ہے یہ قول امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک کا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں اور ان کا تعلق تابعین سے ہے اور ان کے علاوہ علماء بھی یہی فرماتے ہیں نماز کا اعادہ اسی صورت میں کیا جائے گا اگر خون کی مقدار درہم سے بڑھ جائے۔ یہ قول امام احمد اور امام اسحٰق کا بھی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دھونا واجب ہے اگرچہ خون کی مقدار درہم سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ اس مسئلہ میں یہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کی شدت ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۸ کی فنّی حیثیت

{تذکرۂ روایان}

۱} ابن ابی عمر رحمۃ اللہ علیہ

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۳} ھشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} فاطمہ بنت المنذر رحمۃ اللہ علیہا:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ فاطمہ بنت المنذر بن الزبیر بن العوام الاسدیہ۔

فاطمہ بنت المنذر، ہشام بن عروہ کی زوجہ ہیں۔ یہ اپنی دادی جان حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے، امّ سلمہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے اور عمرۃ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کرتی ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کے شوہر

ہشام بن عروہ، محمد بن سوقہ وغیرھم روایت کرتے ہیں۔

جناب عجیلی کہتے ہیں فاطمہ بنت المنذر مَدَنیہ تابعیہ ثقہ ہیں، ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت المنذر مجھ سے تیرہ ۱۳ سال بڑی تھی ان کی پیدائش ۴۸ھ کو ہوئی تھی۔ امام ابن حجر عسقلانی قلت کہہ کر لکھتے ہیں۔ امام ابن حبّان نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔ (۱)

۵} حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما:

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما بڑی جلیل القدر صحابیہ ہیں۔ نبیٔ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی سسٹر اِن لا (Sister in law) یعنی سالی ہیں۔ بڑی بہادر بی بی تھیں قدیم الاسلام ہیں۔ بڑی بڑی جنگوں میں شامل ہوئیں اور خدمات سرانجام دیں۔

شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ اسماء بنت ابی بکر الصدیق، زبیر بن العوام کی زوجہ ہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر، ان کے پڑپوتے عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر اور ان کے چچا عباد بن عبداللہ بن عبداللہ بن عروہ بن الزبیر فاطمہ بنت منذر اور ایک جماعت روایت کرتی ہے ان کو ذات النطاقین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسود بن سفیان نے ابی نوفل بن ابی عقرب کے واسطہ سے بیان کیا ہے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے حجاج (بن یوسف) سے کہا میرا بیٹا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کیسا سردار ہے) اس پر اس بدبخت نے سیّدہ کو کچھ ایسی باتیں کہیں جن کو بیان کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں بہرحال اتنا ضرور کہوں گا کہ اپنی زبان کو ہمیشہ کنٹرول میں رکھنا چاہئے)

ہشام بن عروہ اپنے والد گرامی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق کی عمر سو برس ہوگئی تھی اور ان کے سارے دانت سلامت تھے اور عقل میں بھی کوئی خلل نہ آیا تھا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت اسماء قدیم الاسلام ہیں۔ صرف چند لوگوں نے ابھی اسلام قبول کیا تھا جب وہ ایمان لائیں۔ انہوں نے مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت کی مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا ان کا نام عبداللہ بن اسماء یعنی عبداللہ بن زبیر ہی تھا رضی اللہ عنہم۔ ان کا انتقال حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد مکہ مکرمہ میں ہوا۔ دس یا بیس دن شہادت کو گذرے تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی وفات جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کو ہوئی۔ (۲)

---

(۱) امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲/۴۷۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

(۲) امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲/۴۲۶ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۳۸

اسلام ہی وہ مقدس دین ہے جو ساری انسانیت کا سب سے بڑا ہمدرد ہے۔روئے زمین پر اسلام سے زیادہ انسانوں کا ہمدرد کوئی مذہب نہیں۔اس دین نے زندگی گزارنے کا انتہائی محتاط اور محفوظ طریقہ بتایا ہے۔اس کے قانون ازلی ابدی ہیں ان پر عمل کرنے میں ساری انسانیت کا بھلا ہے۔اسلام نے زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس کے لئے کامل ہدایات عطا نہ فرمائیں ہوں۔

حکم کے اعتبار سے یہ حدیث مرفوع کے درجہ میں ہے:

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔نبیٔ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کا تذکرہ ہوا ہے یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کَانَتْ اِحْدَنَا ان کلمات کو رسول اللہ کی ازواج مطہرات پر ہی محمول کیا جائے گا کہ اگر ظاہری، زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جاتا تو وہ کیا کرتیں؟ اس لحاظ سے یہ حدیث شریف اپنے حکم کے اعتبار سے حدیثِ مرفوع کے درجہ میں ہے۔اس بات کی تائید حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا والی حدیث سے بھی ہوتی ہے جو اس سے پہلے زیر بحث آ چکی ہے۔علامہ ابن بطال کہتے ہیں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا دراصل حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی وضاحت ہے۔اور حدیث اسماء رضی اللہ عنہا میں وارد ہوا ہے اس نُضح سے مُراد غسل ہے رہا حضرت عائشہ کا قول تو اس سے مُراد یہ ہے کہ وسوسہ دور ہو جائے انہوں نے اس لئے سارا کپڑا ہی دھونے کا حکم دیا ایک حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ اثر حیض والے کپڑے کا بعض حصّہ نہ دھویا جائے اور یہ جو آیا ہے کہ پھر نماز پڑھا انہی کپڑوں میں تو یہ اس جانب اشارہ ہے نجس کپڑے میں نماز پڑھنا منع ہے۔یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ اپنی انگلیوں کے ساتھ مل کر صاف کرو تو مراد یہ ہے کہ پانی ڈال کر اپنی انگلیوں اور ناخنوں کے ساتھ رگڑ کر صاف کرو۔[1]

اپنی انگلیوں اور ناخنوں سے اثرِ حیض کو رگڑ کر صاف کیا جائے یہ ملنا بھی پانی ہی کے ساتھ ہو اور خوب ملنے کے بعد مزید پانی بہایا جائے۔اس طرح خوب طہارت ہو جائے گی۔

---

[1] امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/ ۴۰۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

درسِ حدیث

ہم خوش بخت ہیں کہ ہمیں اسلام جیسا دین ملا، امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ التحیۃ ولثناء جیسے رسول میسّر آئے۔ جن کی عزّت وعظمت کے جھنڈے زمین وآسمان پر لہرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک مسلمان کو زندگی گزارنے کے لئے قدم قدم پر رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے اس طرح کی رہنمائی صرف اور صرف اسلام ہی کرتا ہے وہ اپنے ماننے والوں کو کسی میدان میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا بلکہ ہر مقام پر رہنمائی فرماتا ہے۔ سرورِ دو عالم نورِ مجسّم ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہدایات دی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

> حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنھما بیان کرتی ہیں ایک عورت نے نبیٔ کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سوال کیا اگر کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو؟ اس سوال کے جواب میں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: پھر اپنی انگلیوں کے ساتھ ملو پانی ڈال کر اس کے بعد اس پر مزید پانی بہا دو اور اسی کپڑے میں نماز پڑھو۔ (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۳۸)

علماء کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ اگر خون کی مقدار ایک درہم کے برابر ہے اور اس کو دھوئے بغیر ہی نماز پڑھ لی تو نماز واجب الاعادہ ہے اسی طرح بعض علماء کرام فرماتے ہیں اگر خون کی مقدار درہم سے بڑھ جائے تو نماز واجب الاعادہ ہوگی یہ قول امام سفیان ثوری اور امام عبد اللہ بن مبارک کا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دھونا واجب ہے اگرچہ خون کی مقدار درہم سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ اس مسئلہ میں یہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کی شدت ہے۔

احادیث مبارکہ کا مطالعہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ اُن اُن مسائل کا علم ہوتا جو یقیناً ایک مسلمان کی عملی زندگی میں لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں ان مسائل کا علم ہونا ضروری ہے تاکہ عملی زندگی میں آسانی پیدا ہو اور ہمیں معلوم ہو کس مرحلے پر کیا کرنا ہے۔ آیئے ہم بھی درسِ حدیث شریف کا اہتمام کریں تاکہ اسلامی زندگی گزارنے کا سلیقہ آئے اور دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل ہو اللہ تعالیٰ توفیقِ عمل عطا فرمائے۔ امین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب نمبر ۱۰۵

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تَمْكُثُ النُّفَسَاءُ

نفاس کی مدت کتنی ہے

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے جو اپنی افادیت کے اعتبار سے بڑی ہی اہم حدیث شریف ہے۔ ایک انتہائی ضروری مسئلہ اس میں بیان فرمایا گیا ہے جو ہر گھر کی ضرورت ہے لہٰذا اس کو بغور پڑھ لینا چاہیے تاکہ تمام اہلِ ایمان کو اسلامی زندگی گزارنے کا سلیقہ آ جائے۔

آیئے! آپ بھی مطالعہ فرمایئے ان شاء اللہ آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دل راحت پائے گا۔

حدیث نمبر ۱۳۹

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو بَدْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الْأَزْدِيَّةِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فَكُنَّا نَطْلِي وُجُوهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلَفِ قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الْأَزْدِيَّةِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَاسْمُ أَبِي سَهْلٍ كَثِيرُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى ثِقَةٌ وَأَبُو سَهْلٍ ثِقَةٌ. وَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ.

وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَى أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ.

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ وَيُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ خَمْسِينَ يَوْمًا إِذَا لَمْ تَطْهُرْ وَيُرْوٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَالشَّعْبِيِّ سِتِّينَ يَوْمًا.

حضرت امّ سلمہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتیں نفاس کے چالیس دن گزارتی تھیں۔ ہم اپنے چہرے کے دھبے چھائیاں صاف کرنے کے لئے ورس نامی خوشبودار گھاس ملتی تھیں۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو صرف ابی سہل، مُسّہ ازدیہ کے حوالے

سے سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے پہچانتے ہیں جہاں تک ابی سہل کے نام کا تعلق ہے ''کثیر بن زیاد'' ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علی بن عبد الاعلی ثقہ ہیں اور ابو سہل بھی ثقہ ہیں۔ امام بخاری بھی اس حدیث کو صرف سہل ہی کے واسطہ سے جانتے ہیں۔

صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد والے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نفاس والی عورت چالیس دن تک نماز چھوڑ دے ہاں اگر وہ خود کو طاہرہ محسوس کرے اگرچہ ابھی چالیس دن پورے نہ بھی ہوئے ہوں تو اس صورت میں وہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔ اگر چالیس دن کے بعد بھی وہ اثر نفاس دیکھے تو اب نماز نہ چھوڑے اکثر علماء یہی کہتے ہیں۔ یہی اکثر فقہاء کا قول ہے۔

اسی طرح امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحٰق رضی اللہ عنہم کا نقطۂ نظر بھی یہی ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نفاس والی عورت اپنے آپ کو طاہرہ محسوس نہ کرے تو پچاس دن تک نماز چھوڑ سکتی ہے۔ اسی طرح عطاء بن ابی رباح اور شعبی سے یوں منقول ہے کہ اگر نفاس والی عورت اپنے آپ کو طاہرہ محسوس نہ کرے تو وہ ساٹھ ۶۰ دن تک نماز چھوڑ سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۹ کی فنّی حیثیت

{تذکرۂ روایان}

۱} نصر بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} شجاع بن الولید ابو بدر رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے: شجاع بن ولید بن قیس السکونی ابو بدر الکوفی۔

شجاع بن الولید! امام اعمش، موسیٰ بن عقبہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے بقیہ بن الولید، احمد، اسحٰق، یحییٰ بن ولید، نصر بن علی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

مروزی کہتے ہیں میں نے امام احمد سے پوچھا کہ شجاع بن ولید ثقہ ہے تو انہوں نے جواب دیا میں پر امید ہوں کہ وہ صدوق ہیں۔ جناب حنبل بیان کرتے ہیں ابو عبد اللہ نے بیان کیا کہ ابو بدر شیخ ہیں، صالح ہیں اور صدوق ہیں،

ہم ان سے روایت کرتے ہیں یعنی لکھتے ہیں۔ ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں کہ ابن معین بیان فرماتے ہیں شجاع بن ابوولید ثقہ ہیں۔ عجیل کہتے ہیں کوفی ثقہ ہیں یعنی شجاع ثقہ ہیں اوران کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قلت کہہ کر لکھتے ہیں۔ ابوزرعہ کہتے ہیں شجاع کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ابن خلفون نے ابن نمیر سے ان کی توثیق نقل کی ہے۔

شجاع بن الولید کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں شجاع بن الولید کی وفات ۲۰۴ھ کو ماہِ رمضان المبارک میں ہوئی۔ احمد کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۲۰۵ھ کو ہوئی۔ ①

۳} علی بن عبد الاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ علی بن عبد الاعلیٰ بن عامر الثعلبی ابوالحسن الکوفی الاحول۔

علی بن عبد الاعلیٰ اپنے والد گرامی، ابی سہل، کثیر بن زیاد، ابونعمان، جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ابراہیم بن طہمان، منصور بن وردان، حکام بن سلم رازی، ھشیم، زھیر بن معاویہ، ابوبدر شجاع بن الولید وغیرھم روایت کرتے ہیں۔

امام احمد اور امام نسائی فرماتے ہیں اس کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں یہ قوی راوی نہیں ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں چونکہ امام ترمذی نے اس سے حدیث لی ہے لہٰذا یہ ثقہ راوی ہیں۔ امام ترمذی نے ان کی توثیق کی ہے۔ امام دارقطنی نے علل میں ذکر کیا کہ یہ قوی نہیں ہیں۔ ②

۴} ابی سہل یعنی کثیر بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کے حالات واحوال تلاش کرنے میں بہت وقت صرف ہوا تہذیب التہذیب میں اس نام کے بہت سے راوی ہیں بہرحال ان کے حالات مل ہی گئے۔ آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ابی سہل کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ کثیر بن زیاد ابوسہل البرقی، الازدی العتکی البصری مقیم بلخ۔

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۶ / ۲۷۵ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ / ۳۱۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

ابوسہل! الحسن، عمرو بن عثمان بن یعلیٰ بن مرّہ، ابی سمّیہ، ابی العالیہ، توبہ العنبری، مُسّہ سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے حماد بن زید، سلام بن مسکین، جعفر بن سلیمان، عبداللہ بن شوذب، علی بن عبدالاعلیٰ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن معین کہتے ہیں ابوسہل ثقہ راوی ہیں، امام ابوحاتم کا کہنا یہ ہے کہ ابی سہل ثقہ ہیں اور اکابر اصحاب الحسن میں سے ایک ہیں۔ ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں یہ بصری ہیں پھر خراسان چلے گئے تھے۔ امام نسائی فرماتے ہیں ابی سہل ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقات راویوں میں کیا ہے ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قُلْتُ کہہ کر ان پر کچھ جرح کی ہے۔ ان کی غفلت اور خطا کا ذکر کیا ہے پھر ان کو ضعفا میں ذکر کر دیا نیز یہ بھی کہا وہ الحسن سے جو روایت کرتے ہیں اور اہل عراق کے حوالہ سے ہو تو اس میں الٹ پلٹ کر دیتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کچھ خصوصیات بیان کرتے ہوئے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ [1]

۵} مسّہ الازدیہ رحمۃ اللہ علیہا:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ مُسّہ الازدیہ کا پورا نام ونسب یوں ہے: مُسّہ الازدیہ اُمّ بسّہ۔ مُسّہ الازدیہ امّ سلمہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں ان کی یہ روایت مسئلہ نفاس کے حوالے سے ہے کہ نفاس کی مدت کتنی ہے۔ اسی طرح ان سے ابوسہل کثیر بن زیاد روایت کرتے ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں۔ خطابی نے اور امام ابن حبان نے ذکر کیا ہے کہ حکم بن عقبہ بھی مُسّہ الازدیہ سے ایسے ہی روایت کرتے ہیں۔ [2]

۶} امّ سلمہ یعنی امّ المؤمنین سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا:

ان کے مناقب، محاسن، محامد، کمالات اور خدمات دینیہ کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۰۵ کے تحت کر دیا گیا ہے آپ ضرور وہاں سے پڑھ لیں۔ ایمان کو جلا ملے گی۔ راہِ حق میں استقامت نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں درپیش صعوبتوں کو برداشت کرنے کا ملکہ پیدا ہوگا۔ یہ بھی پتہ چلے گا کہ صحابہ کرام اور صحابیات نے اس راہ میں کتنی مشکلات اٹھائی ہیں۔ تب جا کر کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

---

[1] امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸/ ۳۰۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

[2] امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲/ ۴۷۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۳۹

میں دل وجان سے قربان اس مُحسنِ انسانیّت کے مبارک نام پر جس نے ساری دنیا کے انسانوں کے حقوق بیان فرمائے اور تڑپتی، بلکتی، سسکتی، سِسکتی، اور مرتی انسانیت کو حیات جاوداں عطا کردی۔ قسم بخدا اگر آج بھی مسلمان عملی زندگی میں اپنے آقا مولیٰ علیہ السلام کے فرامین اقدس پر عمل پیرا ہوجائیں تو ان کو وہ راحتیں میسّر آئیں جن کا انہوں نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہو۔ بس ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم جس نظامِ زندگی پر ایمان لائے ہیں اس کو بطور نظام حیات مان کر اس پر عمل پیرا ہوں گے اگر عمل پیرا ہو گئے تو مُژدہ ہو اور اگر عملاً ہم ایسا نہیں کر سکے تو اب عمل کی طرف آ جانا چاہئے اسی میں ہمارا بھلا ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس نے زندگی کے تمام شعبوں میں کامل ہدایات دی ہیں۔ ایک عورت کے ہاں جب بچّہ پیدا ہوتا ہے تو وہ کتنے دن نماز چھوڑے اور کب سے نماز پڑھنے کا آغاز کرے اس مسئلہ میں حدیث شریف میں کیا آیا ہے۔

علّامہ سراج احمد حنفی سرہندی لکھتے ہیں:

اس بات پر اہل علم، رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام اور ان کے بعد والے علماء کا اجماع ہے کہ نفاسہ عورت چالیس دن تک نماز چھوڑے اور اگر وہ اس سے پہلے یعنی چالیس دنوں سے پہلے ہی اپنے آپ کو طاہرہ محسوس کرے تو غسل کر کے نماز پڑھنے کا آغاز کر دے اور اگر وہ چالیس دن کے بعد بھی نفاس کے خون کا اثر دیکھے تو اب نماز ترک نہ کرے اکثر اہلِ علم کا نقطۂ نظر یہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے وہ اس کو اب استحاضہ مانتے ہیں۔ (استحاضہ کی شرح ہم پہلے کر آئے ہیں)۔ اکثر فقہا کا یہی قول ہے۔ اسی طرح امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام اسحٰق رضی اللہ عنہم کا مؤقف ہے۔ یہی مذہب ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدّت چالیس دن ہے چنانچہ انہوں نے اس کو حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت عائشہ، حضرت امّ حبیبہ، حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہم کی احادیث کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک نفاس کی کم از کم مدّت کوئی نہیں۔ ان کے اصحاب کو بھی ظاہر روایت ہی سے اتفاق ہے۔ ظہیریہ میں امام ابویوسف رحمہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کم از کم مدّت نفاس گیارہ دن ہے ہاں ایک روایت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی ملتی ہے اس کے مطابق نفاس کی کم از کم مدّت پچیس دن ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر نفاس والی عورت اپنے آپ کو طاہرہ

محسوس نہ کرے تو پچاس دن تک نماز چھوڑ دے۔ ان کے نزدیک نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت پچاس دن ہے۔
حضرت عطا بن ابی رباح اور حضرت شعبی رحمہ اللہ علیہما سے یوں منقول ہے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ساٹھ دن ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی ساٹھ دن ہی زیادہ سے زیادہ مدت نفاس ہے۔ اسی طرح سعد بن لیث کے ہاں ستر روز ہے اس مسئلہ میں اختلاف آئمہ مذکور ہوا ہے۔[1]

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۶۵ مطبوعہ کانپور ہند

معیار اعتراف

بعض لوگ اپنی غلطیاں کوتاہیاں ماننے کو تیار ہی نہیں ہوتے، اپنی غلط روش پر ماتم کرنے کی بجائے۔ اپنے عمل غیر صالح پر پشیمان ہونے کی بجائے۔ سب کچھ کالے جادو کے حوالے کر دیتے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ ایسے لوگوں کے خدشات کے پیش نظر حساب لگا کر دیکھا ہے قطعاً کوئی جادو کا اثر نہیں ہوتا اور لوگ ڈھنڈورا پیٹے جا رہے ہوتے ہیں، جادو کر دیا، کسی نے سارا کام خراب کر دیا کسی نے کالا جادو کر کے۔ اس مرض کا علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر یقین کامل کی طرف توجہ دلائی جائے اور ان کو باور کرایا جائے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و اختیار میں ہے وہ جیسے چاہے کرے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہو تو اس کے حضور اس کے پیارے محبوب دانائے کل غیوب عالم ما کان و ما یکون حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا جائے۔ اس سے سب خیر ہو جائے گی۔

بعض لوگوں نے تو آج کل کے نوجوانوں کے احوال کا جائزہ لینے کے بعد اس طرح کی کاروائیوں مثلاً ہر کسی کو کہہ دینا کہ تمہارا کام خراب کیا گیا ہے۔ کالے جادو سے، بس اتنا کہنا ہوتا ہے، لوگ بیچارے کالے جادو کے توڑ کے لیے سر توڑ کوشش شروع کر دیتے ہیں اور منہ مانگے پیسے دینے کو تیار ہو جاتے ہیں، اور دوکانداروں کی موجیں ہی موجیں ہیں۔ ہاں سن لیجیے اس قسم کا حساب لگوانے کے لیے بھی صرف اور صرف مستند عالم دین ہی کے پاس جانا چاہیے جو خود قرآن و حدیث نہیں جانتا وہ دوسرے کو کیا نفع دے گا۔

(کھلا خط، صفحہ 20،19)

باب نمبر ۱۰۶

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ.

کئی ازواج پر دورہ کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرنا

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس مسئلہ کا حل ملنا ایک ضروری امر ہے۔ اسلامی زندگی گزارنے کے لئے ان مبارک فرامین کا علم ہونا ضروری ہے۔

آیئے! آپ بھی اس مبارک حدیث کا مطالعہ فرمایئے اسلامی زندگی گزارنے میں آسانی ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۴۰

حَدَّثَنَا بُنْدَارُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلٰى نِسَائِهِ فِيْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ. قَالَ أَبُو عِيْسٰى حَدِيْثُ أَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلٰى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ أَنْ لَّا بَأْسَ أَنْ يَّعُوْدَ قَبْلَ أَنْ يَّتَوَضَّأَ وَقَدْ رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ هٰذَا عَنْ سُفْيَانَ فَقَالَ عَنْ أَبِيْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبُو عُرْوَةَ هُوَ مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ وَأَبُو الْخَطَّابِ قَتَادَةُ بْنُ دِعَامَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج مطہرات پر دورہ فرمانے (جماع کرنے) کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل فرماتے تھے۔

اس باب میں ابورافع سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ والی حدیث صحیح ہے۔ بہت سارے علماء کا یہی قول ہے ان علماء میں سے ایک حضرت حسن بصری بھی ہیں۔ اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص وضو کئے بغیر ہی اپنی بیوی کے پاس دوبارہ چلا جائے یہ محمد بن یوسف سے مروی ہے اور اسی طرح سفیان کے واسطہ سے بھی آیا ہے وہ کہتے ہیں ابی عروہ، ابی الخطاب، انس، ابوعروہ وہ معمر بن راشد ہے اور ابوالخطاب، قتادہ بن دِعامۃ ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۰ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ روایان}

۱} بُندار رحمۃ اللہ علیہ یعنی محمد بن بشّار

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۲} ابواحمد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۹۰ میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} سفیان رحمہ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرما لیں۔

۴} مَعْمَرْ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۵ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۵} قتادہ رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل، کمالات، محاسن، محامد اور مناقب کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۹ کے تحت ہو چکا ہے۔ آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں ان شاء اللہ ایمان کو جلا ملے گی۔

۶} اَنَس رضی اللہ عنہ یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہما:

ان کے فضائل کمالات، محاسن، محامد، مناقب اور خدمات دین کا تذکرہ حدیث نمبر ۵ کے تحت ہو چکا ہے۔ آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ ان پر عنایات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضرور پڑھیں محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل میں موجزن ہوگی۔

شرح حدیث نمبر ۱۴۰

اس میں کوئی شک نہیں ساری انسانیت میں سب سے بلند و بالا مقام و مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ کو ربّ کائنات نے بے پناہ فضائل و محاسن سے نوازا ہے۔ آپ کی مثل ساری کائنات میں نہیں، آپ کو جو طاقت وقوت عطا فرمائی گئی وہ بھی اپنی مثل آپ ہے۔ سارے انسانوں میں سے سب سے زیادہ طیّب وطاہر آپ ہی کی ذات بابرکات ہے آپ خلقِ خدا کے لئے رحمت ہی رحمت ہیں۔ آپ کے ایک ایک عمل میں ہمارے لئے آسانیاں ہی آسانیاں ہیں، راحتیں ہی راحتیں ہیں مسرّتیں ہی مسرّتیں ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ایسی ایسی برکتیں پوشیدہ ہیں کہ عقل انسان دھنگ رہ جاتی ہے۔ سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہر عمل امت کے لئے مبارک ہے۔

کئی مرتبہ جماع کرنے کے بعد صرف ایک ہی غسل کرنا:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اس مقام پر باب کی مناسبت سے مراد جماع ہی ہے۔ اگر ایک بیوی سے جماع کیا جائے دوسری سے جماع کرنے کے لئے غسل کرنا واجب نہیں ہے۔ ہاں غسل کے مستحب ہونے کی ایک حدیث ملتی ہے جس کو امام ابوداؤد اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما نے وارد کیا ہے ابورافع بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے ساتھ جماع فرماتے تو الگ الگ غسل فرماتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک ہی غسل کرلیا جائے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس میں زیادہ پاکیزگی ہے اور یہ اطیّب واطہر ہے۔ دوسری مرتبہ جماع کرنے کے درمیان وضو کرنے میں اختلاف ہے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وضو کرنا مستحب بھی نہیں اور جمہور کا کہنا یہ ہے کہ مستحب ہے۔ ابن حبیب مالکی کہتے ہیں اور اسی طرح اہل ظاہر کا بھی موقف یہی ہے کہ وضو کرنا واجب ہے۔ انہوں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ والی حدیث کو حجّت بنایا ہے۔ جس میں ہے کہ رسول اکرم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے جو کوئی بھی اپنی اہلیہ کے پاس جائے اور پھر جانے کا ارادہ کرے۔ ان دونوں (جماع) کے درمیان وضو کرے۔ امام مسلم نے طریق ابوحفص سے عاصم اور ابومتوکل کے واسطہ سے حدیث وارد کی ہے اس میں ابن خزیمہ نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث شریف میں ذکر ہونے والے وضو کو لغوی وضو پر محمول کیا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ یہاں مُراد شرمگاہ کا دھونا ہے۔ پھر ابن خزیمہ ہی نے اس کے مخالف بھی حدیث بیان کی اس میں ہے کہ وضو اسی طرز کا کیا جائے جس طرح نماز کے لئے کیا

جاتا ہے۔ اس میں اشارہ ان کا اسحٰق بن راھویہ کی طرف ہے ابن منذر سے یہ نقل کیا گیا ہے۔ ضروری صرف اتنا ہی ہے کہ اپنی شرمگاہ کو دھولیا جائے اگر کوئی دوبارہ جماع کا ارادہ کرلے تو اس کے بعد ابن خزیمہ نے اسی حدیث شریف سے یہ استدلال کیا ہے کہ اس مقام پر وضو کرنا مندوب (پسندیدہ) ہے واجب نہیں ہے۔ ایک حدیث مبارک میں بھی اس طرح مذکور ہے۔ اس سے بھی اس کے واجب نہ ہونے پر ہی استدلال کیا گیا ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو دلیل بنایا ہے۔ انہوں نے بطریق موسیٰ بن عقبہ ابو اسحٰق، اسود، پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جماع کرتے اور پھر اسی کا ارادہ فرماتے تو وضو نہ فرماتے۔ ①

ایک وقت میں امام الانبیاء وعلیہ السلام کی نو ۹ ازواج حیات تھیں:

اس موضوع پر وارد ہونے والی احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرنے کے بعد فہم فقیر میں یہی آیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنی زوجہ کے پاس جائے اور اس کے بعد پھر جانے کا ارادہ کرے تو، یا ایک زوجہ سے جماع کرنے کے بعد دوسری سے بھی جماع کرنا چاہے تو دونوں مرتبہ ہی اس عمل سے گذر جائے اور پھر ایک مرتبہ ہی غسل کرے تو ایسا کرنا درست ہے۔ یہی مُراد اس حدیث کی ہے جس کی شرح لکھی جارہی ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جو ایک مسلمان کو عملی زندگی میں پیش آتے ہیں اور وہ ان کا حل چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے پیارے محبوب دانائے کل غیوب علیہ السلام کے واسطہ سے ان تمام مسائل کا حل عطا فرمایا ہوا ہے۔ فَيَطُوْفُ میں بھی کنایہ جماع کی طرف ہے۔ ایک ہی رات میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام ازواج مطہرات پر دورہ فرماتے اور پھر صبح کو ایک ہی مرتبہ غسل فرمالیتے تھے۔ ایک وقت میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نو ۹ ازواج موجود تھیں۔ آپ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تھا تو آپ نے جواباً فرمایا تھا کہ مجھے تیس مردوں کی قوت عطا ہوئی ہے۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے ثلاثین کی بجائے اربعین بھی مذکور ہوا ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں آیا ہے ایک جنّتی مرد کو کھانے پینے اور جماع وشہوت میں ایک سو ۱۰۰ مرد کی قوت عطا ہوگی تو اس حساب سے ہمارے پیارے نبی علیہ السلام کے لئے تو یہ قوت چار ہزار مردوں کے برابر ہوگی۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/ ۴۹۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/ ۴۹۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

درسِ حدیث

یہ امت کتنی خوش نصیب ہے جس کو امام الانبیاء علیہ السلام جیسے عظیم و جلیل رسول برحق ملے جن کی ایک ایک ادا اپنے اندر ہزار ہا برکات رکھتی ہے۔ زندگی گزارنے کا جو قانون حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے وہ واقعی لازوال ہے۔ اللہ گواہ ہے انہی لوگوں کی زندگی پُروقار اور پُرسکون گذرتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ السلام کی سنّتِ مطہرہ پرعمل کرنے کی توفیق مل جائے۔ مجھے نہیں معلوم اہل ایمان نے کس حکمت کے تحت اپنے آقا علیہ السلام کے فرامین اقدس کو عام نہ کیا اگر عام کیا ہوتا تو آج امت مسلمہ کی یہ حالت نہ ہوتی۔ ایک ایک حدیث شریف اپنے اندر عظیم درس رکھتی ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی میں درپیش مسائل کا حل احادیث مبارکہ میں مضمر ہے حدیث شریف میں آیا ہے:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی تمام ازواج مطہرات پر دورہ فرماتے (جماع کرنے) کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل فرماتے تھے۔

(جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۴۰)

اس حدیث شریف سے ایک مسلمان کو اپنی عملی زندگی کے لئے ایک بڑا ہی قیمتی عمل میسّر آتا ہے۔ کس قدر خوشی کی بات ہے کہ ایک مؤمن کو اپنی زندگی کے ان معاملات میں بھی بڑی واضح رہنمائی ملتی ہے جن میں عمومی اعتبار سے انسان پوچھتے ہوئے بھی ہچکچاتا ہے۔ ظاہر ہے اگر ایک مسلمان اپنی بیوی کے ساتھ ایک سے زیادہ مرتبہ جماع کرنا چاہے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟ کیا وہ ہر جماع کے بعد غسل کرے یا ایک غسل ہی کافی ہے تو حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ ایک غسل ہی کافی ہوگا۔ علیحدہ علیحدہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے اہل ایمان کی ایک ضرورت پوری ہوجاتی ہے لہٰذا ان احادیث مبارکہ کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔

آیئے ہم بھی درس حدیث شریف کا اہتمام کریں تاکہ اس کی برکات سے تمام مؤمن آگاہ ہوں اور ان کا یہ یقین مزید کامل ہوجائے کہ سب سے عمدہ زندگی وہی ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق گذرے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔ امین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

باب نمبر ۱۰۷

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّعُوْدَ تَوَضَّأَ.

اگر کوئی شخص ایک بار جماع کرنے کے بعد دوبارہ اس کا ارادہ کرے تو وضو کرے

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے جو ایک اہم حدیث شریف ہے۔ ان احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے اسلامی زندگی گزارنے کی ترغیب ملتی ہے۔

آیئے! آپ بھی اس کا مطالعہ فرمایئے اور علم و آگہی سے حصّہ پایئے۔

حدیث نمبر ۱۴۱

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوءًا

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ قَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَالَ بِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ قَبْلَ أَنْ يَعُودَ وَأَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهُ عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبیٔ اکرم سیّد عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے پھر دوبارہ جانے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ وہ ان دونوں اعمال کے درمیان وضو کرے۔

اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں۔ حدیث ابی سعید، حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور ان کے علاوہ اور بہت سارے اہل علم بھی ایسے ہی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ملے اور اسی طرح دوبارہ جماع کرنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ وہ دوبارہ جماع کرنے سے پہلے وضو کرے۔ یہ جو ابوالمتوکل راوی ہیں ان کا نام ''علی بن داؤد'' ہے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام ''سعد بن مالک بن سنان'' ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۱ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ روایان}

۱} ھنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} عاصم الاحول رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۶۴ کے تحت کر دیا گیا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} ابوالمتوکل یعنی علی بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ علی بن داؤد اور یوں بھی کہا جاتا ہے داوُد، ابوالمتوکل ناجی ساجی بصری۔ ابوالمتوکل حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس، حضرت جابر، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ثابت بنانی، قتادہ، بکر بن عبداللہ مزنی، عاصم الاحول اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

صالح بن احمد اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے تھے مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَیْرًا (یہ الفاظ بخاری شریف کی اس حدیث مبارک میں آئے ہیں جہاں امام الانبیاء علیہ السلام نے سیّدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت بیان فرمائی ہے۔ یہ الفاظ اس وقت بیان کئے جاتے ہیں جب کسی کی پارسائی کا اظہار مطلوب ہو) اس کا مطلب یہ ہے کہ ابوالمتوکل انتہائی شریف النفس اور ثقہ راوی ہیں۔ ابن حصین، ابوزرعہ، ابن المدینی اور امام نسائی فرماتے ہیں ابوالمتوکل ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی رائے یہ ہے۔ عجلی اور بزاز نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔

ابوالمتوکل کی وفات:

امام ابن حبان کہتے ہیں ان کی وفات ۱۰۸ھ کو ہوئی۔ ابن قانع کا کہنا یہ ہے کہ ابوالمتوکل کی وفات ۱۰۲ھ میں ہوئی۔ ①

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ / ۲۸۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

۵} حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یعنی سعد بن مالک بن سِنّان:

ان کے مناقب، محاسن، محامد، فضائل اور خدمات کا تذکرہ حدیث نمبر ۶۶ کے تحت ہو چکا ہے۔ آپ ضرور وہاں سے پڑھ لیں۔ ایمان کو جلا ملے گی۔

شرح حدیث نمبر ۱۴۱

اس حدیث شریف کی شرح وہی ہے جو حدیث نمبر ۱۴۰ کے تحت لکھ دی گئی ہے۔ آپ وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

باب نمبر ۱۰۸

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ

قیام نماز کے وقت تم میں سے اگر کسی کو کوئی حاجت (پاخانہ یا پیشاب پیش آجائے) تو اس سے پہلے فارغ ہوں۔

اس باب میں ایک ہی حدیث مبارک آئی ہے جو اسلام کے دینِ فطرت ہونے پر بہترین دلالت کرتی ہے آپ بھی اس کا مطالعہ فرمائیں ان شاء اللہ راحت نصیب ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۴۲

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَدَّمَهُ وَكَانَ إِمَامَ الْقَوْمِ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَثَوْبَانَ وَأَبِي أُمَامَةَ قَالَ أَبُو عِيسٰى حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ هٰكَذَا رَوٰى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ.

وَرَوٰى وُهَيْبٌ وَغَيْرُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَالتَّابِعِينَ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ قَالَا لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ يَجِدُ شَيْئًا مِّنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَقَالَا إِنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَلَا يَنْصَرِفْ مَا لَمْ يَشْغَلْهُ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ وَبِهِ غَائِطٌ أَوْ بَوْلٌ مَا لَمْ يَشْغَلْهُ ذٰلِكَ عَنِ الصَّلَاةِ.

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ارقم امام قوم تھے۔ نماز کھڑی ہونے لگی تو انہوں نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا اور ارشاد فرمایا میں نے رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب نماز کھڑی ہو رہی ہو اور تم میں سے کسی کو بیت الخلاء جانے کی حاجت ہو جائے تو اس کو پہلے رفع حاجت کرنی چاہئے۔

اس باب میں حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ثوبان اور حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن ارقم والی حدیث حسن صحیح ہے۔ اسی طرح مالک بن انس، یحییٰ بن سعید القطان اور بہت سارے حفاظ کرام نے اس حدیث شریف کو ہشام بن عروہ عن ابیہ اور عن رجل کے واسطہ سے حضرت عبد اللہ بن ارقم سے روایت کیا ہے۔ بہت سارے صحابہ کرام تابعین کا نقطۂ نظر یہی ہے اور ایسا ہی قول امام احمد اور امام اسحٰق کا بھی ہے۔ یہ دونوں بزرگ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص غائط و بول کی حاجت محسوس کرے تو اس وقت نماز نہ پڑھے۔ ان دونوں بزرگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر کوئی نماز میں کھڑا ہو گیا اور پھر اس کو کوئی حاجت محسوس ہوئی تو وہ نماز سے نہ نکلے جب تک وہ حاجت اس کو تنگ نہ کرے۔ بعض اہل علم کا کہنا ہے پاخانہ اور پیشاب کی حاجت کے باوجود نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جب تک وہ نماز میں خلل نہ ڈالے۔ (یہی مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۲ کی فنّی حیثیت

{تذکرۂ رواۃ}

۱} ھنّاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ "یعنی عباد بن عباد"

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام و نسب اس طرح ہے۔ عباد بن عباد بن حبیب بن المھلب بن ابی صفرہ الازدی العتکی ابو معاویہ البصری، ابو معاویہ، عاصم الاحول، ابو حمزہ، نصر بن عمران الضبعی، ہشام بن عروہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

جناب الاثرم، امام احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں۔ وہ ادیب تھے اور نہایت عقلمند تھے۔ دوری ابن معین کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں عباد بن عباد اور عباد بن العوام سب ثقہ راوی ہیں مذکور راویوں سے بھی زیادہ ثقہ ہیں۔ ان دونوں سے اکثر احادیث مروی ہیں۔ یعقوب بن شیبہ، امام ابو داؤد، امام نسائی اور ابن خراش کہتے ہیں۔ عباد بن عباد ثقہ ہیں ابن امام ابو حاتم کہتے ہیں میرے والد گرامی فرماتے

ہیں وہ صدوق ہیں اور ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں وہ ثقہ ہیں۔

ابو معاویہ کی وفات:

امام ابن حبان فرماتے ہیں ان کی وفات ۱۸۱ھ کو ہوئی ابو جعفر بن جریر الطبری نے اتنا زیادہ کہا ہے کہ ان کی وفات ماہ رجب ۱۸۱ھ کو ہوئی۔ ①

۳} ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۲ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۴} ابیہ یعنی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۵۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرما لیں۔

۵} حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما:

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام و نسب اس طرح ہے۔ عبد اللہ بن ارقم بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ القرشی الزھری۔

فتح مکہ والے سال (۸ھ) اسلام قبول کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب رہے پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بھی کاتب ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بیت المال پر مقرر فرمایا۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے اسلم مولیٰ عمر، عبد اللہ بن عقبہ، عمرو بن دینار مرسلاً روایت کرتے ہیں حضرت عروہ ابن زبیر بھی انہی سے روایت کرتے ہیں۔

عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے میں نے حضرت عبد اللہ بن ارقم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کوئی شخص نہ دیکھا۔ ان سے چار حدیثیں مروی ہیں جن کا تعلق اس سے ہے کہ اگر کسی کو بیت الخلاء جانے کی حاجت ہو تو وہ نماز بعد میں پڑھے پہلے بیت الخلاء سے فارغ ہو۔

عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کی وفات:

امام ابن حبان کہتے ہیں حضرت عبد اللہ بن ارقم کی وفات اس دن ہوئی جس دن یزید کے مرنے کی اطلاع مکہ مشرفہ میں آئی اور یہ ماہ ربیع الاوّل ۶۴ھ تھا۔ ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۸۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۱۲۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۴۲

اسلام دین فطرت ہے۔ جو قانون اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دیا ہے وہ سارے جہان کے قوانین سے زیادہ اہم ہے اور اس میں عظمتِ انسان کا اور اس کی ضروریات کا خوب لحاظ رکھا گیا ہے جو کچھ بھی ایک انسان کو عمر بھر میں پیش آ سکتا ہے۔ اس کا کامل حل اسلام نے پہلے ہی عطا فرمایا ہوا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو کہتا ہے کہ اگر کھانا آ جائے تو پہلے کھانا کھالیں اور بعد میں نماز ادا کریں۔ اسی طرح اگر کوئی حاجت ضروریہ یعنی پاخانہ یا پیشاب درپیش آ جائے تو پہلے اس حاجت سے فارغ ہو لیں بعد میں نماز ادا کریں تاکہ دورانِ نماز کسی طرح کی کوئی پریشانی لاحق نہ ہو۔

اگر نماز کے وقت پاخانہ یا پیشاب کی حاجت ہو جائے تو پہلے اس سے فارغ ہو لینا چاہئے:

علامہ سراج احمد حنفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اس باب میں اس بات کا تذکرہ ہوا ہے کہ اگر نماز کے لئے اقامت و تکبیر ہو جائے اور اس وقت تم میں سے کسی کو قضاء حاجت ہو جائے تو وہ پہلے اس حاجت سے فارغ ہو جائے وہ پاخانہ ہو یا پیشاب۔ وہ نماز امام کے ہمراہ ادا نہ کرے کہ اگر اسی طرح نماز باجماعت ادا کرے گا تو حضور نماز میں فتور آئے گا۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اقامتِ نماز ہو رہی تھی اسی دوران حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑا اور اس کو قوم کا امام کر دیا اور خود مسجد سے باہر تشریف لے گئے حالانکہ آپ خود قوم کی امامت فرماتے تھے۔ ایک آدمی نے حیران ہو کر دیکھا کہ اس کا سبب کیا ہوا ہوگا وہ دریافت کرنا چاہتا تھا اس پر حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ میں نے رسول اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا اگر اقامتِ نماز کے وقت تم میں سے کسی کو کوئی حاجت یعنی پاخانہ یا پیشاب آ جائے تو وہ پہلے اپنی حاجت پوری کرے اور نماز کو اس وقت ترک کر دے اس لئے کہ اب نماز پڑھنے کے دوران حضورِ صلوٰۃ میں فتور آئے گا۔ [1]

اس موضوع پر امام مسلم اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے حدیث وارد کی ہے۔

لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ طَعَامٍ وَلَا هُوَ يُدَافِعُ الْاَخْبَثَانِ

کھانا آ جائے اور رفع حاجت ہو جائے تو ان دونوں سے فارغ ہونے کے بعد نماز پڑھی جائے۔

---

[1] علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۶۷ مطبوعہ کانپور ہند

امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابن حبان، امام حاکم، امام بیہقی رضی اللہ عنہم نے اس حدیث شریف کو حضرت عبداللہ بن ارقم سے روایت کیا ہے۔ امام ابن ماجہ نے اسی حدیث شریف کو ابوامامہ باہلی سے لیا ہے۔ امام طبرانی نے بھی اس کو حضرت عبداللہ بن ارقم ہی کے واسطہ سے وارد فرمایا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ وَکَانَ بِاَحَدِکُمُ الْغَائِطُ فَلْیَبْدَاْءِ بِہٖ ثُمَّ یُّصَلِّیْ بَعْدَ وَلَا یَاتِی الصَّلٰوۃَ وَھُوَ یُدَافِعُ۔ ①

جب نماز کا وقت آ جائے اس وقت اگر تم میں سے کسی کو قضاء حاجت ہو تو وہ پہلے اس سے فارغ ہو پھر نماز ادا کرے۔

سعید بن منصور امام نسائی، امام ابن حبان رحمہ اللہ علیہما نے اس حدیث شریف کو عبداللہ بن ارقم سے روایت کیا عبارت حدیث یہ ہے:

اِذَا وَجَدَ اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ وَاُقِیْمَتِ الصَّلَاۃُ فَلْیَبْدَاْءِ الْغَائِطَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ ②

جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت محسوس کرے تو اگرچہ اقامت صلوٰۃ کا وقت ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے رفع حاجت کرے۔

امام طبرانی نے اسی حدیث شریف کو حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت کیا وہاں الفاظ یہ ہیں:

لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُمْ وَھُوَ یَجِدُ مِنَ الْاَذٰی شَیْأً یَعْنِیْ الْغَائِطَ اَوِ الْبَوْلَ ①

اگر تم میں سے کوئی پاخانہ یا پیشاب کی حاجت محسوس کرے تو نماز پڑھنے کی بجائے اس اِذا والی شے سے فارغ ہو جائے۔

بعض علماء فرماتے ہیں اگر نماز کے اندر قضائے حاجت محسوس ہو تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جب تک وہ نماز میں خلل نہ ڈالے اور یہی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

---

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۶۷ مطبوعہ کانپور ہند

② علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۶۷ مطبوعہ کانپور ہند

③ علامہ سراج احمد حنفی سرہندی شرح سراج احمد از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/۱۶۷ مطبوعہ کانپور ہند

باب نمبر ۱۰۹

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَوْطِئِ

راستے کی غلاظت کی وجہ سے وضو کا حکم

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو روزمرّہ زندگی کے لئے نہایت اہم ہے۔ ان احادیث مبارکہ کو پڑھنے سے راحت و مسرّت حاصل ہوتی ہے۔

آیئے! آپ بھی مطالعہ فرمایئے۔ ایک اہم شرعی مسئلہ سے آگاہی ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۴۳

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَتْ قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ؟ فَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ

وَرَوٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِهُوْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَهُوَ وَهَمٌ (وَلَيْسَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ابْنٌ يُقَالُ لَهُ هُوْدٌ) وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَهٰذَا الصَّحِيْحُ

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطَإِ. قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا وَطِئَ الرَّجُلُ عَلَى الْمَكَانِ الْقَذِرِ أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ الْقَدَمِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَطْبًا فَيَغْسِلَ مَا أَصَابَهُ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امّ ولد (امّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط الامویہ) بیان کرتی ہیں: میں نے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ میں ایک ایسی عورت ہوں جس کے دامن طویل ہیں اور میں گندگی والی جگہ سے گذرتی ہوں! اس سوال کے جواب میں سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس (گندگی) کو بعد والی جگہ پاک کردے گی۔

اس حدیث شریف کو حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے مالک بن انس، محمد بن عمارہ، محمد بن ابراہیم، امّ ولد، یعنی ھُود بن عبدالرحمٰن بن عوف کی سند سے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ان کا یہ ذکر کرنا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے بیٹے کا نام ھود ہے یہ درست نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ ام ولد سے مراد ابراہیم بن عبدالرحمٰن

بن عوف ہے۔ وہ حضرت امّ سلمہ سے روایت کرتے ہیں:

اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ ہم رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ گندگی والے راستہ سے گذرتے مگر ہم وضونہیں کرتے تھے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں: ایک نہیں بہت سارے علماء کا قول ہے۔ اگر کوئی شخص غلاظت والے راستے سے گذرے تو اس پر پاؤں کا دھونا واجب نہیں اگر غلاظت تر ہو تو اتنی جگہ دھوئے جہاں وہ لگی ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۳ کی فنّی حیثیت

{تذکرۂ راویان}

۱} قُتَیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ا کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۲} مالک بن انس یعنی امام مالک رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت ہو چکا ہے ان کے فضائل آپ وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} محمد بن عمّارہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ محمد بن عمارہ بن عمرو بن جزم انصاری الحزمی المدنی۔

محمد بن عمارہ اپنے بھتیجے ابی بکر بن محمد بن عمرو بن جزم، عبداللہ بن عبداللہ ابن ابی طلحہ، محمد بن ابراہیم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے امام مالک، عامر بن عبدالعزیز، الاشجعی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

اسحٰق بن منصور یحییٰ بن منصور کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں محمد بن عمارہ ثقہ ہیں صالح ہیں لیکن قوی نہیں ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ [1]

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹/ ۳۲۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

۴} محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ امّ ولد عبدالرحمٰن بن عوف روایت کرتی ہیں۔ وہ حضرت امّ سلمہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے، پھر وہ مزید فرماتے ہیں کہ ان کے بیٹے کا نام ھود بن عبدالرحمٰن ہے۔ ساتھ ہی صراحت کرتے ہیں کہ یہ درست نہیں ان کا صحیح نام ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ہے۔ لیکن امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث (۱۴۳) کی سند میں۔ محمد بن ابراہیم کا ذکر کیا ہے میں نے تہذیب التہذیب کی فہرس دیکھی وہاں محمد بن ابراہیم نام کے کئی راوی ہیں مگر ان میں ایک بھی محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن نہیں اسی طرح میں نے میزان الاعتدال بھی دیکھی ہے اس میں بھی محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن نام کے کوئی راوی نظر نہیں آئے۔ آخر میں نے وضیات الاعیان لابن خلکان کو کھولا وہاں بھی بہت تلاش کیا مگر محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نام کے کوئی محدّث نہیں ملے۔

تہذیب التہذیب میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف الزھری ابواسحاق ہیں مجھے گمان گذرتا ہے کہ عن ابراہیم تھا جو کسی وجہ سے محمد بن ابراہیم مذکور ہو گیا اور اگر مراد یہی ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ہیں تو یہ ثقہ راوی ہیں۔ ①

۵} امّ ولد یعنی امّ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ امّ کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط الاُموِیہ۔

امّ کلثوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی ماں جائی بہن ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں انہوں نے رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ان کو ہجرت کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ یہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جب حضرت زید بن حارثہ شہید ہو گئے تو انہوں نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا پھر انہوں نے ان کو طلاق دے دی تو انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا انہیں کے نکاح میں دفات پائی۔ ②

۶} امّ سلمہ یعنی امّ المؤمنین سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنھا:

ان کے فضائل کمالات، محامد، محاسن، مناقب کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۰۵ کے تحت ہو چکا آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱/ ۱۲۱ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۲/ ۵۰۴ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۴۳

جو کچھ ایک انسان کو زندگی بھر پیش آ سکتا ہے وہ کسی بھی قسم اور نوع کا مسئلہ ہو اسلام نے اس کا حل عطا فرمایا ہوا ہے۔ اسلام چونکہ مکمل ضابطۂ حیات ہے اس نے زندگی کے ہر ہر شعبے میں ہمیں ہدایات دی ہیں لہٰذا ایک مؤمن کو زندگی گذارنے کے لئے نبی اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اپنے امام یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب خوب یاد ہونا چاہئے کہ قرآن وحدیث کو ہم سے ہزار گنا بہتر سمجھتے ہیں۔ ان سے رہنمائی حاصل کرنا عملی زندگی کو مزید اطمینان بخش بنا دیتا ہے۔

اگر چلتے ہوئے راستے میں غلاظت پیش آئی تو وضو کرنے کی ضرورت نہیں:

علامہ سراج احمد حنفی لکھتے ہیں: اسی موضوع پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔
امام ابوداؤد اور امام حاکم نے بھی اس موضوع پر حدیث وارد کی ہے اس کی عبارت اس طرح ہے:

إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذٰى بِخُفِّيهِ فَطُهُورُهَا التُّرَابُ

اگر تم میں سے کوئی نجاست کو راہ میں روندے تو اس کی جوتی کو آئندہ خاک پاک کر دے گی۔

دوسری روایت امام ابوداؤد کے ہاں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ اس کی عبارت اس طرح ہے:

إِذَا وَطِئَ الْأَذٰى بِخُفِّيهِ فَطُهُورُهَا التُّرَابُ

جب کوئی گندگی کو روندے تو اس کے موزوں کو خاک پاک کر دے گی۔

امام بیہقی اور ابن عدی کامل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں حدیث لائے ہیں:

اَلطُّرُقُ تُطَهِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا

ایک ہی راستہ میں گندگی ہو تو وہیں دوسرے مقام پر پاکیزہ خاک بھی ہو گی لہٰذا بعض جگہ بعض کو پاک کر دے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کو وارد کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی

حدیث ذکر کی ہے۔

قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَانَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطَا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گندگی والے راستہ سے گذرتے تھے مگر وضو نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح نماز پڑھ لیتے تھے۔

علامہ سرہندی رقم طراز ہیں:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ یہ کسی ایک اہلِ علم کا قول نہیں بلکہ بہت سارے علماء کا نقطۂ نظر ہے کہ اگر کوئی شخص گندگی والی جگہ سے گزرے تو اس کے لئے پاؤں کا دھونا واجب نہیں ہاں اگر تر غلاظت لگ جائے تو اتنی جگہ کو ضرور دھولینا چاہئے۔ ①

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل یہ تھا کہ وہ اپنی زندگی کے ہر ہر شعبے میں امام الانبیاء علیہ السلام کی سنت کی پیروی کرتے تھے۔ ان کو اس بات کا یقین کامل تھا کہ وہی طریقہ سب سے عمدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو اسی چیز کو سمجھنے کے لئے امّ کلثوم بنت عقبہ سیّدہ امّ سلمہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنھا کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔ الحمدللہ! ان کو اپنے مسئلہ کا شافی حل میسّر آیا، ان کا دل مطمئن ہوا اور ان کی برکت سے ساری امت کو ایک مسئلۂ ضروریہ کا حل مل گیا۔

جماعتِ صحابہ وصحابیات نے سوال کر کر کے زندگی کے تمام شعبوں میں ہدایات روایت کر دیں ان ھدایات نے پوری امت کو خیر و برکت سے لبریز کر دیا۔ ایک مؤمن کو زندگی میں پیش آنے والے چھوٹے چھوٹے معاملات میں مدد کی ضرورت رہتی ہے اس ضرورت کو صحابۂ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنھم نے خوب پورا کیا ہے۔

اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم:

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی تر نجاست دامن کو لگ جائے تو اسے دھونا ہی ہوگا۔ اگر یہی غلاظت موزوں کو لگ جائے تو ان کو بھی اگر مٹی ہی کے ساتھ رگڑ دیا جائے تو وہ صاف ہو جاتے ہیں۔ ہاں اگر جسم پر یا کپڑے پر تر غلاظت لگے تو اس کو دھونا ہی پڑتا ہے، اگر مقدار درہم سے زائد ہو۔ بعض لوگوں نے اس حدیث شریف کی سند میں امّ ولد کے مذکور ہونے کی وجہ سے اس کو ضعیف قرار دیا ہے حالانکہ جب امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود

① علامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد، از شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱/ ۱۶۹ مطبوعہ کانپور ہند

وضاحت کر دی ہے کہ یہاں امّ ولد لعبد الرحمٰن بن عوف سے جو روایت کرتے ہیں وہ بعض کے نزدیک ھود بن عبد الرحمٰن بن عوف ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ وہ ھود نہیں بلکہ ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف ہیں لٰہذا اضعف والی بات تو ختم ہوئی اب رہا معاملہ ان بی بی صاحبہ کے سوال کا۔ ہم نے اس حدیث شریف کی فنی حیثیت میں لکھ دیا ہے کہ امّ ولد سے مراد امّ کلثوم بنت عقبہ ہیں انہوں نے عرض کیا تھا کہ اے امّ المؤمنین میرے دامن خاصے دراز ہیں اور میں اس جگہ سے گذرتی ہوں جہاں قذر یعنی گندگی ہوتی ہے تو ایسی صورت میں میرے لئے کیا حکم ہے؟ اگر الفاظ حدیث شریف پر تھوڑا سا غور کرلیا جائے تو نتیجہ آسانی سے اخذ ہوسکتا ہے۔ بی بی امّ کلثوم کہتی ہیں:

قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ اِنِّی اِمْرَأَةٌ اُطِیْلُ ذَیْلِیْ وَ اَمْشِیْ فِی الْمَکَانِ الْقَذِرِ؟
فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُطَهِّرُهٗ مَا بَعْدَهٗ

میں نے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا میں ایک ایسی عورت ہوں جس کے دامن طویل ہیں اور میں گندگی کی جگہ سے گذرتی ہوں تو سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا: نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اس کو بعد والی جگہ پاک کر دیتی ہے۔

اس سوال اور پھر جواب کو پڑھنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ بی بی امّ کلثوم کا سوال ایک شک کی بنا پر تھا اس کو وہ سوال کر کے دور کرنا چاہتی تھیں۔ مراد ان کی یہ تھی کہ جن راستوں سے میں گذرتی ہوں وہاں گندگی بھی ہوتی ہے وہ کوئی ایسی زمین ہوگی جہاں قذر کے ہونے کا بھی امکان ہوگا مگر سیّدہ امّ سلمہ نے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک بتا دیا تو ان کو یقین ہوگیا کہ میرا دامن اس راستے سے گذرنے کے بعد پاک ہی رہتا ہے اگر کوئی قذر اس راستے میں ہوئی بھی خشک حالت میں تو بعد والی جگہ سے پاک ہوجاتی ہے۔

معیارِ مردم شناسی

میں لوگوں کے بارے میں کیا کہوں، اس زمانے میں تو سارے ہی اپنے آپ کو عقل کل سمجھتے ہیں، ان حالات میں کسی کو کیا سمجھایا جائے، اور کیا نصیحت کی جائے بقول اقبال:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردِ ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

اگر کسی نوجوان میں حق شناسی کا ملکہ پیدا ہو جائے، تو یہ ایک واقعی بڑی نعمت ہے، وہ نہ صرف اپنی زندگی موافقِ شریعت بنائے، بلکہ دوسروں کو بھی اسی پُر اطمینان راہ کی طرف بلائے، ایسی دعوت یقیناً نافع ہوگی، اور جہاں جہاں پہنچے گی وہاں وہاں رنگ لائے گی۔ بندہ مومن کی زندگی متزلزل نہیں ہوتی، بلکہ پرسکون و پرعزم ہوتی ہے۔ ایسی زندگی نہ صرف اپنے لیے باعث راحت ہوتی ہے، بلکہ دوسروں کے لیے بھی، باعث اطمینان قرار پاتی ہے۔ آیئے اس زندگی کو تلاش کریں، میں قسماً کہہ سکتا ہوں ایسی زندگی صرف اور صرف دامن محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہی مل سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کہیں اور نہیں۔

(کھلا خط صفحہ 20)

باب نمبر ۱۱۰

بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّیَمُّمِ

تیمم کس طرح کیا جائے

اس باب میں دو حدیثیں آئی ہیں، جو ایک انتہائی اہم مسئلہ سے متعلق ہیں۔
یہ ہر مسلمان مرد و عورت کی ضرورت ہیں اگر پانی میسر نہ ہو یا پانی استعمال
کرنے سے ضرر پہنچنے کا خدشہ ہو تو نماز پڑھنے کے لئے تیمم کیسے کیا جائے؟
اس ضروری مسئلہ کی ان احادیث مبارکہ میں صراحت کی گئی ہے۔

آئیں! آپ بھی ان کا مطالعہ فرمائیں اسلامی زندگی گزارنے کی راہیں
متعین ہوں گی اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

حدیث نمبر ۱۴۴

حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِالتَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ عَمَّارٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيٌّ وَعَمَّارٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ مِنْهُمُ الشَّعْبِيُّ وَعَطَاءٌ وَمَكْحُوْلٌ قَالُوا التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ وَبِهٖ يَقُوْلُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَجَابِرٌ وَإِبْرَاهِيْمُ وَالْحَسَنُ قَالُوا التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ.

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَمَّارٍ فِي التَّيَمُّمِ أَنَّهُ قَالَ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ أَنَّهُ قَالَ تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْآبَاطِ

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَخْلَدٍ الْحَنْظَلِيُّ حَدِيْثُ عَمَّارٍ فِي التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَحَدِيْثُ عَمَّارٍ تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْآبَاطِ لَيْسَ هُوَ بِمُخَالِفٍ لِحَدِيْثِ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ لِأَنَّ عَمَّارًا لَمْ يَذْكُرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِذٰلِكَ وَإِنَّمَا قَالَ فَعَلْنَا

كَذَا وَكَذَا فَلَمَّا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِالْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى ذٰلِكَ مَا أَفْتٰى بِهٖ عَمَّارٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّيَمُّمِ أَنَّهُ قَالَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ فَفِيْ هٰذَا دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهُ اِنْتَهٰى إِلٰى مَا عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبیٔ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دونوں ہاتھوں کا (کہنیوں سمیت) اور چہرے کا تیمم کرنے کا حکم صادر فرمایا اس باب میں حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایات آئی ہیں۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں۔حضرت عمار بن یاسر والی حدیث، حسن صحیح ہے۔اس کوئی واسطوں سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔

بہت سارے اہل علم صحابہ کرام کا یہی نقطۂ نظر ہے جن میں حضرت علی، حضرت عمار، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔اسی طرح بہت سارے تابعین کا مؤقف بھی ایسا ہی ہے ان میں شعبی، عطاء، مکحول شامل ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ تیمم میں چہرے اور ہتھیلیوں کے لئے ایک ہی ضرب ہے۔امام احمد اور امام اسحٰق بھی اسی طرح فرماتے ہیں اور بعض اہل علم جن میں حضرت ابن عمر، حضرت جابر، ابراہیم اور حسن رضی اللہ عنہم شامل ہیں وہ فرماتے ہیں تیمم میں ایک ضرب تو چہرے کے لئے ہے اور ایک ضرب کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لئے ہے یہی قول امام سفیان ثوری، امام مالک، امام ابن مبارک اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی نقطۂ نظر ہے۔

حضرت عمار سے ایک سے زیادہ طرق سے یہ حدیث مروی ہے۔تیمم میں ہاتھوں اور چہرے کے لئے صرف ایک ہی ضرب ہے۔اسی طرح حدیث حضرت عمار سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے امام الانبیاء علیہ السلام کے ساتھ کندھوں اور بغلوں تک تیمم کیا اس وجہ سے بعض علماء نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ والی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا کہ ان سے کندھوں تک اور بغلوں تک تیمم کرنے کی حدیث بھی مروی ہے۔

اسحٰق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر کی بیان کردہ اوّل الذکر حدیث صحیح ہے اور وہ جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تیمم کرنے کا ذکر کیا ہے۔وہ اس حدیث کے مخالف نہیں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا بلکہ اس میں انہوں نے اپنے عمل کا ذکر کیا ہے کہ ہم نے اس اس طرح کیا تھا۔لیکن جب انہوں نے رسول اکرم سیّد عالم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تیمم تو چہرے اور ہتھیلیوں تک ہے۔اس کی دلیل وہ فتویٰ ہے جو انہوں نے نبیٔ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے بعد دیا تھا۔اس میں ذکر فرمایا ہے کہ تیمم چہرے اور ہتھیلیوں کا ہے۔اس فتویٰ میں یہ دلیل موجود ہے۔آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے انہیں یہی علم سکھایا تھا۔

حدیث نمبر ۱۴۴ کی فنّی حیثیت

{تذکرۂ رواۃ}

۱} ابوحفص عمرو بن علی الفلاس رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے: عمرو بن علی بن بحر بن کثیر الباہلی ابوحفص بصری الصیر فی الفلاس

ابوحفص! عبدالوہاب ثقفی، یزید بن زریع، خالد بن حارث اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے امام نسائی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ علی بن مدینی کہتے ہیں ابوحفص بصری صدوق ہیں۔ اسی طرح کا قول جناب عنبری کا بھی ہے وہ فرماتے تھے اگر تم نے علم حدیث سیکھنا ہے تو اس کے لئے عمرو بن علی نہایت موزوں آدمی ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں ابوحفص ثقہ ہیں صاحب حدیث ہیں حافظ ہیں، ابوشیخ اصبہانی کہتے ہیں وہ ۲۱۶ھ میں اصبہان تشریف لائے تھے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں ابوحفص حفاظ حدیث میں سے ہیں بعض اصحاب حدیث نے تو ان کو علی بن مدینی پر بھی فضیلت دی ہے۔ وہ امام ہیں اور متقی ہیں امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

ابوحفص عمرو بن علی الفلاس کی وفات:

ان کی وفات آخر ذی القعدہ ۲۴۹ھ کو ہوئی۔ ①

۲} یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۷ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۳} سعید رحمۃ اللہ علیہ یعنی سعید بن ابی عروبہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳۰ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۴} قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کو تلاش کرنے میں تین دن صرف ہو گئے۔ یہ ثقہ راوی ہیں بڑے بڑے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے۔ آپ بھی مطالعہ فرمالیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۷۰ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے: قتادہ بن دعامہ بن قتادہ بن عزیز بن عمرو بن ربیعہ بن عمرو ابن الحارث بن سدوس ابوالخطاب السدوسی البصری یہ مادرزاد نابینا تھے۔

قتادہ! حضرت انس بن مالک، عبد اللہ بن سرجس، ابوسعید خدری، سعید بن مُسیّب، حضرت حسن بصری، عزرہ بن عبدالرحمٰن اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ایوب سختیانی، سلیمان تیمی، جریر بن حازم ھمام بن یحییٰ، عمرو بن الحارث مصری، سعید بن ابی عروبہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

بکیر بن عبد اللہ مزنی کہتے ہیں میں نے قتادہ سے زیادہ حافظہ والا کوئی شخص نہیں دیکھا اور روادئ حدیث میں ان جیسا ماہر فن نہیں پایا۔ ابن سیرین نے قتادہ کی بابت کہا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ قوت وحافظہ کے مالک تھے۔ مطر الوراق کہتے ہیں کہ قتادہ جب حدیث شریف کی سماعت کرتے تھے تو اس سے عویل وزویل اخذ کر لیتے تھے۔ انہیں حدیث بتمام وکمال حفظ ہو جاتی تھی۔ معمر بیان کرتے ہیں کہ قتادہ نے سعید بن ابی عروہ سے کہا یہ لیں مصحف جب ان پر سورہ بقرہ پیش کی گئ تو اس میں حرفِ واحد کی بھی خطا نہ تھی۔ قتادہ اصحاب حسن بصری میں بڑے بلند مرتبے پر شمار ہوتے ہیں ابن سعد کہتے ہیں قتادہ ثقہ ہیں، مامون ہیں اور حُجّت فی الحدیث ہیں۔ امام ابن حبّان نے ان کو ثقات راویوں میں شمار کیا ہے۔

قتادہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

عمرو بن علی بیان کرتے ہیں قتادہ ۶۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۱۷ھ یا ۱۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ اس طرح ان کی عمر ستاون سال ہوئی۔ ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۹ میں بھی ہو چکا ہے۔ ①

عَزَرہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ عزرہ بن عبدالرحمٰن بن زرارہ خزاعی کوفی الاعور۔

عزرہ، حضرت عائشہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مرسلاً، ابی الشعثا، الحسن العرنی، حمید بن عبد اللہ الحمیری، سعید بن جبیر، سعید بن عبدالرحمٰن اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے سلیمان تیمی، قتادہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

---

(۱) امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۳۵۱ مطبوعہ مجلس داءرۃ المعارف النظامیہ الکائنۃ ہند

حدیث نمبر ۱۴۵

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ التَّيَمُّمِ فَقَالَ إِنَّ اللهَ قَالَ فِي كِتَابِهِ حِينَ ذَكَرَ الْوُضُوءَ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَقَالَ فِي التَّيَمُّمِ فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ وَقَالَ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا فَكَانَتِ السُّنَّةُ فِي الْقَطْعِ الْكَفَّيْنِ إِنَّمَا هُوَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّانِ يَعْنِي التَّيَمُّمَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ جب ان سے سوال ہوا کہ تیمم کیسے کیا جائے؟ اس سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جب وضو کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا: فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولیا کرو۔ اور اس طرح تیمم کے بارے میں فرمایا کہ اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرلیا کرو۔ اللہ کا یہ بھی ارشاد ہے۔ چوری کرنے والے مرد اور عورت کا ہاتھ کاٹو، (اس جرم کی پاداش) میں ہاتھوں کا کلائیوں تک کاٹنا سنّت ہے۔ تیمم میں چہرے اور کفّان کا مسح کرنا ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۵ کی فنّی حیثیت

(تذکرۂ راویان)

۱} یحییٰ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۲} سعید بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ سعید بن سلیمان الضبی ابوعثمان

الواسطی البزاز المعروف بسعدویہ۔

سعید بن سلیمان، سلیمان بن کثیر، سلیمان بن مغیرہ، حماد بن سلمہ، اللیث ابن سعد، مبارک بن فضالہ، زہیر بن معاویہ، ھشیم اور ایک جماعت سے روایت کرتی ہے۔ اسی طرح ان سے امام بخاری، امام ابوداؤد بلاواسطہ روایت کرتے ہیں اور باقی محدثین بواسطہ محمد بن عبدالرحیم صاعقہ، الحسن بن محمد زعفرانی، یحیٰی بن موسیٰ روایت کرتے ہیں۔

امام ابوحاتم کہتے ہیں سعید بن سلیمان، ثقہ مامون ہیں، شاید وہ عفان سے بھی زیادہ اوثق راوی ہیں۔ انہوں نے ساٹھ حج کئے تھے۔ عجلی کہتے ہیں واسطی ثقہ راوی ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں سعید بن سلیمان ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔

سعید بن سلیمان کی وفات:

ابن سعد کہتے ہیں سعید بن سلیمان کی وفات ۴ ذی الحج ۲۲۵ھ کو بغداد میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۱۰۰ سال تھی۔ ①

۴} ھشیم رحمۃ اللہ علیہ:

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ ھشیم بن بشیر بن القاسم بن دینار السلمی ابومعاویہ بن ابی خازم الواسطی یوں بھی کہا گیا ہے وہ بخاری الاصل ہیں۔

ھشیم اپنے والد گرامی امام اعمش اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے امام مالک بن انس، شعبہ، امام سفیان ثوری، ان کا بیٹا سعید بن ھشیم، ابن مبارک، سعید بن سلیمان اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عجلی کہتے ہیں ھشیم واسطی ثقہ ہیں وہ تدلیس کرتے تھے۔ ابن ہارون کہتے ہیں میں نے اپنے والد گرامی سے، ھشیم کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا وہ ثقہ ہیں نیز وہ ابی عوانہ سے زیادہ حافظہ والے ہیں۔ ابن سعید کہتے ہیں ھشیم ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ ابن اسحٰق الحلاب نے ابن ابراھیم حربی کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ ھشیم حفاظ الحدیث میں سے ایک تھے۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا۔ یحیٰی بن ایوب المقابری بیان کرتے ہیں: میں نے نصر بن بسام سے سنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی ہے۔ میں نے حضرت کو فرماتے سنا کہ میں نے نبیٔ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ھشیم کو آپ کے سامنے حاضر دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو فرما رہے ہیں ھشیم تجھے اللہ تعالیٰ جزاء عطا فرمائے تو میری امت میں سے اچھا آدمی ہے۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/ ۳۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

ھشیم کی وفات:

نصر بن حماد بیان کرتے ہیں میں نے ھشیم سے پوچھا تھا آپ کی ولادت کب ہوئی تو انہوں نے کہا میں ۱۰۴ھ میں پیدا ہوا تھا، ابن سعد نے ان کے بیٹے سعید بن ھشیم کے واسطہ سے بیان کیا کہ ان کی پیدائش ۱۰۵ھ کو ہوئی۔
بہت سارے مورخین نے لکھا ہے کہ ھشیم کی وفات ۱۸۳ھ کو ہوئی۔ ①

۴} محمد بن خالد القرشی رحمۃ اللہ علیہ:

امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا نام ونسب یوں ہے۔ محمد بن خالد القرشی۔
محمد بن خالد القرشی! عطا بن ابی رباح، داؤد بن الحصین، سعید المقبری سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ھشیم روایت کرتے ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ اس کے دادا کا نام سلمہ تھا اور گمان یہ کیا جاتا ہے کہ وہ عکرمہ بن خالد کے بھائی ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان سے عبد اللہ بن الاسود بھی روایت کرتے ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی قلت کہہ کر لکھتے ہیں کہ یہ فرق ان دونوں میں امام بخاری نے کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور وہ درست ہے ابن قطان نامی ان کی بابت کہتے ہیں کہ ان سے ھشیم روایت کرتے ہیں اس کے علاوہ کوئی اور بھی روایت کرتا ہو یہ ہم نہیں جانتے۔ ②

۵} داؤد بن حصین رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ داؤد بن حصین الاموی، مولاھم ابو سلیمان مدنی۔
داؤد بن حصین اپنے والد گرامی، عکرمہ، نافع اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے مالک، ابن اسحٰق، محمد بن عبد اللہ بن ابی رافع اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔
ابن حصین کہتے ہیں، داؤد بن حصین ثقہ راوی ہیں۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ داؤد بن حصین قوی نہیں ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن عدی کا کہنا یہ ہے کہ داؤد بن حصین صالح الحدیث ہیں۔ جب ان سے روایت کی جائے تو وہ ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ابن شاہین کہتے ہیں وہ ثقات میں سے ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں وہ اہل الثقہ والصدق ہیں۔ یعقوب بن ابراہیم ابن اسحٰق کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں داؤد بن حصین ثقہ ہیں۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۱۱/ ۵۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۹/ ۱۲۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

داؤد بن حصین کی وفات:

ابن نمیر اور بہت سارے مؤرخین کا بیان ہے کہ داؤد بن حصین کی وفات ۱۳۵ھ کو ہوئی۔ ①

۷} عکرمہ رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۶۵ کے تحت کر دیا گیا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

۸} ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ان کے فضائل کمالات، احوال، حالات، مناقب، محاسن، محامد، خدمات دین اور سیرت کا بیان حدیث نمبر ۳۹ کے تحت ہو چکا ہے۔ آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ ان کے حالات پڑھنے سے عنایاتِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دریا بہتا نظر آئے گا۔

شرح حدیث نمبر ۱۴۴، ۱۴۵

اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان دنیا کی سب سے معزز و محترم قوم ہیں۔ اس حقیقت سے سرِمو بھی انحراف نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو زندگی گزارنے کے لئے انتہائی اعلیٰ قوانین عطا فرمائے ہیں۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ نماز ادا کرنے کے لئے وضو کرنا ضروری ہے اگر وضو نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی، مگر بعض صورتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں وضو نہیں کیا جا سکتا مثلاً آپ کسی ایسی جگہ ہیں جہاں پانی میسّر نہیں یا آپ ایسی حالت میں ہیں کہ پانی تو موجود ہے لیکن اگر آپ پانی استعمال کرتے ہیں تو آپ کو ضرر یعنی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے تو ایسی صورت حال میں نماز ادا کرنے کے لئے کیا کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا فرض ادا ہو جائے۔ نبیٔ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمراہ تھے اور امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ یہ مقامِ بیداء تھا یا ذات الجیش۔ اسی جگہ آیت تیمم نازل ہوئی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ط ②

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/۱۵۷ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

② سورہ مائدہ ۶/۵

پس اگر پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: نبیٔ اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم ایک سفر میں تھے۔ جب ہم مقام بیداء یا مقام ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور آپ بھی مع صحابہ کرام وہیں ٹھہر گئے۔ وہاں پانی نہ تھا لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ آپ نہیں دیکھتے عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے کیا ہوا؟ لوگ بھی اور خود رسول اللہ علیہ السلام بھی اسی سبب اس مقام پر رک گئے ہیں نہ تو اس مقام پر پانی ہے اور نہ ہی اس وقت ان کے پاس پانی ہے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میں اس وقت سرور عالم علیہ السلام کا سر انور اپنی گود میں لیے بیٹھی تھی اور آپ آرام فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو یہاں روک دیا ہے۔ حالانکہ نہ تو اس جگہ پانی ہے اور نہ ہی صحابہ کرام کے پاس پانی ہے۔ سیّدہ فرماتی ابا جان نے مجھ پر بہت عتاب فرمایا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے کہا بلکہ اپنے دستِ مبارک سے بھی مجھے تنبیہ کی یہاں تک کہ مجھے حرکت کرنے سے کوئی چیز مانع نہ رہی مگر یہ کہ میری گود میں امام الانبیاء علیہ السلام جلوہ فرما تھے۔ آپ بیدار ہو گئے اور جب صبح ہوئی پانی بالکل بھی نہیں تھا۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے الِ ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ فرماتی ہیں جب ہم نے اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔ [1]

یہ حدیث شریف ہمارے آقا علیہ السلام کے علم کمال پر دلالت کرتی ہے:

بعض لوگ اس حدیث شریف سے یہ استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا ورنہ آپ فوراً فرما دیتے کہ ہار اونٹ کے نیچے آیا ہوا ہے۔ اس کو اٹھاؤ اور ہار لے لو!

کاش یہ کہنے والے تھوڑی سی عقل سے کام لیتے تو ان پر بیّن ہو جاتا ہے کہ اس مقام پر عدم علم پر کوئی چیز دلالت نہیں کرتی بلکہ یہ حدیث شریف تو علم غیب عطائی پر دال ہے۔ ظاہر ہے اگر آپ اس وقت جب ہار گم ہو جانے کا پتا چلا تھا۔ بتا دیتے کہ ہار اونٹ کے نیچے ہے تو سارا کافلہ فوراً روانہ ہو جاتا۔ جب وہاں قیام نہ رہتا اور پانی کی قلت کے باعث بلکہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے جو صورت حال پیدا ہو گئی تھی وہ نہ ہوتی اور یہ صورتِ حال نہ بنتی تو آیت تیمم کیسے نازل ہوتی اسی حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور دو عالم نور مجسّم علیہ السلام کو پتا تھا اس مقام پر رکیں گے

[1] علامہ امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/ ۵۶۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

اور پانی نہ ہوگا تو رب کریم ہم پر تیمم کا حکم نازل فرمائے گا۔ ثابت ہوا یہ حدیث مبارک علم غیب کی نفی نہیں کرتی بلکہ علم عطائی کا ثبوت ہے۔

یہ تو تھا اس آیت مبارکہ کا سببِ نزول اب ہم تیمم کی تحقیق پر بات کرتے ہیں۔

علامہ سیّد زبیدی لکھتے ہیں:

ابن سکیت بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا پاک مٹی سے تیمم کرو۔

اس کا مطلب ہے کہ پاک مٹی سے تیمم کرنے کا قصد و ارادہ کرو۔ پھر یہی کلام "فَتَيَمَّمُوْا" کثرت استعمال سے تیمم ہو گیا اور اس کا معنیٰ ہے مٹی کے ساتھ چہرے اور یدین کا مسح کرنا۔ مریض کا نماز کے لئے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا مٹی کے ساتھ اس کو علامہ جوہری نے فتیمم کہا ہے۔ ① یہ معنیٰ تو مجاز لغوی کے اعتبار سے ہے اور اوّل الذکر حقیقت شرعیہ کے لحاظ سے ہے۔ اختلاف اس میں یہ ہے کہ تیمم عزیمت ہے یا رخصت؟ اس کا فرق بیان کرتے ہوئے بعض علماء کہتے ہیں:

هُوَ لِعَدَمِ الْمَاءِ عَزِيْمَةٌ، وَلِلْعُذْرِ رُخْصَةٌ ②

اگر تو تیمم پانی نہ ملنے کی صورت میں ہو تو وہ عزیمت ہے اور اگر عذر کی بنا پر ہو تو رخصت ہے۔

علاّمہ بدر الدین عینی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

تیمم پر چند زاویوں (ASPECT) سے بات کی جا سکتی ہے۔

۱) سب سے پہلے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آیت لکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں صاف صاف آیا ہے کسی بھی چیز کو لکھنے سے قبل بسم اللہ۔۔۔۔۔ کو لکھا جائے اس لئے سورتوں کے آغاز پر بھی ہے۔ پہلے ہمیشہ آیت ہی کا ذکر ہوگا اس کے بعد احادیث مبارکہ کا ذکر کیا جائے گا آغاز آیات ہی سے ہونا چاہئے۔

۲) اس کتاب اور اس کتاب میں جو اس سے پہلے مذکور ہوئی مناسبت یہ ہے کہ اس سے پہلے وضو بالماء کے احکام مذکور ہوئے ہیں اور یہاں تیمم کے احکام ذکر کئے جائیں گے۔ اس لئے کہ تیمم پانی کا قائم مقام ہے قاعدہ یہی ہے کہ اصل کو نمبر ا پر لایا جاتا ہے اور پھر اسکے بعد اس کے قائم مقام کو ذکر کیا جاتا ہے۔

---

① السید محمد مرتضیٰ بن محمد الحسینی الزبیدی م ۱۲۰۵ھ تاج العروس من جواہر القاموس ۳۴/۸۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

② علامہ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/۵۶۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

علّامہ بدرالدین عینی مزید لکھتے ہیں:

پھر علماء میں تیمم کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رضی اللہ عنہم اور ان کے اصحاب اسی طرح لیث بن سعد کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ تیمم میں دو ضربیں ہوں گی ایک ضرب تو چہرے کے لئے ہے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لئے یعنی کہنیوں سمیت۔ لیکن امام مالک کا قول یہ ہے کہ کوعین یعنی کلائیوں تک تو فرض ہے اور مرفقین تک اختیار ہے۔ حسن بن حیّی اور ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں تیمم دو ضربوں سے ہوگا مگر طریق کار یہ ہے ہر ضرب سے چہرے اور کلائیوں کا کہنیوں سمیت ہی مسح کیا جائے گا۔ اور علّامہ خطابی فرماتے ہیں ان دونوں کے علاوہ کسی اور نے بھی اس طرح کہا ہو یہ میرے علم میں نہیں ہے۔ امام زہری فرماتے ہیں: تیمم بغلوں تک کیا جائے شرح احکام میں ابن بزیزہ سے منقول ہے۔ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے تیمم میں چار ضربیں ہیں دو ضربیں تو چہرے کے لئے ہیں اور دو ضربیں ہی ہاتھوں کے لئے۔ یہی حضرت فرماتے ہیں اس طرح اہل سنت سے ثابت نہیں ہے۔ ہاں بعض علماء یہ کہتے ہیں جنب کے لئے تیمم کندھوں تک ہے اور علاوہ جنبی کے کوعین تک ہی ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ ابن رشد سے قوائد میں یوں مروی ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ تیمم میں تین مستحب ہیں اور فرض دو ہی ہیں۔ ابن سیرین کے نزدیک تین ضربیں ہیں انہی سے ایک روایت یوں آئی ہے ایک ضرب کو چہرے کے لئے مس ہے ایک ہاتھ کے لئے اور ایک ضرب کلائیوں کے لئے ہے۔ ①

تیمم کرنے کے لئے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر جھاڑ لینا چاہیئے:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ تیمم کی بابت اس طرح حدیث بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر ان کو جھاڑا اور اپنے چہرے کا مسح فرمایا اور دونوں ہاتھوں کا مسح فرمایا سلمہ کہتے ہیں کہ کہنیوں سمیت مسح فرمایا۔ ②

اقول وباللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم

بخاری شریف کی کتاب التیمم، مسلم شریف کی احادیث، جامع ترمذی شریف کی حدیث مذکورہ، شرح بخاری فتح الباری، عمدۃ القاری شرح بخاری اور دیگر کتب احادیث وشروح کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تیمم کرنے کے طریقے میں مختلف احادیث آئی ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی تو ایک ہی مقام پر ابھی ایک قول نقل فرماتے ہیں تو اسی کے ساتھ دوسرا قول نقل فرمادیتے ہیں جو پہلے کا مخالف ہوتا ہے بہر حال یہ تو ان کا انداز ہے میں تو انہی بزرگوں کے فیض کو آگے منتقل کر رہا ہوں۔

---

① علّامہ امام بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۴/ ۲۹ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

② علّامہ امام بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۴/ ۲۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

تیمم کرنے کے لئے زمین پر ایک ضرب مارنے کا ذکر بھی حدیث شریف میں آیا ہے۔ اسی طرح دو ضربوں کا تذکرہ بھی حدیث شریف میں ہوا ہے۔ تین ضربوں کا ذکر بھی حدیث مبارک ہی میں ہے اور چار ضربوں کا ذکر بھی موجود ہے۔ درست ترتیبِ تیمم وہی ہے جو ہمارے آئمہ کرام نے بیان فرمائی ہے۔ جب تیمم کرنا ہو تو اولاً دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا جائے یہ ضرب لگانے کے بعد دونوں ہاتھوں کو جھاڑ لیا جائے باہم ٹکرا کر ایسا کر لیا جائے تو بھی درست اور اگر ان پر پھونک مار لی جائے تو بھی صحیح۔ بہر حال دونوں ہاتھوں کو جھاڑنے کے بعد اپنے چہرے کا مسح کیا جائے اس کے بعد پھر ضرب لگائی جائے اب بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کی پشت کو ملا جائے اسی طرح دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کی پشت کو ملا جائے پھر دونوں کلائیوں کا کہنیوں سمیت مسح کیا جائے تیمم مکمل ہو جائے گا۔

درسِ حدیث

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بظاہر ایک جملہ نظر آتا ہے لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ ایک پورا نظام حیات ہے افسوس تو یہ ہے کہ ہم دنیوی ترقی کے لئے دنیا کے مال و منال کے حصول کے لئے سرتوڑ کوششیں کرتے ہیں مگر دائمی زندگی سے بے فکر ہو کر اس جہاں بے ثبات میں ایسے گم ہیں کہ ہمیں اپنی ہوش تک نہیں۔ اگر ہم نے اپنے دین کو بطور نظام حیات مانا ہوتا تو آج یہ دن کبھی نہ دیکھنے پڑتے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو کسی موڑ پر بھی تنہا نہیں چھوڑتا بلکہ زندگی کی تمام راہوں میں کامل ہدایات عطا فرماتا ہے۔ کئی بار انسان اپنی عملی زندگی میں ایسی ایسی مشکلات محسوس کرتا ہے جن میں وہ کسی سے اپنی مشکل کا مداوا چاہتا ہے۔ اللہ گواہ ہے اسلام نے انسانوں کے حقوق کا وہ خیال رکھا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ مثلاً زندگی میں اگر کبھی ایسا موقعہ آ جائے کہ پانی میسر نہ ہو یا پانی تو ہو مگر اس کے استعمال پر قادر نہ ہو کوئی جابر فاسق فاجر اس کو پانی کے استعمال سے روک دے یا اس کو اللہ نہ کرے ایسی بیماری لگی ہو جس میں پانی کا استعمال کرنا اس کے لئے نقصان دہ ہو تو ایسی صورت میں ایک مسلمان کیا کرے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تیمم کرے حدیث مبارک میں آیا ہے۔

> حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دونوں ہاتھوں اور چہرے کا تیمم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔
>
> (جامع ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۴۴)

تیمم کا مطلب ہے قصد کرنا، اصل میں یہ تَیَمَّمُوْا ہی تھا جس طرح قرآن کریم کی آیت میں آیا ہے:

فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا — پاک مٹی سے تیمم کرو۔

جب کثرت سے استعمال ہونے لگا تو فَتَيَمَّمُوْا سے تیمم ہو گیا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے اگر پانی نہ پاؤ بعض صورتوں میں تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ تیمم کرنے کے لئے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنا چاہئے اس کے بعد دونوں کو پھونک مار کر صاف کر لینا چاہئے یا جھاڑ کر یعنی ہاتھ سے ہاتھ مار کر پھر اپنے چہرے پر مسح کر لینا چاہئے۔ اسی طرح پھر دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارنا چاہئے۔ انہیں پھونک مار کر یا جھاڑ کر صاف کرنے کے بعد دونوں کلائیوں پر کہنیوں سمیت مسح کر لینا چاہئے بس تیمم ہو گیا۔

آیئے ہم بھی درس حدیث شریف کا اہتمام کریں ان شاء اللہ برکت ہوگی دین سمجھ میں آنے لگے گا اور دوسرے مسلمان بھائیوں میں بھی تبلیغِ دین کا جذبہ بیدار ہوگا اللہ توفیق عمل دے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

معیارِ خلافت

یہ دارِ فانی، ہمارا یہ گھر، یہ عارضی مقام فنا ہو جانے والا ہے۔ یہ معاملات زندگی، ہماری زندگی کے یہ شعبے اور ان کی تمام بوقلمونیاں، عاریۃً ہیں۔ مستعار ہیں...... اُدھار ہیں...... کل ان کو کوئی واپس لینے والا لے لے گا...... وہ واپس لینے والا کون ہے...... اللہ رب العالمین...... وہ جب چاہے گا، ہم سے ہماری زندگی...... ہم سے ہماری جان لے لے گا...... اس لئے کہ ہمارے سانس گنتی کے ہیں اور ان کی گنتی اللہ کے ہاں متعین ہو چکی ہے...... جب ہم گنتی پوری کر چکیں گے...... ہمیں موت آئے گی اور ہم...... قبر میں چلے جائیں گے۔ آخرت کا خوف اور اس کا ڈر ہمیشہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیش نظر رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے جب آپ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ بنائے گئے تو پہلے دن ممبر پر جلوہ گر ہو کر فرمایا۔

وَاللهِ مَا كُنْتُ حَرِيْصًا على الْاَمَارَةِ يَوْمًا وَلَا لَيْلَةً وَلَا كُنْتُ فِيْهَا رَاغِبًا وَلَا سَئَلْتُهَا اللهَ قَطُّ سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَلَا لِيْ فِي الْاَمَارَةِ مِنْ رَاحَةٍ

اللہ کی قسم میں نے تو کسی دن اور کسی رات امارت (خلافت) کی حرص نہیں کی اور نہ مجھے اس کی خواہش تھی اور نہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی ظاہر اور پوشیدہ درخواست کی اور نہ مجھے خلافت میں کوئی راحت ہے۔

(وفا کا پیکر سیدنا صدیق اکبرؓ صفحہ 8،7)

باب نمبر ۱۱۱

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا

کوئی بھی شخص ہر حال میں قرآن پڑھ سکتا ہے حالت جنابت میں پڑھنا منع ہے

اس باب میں ایک ہی حدیث شریف آئی ہے جو بے حد فضیلت رکھتی ہے اس میں ایک ضروری مسئلہ بیان ہوا ہے لہٰذا ہر مسلمان مرد و عورت کو اس حدیث پاک کو بغور مطالعہ کرنا چاہئے ہزار ہا برکات حاصل ہوں گی۔

آیئے! آپ بھی اس حدیث شریف کا مطالعہ فرمایئے اور برکات سے مالا مال ہو جایئے۔

حدیث نمبر ۱۴۶

حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَا حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَّا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا

قَالَ أَبُوْ عِيْسَى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَبِهِ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ، قَالُوْا يَقْرَأُ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ. وَبِهِ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں ہمیں قرآن پڑھاتے تھے مگر حالتِ جنابت میں نہیں پڑھاتے تھے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حدیثِ علی رضی اللہ عنہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بہت سارے علماء جن کا تعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ہے اور تابعین سے بھی وہ سب یہی فرماتے ہیں۔ بے وضو شخص قرآن پڑھ سکتا ہے مگر مصحف کو اسی وقت کھول کر پڑھ سکتا ہے جب وہ طاہر ہو اسی طرح امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق رضی اللہ عنہم کا نقطہ نظر بھی ایسا ہی ہے کہ زبانی تو بے وضو قرآن پڑھ سکتا ہے مگر مصحف سے دیکھ کر وہی پڑھے جو باوضو ہو۔

حدیث نمبر ۱۴۶ کی فنّی حیثیت

{تذکرہ رواۃ}

۱} ابوسعید الاشج رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عبد اللہ بن سعید بن حصین الکندی ابوسعید الاشج الکوفی۔

ابوسعید الاشج، اسماعیل بن علیّہ، حفص بن غیاث، ابی اسامہ، عبد السلام بن حرب، ھشیم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ان سے ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں، ابن معین کا بیان ہے کہ ابوسعید الاشج کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ وہ قوم ضعفا سے روایت کرتا ہے۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں وہ ثقہ صدوق ہیں۔ ایک دوسری مرتبہ فرمایا کہ وہ امام اہلِ زمانہ ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابوسعید صادق ہیں دوسری بار فرمایا اس کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ محمد بن احمد بن بلال شطوی فرماتے ہیں میں نے ان سے زیادہ حافظہ کا مالک نہیں دیکھا۔ امام ابن حبّان نے اس کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ خلیل اور مسلم بن قاسم کا بیان ہے کہ وہ ثقہ ہیں۔ بخاری میں ان سے اسّی ۸۰ احادیث مروی ہیں اور مسلم شریف میں ستر حدیثیں مروی ہیں۔

ابوسعید الاشج کی وفات:

اللالکائی وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید الاشج کی وفات ۲۵۷ھ کو ہوئی۔ امام ابن حجر قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں ابن قانع نے کہا ۲۵۶ء کو ہوئی۔ ①

۲} حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۸ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۳} عقبہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عقبہ بن خالد بن عقبہ بن خالد السکونی ابومسعود الکوفی المجدد۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵/ ۲۰۸ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

عقبہ بن خالد، امام اعمش، عبید اللہ بن عمر، ھشام بن عمر، ھشام بن عروہ، ابی سعید البقال، محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ، مالک بن انس اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کا اپنا بیٹا خالد، عیسیٰ بن یونس اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے والد گرامی یعنی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ عقبہ بن خالد کیسا راوی ہے تو انہوں نے جواب دیا وہ ثقہ ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ میری یہ رائے درست ہی ہے۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں وہ ثقات میں سے ایک ہیں، عالم الحدیث ہیں۔ ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں، جارودی کہتے ہیں شیخ کوفی صاحب حدیث ہیں۔ امام ابن حبان کہتے ہیں وہ ثقات سے ہیں ابن شاہین نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔

عقبہ بن خالد کی وفات:

ابن نمیر اور امام ترمذی کہتے ہیں کہ عقبہ بن خالد کی وفات ۱۸۸ھ کو ہوئی۔ ①

۴} الاعمش رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۱۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} ابن ابی لیلیٰ یعنی عبد الرحمٰن انصاری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸۱ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۶} عمرو بن مُرّہ رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عمرو بن مُرّہ بن عبد اللہ بن طارق بن الحارث بن سلمہ بن کعب بن وائل بن جمل بن کنانہ بن ناجیہ بن مراد الجملی المرادی ابو عبد اللہ الکوفی الاعمی۔ عمرو بن مُرّہ، عبد اللہ بن ابی اوفی، ابی وائل، مُرّۃ الطیب، سعید بن المسیب، عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبد اللہ بن حارث نجرانی، عمرو بن میمون الاودی، عبد اللہ بن سلمہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ، ابو اسحٰق سبیعی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ ابن معین کہتے ہیں عمرو بن مُرّہ ثقہ ہیں۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں صدوق ہیں، ثقہ ہیں۔ عمرو ارجاء کی طرف چلے گئے تھے۔ عبد الملک بن میسرہ نے ان کے جنازہ کے موقعہ پر کہا تھا میں نے ان کے حسب سے بہتر روئے زمین میں کسی کو نہیں دیکھا۔ امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا اگرچہ ان کو مُرجیا کہا گیا مگر ابن نمیر اور یعقوب بن سفیان نے ان کو ثقہ کہا۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۷ / ۲۱۳ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

عمرو بن مُرّہ کی وفات:

امام احمد بن حنبل اور امام ابونعیم فرماتے ہیں ان کی وفات ۱۱۴ھ کو ہوئی بعض کے نزدیک ۱۱۸ھ کو ہوئی۔ ①

۷} عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام شیخ الاسلام لکھتے ہیں۔ ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔ عبداللہ بن سلمہ المرادی الکوفی۔

عبداللہ بن سلمہ، حضرت عمر، حضرت معاذ، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت سعد، سلمان فارسی، صفوان بن عسال، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے ابواسحٰق سبیعی، عمرو بن مُرّہ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام ابن حبّان کہتے ہیں عبداللہ بن سلمہ ثقات میں سے ہیں۔ عجلی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلمہ کوفی تابعی ثقہ ہیں۔ یعقوب بن شیبہ کا کہنا یہ ہے کہ عبداللہ بن سلمہ طبقۂ اولیٰ فقہاءِ کوفہ جن کا تعلق صحابہ کرام کی بابرکت جماعت سے تھا ان کے بعد یہ ثقہ ہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں ان کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی۔ ابن عدی کہتے ہیں ان کی روایت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں وہ حدیث شریف جس میں جنبی کو قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے وہ انہی سے مروی ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی قُلْتُ کہہ کر لکھتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ صغیر میں ذکر کیا ہے کہ ابن نمیر کہتے ہیں جو کچھ عبداللہ بن سلمہ سے روایت کیا گیا ہے وہ بہت صحیح ہے۔ ②

۸} حضرت علی رضی اللہ عنہ:

ان کے مناقب، محاسن، فضائل، کمالات، محامد، خدماتِ دین، علم وحکمت، عطاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام فضائل کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت کردیا گیا ہے آپ ضرور وہاں سے پڑھ لیں ایمان کو جلا ملے گی۔

---

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۸ / ۱۰۲ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ الکائنۃ ہند

② امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۵ / ۲۱۲ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

شرح حدیث نمبر ۱۴۶

کوئی صاحب شعور اس بات سے سرِ مو بھی انحراف نہیں کر سکتا کہ ساری دنیا میں سب سے نفیس مذہب دین اسلام ہے اور سب سے نفیس قوم مسلمان ہیں۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو زندگی گذارنے کا وہ سلیقہ عطا فرمایا جو بے حد آسان اور عام فہم ہے اس کی تفہیم جلد ہوتی ہے اس پر عمل کرنے سے جلد نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ حضور انور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امّت کو وہ ضابطۂ حیات عطا فرمایا ہے جو یقیناً انسان کے لئے راحتیں پیدا کرتا ہے اور ہر طرح کی مشکلات کو دور کرتا ہے کس حالت میں کیا کرنا ہے یہ ہر مسلمان کو اسلام نے بتایا ہے تا کہ زندگی کے معاملات بآسانی حل ہوں اور تقوٰی وطہارت سے ایّام حیات گذریں۔

ہر حال میں قرآن حکیم پڑھا جا سکتا ہے مگر حالت جنابت میں نہیں:

علّامہ ابوطیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضرت علی بیان کرتے ہیں رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں ہمیں قرآن کریم پڑھاتے تھے مگر حالت جنابت میں نہیں پڑھاتے تھے۔

یقرئنا القرآن علی کل حال من باب الافعال۔ یہاں ہر حال میں قرآن پڑھنا باب افعال کے وزن پر آیا ہے۔ لہٰذا محدث کے لئے قرآن پڑھنا جائز ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی سنن میں ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کے علاوہ ہمارے ساتھ قرآن بھی پڑھتے اور گوشت تناول فرماتے تھے۔ مصحف شریف سے دیکھ کر اسی صورت میں پڑھنا منع ہے جب اس کو ٹچ کیا جائے اگر اس کو اٹھایا تو ہوا ہو مگر اس کو مَس نہ کیا جائے اندر سے کھول کر تو ایسی صورت میں اگر اوپر دیکھا جائے اور اس کو پڑھا جائے تو اس طرح پڑھنا جائز ہے۔ ①

بے وضو مسلمان قرآن پڑھ سکتا ہے مگر اوپر دیکھ کر یعنی قرآن کریم کھول کر وہی پڑھ سکتا ہے جو باوضو ہو۔ یہی نقطۂ نظر امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔ بالکل ایسا ہی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ علّامہ سرہندی کے اپنے الفاظ ہیں:

وہمیں ست مذہب امام ما ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ②

اور یہی مذہب ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

---

① علّامہ ابوطیب۔ شرح ابی الطیب، از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۴۳ ۱ مطبوعہ کانپور ہند

② علّامہ سراج احمد حنفی سرہندی، شرح سراج احمد۔ از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۴۲ ۱ مطبوعہ کانپور ہند

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نقطۂ نظر سے تعارض:

علّامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔اس باب میں حدث کے بعد قرأت القرآن بیان ہوا ہے۔بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہاں حدث اصغر مُراد ہے۔میں کہتا ہوں حدث میں عمومیت ہے اصغر ہو یا اکبر، البتہ قرأت القرآن حدث اصغر کے بعد تو جائز ہے لیکن حدث اکبر کے بعد جائز نہیں ہے۔جو کوئی اس نقطۂ نظر کا قائل ہو کہ یہاں حدث خاص ہے حدث اصغر کے ساتھ تو اس مقام پر امام بخاری کے نقطۂ نظر سے تعارض پیدا ہوگا۔ بعض کے نزدیک یہ مظان (تعلقِ باہمی) حدث ہے۔کرمانی کا کہنا یہ ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ سلام اور تمام اذکار کی اجازت ہے۔ میں کہتا ہوں اگر کوئی مظان حدث ہی کا قائل ہو تو پھر عود ضمیر تو صحیح نہیں ہوگا اس میں تو قرینہ لفظیہ، تقدیراً اور دلالۃً کی بحث بھی چھڑ جائے گی اور پھر اس طرح بھی مظان حدث بیّن نہیں ہو سکے گا (یعنی یہ ثابت نہ ہوگا کہ یہاں مُراد دونوں حدث ہی ہیں) اسی طرح مظنۃ الحدث بھی تو دو حال پر ہیں:

۱۔ مثل الحدث

۲۔ لیس مثلہ

اگر یہاں مُراد اوّل الذکر حدث ہے تو وہ اس قول کے حکم میں خود داخل ہے کہ بعد از حدث، اور اگر مراد یہاں ثانی الذکر ہے تو وہ خارج عن الباب ہے۔اب تو کوئی بات پوشیدہ رہ نہیں جاتی۔علّامہ کرمانی کا یہ کہنا کہ قرآن کے علاوہ اور سب اذکار و سلام جائز ہے تو اس کی ایک وجہ معلوم ہوتی ہے لیکن دونوں کے درمیان کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ حدث اصغر و اکبر میں بھی قرأت جائز ہو اگر محدث کے لئے قرأت القرآن کو جائز مان لیا جائے تو سلام اور سارے اذکار بطریق اولیٰ جائز ثابت ہوں گے اگر مراد یہاں لکھا ہوا قرآن ہے اس سے صاف ظاہر ہے یہاں قول و فعل دونوں ہی شامل ہیں۔①

اقول و باللہ التوفیق ان ربی علیم حکیم:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جنبی کے لئے بھی قرأت القرآن کے قائل ہیں۔میں نہایت ادب سے عرض کروں گا حضور اگر آپ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف کی تفہیم کرتے تو یقیناً اس طرح کا نقطۂ نظر آپ بیان نہ فرماتے۔ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تو حمام میں قرآن پڑھنے کے قائل نہیں ہیں وہ تو اس مقام کو بھی حدث میں داخل سمجھتے ہیں لہٰذا موقف وہی برحق ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ اگر حدثِ اصغر لاحق ہو تو تلاوت قرآن جائز ہے اور اگر حدثِ اکبر لاحق ہو جائے تو قرأت القرآن جائز نہ ہوگی۔

① علّامہ بدرالدین عینی م ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۴ / ۹۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکلر روڈ کوئٹہ بلوچستان

میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت ہے پس ایک کھلا اور واضح نظریہ ہے کہ جب، بندہ جنبی ہو تو وہ قرأت القرآن نہ کرے اور مفاد حدیث بھی یہی ہے۔ جس حدیث شریف کی یہ شرح لکھی جا رہی ہے۔ اس میں بیّن طور پر موجود ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہر حال میں قرآن پڑھاتے تھے مگر حالت جنابت میں نہیں پڑھاتے تھے۔ لہٰذا جنبی کے لئے قرأت القرآن جائز نہیں اور اس کے علاوہ ہر حال میں قرآن حکیم پڑھا پڑھایا جا سکتا ہے۔

افضل تو یہی ہے کہ قرآن حکیم کی تلاوت باوضو ہو کر کی جائے لیکن اگر قرآن حکیم کھلا ہو اور کوئی اوپر سے دیکھ کر تلاوت شروع کر دے تو جائز ہوگا۔ ہاں اگر ورق کو کنارے سے کسی رومال وغیرہ سے پکڑ کر کھول لے اور بے وضو بھی ہو تو اس طرح پڑھنا جائز ہوگا۔ کالجز اور یونیورسٹیز میں قرآن پڑھاتے وقت بھی وضو ہونا ہی چاہئے۔

مجھے یاد پڑتا ہے میں نے ابواب الطہارہ کے آغاز پر کہیں اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

باب نمبر ۱۱۲

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ يُصِيبُ الْأَرْضَ

اگر زمین کو پیشاب لگے تو کیا کرنا چاہئے۔

اس باب میں اس مسئلہ کا حل عطا فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی زمین پر پیشاب کر دے، تو پھر کیا کیا جائے کہ وہ زمین پاک ہو جائے۔ یہ مسئلہ انتہائی اہم ہے اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس میں دو حدیثیں آئی ہیں۔

آیئے آپ بھی اس حدیث شریف کا مطالعہ فرمایئے راحتِ جاں بنے گا۔

حدیث نمبر ۱۴۷

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَصَلّٰى فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَسْرَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيقُوا عَلَيْهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ ایک اعرابی یعنی بادیہ نشیں مسجد میں داخل ہوا۔ نبیٔ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف میں ہی جلوہ فرما تھے۔ اس بادیہ نشین نے نماز پڑھی جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے یوں دعا مانگی یا اللہ! مجھ پر رحم فرما اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔ چنانچہ نبیٔ اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کی رحمت واسع کو محدود کر دیا۔ وہ وہاں زیادہ دیر بھی نہ ٹھہرا، اس نے مسجد کے اندر پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی طرف دوڑے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پیشاب پر پانی کا ایک بھرا ہوا ڈول بہا دو۔ پھر ارشاد فرمایا۔ تمہیں آسانی کے لئے سربلند کیا گیا ہے نہ کہ تنگی کے لئے۔

حدیث نمبر ۱۴۷ کی فنّی حیثیت

{تذکرۂ رواۃ}

۱} ابن ابی عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۹ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} سعید بن عبدالرحمٰن المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب میں ہے۔امام شیخ الاسلام لکھتے ہیں۔ان کا پورا نام ونسب یوں ہے۔سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان، اس طرح بھی کہا جاتا ہے ابن عبدالرحمن بن ابی سعید ابوعبید اللہ المخزومی۔

سعید بن عبدالرحمٰن، ھشام بن سلیمان مخزومی، حسین بن زید بن علی، ابراہیم، سفیان بن عُیینہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔اسی طرح ان سے امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن خزیمہ، زکریا ساجی اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں سعید بن عبدالرحمٰن ثقہ راوی ہیں۔ایک مرتبہ یوں بھی فرمایا کہ ان کی روایت قبول کرنے مین کوئی حرج نہیں ہے۔امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔اور بھی بہت سارے بزرگوں نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی کی وفات:

امام ابن حبان بیان کرتے ہیں کہ ان کی وفات ۱۴۹ھ کو ہوئی بعض مؤرخین نے یہ بھی کہا کہ ان کی وفات مکہ مشرفہ میں ہوئی۔①

۳} سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۴} الزھری یعنی امام ابن شہاب زھری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۸ میں ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۵} سعید بن المسیّب رضی اللہ عنہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۲۴ کے تحت کر دیا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے پڑھ لیں۔

۶} حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے فضائل، کمالات، محاسن، محامد، مناقب اور خدمات دین کا تذکرہ حدیث نمبر ۲ کے تحت کر دیا گیا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ان کے احوال پڑھنے سے ایمان تازہ ہوگا اور خدمتِ دین کا جذبہ بیدار ہوگا۔

① امام حافظ ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ۴/۴۹ مطبوعہ نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

حدیث نمبر ۱۴۸

قَالَ سَعِيدٌ قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ هٰذَا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ أَبُو عِيسٰى وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَقَدْ رَوَى يُونُسُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی بالکل اسی طرح کی ایک حدیث شریف مروی ہے۔

اس باب میں، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے اور یہ نقطۂ نظر امام احمد، امام اسحٰق کا ہے۔اس حدیث شریف کو یونس نے امام زہری، عبید بن عبد اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۸ کی فنّی حیثیت

{تذکرۂ روایان}

۱} سعید رحمۃ اللہ علیہ یعنی سعید بن عبد الرحمٰن المخزومی:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

۲} سفیان رحمۃ اللہ علیہ یعنی سفیان بن عیینہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو وہاں سے مطالعہ کرلیں۔

۳} یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا تذکرہ حدیث نمبر ۴۲ کے تحت کر دیا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں سے دیکھ لیں۔

۴} حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

ان کے فضائل، محاسن، محامد، مناقب اور کمالات کا تذکرہ حدیث نمبر ۵ کے تحت کر دیا گیا ہے آپ ضرور وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔ ان کے حالات زندگی پڑھنے سے ایمان جلا پائے گا اور خدمت دین کے لئے ہمت پیدا ہوگی نیز محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات خوب نظر آئیں گی۔

شرح حدیث نمبر ۱۴۷، ۱۴۸

اسلام انسانیت کا سب سے بڑا ہمدرد ہے۔ روئے زمین پر اس سے بڑا انسانوں کا ہمدرد کوئی مذہب نہیں۔ دوسرے مذاہب میں سختی ہے لیکن اسلام میں بہت نرمی ہے۔ اسلام انسانوں کے ساتھ نہایت آسان معاملات کرنے کا درس دیتا ہے۔ نبیٔ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم تو سراپا رحمت ہیں۔ آپ نے ساری انسانیت کو جینے کا ڈھب سکھایا، تڑپتی، سسکتی، سہکتی انسانیت کو امن وسکون عطا فرمایا۔ اس میں کوئی شک نہیں اسلام ہی وہ واحد ضابطۂ حیات ہے جو انسانوں کے حقوق کا کماحقہ خیال رکھتا ہے۔ اس کو پڑھنا چاہئے، اس کو سمجھنا چاہئے اور اس پر عمل کرنا چاہئے نیز اس کو دلائل کے ساتھ دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ہائے افسوس کہ ہم نے اپنی متاع بے بہا کو پس پشت ڈال دیا اور متاع ناقص کو سر آنکھ پر بٹھا لیا۔ متاع بے بہا آخرت کی تیاری اور کامیابی ہے۔ جبکہ متاع ناقص دنیوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے جدوجہد ہے اور پھر آخرت کی تیاری سے سستی وکاہلی ہے۔

علّامہ ابوطیّب لکھتے ہیں:

یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بادیہ نشیں مسجد میں داخل ہوا اس مقام پر امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ اس نے داخلِ مسجد ہونے کے بعد بارگاہ نبوت میں سوال کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے اس کو فرمایا تو نے قیامت کے لئے تیاری کیا کی ہے؟ کہنے لگا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے اس کے لئے زیادہ نمازیں پڑھ کر یا زیادہ روزے رکھ کر تو کوئی تیاری نہیں کی البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جل علا و صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

یہ جوفرمان ہے تو نے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو تنگ جانا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ تو نے یہ اعتقاد بنالیا ہے کہ اس کی رحمت کو روکا بھی جا سکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو محدود جانا ہے ابن عربی کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے تو نے اپنی دعا میں اس چیز سے منع کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہرگز منع نہیں ہے، تو تجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ (۱)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ زمین خشک ہوکر پاک ہوجاتی ہے:

علامہ سراج احمد حنفی لکھتے ہیں چونکہ صحابہ کرام وہ جماعت ہے جس نے رسول اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ اتباع کی لہٰذا ان کو سختی کرنے سے روکا اور نرمی کا حکم صادر فرمایا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کی نرمی اور کمال مہربانی ظاہر ہو۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ خاصا ہے کہ آپ کمال مہربانی، نرمی، سہولت اور سماحت کا درس دیتے ہیں۔ اس میں بھی صحابہ کرام کو رفق ومہربانی کی ترغیب دینا ہی مطلوب ومقصود تھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اعرابی پر رفق ولطف کرو اگرچہ اس نے مسجد میں بول بھی کر دیا ہے۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ترجمۂ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ یہ حدیث اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ زمین اس وقت پاک ہوجاتی ہے جب کثرت سے پانی نجاست پر بہا دیا جائے کہ اثر پیشاب ڈھل جائے اگر کسی دوسری جگہ مثلاً کپڑے یا بدن، چٹائی پر، زمین پر وہی پانی بہہ جائے تو علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ مختار یہ ہے کہ اگر جگہ کے پاک ہوجانے کے بعد لگا تو پاک ہے اور اگر جگہ پاک ہونے سے پہلے لگ گیا تو پلید ہے اور اگر جدا ہوتے وقت اس پانی کا رنگ اور بُو متغیر ہوگئی ہے تو بالاتفاق پلید ہے۔ کذا فی مجمع البحار۔ جیسا کہ مجمع البحار میں ہے۔ علامہ طیبی کہتے ہیں زمین اگر ناپاک ہوجائے تو خشک ہوکر پاک نہیں ہوتی یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ زمین کو پاک کرنے کے لئے وہاں سے خاک اٹھانا واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک زمین خشک ہوکر پاک ہوجاتی ہے۔ زمین کو پاک کرنے کے لئے وہاں سے خاک اٹھانا ضروری نہیں ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ ہمارے اصحاب اس بات کا کیا جواب دیتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ قوم نے اس جگہ نماز پڑھی ہو مگر ابھی شاشا کا اثر خشک نہ ہوا ہو شاید عملاً پانی اس غرض سے بہایا گیا ہو کہ نجاست جلد ختم ہوجائے اور پانی کے غلبہ کی وجہ سے اس کے رنگ و بُو کا تغیر بھی محو ہوجائے پھر اس کے بعد خشک ہوکر وہ جگہ پاک ہوگئی ہو۔ حدیث پاک اس معاملہ میں خاموش ہے۔ (۲)

---

(۱) علامہ ابوطیب شرح ابی الطیب از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۱۷۳ مطبوعہ کانپور ہند

(۲) علامہ سراج احمد حنفی سرہندی: شرح سراج احمد: از مجموعہ شروح اربعہ جامع ترمذی شریف ۱ / ۱۷۵ مطبوعہ کانپور ہند

امام بخاری اس طرح روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بادیہ نشیں کو دیکھا وہ مسجد میں پیشاب کر رہا ہے (صحابہ کرام اس کی طرف دوڑے) آپ نے فرمایا اسے چھوڑ و یہاں تک کہ اس نے پیشاب سے فراغت حاصل کر لی آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوا کر اس پر بہادیا۔①

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک اعرابی نے مسجد میں کھڑا ہو کر پیشاب کیا لوگ اس کو قابو کرنے کے لئے مستعد ہوئے تو نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک سجل یا ایک ذنوب پانی کا بہادو تمہیں تو آسانیاں پیدا کرنے کے لئے سربلند کیا گیا ہے تنگی پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجا۔②

سجل اور ذنوب کی وضاحت:

سَجلًا، اس میں سین پر زبر، جیم ساکن ہے۔ ابوحاتم سجستانی فرماتے ہیں سجل بھرے ہوئے ڈول کو کہتے ہیں۔ خالی ڈول کو سجل نہیں کہتے۔ ابن حدید کا کہنا یہ ہے کہ سجل بڑے ڈول کو کہتے ہیں۔ صحاح میں دلو بمعنی ضخمہ ہے۔ ذنوباً خلیل کہتے ہیں اس سے مراد ہے پانی سے بھرا ہوا ڈول۔ جس میں اتنا پانی ہو کہ وہ قریباً بھرا ہی ہوا ہو جو برتن خالی ہو اس کو ذنوب نہیں کہتے لفظ کا روایت کرنا ڈول کے شک پر دلالت کرتا ہے۔ اس مقام پر مبعوثون، ماموروں کے معنوں میں آیا ہے یعنی دین حق کی تبلیغ پر تم مامور ہو۔③

دینِ اسلام ہی انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے:

اب حشر تک میدان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اب کوئی اور اس میدان میں ہرگز نہ آئے گا یعنی کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا۔ امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی اب وہی کام حشر تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کریں گے۔ دین حق، دینِ اسلام غالب آ کر رہے گا ساری دنیا میں اسی دین کا چرچا ہوگا یہی انسانوں کی رہنمائی کرے گا۔ اسی کی برکت سے انسانیت راحت پائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس انداز سے دین کی تبلیغ فرمائی اور اس کو غالب کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جماعت صحابہ وہ بابرکت جماعت ہیں جو تقوٰی و طہارت، علم و عقل میں یکتا ہیں۔ وہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اگر اب کوئی نبوت کا دعوٰی کرے تو وہ کذاب ہوگا جیسا کہ قادیانی کذاب تھا۔

---

① امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری کتاب الوضوء صحیح بخاری ۱/ ۳۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

② امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری کتاب الوضوء صحیح بخاری ۱/ ۳۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

③ امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/ ۴۳۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

امام ابن حجر عسقلانی کی تحقیق اور مصنف کا نقطۂ نظر :

وہ بادیہ نشیں کون تھا؟ اس کی تحقیق نہیں ہے البتہ بعض اقوال موجود ہیں :

۱۔ وہ اعرابی ذوالخویصرہ تھا اس کا ذکر حافظ ابن حجر نے کیا لیکن اس کا رد بھی کر دیا گیا ہے کہ وہ شخص ذوالخویصرہ یمانی تھا۔

۲۔ اقرع بن حابس یا عیینہ بن حصین یہ بھی کوئی قطعی بات نہیں کہ وہ اقرع بن حابس ہی ہوں۔

۳۔ ذوالخویصرہ تمیمی اس بات کی بھی تصدیق نہیں ہوسکی کہ وہ ذوالخویصرہ تمیمی ہی تھا اگر وہ ذوالخویصرہ تمیمی ہی تھا تو اس کا نام وقوص بن زہیر ہے یہی شخص بعد میں خوارج کا سردار بن گیا تھا۔

اللہ ورسول کا چاہنے والا ان کے ساتھ ہوگا :

امام دارقطنی کی روایت کے مطابق وہ بادیہ نشیں اگرچہ آداب تو زیادہ نہ جانتا تھا۔ اس کو اتنا یقیں تھا وہ اپنے اعتقاد میں پختہ تھا جو اس نے کہا کہ میں نماز اور روزوں کی کثرت تو نہیں رکھتا البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کو رسول جل علا صلی اللہ علیہ وسلم کا محب ہوں۔

اِنِّی اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ ①

میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا چاہنے والا ہوں چنانچہ امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

یہ گفتگو اس بادیہ نشیں اس دیہاتی، اس بدو اس اعرابی کے بارے میں صاف صاف بتا رہی ہے وہ اعرابی ضرور تھا آداب سے وہ بہت زیادہ آگاہ نہ تھا مگر بدعقیدہ نہ تھا۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا تھا۔ اسی لئے تو مع من احببت کے مژدہ جاں فزا سے نوازا گیا ورنہ اس طرح کا انعام کسی ذوالخویصرہ جیسے شخص پر ہونا کب ممکن ہے۔ یہ بتا رہا ہے کہ یہ کوئی اور ہی شخص تھا، یا پھر اہل ایمان کو اطلاع دی گئی ہے اگر تو وہ شخص اس دعوٰی نسبت میں صادق ہوا تو اس پر انعام ہوگا اور اگر وہ پھر گیا مرتد ہوگیا یا دین اسلام سے کسی بھی طرح خارج ہوگیا تو اس پر انعام نہیں ہوگا۔ اصل چیز نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واتباع ہے۔ اسی کی بدولت سب انعامات ہوتے ہیں اور اگر یہ معاذ اللہ نہ رہے تو سب انعام سلب کر لئے جاتے ہیں۔

---

① امام ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/۷ ۴۴۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ اِمَامِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

میرے ربّ تعالیٰ کا بے حد فضل ہے مجھ پر کہ میرے جیسے طالب علم سے اس خلاق عظیم نے حدیث شریف کی شرح کا کام لے لیا یہ محض فضل ربّانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ السلام کی نگاہِ کرم ہے ورنہ میں تو اس کام کے آغاز پر کچھ گھبرا سا گیا تھا کہ کام بہت بڑا ہے اور میں بہت چھوٹا آدمی ہوں۔ میں خوش ہوں کہ آج جامع ترمذی کے ابواب الطہارہ کی شرح مکمل ہوئی۔ میری خواہش تھی کہ جب میں اس پر اختتامی دستخط ثبت کروں تو میرے روحانی بیٹے، میرے معاونین اور میرے شاگرد موجود ہوں سو الحمد للہ آج وہ گھڑی آن پہنچی کہ میں اپنے ان مخلصین کی موجودگی میں شرح ابواب الطہارہ پر دستخط کر رہا ہوں۔ آج ماہوار اجتماع ہے۔ ہر ماہ رواں کی دوسری اتوار کو جامعہ اسلامیہ رضویہ میں صبح ۱۰ بجے تا نماز ظہر منعقد ہوتا ہے۔

واخر دعوٰی ان الحمد للہ ربّ العالمین!

محمد ارشد القادری رضوی
۷ ذی الحج ۱۴۳۱ھ
۱۴ نومبر ۲۰۱۰ء بروز اتوار

فہرست اسماء الرواۃ

(ابواب الطھارۃ)

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۵۵	
۱)جعفر بن محمد بن عمران ثعلبی کوفی	حدیث نمبر ۵۵
۲)زید بن حباب	حدیث نمبر ۴۳
۳)معاویہ بن صالح	حدیث نمبر ۵۵
۴)ربیعہ بن یزید دمشقی	حدیث نمبر ۵۵
۵)ابی ادریس خولانی	حدیث نمبر ۵۵
۶)ابی عثمان	حدیث نمبر ۵۵
۷)عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵۵
حدیث نمبر ۵۶	
۱)احمد بن منیع	حدیث نمبر ۵۶
۲)علی بن حُجر	حدیث نمبر ۱۲
۳)اسماعیل بن عُلّیہ	حدیث نمبر ۵۶
۴)ابی ریحانہ	حدیث نمبر ۵۶
۵)سفینہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵۶
حدیث نمبر ۵۷	
۱)محمد بن بشار	حدیث نمبر ۳
۲) ابوداؤد	حدیث نمبر ۵۷
۳) خارجہ بن معصب	حدیث نمبر ۵۷
۴) یونس بن عبید	حدیث نمبر ۵۷
۵) الحسن بن حسن یسار	حدیث نمبر ۲۱
۶) عتی بن ضمرہ اسعدی	حدیث نمبر ۵۷
۷) اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵۷

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۵۸	
۱)محمد بن حمید رازی	حدیث نمبر ۵۸
۲)سلمہ بن الفضل	حدیث نمبر ۵۸
۳)محمد بن اسحٰق	حدیث نمبر ۹
۴)حمید	حدیث نمبر ۵۸
۵)انس رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵
حدیث نمبر ۵۹	
۱)حسین بن حریث مروزی	حدیث نمبر ۵۹
۲)محمد بن یزید واسطی	حدیث نمبر ۵۹
۳)افریقی	حدیث نمبر ۵۹
حدیث نمبر ۶۰	
۱)محمد بن بشار	حدیث نمبر ۳
۲) یحییٰ بن سعید	حدیث نمبر ۴۲
۳)عبدالرحمٰن بن مھدی	حدیث نمبر ۳
۴)سفیان بن سعید	حدیث نمبر ۳
۵)عمرو بن عامر انصاری	حدیث نمبر ۶۰
۶)انس بن مالک رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۶۱	
۱) محمد بن بشار	حدیث نمبر ۳
۲) عبد الرحمٰن بن مهدی	حدیث نمبر ۳
۳) سفیان بن عیینہ	حدیث نمبر ۳
۴) علقمہ بن مرثد	حدیث نمبر ۶۱
۵) سلیمان بن بریدہ	حدیث نمبر ۶۱
۶) ابیہ (بریدہ بن مصیّب)	حدیث نمبر ۶۱
حدیث نمبر ۶۲	
۱) ابن ابی عمر	حدیث نمبر ۲۹
۲) سفیان بن عیینہ	حدیث نمبر ۳
۳) عمرو بن دینار	حدیث نمبر ۶۲
۴) ابی الشعثاء	حدیث نمبر ۶۲
۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۳۹
۶) میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۶۲
حدیث نمبر ۶۳	
۱) محمود بن غیلان	حدیث نمبر ۳
۲) وکیع	حدیث نمبر ۱
۳) سفیان بن سعید	حدیث نمبر ۳
۴) سلیمان تیمی	حدیث نمبر ۶۳
۵) ابی حاجب	حدیث نمبر ۶۳
۶) رجل من بنی غِفار (حکم بن عمرو غفاری)	حدیث نمبر ۶۳

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۶۴	
۱) محمد بن بشار	حدیث نمبر ۳
۲) محمود بن غیلان	حدیث نمبر ۳
۳) ابوداؤد	حدیث نمبر ۵۷
۴) شعبہ بن حجاج	حدیث نمبر ۵
۵) عاصم الاحول	حدیث نمبر ۶۴
۶) اباحاجب	حدیث نمبر ۶۳
۷) حکم بن عمرو غفاری	حدیث نمبر ۶۳
حدیث نمبر ۶۵	
۱) قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲) ابوالاحوص	حدیث نمبر ۴۸
۳) سماک بن حرب	حدیث نمبر ۱
۴) عکرمہ	حدیث نمبر ۶۵
۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۳۹
حدیث نمبر ۶۶	
۱) ھناد	حدیث نمبر ۱
۲) الحسن بن علی الخلال	حدیث نمبر ۶۶
۳) ابواسامہ	حدیث نمبر ۶۶
۴) ولید بن کثیر	حدیث نمبر ۶۶
۵) محمد بن کعب	حدیث نمبر ۶۶
۶) عبیداللہ بن عبداللہ بن رافع خدیج	حدیث نمبر ۶۶
۷) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۶۶

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۶۷	
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)عبدہ	حدیث نمبر ۱۱
۳)محمد بن اسحٰق	حدیث نمبر ۹
۴)محمد بن جعفر بن زبیر	حدیث نمبر ۶۷
۵)عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر	حدیث نمبر ۶۷
۶)ابن عمر رضی اللہ عنہما	حدیث نمبر ۱
حدیث نمبر ۶۸	
۱)محمود بن غیلان	حدیث نمبر ۳
۲)عبدالرزاق	حدیث نمبر ۳۱
۳)معمر	حدیث نمبر ۱۵
۴)ھمام بن مُنَبّہ	حدیث نمبر ۶۸
۵)ابوھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲
حدیث نمبر ۶۹	
۱)قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲)مالک	حدیث نمبر ۲
۳)الانصاری (اسحٰق بن موسیٰ)	حدیث نمبر ۲
۴)معن	حدیث نمبر ۲
۵)مالک	حدیث نمبر ۲
۶)صفوان بن سلیم	حدیث نمبر ۶۹
۷)سعید بن سلمة مِن آل ابن الازرق أَنَّ المغیرة بن ابی بُردة	حدیث نمبر ۶۹
۸)ابوھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۷۰	
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۳)ابوکریب	حدیث نمبر ۲۲
۴)وکیع	حدیث نمبر ۱
۵)اعمش	حدیث نمبر ۱۳
۶)مجاہد بن جبیر	حدیث نمبر ۹
۷)طاؤس	حدیث نمبر ۷۰
۸)ابن عباس رضی اللہ عنہما	حدیث نمبر ۳۹
حدیث نمبر ۷۱	
۱)قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲)احمد بن منیع	حدیث نمبر ۵۶
۳)سفیان بن عیینہ	حدیث نمبر ۳
۴)زُھری	حدیث نمبر ۸
۵)عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ	حدیث نمبر ۷۱
۶)امِ قیس بنت محصن	حدیث نمبر ۷۱
حدیث نمبر ۷۲	
۱)حسن بن محمد زعفرانی	حدیث نمبر ۷۲
۲)عفان بن مسلم	حدیث نمبر ۷۲
۳)حماد بن سلمہ	حدیث نمبر ۷۲
۴)حمید	حدیث نمبر ۵۸
۵)قتادہ	حدیث نمبر ۱۹
۶)ثابت	حدیث نمبر ۷۲
۷)انس رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵

حدیث نمبر ۷۳

اسماء	تذکرہ
۱) الفضل بن سہل الاعرج	حدیث نمبر ۷۳
۲) یحییٰ بن غیلان	حدیث نمبر ۷۳
۳) یزید بن زریع	حدیث نمبر ۷۳
۴) سلیمان تیمی	حدیث نمبر ۶۳
۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵

حدیث نمبر ۷۴

اسماء	تذکرہ
۱) قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲) ھنّاد	حدیث نمبر ۱
۳) وکیع	حدیث نمبر ۱
۴) شعبہ	حدیث نمبر ۵
۵) سہل بن ابی صالح	حدیث نمبر ۲
۶) ابیہ (ابوصالح السّمان ذکوان)	حدیث نمبر ۲
۷) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲

حدیث نمبر ۷۵

اسماء	تذکرہ
۱) قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲) عبدالعزیز بن محمد	حدیث نمبر ۴۱
۳) سہل بن ابی صالح	حدیث نمبر ۲
۴) ابیہ (ابوصالح السّمان ذکوان)	حدیث نمبر ۲
۵) ابوھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲

حدیث نمبر ۷۶

اسماء	تذکرہ
۱) محمود بن غیلان	حدیث نمبر ۳
۲) عبدالرزاق	حدیث نمبر ۳۱
۳) معمر	حدیث نمبر ۱۵
۴) ھمّام بن منبہ	حدیث نمبر ۷۶
۵) ابوھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲

حدیث نمبر ۷۷

اسماء	تذکرہ
۱) اسماعیل بن موسیٰ	حدیث نمبر ۴۵
۲) ھنّاد	حدیث نمبر ۱
۳) محمد بن عبید المحاربی	حدیث نمبر ۷۷
۴) عبدالسلام بن حرب	حدیث نمبر ۱۴
۵) ابی خالد دالانی	حدیث نمبر ۷۷
۶) قتادہ	حدیث نمبر ۱۹
۷) ابی العالیہ	حدیث نمبر ۷۷
۸) ابن عبّاس رضی اللہ عنہما	حدیث نمبر ۳۹

حدیث نمبر ۷۸

اسماء	تذکرہ
۱) محمد بن بشّار	حدیث نمبر ۳
۲) یحییٰ بن سعید	حدیث نمبر ۴۲
۳) شعبہ	حدیث نمبر ۵
۴) قتادہ	حدیث نمبر ۱۹
۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵

حدیث نمبر ۷۹

اسماء	تذکرہ
۱) ابن ابی عمر	حدیث نمبر ۲۹
۲) سفیان بن عیینہ	حدیث نمبر ۳
۳) محمد بن عمرو	حدیث نمبر ۲۰
۴) ابی سلمہ	حدیث نمبر ۲۰
۵) ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲

حدیث نمبر ۸۰

اسماء	تذکرہ
۱) ابن ابی عمر	حدیث نمبر ۲۹
۲) سفیان بن عیینہ	حدیث نمبر ۳
۳) عبداللہ بن محمد بن عقیل	حدیث نمبر ۳
۴) جابر	حدیث نمبر ۹

اسماء	تذکرہ
۵)سفیان	حدیث نمبر ۳
۶)محمد بن منکدر	حدیث نمبر ۸۰
۷)جابر رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۹

حدیث نمبر ۸۱

اسماء	تذکرہ
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)ابومعاویہ	حدیث نمبر ۱۶
۳)اعمش	حدیث نمبر ۱۳
۴)عبداللہ بن عبداللہ	حدیث نمبر ۸۱
۵)عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ	حدیث نمبر ۸۱
۶)براء بن عازب رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۸۱

حدیث نمبر ۸۲

اسماء	تذکرہ
۱)اسحٰق بن منصور	حدیث نمبر ۸۲
۲)یحییٰ بن سعید القطان	حدیث نمبر ۴۲
۳)ھشام بن عروہ	حدیث نمبر ۸۲
۴)ابی	حدیث نمبر ۵۳
۵)بُسرۃ بنت صفوان	حدیث نمبر ۸۲

حدیث نمبر ۸۳

اسماء	تذکرہ
۱)ابواسامہ	حدیث نمبر ۶۶
۲)ھشام بن عروہ	حدیث نمبر ۸۲
۳)ابیہ	حدیث نمبر ۵۳
۴)مروان	حدیث نمبر ۸۳
۵)بُسرۃ	حدیث نمبر ۸۲

حدیث نمبر ۸۴

اسماء	تذکرہ
۱)ابوزناد	حدیث نمبر ۸۴
۲)عروہ	حدیث نمبر ۵۳
۳)بُسرہ	حدیث نمبر ۸۲

حدیث نمبر ۸۵

اسماء	تذکرہ
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)ملازم بن عمرو	حدیث نمبر ۸۵
۳)عبداللہ بن بدر	حدیث نمبر ۸۵
۴)قیس بن طلق بن علی الحنفی	حدیث نمبر ۸۵
۵)ابیہ(طلق بن علی)	حدیث نمبر ۸۵

حدیث نمبر ۸۶

اسماء	تذکرہ
۱)قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲)ھناد	حدیث نمبر ۱
۳)ابوکریب	حدیث نمبر ۲۲
۴) احمد بن منیع	حدیث نمبر ۵۶
۵)محمود بن غیلان	حدیث نمبر ۳
۶)ابوعمار	حدیث نمبر ۸۶
۷)وکیع	حدیث نمبر ۱
۸)اعمش	حدیث نمبر ۱۳
۹)حبیب بن ابی ثابت	حدیث نمبر ۸۶
۱۰)عروہ	حدیث نمبر ۵۳
۱۱)عائشہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۷

حدیث نمبر ۸۷

اسماء	تذکرہ
۱)ابوعبیدہ بن ابی السفر	حدیث نمبر ۸۷
۲)اسحٰق بن منصور	حدیث نمبر ۸۲
۳)ابوعبیدہ	حدیث نمبر ۱۷
۴)اسحٰق	حدیث نمبر ۲
۵)عبدالصمد بن عبدالوارث	حدیث نمبر ۸۷
۶)ابی (عبدالوارث بن سعید)	حدیث نمبر ۸۷
۷)حسین المعلم	حدیث نمبر ۸۷

اسماء	تذکرہ
۸)یحییٰ بن ابی کثیر	حدیث نمبر ۱۵
۹)عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی	حدیث نمبر ۲۴
۱۰)یعیش بن ولید المخزومی	حدیث نمبر ۸۷
۱۱)ابیہ (ولید بن ھشام)	حدیث نمبر ۸۷
۱۲)معدان بن ابی طلحہ	حدیث نمبر ۸۷
۱۳)ابی درداء	حدیث نمبر ۸۷

حدیث نمبر ۸۸

اسماء	تذکرہ
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)شریک	حدیث نمبر ۱۲
۳)ابی فزارہ	حدیث نمبر ۸۸
۴)ابی زید	حدیث نمبر ۸۸
۵)عبداللہ بن مسعود	حدیث نمبر ۱۸

حدیث نمبر ۸۹

اسماء	تذکرہ
۱)قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲)لیث	حدیث نمبر ۸۹
۳)عقیل	حدیث نمبر ۸۹
۴)زھری	حدیث نمبر ۸
۵)عبیداللہ	حدیث نمبر ۱۷
۶)ابن عباس رضی اللہ عنہما	حدیث نمبر ۳۹

حدیث نمبر ۹۰

اسماء	تذکرہ
۱)نصر بن علی	حدیث نمبر ۲۵
۲)محمد بن بشار	حدیث نمبر ۳
۳)ابواحمد	حدیث نمبر ۹۰
۴)سفیان بن مسروق ثوری	حدیث نمبر ۳
۵)ضحاک بن عثمان	حدیث نمبر ۹۰
۶)نافع یعنی (مولیٰ ابن عمر)	حدیث نمبر ۹۰

اسماء	تذکرہ
۷)ابن عمر رضی اللہ عنہما	حدیث نمبر ۱

حدیث نمبر ۹۱

اسماء	تذکرہ
۱)سوار بن عبداللہ العنبری	حدیث نمبر ۹۱
۲)معتمر بن سلیمان	حدیث نمبر ۹۱
۳)ایوب	حدیث نمبر ۹۱
۴)محمد بن سیرین	حدیث نمبر ۹۱
۵)ابوھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲

حدیث نمبر ۹۲

اسماء	تذکرہ
۱)اسحٰق بن موسیٰ انصاری	حدیث نمبر ۲
۲)معن	حدیث نمبر ۲
۳)مالک بن انس	حدیث نمبر ۲
۴)اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ	حدیث نمبر ۹۲
۵)حمیدہ بنت عبید بن رفاعہ	حدیث نمبر ۹۲
۶)کبشہ بنت کعب بن مالک	حدیث نمبر ۹۲
۷)ابی قتادہ	حدیث نمبر ۱۰

حدیث نمبر ۹۳

اسماء	تذکرہ
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)وکیع	حدیث نمبر ۱
۳)اعمش	حدیث نمبر ۱۳
۴)ابراھیم النخعی	حدیث نمبر ۹۳
۵)ھمّام بن حارث	حدیث نمبر ۹۳
۶)جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۹۳

حدیث نمبر ۹۴

اسماء	تذکرہ
۱)شھر بن حوشب	حدیث نمبر ۳۷
۲)جریر بن عبداللہ	حدیث نمبر ۹۳

حدیث نمبر ۹۵

اسماء	تذکرہ
۱)قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲)ابوعوانہ	حدیث نمبر ۱
۳)سعید بن مسروق	حدیث نمبر ۹۵
۴)ابراھیم تیمی	حدیث نمبر ۱۶
۵)عمرو بن میمون	حدیث نمبر ۹۵
۶)ابی عبداللہ جدلی	حدیث نمبر ۹۵
۷)خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۹۵

حدیث نمبر ۹۶

اسماء	تذکرہ
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)ابوالاحوص	حدیث نمبر ۴۸
۳)عاصم بن ابی النجود	حدیث نمبر ۹۶
۴)زر بن حُبیش	حدیث نمبر ۹۶
۵)صفوان بن عسال	حدیث نمبر ۹۶

حدیث نمبر ۹۷

اسماء	تذکرہ
۱)ابوالولید دمشقی	حدیث نمبر ۲۴
۲)الولید بن مسلم	حدیث نمبر ۲۴
۳)ثور بن یزید	حدیث نمبر ۹۷
۴)رجاء بن حَیوۃ	حدیث نمبر ۹۷
۵)کاتب مغیرہ بن شعبہ	حدیث نمبر ۹۷

حدیث نمبر ۹۸

اسماء	تذکرہ
۱)علی بن حجر	حدیث نمبر ۱۲
۲)عبدالرحمٰن بن ابی زناد	حدیث نمبر ۳۹
۳)ابیہ (عبداللہ بن ذکوان)	حدیث نمبر ۸۴
۴)عروہ بن زبیر	حدیث نمبر ۵۳
۵)مغیرہ بن شعبہ	حدیث نمبر ۲۰

حدیث نمبر ۹۹

اسماء	تذکرہ
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)محمود بن غیلان	حدیث نمبر ۳
۳)وکیع	حدیث نمبر ۱
۴)سفیان بن سعید مسروق ثوری	حدیث نمبر ۳
۵)ابی قیس	حدیث نمبر ۸۵
۶)ھزیل بن شرحبیل	حدیث نمبر ۹۹
۷)مغیرہ بن شعبہ	حدیث نمبر ۲۰

حدیث نمبر ۱۰۰

اسماء	تذکرہ
۱)محمد بن بشار	حدیث نمبر ۳
۲)یحییٰ بن سعید القطان	حدیث نمبر ۴۲
۳)سلیمان تیمی	حدیث نمبر ۶۳
۴)بکر بن عبداللہ مُزنی	حدیث نمبر ۱۰۰
۵)الحسن	حدیث نمبر ۲۱
۶)ابن مغیرہ بن شعبہ	حدیث نمبر ۱۰۰
۷)ابیہ	حدیث نمبر ۲۰

حدیث نمبر ۱۰۱

اسماء	تذکرہ
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)علی بن مسہر	حدیث نمبر ۱۰۱
۳)اعمش	حدیث نمبر ۱۳
۴)حکم بن عبداللہ	حدیث نمبر ۱۰۱
۵)عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ	حدیث نمبر ۸۱
۶)کعب بن عجرہ	حدیث نمبر ۱۰۱
۷)بلال رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۱۰۱

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۱۰۲	
۱)قتیبہ بن سعید	حدیث نمبر ا
۲)بشر بن المفضل	حدیث نمبر ۲۵
۳)عبدالرحمٰن بن اسحٰق	حدیث نمبر ۱۰۲
۴)ابی عبیداللہ بن محمد بن عمار بن یاسر	حدیث نمبر ۱۰۲
۵)جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۹
حدیث نمبر ۱۰۳	
۱)ھناد	حدیث نمبر ا
۲)وکیع	حدیث نمبر ا
۳)اعمش	حدیث نمبر ۱۳
۴)سالم بن ابی الجعد	حدیث نمبر ۱۰۳
۵)کریب	حدیث نمبر ۱۰۳
۶)ابن عباس رضی اللہ عنہما	حدیث نمبر ۳۹
۷)میمونہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۶۲
حدیث نمبر ۱۰۴	
۱)ابن ابی عمر	حدیث نمبر ۲۹
۲)سفیان	حدیث نمبر ۳
۳)ھشام بن عروہ	حدیث نمبر ۸۲
۴)ابیہ	حدیث نمبر ۵۳
۵)عائشہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۷
حدیث نمبر ۱۰۵	
۱)ابن ابی عمر	حدیث نمبر ۲۹
۲)سفیان	حدیث نمبر ۳
۳)ایوب بن موسیٰ	حدیث نمبر ۱۰۵
۴)مقبری	حدیث نمبر ۱۰۵
۵)عبداللہ بن رافع	حدیث نمبر ۱۰۵
۶)امّ سلمہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۱۰۵
حدیث نمبر ۱۰۶	
۱)نصر بن علی	حدیث نمبر ۲۵
۲)حارث بن وجیہ	حدیث نمبر ۱۰۶
۳)مالک بن دینار	حدیث نمبر ۱۰۶
۴)محمد بن سیرین	حدیث نمبر ۹۱
۵)ابوھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲
حدیث نمبر ۱۰۷	
۱)اسماعیل بن موسیٰ	حدیث نمبر ۴۵
۲)شریک	حدیث نمبر ۱۲
۳)ابی اسحٰق	حدیث نمبر ۱۷
۴)اسود	حدیث نمبر ۱۰۷
۵)عائشہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۷
حدیث نمبر ۱۰۸	
۱)ابوموسیٰ محمد بن مثنّی	حدیث نمبر ۱۰۸
۲)الولید بن مسلم	حدیث نمبر ۲۴
۳)الاوزاعی	حدیث نمبر ۲۴
۴)عبدالرحمٰن بن قاسم	حدیث نمبر ۱۰۸
۵)ابیہ (قاسم بن محمد)	حدیث نمبر ۱۰۸
۶)عائشہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۷
حدیث نمبر ۱۰۹	
۱)ھناد	حدیث نمبر ا
۲)وکیع	حدیث نمبر ا
۳)سفیان	حدیث نمبر ۳
۴)علی بن زید	حدیث نمبر ۱۰۹
۵)سعید بن مسیّب	حدیث نمبر ۲۴

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۱۱۰	
۱)احمد بن منیع	حدیث نمبر ۵۶
۲)عبداللہ بن مبارک	حدیث نمبر ۲۱
۳)یونس بن یزید	حدیث نمبر ۱۱۰
۴)زُھری	حدیث نمبر ۸
۵)سہل بن سعد	حدیث نمبر ۱۱۰
۶)ابّی بن کعب	حدیث نمبر ۵۷
حدیث نمبر ۱۱۱	
۱)احمد بن منیع	حدیث نمبر ۵۶
۲)ابن مبارک	حدیث نمبر ۲۱
۳)معمر	حدیث نمبر ۱۵
۴)زُھری	حدیث نمبر ۸
حدیث نمبر ۱۱۲	
۱)علی بن حجر	حدیث نمبر ۱۲
۲)شریک	حدیث نمبر ۱۲
۳)ابی جحاف	حدیث نمبر ۱۱۲
۴)عکرمہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۶۵
۵)ابن عباس رضی اللہ عنہما	حدیث نمبر ۳۹
حدیث نمبر ۱۱۳	
۱)احمد بن منیع	حدیث نمبر ۵۶
۲)حماد بن خالد الخیاط	حدیث نمبر ۱۱۳
۳)عبداللہ بن عمر	حدیث نمبر ۱۱۳
۴)عبیداللہ بن عمر	حدیث نمبر ۱۱
۵)قاسم بن محمد	حدیث نمبر ۱۰۸
۶)عائشہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۷

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۱۱۴	
۱)محمد بن عمرو السواق البلخی	حدیث نمبر ۱۱۴
۲)ھشیم	حدیث نمبر ۱۱۴
۳)یزید بن ابی زیاد	حدیث نمبر ۱۱۴
۴)محمود بن غیلان	حدیث نمبر ۳
۵)حسین الجعفی	حدیث نمبر ۱۱۴
۶)زائدہ	حدیث نمبر ۱۱۴
۷)یزید بن ابی زیاد	حدیث نمبر ۱۱۴
۸)عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ	حدیث نمبر ۸۱
۹)علی رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۴۴
حدیث نمبر ۱۱۵	
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)عبدہ	حدیث نمبر ۱۱
۳)محمد بن اسحٰق	حدیث نمبر ۹
۴)سعید بن عبید ھو ابن سباق	حدیث نمبر ۱۱۵
۵)ابیہ (عبید بن السباق)	حدیث نمبر ۱۱۵
۶)سہل بن حنیف	حدیث نمبر ۱۱۵
حدیث نمبر ۱۱۶	
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)ابو معاویہ	حدیث نمبر ۱۶
۳)اعمش	حدیث نمبر ۱۳
۴)ابراھیم	حدیث نمبر ۱۶
۵)ھمام بن الحارث	حدیث نمبر ۹۳
۶)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۷

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۱۱۷	
۱) احمد بن منیع	حدیث نمبر ۵۶
۲) ابو معاویہ	حدیث نمبر ۱۶
۳) عمرو بن میمون بن مہران	حدیث نمبر ۹۵
۴) سلیمان بن یسار	حدیث نمبر ۱۱۷
۵) عائشہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۷
حدیث نمبر ۱۱۸	
۱) ھناد	حدیث نمبر ۱
۲) ابو بکر بن عیاش	حدیث نمبر ۱۱۸
۳) اعمش	حدیث نمبر ۱۳
۴) ابی اسحٰق	حدیث نمبر ۱۷
۵) اسود	حدیث نمبر ۱۰۷
۶) عائشہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۷
حدیث نمبر ۱۱۹	
۱) ھناد	حدیث نمبر ۱
۲) وکیع	حدیث نمبر ۱
۳) سفیان	حدیث نمبر ۳
۴) ابی اسحٰق	حدیث نمبر ۱۷
حدیث نمبر ۱۲۰	
۱) محمد بن مثنّی	حدیث نمبر ۹
۲) یحیٰی بن سعید	حدیث نمبر ۴۲
۳) عبید اللہ بن عمر	حدیث نمبر ۱۱
۴) نافع	حدیث نمبر ۹۰
۵) ابن عمر رضی اللہ عنہما	حدیث نمبر ۱
۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵۵

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۱۲۱	
۱) اسحٰق بن منصور	حدیث نمبر ۸۲
۲) یحیٰی بن سعید القطان	حدیث نمبر ۴۲
۳) حمید الطویل	حدیث نمبر ۱۲۱
۴) بکر بن عبد اللہ مُزنی	حدیث نمبر ۱۰۰
۵) ابی رافع	حدیث نمبر ۱۲۱
۶) ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲
حدیث نمبر ۱۲۲	
۱) ابن ابی عمر	حدیث نمبر ۲۹
۲) سفیان بن عُیینہ	حدیث نمبر ۳
۳) ھشام بن عروہ	حدیث نمبر ۸۲
۴) ابیہ (عروہ بن زبیر)	حدیث نمبر ۵۳
۵) زینب بنت ابی سلمہ	حدیث نمبر ۱۲۲
۶) ام سلمہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۱۰۵
حدیث نمبر ۱۲۳	
۱) ھناد	حدیث نمبر ۱
۲) وکیع	حدیث نمبر ۱
۳) حُریث	حدیث نمبر ۱۲۳
۴) شعبی	حدیث نمبر ۱۸
۵) مسروق بن الاجدع	حدیث نمبر ۱۲۳
۶) عائشہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۷
حدیث نمبر ۱۲۴	
۱) محمد بن بشّار	حدیث نمبر ۳
۲) محمود بن غیلان	حدیث نمبر ۳
۳) ابو احمد الزبیری	حدیث نمبر ۹۰
۴) سفیان	حدیث نمبر ۳

اسماء	تذکرہ
۵)خالد الحذا	حدیث نمبر ۱۲۴
۶)ابوقلابہ	حدیث نمبر ۱۲۴
۷)عمرو بن بجدان	حدیث نمبر ۱۲۴
۸)ابوذر رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۱۲۴

حدیث نمبر ۱۲۵

اسماء	تذکرہ
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)وکیع	حدیث نمبر ۱
۳)عبدہ	حدیث نمبر ۱۱
۴)ابومعاویہ	حدیث نمبر ۱۶
۵)ھشام بن عروہ	حدیث نمبر ۸۲
۶)ابیہ (عروہ بن زبیر)	حدیث نمبر ۵۳
۷)عائشہ رضی اللہ عنھا	حدیث نمبر ۷

حدیث نمبر ۱۲۶

اسماء	تذکرہ
۱)قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲)شریک	حدیث نمبر ۱۲
۳)ابی یقظان	حدیث نمبر ۱۲۶
۴)عدی بن ثابت	حدیث نمبر ۱۲۶
۵)جدہ	حدیث نمبر ۱۲۶

حدیث نمبر ۱۲۷

اسماء	تذکرہ
۱)علی بن حُجر	حدیث نمبر ۱۲
۲)شریک	حدیث نمبر ۱۲

حدیث نمبر ۱۲۸

اسماء	تذکرہ
۱)محمد بن بشار	حدیث نمبر ۳
۲)ابوعامر عقدی	حدیث نمبر ۱۲۸
۳)زھیر بن محمد	حدیث نمبر ۱۲۸
۴)عبداللہ بن محمد بن عقیل	حدیث نمبر ۳
۵)ابراھیم بن محمد بن طلحہ	حدیث نمبر ۱۲۸
۶)عمران بن طلحہ	حدیث نمبر ۱۲۸
۷)حمنۃ بنت جحش رضی اللہ عنھا	حدیث نمبر ۱۲۸

حدیث نمبر ۱۲۹

اسماء	تذکرہ
۱)قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲)لیث	حدیث نمبر ۸۹
۳)ابنِ شہاب	حدیث نمبر ۸
۴)عروہ	حدیث نمبر ۵۳
۵)عائشہ رضی اللہ عنھا	حدیث نمبر ۷

حدیث نمبر ۱۳۰

اسماء	تذکرہ
۱)قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲)حماد بن زید	حدیث نمبر ۶
۳)ایوب	حدیث نمبر ۹۱
۴)ابی قلابہ	حدیث نمبر ۱۲۴
۵)معاذہ	حدیث نمبر ۱۹
۶)حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا	حدیث نمبر ۷

حدیث نمبر ۱۳۱

اسماء	تذکرہ
۱)علی بن حُجر	حدیث نمبر ۱۲
۲)حسن بن عرفہ	حدیث نمبر ۱۳۱
۳)اسماعیل بن عیاش	حدیث نمبر ۱۳۱
۴)موسیٰ بن عقبہ	حدیث نمبر ۳۹
۵)نافع	حدیث نمبر ۹۰
۶)ابن عمر	حدیث نمبر ۱

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۱۳۲	
۱) بندار	حدیث نمبر ۳
۲) عبدالرحمٰن بن مھدی	حدیث نمبر ۳
۳) سفیان	حدیث نمبر ۳
۴) منصور	حدیث نمبر ۲۷
۵) ابراھیم	حدیث نمبر ۱۶
۶) اسود	حدیث نمبر ۱۰۷
۷) عائشہ رضی اللہ عنھا	حدیث نمبر ۷
حدیث نمبر ۱۳۳	
۱) عباس عنبری	حدیث نمبر ۱۳۳
۲) محمد بن عبدالاعلی	حدیث نمبر ۱۳۳
۳) عبدالرحمٰن بن مھدی	حدیث نمبر ۳
۴) معاویہ بن صالح	حدیث نمبر ۵۵
۵) العلاء بن حارث	حدیث نمبر ۱۳۳
۶) حَرام بن معاویہ	حدیث نمبر ۱۳۳
۷) عبداللہ بن سعد	حدیث نمبر ۱۳۳
حدیث نمبر ۱۳۴	
۱) قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲) عبیدہ بن حمید	حدیث نمبر ۱۳۴
۳) اعمش	حدیث نمبر ۱۳
۴) ثابت بن عبید	حدیث نمبر ۱۳۴
۵) قاسم بن محمد	حدیث نمبر ۱۰۸
۶) عائشہ رضی اللہ عنھا	حدیث نمبر ۷

اسماء	تذکرہ
حدیث نمبر ۱۳۵	
۱) بُندار (محمد بن بشار)	حدیث نمبر ۳
۲) یحییٰ بن سعید	حدیث نمبر ۴۲
۳) عبدالرحمٰن بن مھدی	حدیث نمبر ۳
۴) بہز بن اسد	حدیث نمبر ۱۳۵
۵) حمّاد بن سلمہ	حدیث نمبر ۲۷
۶) حکیم الاثرم	حدیث نمبر ۱۳۵
۷) ابی تمیمہ ھُجیمی	حدیث نمبر ۱۳۵
۸) ابوھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲
حدیث نمبر ۱۳۶	
۱) علی بن حُجر	حدیث نمبر ۱۲
۲) شریک	حدیث نمبر ۱۲
۳) خصیف	حدیث نمبر ۱۳۶
۴) مِقسم	حدیث نمبر ۱۳۶
۵) ابن عباس رضی اللہ عنھما	حدیث نمبر ۳۹
حدیث نمبر ۱۳۷	
۱) حسین بن حریث	حدیث نمبر ۱۳۷
۲) مقل بن موسیٰ	حدیث نمبر ۱۳۷
۳) ابوحمزہ سکری	حدیث نمبر ۱۳۷
۴) عبدالکریم بن مالک	حدیث نمبر ۱۳۷
۵) مقسم	حدیث نمبر ۱۳۶
۶) ابن عباس رضی اللہ عنھما	حدیث نمبر ۳۹

اسماء	تذکرہ

حدیث نمبر ۱۳۸

اسماء	تذکرہ
۱)ابن ابی عمر	حدیث نمبر ۲۹
۲)سفیان	حدیث نمبر ۳
۳)ھشام بن عروہ	حدیث نمبر ۸۲
۴)فاطمہ بنت منذر	حدیث نمبر ۱۳۸
۵)اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۱۳۸

حدیث نمبر ۱۳۹

اسماء	تذکرہ
۱)نصر بن علی	حدیث نمبر ۲۵
۲)شجاع بن ولید ابو بدر	حدیث نمبر ۱۳۹
۳)علی بن عبدالاعلی	حدیث نمبر ۱۳۹
۴)ابی سہل	حدیث نمبر ۱۳۹
۵)مُسّہ ازدیہ	حدیث نمبر ۱۳۹
۶)امّ سلمہ رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۱۰۵

حدیث نمبر ۱۴۰

اسماء	تذکرہ
۱)بُندار	حدیث نمبر ۳
۲)ابواحمد	حدیث نمبر ۹۰
۳)سفیان	حدیث نمبر ۳
۴)معمر	حدیث نمبر ۱۵
۵)قتادہ	حدیث نمبر ۱۹
۶)انس رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵

حدیث نمبر ۱۴۱

اسماء	تذکرہ
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)حفص بن غیاث	حدیث نمبر ۱۸
۳)عاصم الاحول	حدیث نمبر ۶۴
۴)ابی متوکّل	حدیث نمبر ۱۴۱
۵)ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۶۶

حدیث نمبر ۱۴۲

اسماء	تذکرہ
۱)ھناد	حدیث نمبر ۱
۲)ابومعاویہ (عباد بن عباد)	حدیث نمبر ۱۴۲
۳)ھشام بن عروہ	حدیث نمبر ۸۲
۴)ابیہ (عروہ بن زبیر)	حدیث نمبر ۵۳
۵)عبداللہ بن ارقم	حدیث نمبر ۱۴۲

حدیث نمبر ۱۴۳

اسماء	تذکرہ
۱)قتیبہ	حدیث نمبر ۱
۲)مالک بن انس	حدیث نمبر ۲
۳)محمد بن عمارہ	حدیث نمبر ۱۴۳
۴)محمد بن ابراھیم	حدیث نمبر ۱۴۳
۵)ام ولد عبدالرحمٰن بن عوف	حدیث نمبر ۱۴۳
۶)ام سلمٰی رضی اللہ عنہا	حدیث نمبر ۱۰۵

حدیث نمبر ۱۴۴

اسماء	تذکرہ
۱)ابوحفص عمرو بن علی الفلاس	حدیث نمبر ۱۴۴
۲)یزید بن زریع	حدیث نمبر ۴۷
۳)سعید	حدیث نمبر ۳۰
۴)قتادہ	حدیث نمبر ۱۴۴
۵)عُزْرہ	حدیث نمبر ۱۴۴
۶)سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی	حدیث نمبر ۱۴۴
۷)ابیہ (عبدالرحمٰن بن ابزی)	حدیث نمبر ۱۴۴
۸)عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲۹

حدیث نمبر ۱۴۵

اسماء	تذکرہ
۱)یحیٰی بن موسیٰ	حدیث نمبر ۲۸
۲)سعید بن سلیمان	حدیث نمبر ۱۴۵

اسماء	تذکرہ
۳)ھشیم	حدیث نمبر ۱۴۰
۴)محمد بن خالد قرشی	حدیث نمبر ۱۴۵
۵)داؤد بن حصین	حدیث نمبر ۱۴۵
۶)عکرمہ	حدیث نمبر ۱۱۲
۷)ابن عباس رضی اللہ عنہما	حدیث نمبر ۳۹

حدیث نمبر ۱۴۶

اسماء	تذکرہ
۱)ابوسعید اشج	حدیث نمبر ۱۴۶
۲)حفص بن غیاث	حدیث نمبر ۱۸
۳)عقبہ بن خالد	حدیث نمبر ۱۴۶
۴)اعمش	حدیث نمبر ۱۳
۵)ابن ابی لیلیٰ	حدیث نمبر ۸۱
۶)عمرو بن مُرّہ	حدیث نمبر ۱۴۶
۷)عبداللہ بن سلمہ	حدیث نمبر ۱۴۶
۸)علی رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۴۴

حدیث نمبر ۱۴۷

اسماء	تذکرہ
۱)ابن ابی عمر	حدیث نمبر ۲۹
۲)سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی	حدیث نمبر ۱۴۷
۳)سفیان بن عیینہ	حدیث نمبر ۳
۴)زُھری	حدیث نمبر ۸
۵)سعید بن مسیب	حدیث نمبر ۲۴
۶)ابوھریرہ رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۲

حدیث نمبر ۱۴۸

اسماء	تذکرہ
۱)سعید عُلیہ	حدیث نمبر ۸
۲)سفیان	حدیث نمبر ۳
۳)یحییٰ بن سعید	حدیث نمبر ۴۲
۴)انس رضی اللہ عنہ	حدیث نمبر ۵

میں نے ابواب الطہارہ کے رواۃ پر کام جمعرات کو شروع کیا تھا اور آج ہفتہ کو 11:00 بجے مکمل کر دیا ہے۔

محمد ارشد القادری

30 مارچ 2012ء

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

The First Comprehensive Urdu Explanation of Jamai-al-Tirmazi in Indo-Pak Sub-Continent

Fuyūd-al-Nabī
Sharah
Jamā-al-Tirmazī

Explanator

Fazīlat-al-Sheikh, Muftī

Muhammad Arshad al Qadrī

Sheikh-al-Hadith Rizvia

Islamic University Lahore

Talīm-o-Tarbiȳat Publications

Lahore-Pakistan

برصغیر پاک و ہند میں پہلی جامع اردو شرح ترمذی

فیوض النبی

شرح

جامع الترمذی

جلد دوم

ابواب الطہارۃ حدیث ۵۵ تا ۱۴۸

فضیلۃ الشیخ مفتی

محمد ارشد القادری

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ رضویہ لاہور

تعلیم و تربیت پبلی کیشنز

لاہور۔ پاکستان